دیوان آغا حجو صاحب شرف

تلمیذ رشید حضرت خواجہ حیدر علی آتش

حسب الحکم جناب مستطاب معلی القاب امیر عالیجاہ رئیس
فلک بارگاہ امین الحرم نصیر الملۃ ملک الشعرا امیر الدولہ
عمید الملک دی انریبل سر راجہ محمد
امیر حسن خان صاحب بہادر ممتاز جنگ
کے سی آئی [illegible] سی یو والی ریاست
محمود آباد و ستولی وغیرہ وغیرہ دام اقبالہ
وضاعف اجلالہ

در مطبع جعفری لکھنو نخاس جدید مطبوع گردید

و قدر دانانِ کلام کی خدمت مین بصد ادب عرض پرداز ہے کہ یہ دیوان جو بصد جستجو فراہم کرکے ملک کے سامنے پیش کیا جاتا ہے میر حیات الدین صاحب عرف اچھے میان مغفور کا ہے جو اپنا تخلص صافؔ رکھتے تھے۔ مرحوم جمع الکمالات قدوۃ السالکین شیخ العارفین کاشف علوم معقول و منقول واقف رموزِ فروع و اصول مشہورِ زمانہ اُستاذ الاساتذہ افسر الشعرا حضرت مولانا مولوی حافظ میر شمس الدین محمد صاحب فیضؔ علیہ الرحمہ کے فرزند رشید ہین۔ جن کا نامِ نامی دکن مین مثل آفتابِ درخشان کے منور ہے اور جن کے فیض سے ملکِ دکن کے نامی گرامی شعرا نے کمال حاصل کیا ہے۔ حضرتِ موصوف کا فیضِ باطنی و روحانی مُردہ دلونکو زندہ کرنے والا تھا اور فیضِ سخن نے نہین معلوم کتنے شاعر دکن مین بنا دئیے حق تو یہ ہے کہ جو کچھ شعر و سخن کا چرچا ملکِ دکن مین ہوا ہے اس کے بانی اور سرگروہ حضرت فیض علیہ رحمہ ہین۔ میرے والد ماجد نواب مشرف جنگ بہادر سالانہ مشاعرہ اسی یادگار مین بہ تقریب عرس مبارک منعقد کیا کرتے ہین۔ جس کا شہرہ دکن سے ہندوستان تک ہے۔ ایسا نامی سالانہ مشاعرہ اس زمانے مین کوئی نہین ہوتا چنانچہ اسکا گلدستہ بھی شایع ہوا کرتا ہے۔

الغرض صافؔ صاحب ایسے باکمال شاعر کے خلف رشید ہین کہ انکو

بسم اللہ الرحمن الرحیم
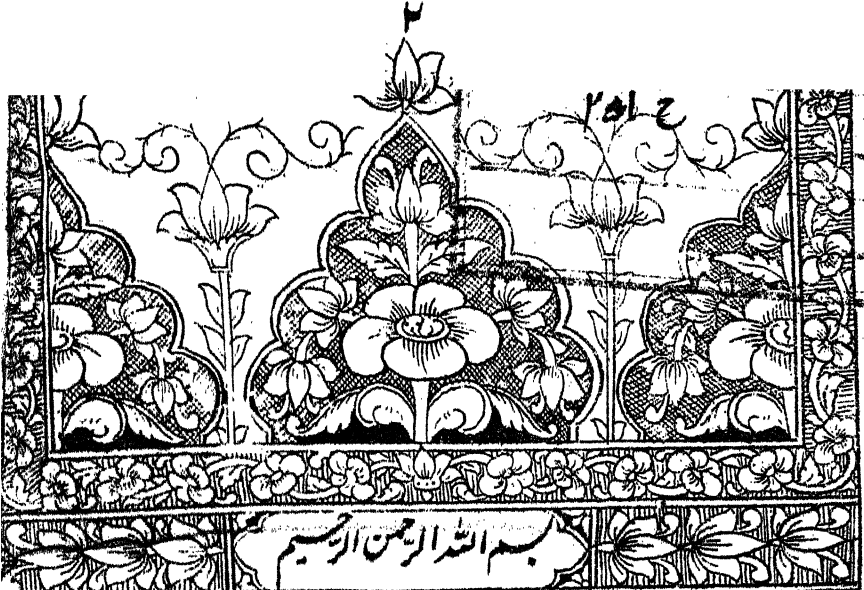
دل سے نہ ہوا خواہ چمن کا نہ صبا کا
قائل ہو نہیں توحید و رسالت کی ثنا کا
دشمن ہے وہ اللہ و رسول دوسرا کا
جس شب کو وہ آتے ہیں مراد اتی ہے دل کی
ہادی ہے تو وہ ہے مرا مرشد ہے تو وہ ہے
سوتا ہے پڑا ملک خموشان مین جو لشکر
اے دل نہ حسینوں سے رکھ اشفاق کی آس
مرغوب جو ہے پردہ نشینان جہان کو
بو اوسکی سونگھا کر مجھے دیوانہ کیا ہے
راحت بھی ہے ایذا بھی ہے منزل میں غم کی
لکھا ہے جو تقدیر مین ہوگا وہی اے دل
آئے جو عیادت کو تو وہ کہگئے ہمسے
قاتل کو مرے روک لیا پاؤن پہ گر کر
دنیا سے اوٹھونگا تو وہان جا کے رہونگا

خواہان یہ شگوفہ ہے فقط تیر
امت مین محمد کی ہون بندہ ہو
قائل نہین ہوتا جو نصیری کی خ
کھلتا ہے شب قدر کو دروازہ
پیرو ہو نہین تیرے در دولت
یہ قافلہ گشتہ ہے تیری
بے رحم یہ ہین انکی نہین رسم
اسواسطے رہتا ہے چھپا رنگ
طرفہ یہ شگوفہ ہے گلستان کی
اے یار وجیزہ یہ ہے یہان
شرمندہ نہ کرنا مجھے تو دس
باتین کرو مرنے کی نہ تو تام
مین بچ گیا احسان ہوا لطف
انسان تو کیا ہے نہ گذر ہو

اعجاز مسیحا کو نہین دھیان ... دم بھرتے ہین جو لوگ ترے ناز و ادا کا

...ں توڑنے مین تیر نظر سے جو نہ چوکے
کیون اسے شرف ایسے قدر انداز کو تیا کا

دم جسے مسیحا کو بتا یاد ہن ایسا
موسی کو جواب ایک دیا کم سخن ایسا

نکلا قدر انداز دہ ناوک فگن ایسا
قدمون پہ گرا تیر پہ لپکا ہرن ایسا

روپوش قیامت ہوئی رفتار سے اونکی
آغاز جوانی نے سکھایا چلن ایسا

فردوس سمجھکر ترے کوچے مین مرے ہین
حلہ بھی خجل ہو ہمین دینا کفن ایسا

بالی بھی چھپا کو اسنے کی حاجت نہین باقی
رویا ہی مری قبر پر اک گورکن ایسا

اللہ نے قدرت کے مرقع مین اوتارا
زیبا ہوا یوسف کو پھٹا پیرہن ایسا

...ر دو عالم مین نظر آیا تو نہین ہے
معشوق ملا ہے مجھے گل پیرہن ایسا

...دن کے مرقع مین دکھا دے مجھے کوئی
آنکھ ایسی رخ ایسا کمر ایسی دہن ایسا

ہے ترے گنج شہیدان سے یہ آواز
کھیت ایسے پڑینگے نہ پڑا ہوگا رن ایسا

...ت نکلنے لگی لیلا کی سواری
دل حیب ہوا قیس کے رہنے سے بن ایسا

...ی تربت پہ درود آکے پڑھینگی
گلرنگ ہی زخمون کے لہو سے کفن ایسا

...رتا ہے تعشق کا ریاضی
کا حل نہین ہوتا ہے یہ مشکل ہی فن ایسا

...ے مری قبر پہ رکھ رکھ کے یہ بولے
فردوس مین دیکھا تو نہوگا چمن ایسا

...در جو تھا گلشن فردوس جہان مین
اے بیوطنی تو نے چھڑایا وطن ایسا

...ت مین بھی ہر دم مجھے آجاتی ہی ہچکی
کرتی ہے مجھے یاد تری انجمن ایسا

...ہے یہی پہنے ہوئے حشر مین ای قبر
دھبا نہ لگے رکھیو ہمارا کفن ایسا

...ہ ہر خاک شہیدون کی تمہارے
ہوتا نہین خوشرنگ غبار چمن ایسا

...ت محبت ہی کہین کا نہین رہتا
اس راہ مین لٹتا ہی غریب الوطن ایسا

بوسے کے بہانے سے زبان اوسنے کتر لی
کیا تمنے شرف منہ سے نکالا سخن ایسا

جلاتے ہین تجھے اے دل یہ شمع رو کیا کیا
تڑ[illegible]ے کرتا ہے ضبط تو کیا کیا

بڑا تو ہے یہ مزا تجھکو عشقبازی کا
تو دیکھ لیجیو [illegible] دل سے لٹے گا تو کیا کیا

جہان مین حسن پرستون کی جان لینے کو
نکھر نکھر کے نکلتے ہین [illegible]و کیا کیا

گذر ہوا نہ یہان تک ہزار سر ٹپکا
صبا نے کی مرے صحرا کی جستجو کیا کیا

ٹپک ٹپک کے کہین گل بنا کہین لالہ
چمن مین رنگ نہ لایا مرا لہو کیا کیا

سما گئی ہے گلون مین بدھی ہے غنچون مین
چمن مین یار کی بس بس گئی ہی بو کیا کیا

تجھی کو خوب یہ اے بے نیاز روشن ہی
کہ میرے دل نے تری کی ہے آرزو کیا کیا

لہو مرا نہین چھٹتا ہے اونکے دامن سے
چھپا چھپا کے وہ کرتے ہین شست و شو کیا کیا

گلے پہ کھینچ کے رکھ دی جو تیغ قاتل نے
خوشی مین آن کے پھولی رگ گلو کیا کیا

چمن مین دھیان جب آیا ہے زلف پیچان کا
ہوئی ہے روح پریشان برنگ بو کیا کیا

لپٹ لپٹ گئے مجھسے وہ میرے رونے پر
خدا نے میری بڑھائی ہے آبرو کیا کیا

کیا جو دشت جنون شدومد سے مجنون نے
صبا نے دھوم اوڑائی ہے چار سو کیا کیا

ہوس مین دیدہ کی خودرفتگی کے عالم مین
الجھا رہی ہے مرے دل کو آرزو کیا کیا

ملا ہے خاک مین نیرنگ جب گلستان کا
صبا نے خاک اوڑائی ہے کو بکو کیا کیا

زبان جو اونکی شرف نشہ مین بہکتی ہے
مزے مزے کی وہ کرتے ہین گفتگو کیا کیا

پھڑک کے جان نہ دیتا تو آہ کیا کرتا
قفس سے اور نکلنے کی راہ کیا کرتا

خدا کو ظلم کا انکے گواہ کیا کرتا
ستمگرون سے مین نیچی نگاہ کیا کرتا

کیا تھا پہلے پہل امتحان قاتل نے
طلب مین تیغ دودم سے پناہ کیا کرتا

دہان زخم نے ثابت مری شہادت کی
زبان سے دیکے گواہی گواہ کیا کرتا

امیدوار کیا ہے خدا کی رحمت نے
اب اس سے بڑھ کے رسائی گناہ کیا کرتا

بہار باغ کو وہ سبزہ رنگ کہتا ہے
چمن مین جاکے مین سیر گیاہ کیا کرتا

چراغ گل نہ سمجھتا تو کیا سمجھتا مین
جگر کے داغ پر اور اشتباہ کیا کرتا

ترا ہی کام ہے اے یار گھر بنا لینا
پرائے دل مین کوئی اور راہ کیا کرتا

خدا کے گھر سے اوسے جبکہ داد ملتی ہی
دہائی دیکے ترا داد خواہ کیا کرتا

نہوتی شمع امید نجات اگر روشن
خدا ہی جانے یہ روز سیاہ کیا کرتا

خدا ہی دیکھ رہا تھا اذیت شب ہجر
بھلا مین اور کسیکو گواہ کیا کرتا

چھُری پھرا کے کلیجے پر اُف نہ کی مین نے
نگاہ جھپتی قاتل سے آہ کیا کرتا

تمھاری بزم مین پروانہ بن کے آتا مین
بھلا مری کوئی مسدود راہ کیا کرتا

گلے کو گھونٹ کے ظالم نے ذبح کر ڈالا
جگر مسوس لیا مین نے آہ کیا کرتا

ترے ذقن مین پتا بھی نہ ملتا یوسف کا
خدا ہی جانے اوبل کر یہ چاہ کیا کرتا

چمن اوجاڑ سلطنت سے ہی عشقبازون کا
یہان کی سیر کوئی کجکلاہ کیا کرتا

ہمیشہ قیس نے دستار پانون پر رکھی
شرف کے سامنے وہ کجکلاہ کیا کرتا

جھٹپٹا وقت ہے بہتا ہوا دریا ٹھہرا
صبح سے شام ہوئی دل نہ ہمارا ٹھہرا

عاشقون مین دہن یار کا شیدا ٹھہرا
مین وہ بلبل ہون ہزارون مین جو عنقا ٹھہرا

جان پر بنگئی یار اوٹھ جو گیا پہلو سے
پھر نہ تھامے سے تھما دل نہ کلیجا ٹھہرا

شوق دیدار مین آہون کی جو آندھی آئی
اوڑ گیا صورت گلبرگ نہ پردا ٹھہرا

داغ اے قیس چڑھا دونگا تری تربت پہ
موسم گل مین ذرا بھی جو یہ سودا ٹھہرا

دل کو طاقت ہوئی امید ہوئی بچنے کی
میری بالین پہ جو دم بھر وہ مسیحا ٹھہرا

یار کے دزد حنا نے وہ ترقی پکڑی ہی
داغ حسرت سے بھی کمتر ید بیضا ٹھہرا

دم نکل لے تو چھُری روکیو او اے قاتل
سانس ہے تجھ مین ابھی ہاتھ نہ اپنا ٹھہرا

ہمتو سمجھے تھے چمن مین گل سرخ افتادہ
جب کیا غور تو بلبل کا کلیجا ٹھہرا

اپنے کوچے مین جگہ دی نہ پڑا رہنے دیا
ہائے افسوس غریب وطن کو صحرا ٹھہرا

مجمع حشر سے مقصود جو دریافت کیا
کوئی سودائی تمھارا کوئی شیدا ٹھہرا

ریاض ہے سوز تنفس کی دوا پر راضی
ہون وہ بیمار کہ دمساز مسیحا ٹھہرا

کیا مرا زخم جگر دیکھتے ہو جھک جھک کر
ہو گیا کام مرا تمکو تماشا ٹھہرا

آج دنیا مین ہین کل روح کریگی پرواز
یہ سکونت تو نہ ٹھہری یہ بسیرا ٹھہرا

کام آجا مرے اے داغ جگر روشن ہو
روح بھاگے گی جو تربت مین اندھیرا ٹھہرا

برسون تنقیے کیے سیکڑون ہی فصدین لین
خاک چھانی نہ ٹھہرنا تھا نہ سودا ٹھہرا

اے شرف تمسے نکیرین نے کیا پرسش کی
فیصلہ قصۂ دنیا کا کہو کیا ٹھہرا

کس دن ہمارے گھر مین وہ بے نقاب ہوگا
بیت الشرف مین مہمان کب آفتاب ہوگا

بہتر ہے گر خزان کا گل پر عتاب ہوگا
زہرہ جو آب ہوگا وہ بھی گلاب ہوگا

باقی ہے وصل کی شب ہر دغدغہ ابھی سے
تڑکے ہمارے دل کو کیا اضطراب ہوگا

دیکھینگے جاکے جسدن جلوہ عروس گل کا
اپنے ہی سر پڑا وسدن چتر سحاب ہوگا

کیا منھ ہی کر سکے جو اوسکے دہن کی باتین
بھولا ہے سکر اگر غنچہ خراب ہوگا

آخر ہی وصل کی شب منھ پر سے ہاتھ اوٹھاؤ
کب تک یہ شرم ہوگی کب تک حجاب ہوگا

دل جسکے تذکرے پر سوجان سے شیفتہ ہی
کیا شکل اوسکی ہوگی کیا شباب ہوگا

میرا نہ ذکر کرنا اوس گل سے ای صبا تو
نازک مزاج ہے وہ تہییج عتاب ہوگا

بلبل کی بیکسی پر غنچے لہو رستے ہین
صیاد اوسے اوڑا دے تجھکو ثواب ہوگا

بو زلف کی ہوا سے جسدن ختن مین پہونچی
نافے سے پھر نہ سرکش یون مشکناب ہوگا

خلقت خدا کی ایدل معلوم ہی ہنوگی
اک روز اس جہان مین وہ انقلاب ہوگا

بھونا ہے کس مزے سے تمنے نمک چھڑک کر
کیا میرے دل سے بڑھکر ریان کباب ہوگا

عقبی بھی پاک کردی دیوانے پن نے میرے
ہوگا حساب ہوگا جس سے حساب ہوگا

جسنے کہا شرف کو تمنے ڈبو یا خون مین
ہنسکر لگے وہ کہنے حضرت شہاب ہوگا

چراغ شاعری آتش کے سامنے گل تھا
بس ایک گلشن ایجاد مین وہ بلبل تھا

ہمارے زخم جگر مین وفا کی خوشبو تھی
عجیب رنگ و عجائب بہار کا گل تھا

میرے جلانے کو تو نے یہ کیا کیا صیاد
ادھی کو پھونک دیا جس قفس میں بلبل تھا

ہلا رہا تھا کوئی دل لرزتی تھیں شمعیں
شب فراق میں کیا صبحدم تزلزل تھا

جکڑ رہی تھی جو مجھ بے نوا کو زنجیر
جہان میں چار طرف ہای ہاے کا غل تھا

وہ دلفریب تھی خوشبو کسی کے جوڑے کی
مہک سے حال یہ تھا مشک نافہ بالکل تھا

ازل کے روز جو بٹتے تھے نعمت دنیا
ہماری روح وہاں تھی جہاں توکل تھا

سُلا کے گور میں محشر کو بھی نہ چونکایا
میری طرف سے انھیں کسقدر تغافل تھا

لہو کا رنگ حنا کے جو آب و گل میں ہے
کسی شہید سے شاید اسے توسل تھا

یہ کیوں چراغ سحر لٹ گیا یہ کیا گذری
وہ اب کہاں ہے جو پروانوں کا تجمل تھا

چمن میں خانۂ صیاد سے اوڑا لایا
دکھائی بھی نہ دیا جس قفس میں بلبل تھا

جلا رہا تھا جو شب کو چراغ میں صیاد
یہ بلبلوں کا لہو تھا کہ روغن گل تھا

نہیں ہے قبر سلیمان پر اب تو چیونٹی بھی
خدا کی شان تھی کیسا اوج کیا تجمل تھا

شرف کا زلف دل آویز پر جو دل آیا
اوڑا کی خاک وہاں جس چمن میں سنبل تھا

ہزار طرح کی آفت ہے جان پر لینا
یہ دل لگی نہیں پریوں سے انس کر لینا

قریب مرگ ہوں للہ آئینہ رکھدو
گلے سے میرے لپٹ جاؤ پھر نکھر لینا

نیاز مند سے کیا بے نیازی کرتے ہو
جو غیر آئے تو اوس سے غرور کر لینا

شبیہ خاص یہ نوک مژہ کی ہے اے دل
چھڑا کے ہاتھ رگ جان پہ نیشتر لینا

دعا کو ہاتھ میں اس شرم سے اوٹھاتا ہوں
کروں جو عرض تو اوسکو قبول کر لینا

بیان کروں جو میں درد جگر سر محفل
سب اپنے اپنے کلیجے پہ ہاتھ دھر لینا

ازل سے حسن پرستی کا ذوق ہے ہمکو
کوئی حسین ہو ہمیں چار روز مر لینا

وہ ہنس کے کہتے ہیں بوسہ طلب جو کرتا ہوں
لے آج رات کو جی بھر کے پیار کر لینا

تلا ملی ہے انھیں کس سبب سے اے فصاد
کھلے جو فصد تو خون دل و جگر لینا

محل یار تک اے دل خدا جو پہونچا دے
جگہ نشست کو گر پڑ کے قرب در لینا

کرینگے اونکو بھی مرتے دم وصیت ہم ۔ ہمارا سوگ نہ رکھنا بناو کر لینا
خدا جو سلطنت حسن دے جوانی مین ۔ تو یار ہم سے غریبون کی بھی خبر لینا
گذر جو عالم ارواح سے ہو دنیا مین ۔ خیال گور بھی رکھنا جو کوئی گھر لینا
شرف کسی مین تو بو باس یار کی ہوگی ۔ بہار آنے دو دامن گلون سے بھر لینا

حنا مل کر کف رنگین جو اے غنچہ دہن دھونا ۔ اوسی پانی سے زخم دل مرا بھی جان من دھونا
نکھرتا عطر مل لینا ملا کر خاک مین مجھکو ۔ منگا کر پھول کھچوا کر گلاب اپنا بدن دھونا
کسی اہل ہوس کا دل جو نکلے گر کے سینے سے ۔ طہارت کے لیے تم آب زمزم سے ذقن دھونا
شہیدان ادا سے اوسکے حورین آکے کہتی ہین ۔ چلو تم آب کوثر سے یہ اپنا پیرہن دھونا
پری سی زلف کا دھوؤن یہ سب کچھ چھوڑ جائی ۔ کوئی سودائی آ نکلے تو اوسکا تن بدن دھونا
یہی روز ازل سے شغل ہے ابر بہاری کو ۔ گلون کے پیرہن دھونا زمین ہر چمن دھونا
جن اوزارون سے کھودا چاہتا ہی قبر بلبل کی ۔ گلاب قسم اول سے اونھین ای گورکن دھونا
سحر دم آکے وہ گلرو نفاست تیری دیکھیگا ۔ ذرا اچھی طرح شبنم سے منھ اے یاسمن دھونا
ہزارون عاشقون کے ہاتھ دھلوائیگا جان تن ہر ۔ ادا سے منھ یہ دھوتا ناز سے نازک دہن دھونا
وہ ہی عیسی نفس آب حیات اوسکا پسینا ہی ۔ میسر آئے تو مردون کا تن بدن دھونا
نہ رہنے پائے ای ابر بہاری داغ تک سینے مین ۔ برس کر باغ مین لالے کا ایسا پیرہن دھونا
لہو مجھ باوفا کا ہی یہ پانی سے نہ چھوٹے گا ۔ اسی گلنار ہی رکھنا نہ فرش انجمن دھونا
[illegible] رد ہی جب سر پہ شمشیر ہو جائے ۔ گلا اسکا مری اشکون سے ای ناوک فگن دھونا
اوڑا دے چین تک موج صبا شہرت نہانے کی ۔ بہاتا مشک کا دریا جو زلف پرشکن دھونا
ہمارے خون کی چھینٹین تڑپنے مین جو پڑ جائین ۔ کسی کے آنسوؤن سے دامن اپنا تیغ زن دھونا
پہاڑون پر صدا فرہاد کی تربت سے آتی ہی ۔ یہان تو ہاتھ اپنی جان سے ای کوہکن دھونا
کبھی تو ای شرف دریائے رحمت موجزن ہوگا ۔ لحد سے تم بھی اوٹھ کر گرد آلودہ کفن دھونا

صبر و شکیب کا تحمل نہو سکا
قابو مین اپنے مجھسے مرا دل نہو سکا

مجنون سے چاک پردۂ محمل نہو سکا
تھا دل دریدہ کام تھا مشکل نہو سکا

افسوس ہے کہ تجھسے مین بسمل نہو سکا
اتنا سا میرا کام بھی قاتل نہو سکا

کیا کیا چمن کو جستجو کا بہار نے
ایک گل بھی تیرے رنگ مین شامل نہو سکا

ٹکڑے اوڑائے گل کے ہوای بہار نے
لیکن میرے جگر کے مقابل نہو سکا

چرکا ذرا سا دیکے مجھے نیمجان کیا
دو ٹکڑے تجھسے یار مرا دل نہو سکا

پیکان جگر مین رہگئے جسکے وہ بچ گئے
جانب خدنگ ناز کا گھائل نہو سکا

تھا پر بریدہ ٹھوکرین کھا کھا کے مرگیا
چھٹکر قفس سے باغ مین داخل نہو سکا

کھاتے ہی غنچہ دل کا ہمارے ٹھٹھر گیا
افسوس سونگھنے کے بھی قابل نہو سکا

اندیشۂ اجل سے نہ مہلت کبھی ملی
جو لطف زندگی تھا وہ حاصل نہو سکا

چپ ہو گیا سنین جو تری لن ترانیان
کچھ دیکھکر مین دید کا سائل نہو سکا

پہونچا مین جلد اوسکے بلانے سے اسقدر
پردہ بھی درمیان مین حائل نہو سکا

سترہ ہزار بگڑے بہتر طریق مین
دعوی تری خدائی کا باطل نہو سکا

اوچھی چھری پھری تو کیا لے چھری حلال
گردن مروڑ ڈالی جو بسمل نہو سکا

پہونچا تو بارگاہ تک اوس شاہ حسن کے
خلوت سرائے خاص مین داخل نہو سکا

اوس شمع رو کی بزم کا اللہ رے انتظام
پروانہ تک بھی شامل محفل نہو سکا

تربت مین اسقدر تری رحمت کا تھا نزول
پرسش کے واسطے کوئی نازل نہو سکا

کیا سہل روح جسم سے نکلی ہے اے شرف
دشوار امر بھی مجھے مشکل نہو سکا

جمال و جلوہ دکھاتا جو اسے حضور نہ تھا
تو مجھ غریب کو بلوانا کچھ ضرور نہ تھا

قیامت آگئی بے اعتنائی سے تیری
خدائی دعوی تھا ظالم ترا غرور نہ تھا

کیا ہے قاتل عالم شباب نے اوسکو
مزاج یار مین پہلے کوئی فتور نہ تھا

چمن مین تمنے نہ کھینچا تھا کسکو کانٹو مین
لباس باغ مین کس گل کا پور پور نہ تھا

کیا ہے قتل مجھے بیگناہ قاتل نے — خدا گواہ ہے میرا کوئی قصور نہ تھا

وصال خواب تھا دنیا تو بزم حسرت تھی — ہمارا داغ جگر تھا چراغ طور نہ تھا

یہ کسکے جلوے کی تھی روشنی مرے دلمین — وہ کیا تھا پھر جو ترے نور کا ظہور نہ تھا

گناہگار نہوتے جو کوچ کر جاتے — مقام منزل ہستی مین کچھ ضرور نہ تھا

کلیم آپ سے کیا ہمکلام ہو سکتے — بھلا ہوا کہ جو مین حاضر حضور نہ تھا

تری تلاش تھی ہمکو ادھر بھی آنکلے — ارم کا شوق نہ تھا اشتیاق حور نہ تھا

چلے وہ حشر کے دن چال اس قیامت کی — کہ دم بخود تھے سرافیل ہوش صور نہ تھا

ہم اونکے پاس اگر بیٹھتے وہ اوٹھ جاتے — بعید ہم سے نہ یہ تھا وہ اونسے دور نہ تھا

تمھاری دید مین لذت تھی نوشدارو کی — جو تھا وہ جھوم رہا تھا کسے سرور نہ تھا

کھلینگے ابکی ملاقات مین وہ تمسے شرف
حجاب شرم سے چپ تھے اونھین غرور نہ تھا

نیا ستم چمن روزگار مین دیکھا — گلون کو چاک گریبان بہار مین دیکھا

کمال ربط دل بیقرار مین دیکھا — کہ عمر بھر اسی پہلوے یار مین دیکھا

چمن مین دیدۂ بلبل سے اشک خون ٹپکے — جو پھول خاک پہ گرتے بہار مین دیکھا

جہان سے گرد اوڑی میری خاک ساتھ اوڑی — شریک مین نے اسے ہر غبار مین دیکھا

اوسی کی شکل ہمین ہر طرف نظر آئی + — خیال کرکے جدھر انتظار مین دیکھا

ہوا دوچند زلیخا کو عشق یوسف کا — وہ حسن پیرہن تار تار مین دیکھا

دکھا دی نور کی صورت ترے تصور نے — ترا جمال ترے انتظار مین دیکھا

گلون مین جاکے جو دل کی تلاش کی ہمنے — چھدا ہوا اوسے اک نوک خار مین دیکھا

خوشی خوشی ترے قاصد سمجھ کے اوٹھ بیٹھے — ملائکہ کو جو آتے مزار مین دیکھا

لگا دین اور بھی جھنجھلا کے چار تلوارین — ذرا بھی دم جو کسی جان نثار مین دیکھا

مسیح ساری مسیحائی اپنی بھول گئے — ترے مریض کو جب احتضار مین دیکھا

ہزار شکر کہ آج اپنے غنچۂ دل کو — گندھا ہوا ترے پھولون کے ہار مین دیکھا

لٹا دیا اوسے لسد جو خدا نے دیا — یہ حوصلہ ترے امیدوار مین دیکھا

جہان مین عالم ارواح سے جو ہم آئے — خدائی بھر کو ترے اختیار مین دیکھا

ترس گئین میری آنکھین پلک جھپکنے کو — ترا جو رستہ ترے انتظار مین دیکھا

چہار سمت مجھے تو ہی تو نظر آیا — اوٹھا کے آنکھ جدھر انتظار مین دیکھا

عجب مزا ہی کہ راحت ہوئی جو ایذا دی — شرف یہ لطف حسینون کے پیار مین دیکھا

زمانہ شور قیامت سے جابجان اوٹھا — میری نہ آنکھ کھلی اور ایک جہان اوٹھا

تمہارے کشتون نے مقتل کی کیا زمین پکڑی — جہان پڑا نہ زبان سے یہ کاروان اوٹھا

نہ آنے پائی خوشی عمر بھر مرے دل مین — یہان سے داغون کا پھر انہ جابجان اوٹھا

مجھے تو جھانک لیا میرے سامنے نہ ہوئے — حجاب یہ اوٹھ کے بھی پردہ نہ جابجان اوٹھا

شب فراق مین تسکین ہو گئی مجھکو — فسانہ کو جو ترے کہکے داستان اوٹھا

شریک حال ہوئی اوڑکے خاک میری بھی — زمانے بھر مین بگولہ کوئی جہان اوٹھا

کیا ہی تونے جو جو رنگ عشقبازون کو — یہ کیونکر انیہ ترا ہاتھ جابجان اوٹھا

قفس مین دیکھی یہ تاثیر آہ بلبل کی — کہ سرو قد پئے تعظیم باغبان اوٹھا

ضعیف ہو کے زمانے کی ٹھوکرین کھاتا — بھلا ہوا کہ مین دنیا سے نوجوان اوٹھا

دل غریب کو برباد کرکے دم نکلا + — مٹا کے صاحب خانہ کو میہمان اوٹھا

کہا جو یار سے مین نے کہ تجھپہ مرتا ہون — چھری سے کاٹنے ظالم میری زبان اوٹھا

قیامت آئی ہوا آفتاب حشر بلند — گناہگارون کے لشکر کا وہ نشان اوٹھا

چمن مین لیکے جو آیا مرا قفس صیاد — طواف گل کے لیے لیکے باغبان اوٹھا

شکار کرکے مجھے بیٹھے بیٹھے کیا سوجھا — جو چھوک دینے کو وہ تیر کش و کمان اوٹھا

گلون کے غم مین پڑے ہی پڑے لہو تھوکا — بہار آئی نہ جبتک نہ باغبان اوٹھا

ستی یہ شمع ہائی ہی پتنگون کے غم مین — لگی ہی دل کی جو لو سے شرف دھوان اوٹھا

سہل مرنے کی مہم کو بھی مرا دل سمجھا
یہ جفا کش کسی مشکل کو نہ مشکل سمجھا

بوے گل جان جہان روح عنادل سمجھا
تیری نیرنگی کو ہر رنگ مین شامل سمجھا

قبر مین بھی نہ ٹکا دم نہ لیا جنت مین
وہ مسافر ہون کہ منزل کو نہ منزل سمجھا

مر مٹا حسن پرستی مین مشقت کر کے
جان کو جان نہ دل کو مین کبھی دل سمجھا

کیا سمائی اسے دل اوٹھ جو گیا دنیا سے
ایسی گلزار یہ محفل کو نہ محفل سمجھا

دم نکلتا ہی تو ہوتا ہے بری دنیا سے
بیشتر تو اسے نابود نہ غافل سمجھا

شمع محفل کو تری قیس نے لیلی جانا
صبح تک شام سے فانوس کو محمل سمجھا

خاک سے لالہ و گل کے جو ہوئی افزائش
خون اونھین ترے کشتون کا مین شامل سمجھا

جا کے جمعیت محشر جو پریشان دیکھی
عشقبازون کی مین اوجڑی ہوئی محفل سمجھا

روح سے شئے مری قالب سے اوڑا لی اسنے
آج پیک اجل ایسا مجھے غافل سمجھا

بائی رہنے کی اجازت جو در دولت پر
بادشاہت اوسی دیدار کا سائل سمجھا

مار ڈالا مجھے دیدار کا جب وقت آیا
حق جو اثبات کو پہونچا تو وہ باطل سمجھا

کوئی دنیا مین نہین خوف زدہ مجھسا بھی
جسنے دلجوئی بہی کی اوسکو بھی قاتل سمجھا

چودھوین رات کو بخشا جو پڑا دون سے
خواب اس شب کو نہ تو اے مہ کامل سمجھا

ڈھونڈھتے ڈھونڈھتے دریاے کرم کو تیرے
لب کوثر نظر آیا تو مین ساحل سمجھا

دست رنگین نے دیا مجھکو جگر کا دہوکا
پس گیا درد حنا پر تو اوسے دل سمجھا

خاک سرمے کو کیا خوب حنا کو پیسا
نازنینون نے جو اپنا نہین مائل سمجھا

ای شرف حسن پرستی کا مزا تھا مجھکو
دل دیا اوسکو جسے پیار کے قابل سمجھا

ثواب ہوگا لحد مین عذاب کیا ہوگا
ہم اوسکے بندے ہین ہمپر عتاب کیا ہوگا

شمار کون کریگا تمہارے کشتون کا
یہ بے حساب ہین انکا حساب کیا ہوگا

تمام عمر توکل مین صرف کی ہمنے
خطا معاف ہمارا حساب کیا ہوگا

کفن شہید کا میلا نہ کر سکیگی لحد
بھلا بہشت کا حلہ خراب کیا ہوگا

میرے حضور کا محبوب کبریا ہی لقب — اب اس سے بڑھ کے کسیکو خطاب کیا ہوگا
کہین غبار مجھ آوارہ کا نہ بیٹھے گا + — لپٹ کے رو جو رہا ہے سحاب کیا ہوگا
بلائینگے مجھے پردہ اولٹ کے خلوت مین — وہ شوخ چشم ہین اونسے حجاب کیا ہوگا
مجھے نہ بخشینگے پھر آپ کسکو بخشین گے — حساب سے جو بڑھیگا ثواب کیا ہوگا
جلانے والون کا ہرگز نہوگا دل ٹھنڈا — بھلائے آگ پر آنسو کباب کیا ہوگا
جلائے گا نہ بے عشق زندگانے کا — جو دل نہ دینگے تو لطف شباب کیا ہوگا
دھوئین اوڑائیگا روکر رونداہی دل میرا — گھرا کرے جو گھرا ہے سحاب کیا ہوگا
رسائی یار کے گھر تک اگر ہے قسمت مین — خیال کیا ہی کوئی سدباب کیا ہوگا
جہان تباہ ہوا خاک مین ملے دنیا — قیامت آچکی اب انقلاب کیا ہوگا
لہو چھٹے گا تو بو خون کی نہ جائے گی — وہ دھو رہے ہین جو تیغ خوش اب کیا ہوگا
نظر جھپکتے ہی اونکا جو نور چھپتا ہے — یہ حال ہے تو اولٹ کر نقاب کیا ہوگا
فرشتے جائینگے کیا بارگاہ تک اوسکی — سوا بشر کے کوئی باریاب کیا ہوگا

شرف جب آئیگی آواز لن ترانی کی
یہ تم بتاؤ کہ اوسکا جواب کیا ہوگا

جب دل پہ نظر کی سوے گیسو نظر آیا — کیا قبلہ نما ہے کہ جو یکسو نظر آیا
آیا جو تصور تو ترا رو نظر آیا — فی الفور مجھے پیش نگہ تو نظر آیا
سمجھا مین اشارے کا تری آنکھ کے انداز — جب چوکڑی بھرتا کوئی آہو نظر آیا
اوس قاتل عالم کو بہت حشر مین ڈھونڈھا — تھی بھیڑ نہ مجھکو وہ ہلاکو نظر آیا
صورت عجب اس آئینۂ دل نے دکھائی — مشتاق تھے جسکے وہ پریرو نظر آیا
کیا دید کی کرتی ہے ہوس نرگس شہلا — اک دن نہ تری آنکھ مین آنسو نظر آیا
دیکھا جو تمہاری نگہ ناز کا لپکا ❊ — دل کو جو اولٹتا ہے وہ جادو نظر آیا
ہر وقت وہ موجود رہا باغ جہان مین — لیکن نہ کسیکو صفت بو نظر آیا
جس وقت ہم اے یار ترا دم لگے بھرنے — قمری ہی دکھائی دی نہ یاہو نظر آیا

دنیا کا سفید اتو ہوا ہے لہو ایسا
لالہ بھی برنگ گل شبو نظر آیا

قاتل کو مرے قتل سے روکا نہ کسی نے
ہاں پاؤن پہ گرتے ہوئے گیسو نظر آیا

آنکھون مین فقط حسرت دیدار بھری تھی
بینائی عطا کی تو مجھے تو نظر آیا

اے یار ترے جسم کی اسقدر صفائی
اس سمت سے اوس سمت کا پہلو نظر آیا

ہاں شرف روغن گل کھینچ کے مین نے
بلبل کا جو ٹوٹا ہوا بازو نظر آیا

سامنا مرکے ہوا گور کی اندھیاری کا
کوئی پرسان نہین کیا وقت ہے ناچاری کا

حق تعالی سے رہائی کے دعا کرتے ہین
غم حسینون کو بھی ہے میری گرفتاری کا

روئین گے گور کے مردے بھی مری لیت پر
داغ عیسی کو رہیگا مری بیماری کا

روز حشر آکے فرشتون نے جگایا تو کیا
تم جو چونکاتے تو پھر لطف تھا بیداری کا

جانجان دولت دیدار ہے قیمت اسکی
دل ہمارا ہے یہ سودا نہین بازاری کا

ایسے ہی ہوتے ہین دنیا مین مروت والے
کبھی شکوہ نہ کیا تمسے دل آزاری کا

دم نکلنے سے زیادہ بھی نہ ایذا ہوگی
کیا برا وقت ہے کیا امر ہے دشواری کا

عشقبازی مین جو تحلیل ہوا جاتا ہون
ہون دل افسردہ مزا ہے مجھے غمخواری کا

یار کو سلطنت حسن خدا نے دی ہے
حکم عشاق کو ہے جشن کی تیاری کا

دور ہو اؤ مری خاک سے تربت دل کی
پاس یار رود کے کیا کام ہے چنگاری کا

ہے تو اے یار لقب قاتل عالم تیرا
دلربائی کے لیے نام ہے دلداری کا

اے شرف سوء تنفس مین خدا کا دم بھر
چونک غفلت سے یہی وقت ہے ہشیاری کا

تیر نظر سے چھدکے دل افکار ہی رہا
ناسور اسمین صورت سوفار ہی رہا

دنیا سے ہے نرالی عدالت حسینون کی
فریاد جسنے کی وہ گنہگار ہی رہا

سودائیون کی بھیڑ کوئی دم نہ کم ہوئی
ہر وقت گھر مین یار کے بازار ہی رہا

نرگس جو اوس مسیح کی نظرون سے گر گئی
اچھے نہ پھر ہوئے اوسے آزار ہی رہا

گلزار مین ہمیشہ کیے ہمنے چہچہے
صیاد و باغبان کو سدا خار ہی رہا

آئی نہ دیکھنے مین بھی تصویر یار کی
آئینہ درمیان مین دیوار ہی رہا

سرمے سے طور کے بھی نہ کچھ فائدہ ہوا
آنکھون کو انتظار کا آزار ہی رہا

مجنون نے میرا داغ جگر سر پہ رکھ لیا
یہ گل وہ ہے جو طرۂ دستار ہی رہا

کچھ بھی نہ مفسدون کی در اندازیان چلین
اک انس مجھسے اوسنے جو تھا پیار ہی رہا

بولے وہ میری قبر جھروکی جہانک کر
یہ شخص مرکے بھی پس دیوار ہی رہا

ممکن نہ پھر ہوئی قفس گور سے نجات
جو اسمین پھنس گیا وہ گرفتار ہی رہا

عالم مین حسن و عشق کا افسانہ رہگیا
یوسف ہی رہگئے نہ خریدار ہی رہا

صیاد کو کبھی نہ مصیبت نے دی نجات
بلبل کے صبر مین یہ گرفتار ہی رہا

کیا جانے اوس غریب کو کسکی نظر ہوئی
ان انکھڑیون کا شیفتہ بیمار ہی رہا

تو رہگیا فقط ترے سودائی رہگئے
یوسف رہے نہ مصر کا بازار ہی رہا

راحت کسی حسین سے بھی پائی نہ اے شرف
چاہا جسے وہ درپئے آزار ہی رہا

جہان مین حسن پرستون کا کاروان نہ رہا
مٹے ہوؤن کا کہین منزلون نشان نہ رہا

تن ضعیف مین گھبرا کے روح کہتی ہے
ہمارے رہنے کے قابل یہ اب مکان نہ رہا

بہار عشق کے لوٹے جو دل یہ گل کھائے
کھلے وہ گل جنھین اندیشۂ خزان نہ رہا

وہ داغ ہون کہ جو واقف نہین حرارت سے
وہ آگ ہون مین کہ جسمین کبھی دھوان نہ رہا

کہین بھی عالم ارواح سے نہ جاتا مین
تری ہوس نے کشش کی جو مین وہان نہ رہا

زمین مین بھی ہین امانت ہزارہا مردے
گھلا مین زیست مین ایسا کہ استخوان نہ رہا

صفائی قلب کی بھی انتہا ہوئی مجھپر
ہزار داغ چھپایا مگر نہان نہ رہا

لٹا کے ہمکو نہ ٹھہرا شباب کا عالم
کہین کے جب نہ رہے ہم تو میہمان نہ رہا

بسائین کونسا صحرا کدھر کو اوڑ جائین
کہان رہین چمنستان مین آشیان نہ رہا

گلون کے داغ اوٹھائے ستا کے بلبل کو
چمن مین شاد کسی روز باغبان نہ رہا

کہین کا پھر نہین رکھتا ہی یاس کا عالم
بشر کی موت ہی قابو مین دل جہان نہ رہا

جگر کو تاک کے ترکش کئی کیے خالی
خدا کا ڈر بھی اوسے کہینچا گمان نہ رہا

مسیح پوچھنے اوسدم حقیقت آئے ہین
ہمارا حال ہی جب قابل بیان نہ رہا

قفس مین پائی وہ آسائش ای شرف ہمنے
چمن کو بھول گئے یاد آشیان نہ رہا

کیون جنون اسکو ہوا تھا کسکے دیوانون مین تھا
دل ہمارا کونسی محفل کے پروانون مین تھا

وقت کا اپنے سلیمان تھا جو دیوانون مین تھا
کیا کہون میرا گذر کن پریخانون مین تھا

بر ملا محشر مین کہدونگا جو ہوگی باز پرس
مین نہین کچھ جانتا ہون مین تو دیوانون مین تھا

روز محشر سے نہ کم تھا میرے مرنے کا بھی دن
حشر و نشر اپنون مین تھا کہرام بیگانون مین تھا

واہ ری تقدیر ہم جب پہونچے بزم یار مین
شمعین سب گل ہو چکی تھین دم نہ پروانون مین تھا

عشقبازون مین میرے دل کا پتا ملجائیگا
بلبلون مین دن کو ہوگا شب کو پروانون مین تھا

دشت وحشت مین ہماری خاک ہی جب سے تباہ
نام بھی یارو بگولونکا نہ ویرانون مین تھا

جذبۂ الفت کا مین منت کش ہونگا عمر بھر
بالکل اپنا کرلیا اوسکو جو بیگانون مین تھا

ذکر کرتے تھے سلیمان جسکے عشق پاک کا
پیش میرے دل کا اوس تسبیح کے دانون مین تھا

شمع وخاموش تھی بیٹھے تھے آنسو شمع کے
رات کو ماتم ہمارے دل کا پروانون مین تھا

کیا ہی عالی ظرف تھا ساقی ہمارا ای شرف
جام جم چھلکا ہوا اک جسکے پیمانون مین تھا

اللہ رے فروغ رخ لاجواب کا
رونا ہے مہرو ماہ سے جلوہ نقاب کا

آخر سپید لباس ہوا کیون خصاب کا
یارب یہ سوگوار ہے کسکے شباب کا

حسن آئینہ مین دیکھ کے اپنے شباب کا
کھل کھیلینگے وہ نام نہ لینگے حجاب کا

شکل دہان یار تبسم نہو سکا
رہ رہگیا بسورکے غنچہ گلاب کا

کیا شکل ہوگی طاعت پروردگار کی
توبہ سے برخلاف ہی عالم شباب کا

شادابی چمن یہی کہتی ہے صبحدم
شبنم نہین پڑا ہے یہ چھینٹا گلاب کا

دنیا سے ہمکو رنج ضعیفی نے کھودیا — جبتک جئینگے داغ رہیگا شباب کا

حسرت ہی تیرے دامن زین سی جدا نہون — ہوجاؤن سوکھ سوکھ کے تسمہ رکاب کا

محفل مین یار کے جو تڑپتا ہون جاکے مین — پروانے لوٹتے ہین مزا اضطراب کا

دل پر مرے چھڑک کے نمک مرچ یار نے — بھونا ہی کس مزے سے کلیجا کباب کا

چھینٹین پڑی ہین تمپہ جو خون شہید کی — کس کسطرح سے رنگ اوڑا ہی شہاب کا

کس پھول کا درخت لگایا ہی یار نے — مانگا ہے سینچنے کو قرابہ گلاب کا

اک دن جمال اوسکو دکھایا تھا یار نے — اوسدن سے رخ ادھر نہوا آفتاب کا

دل ٹوٹ جائے گا جو یہین حسرتین رہین — ہو جوبن مین پڑکے کون بھروسا حباب کا

چھوڑو حیا و شرم کو آبیٹھو میرے پاس — اوٹھوادو درمیان سے پردہ حجاب کا

جسوقت بیٹھتا ہی نہانے وہ رشک گل — بہتا ہی موج مارکے دریا گلاب کا

تم کہہ رہی ہو راتون کو سوتے تھے اونکے ساتھ
یہ سچ ہے اے شرف کہ بیان ہی یہ خواب کا

نہین ہی رنگ گلون کا بہار سے پیدا — ہوا ہے پرتو روے نگار سے پیدا

گلاب گل سے کشیدہ ہوا خجل ہوکر — وہ بو ہوئی عرق روے یار سے پیدا

کہان قیام شباب اوسط جوانی مین — زوال شمس ہی نصف النہار سے پیدا

پھرو گے کیا تمہین ایسا ہی ہمنے چاہا ہی — تمھارے دل ہین جگہ کی ہی پیار سے پیدا

کبھی نہ حسرت و رقت سی آنکھین واقف تھین — ہوئے یہ روگ تری انتظار سے پیدا

ملیگا خاک مین اک دن طلسم دنیا کا — یہ کارخانہ ہے مشت غبار سے پیدا

ہرا یہ رنگ ہی آفت کا شاخسانہ ہے — کیا ہی ربط گلون نے جو خار سے پیدا

دیا جو یار کو بس کرکے غنچہ دل سے — وفا کی بو ہوئی پھولون کے ہار سے پیدا

اوڑائی خاک جو صحرا مین تیرے وحشی نے — ہزار ہا ہوئین پریان غبار سے پیدا

خدا نے چاہا تو تفریح ہوگی میت کو — ہوا بہشت کی ہوگی مزار سے پیدا

ہوا نہ خود آئینہ اسپر بھی دید کی صورت — ہنوسکی دل بے اختیار سے پیدا

شگفتہ روح کو دل کو بحال کرتی ہے
ہوا وہ ہوتی ہے ابر بہار سے پیدا

چمن میں جا کے جو اوسنے کیا بناؤ شرف
ہزار رنگ کے اک نکھار سے پیدا

عالم میں ہرے ہونگے اشجار جو میں رویا
گلچین نہیں چھوڑینگے گلزار جو میں رویا

برسے گا جو ابر آ کر کھل جائیگا دم بھر میں
آنسو نہیں تھمنے کے اس بار جو میں رویا

رو ؤ گے جھروکے میں تم ہچکیاں لے لیکر
اے یار کبھی زیر دیوار جو میں رویا

زخمی ہوں تو ہونے دو کیوں یار کے در پر میں
کیا بات رہی کہا کر تلوار جو میں رویا

ہوں اسقدر رقت فرما دیجے مجھے بھلا
لے ڈوبینگے تجھکو بھی کہسار جو میں رویا

مجنوں نے کہا جاؤ وحشت او نہیں کھلاؤ
بیٹھا ہوا صحرا میں بیکار جو میں رویا

رحم آ ہی گیا اونکو کھلوا دے بیری بیڑی
زنداں میں چلا کر اک بار جو میں رویا

کی غصے کے مارے پھر اوسنے نگہ سیدھی
آن انکھڑیوں کا ہو کر بیمار جو میں رویا

بیتابی و زاری پر میری اونھیں رحم جو آیا
دکھلا ہی دیا مجھکو دیدار جو میں رویا

آرام وہ کر لیتے ہیں رلوا نہ مجھے اے دل
اٹھ بیٹھینگے وہ ہو کر بیدار جو میں رویا

آئے تھے بمشکل وہ لائے تھے شرف اونکو
پھر اوٹھ گئے وہ ہو کر بیدار جو میں رویا

تم ہو یکتا ہے جہاں کوئی بھی تم سا نہوا
جسم ہے نور خدا جسم کا سایا نہوا

کوئی اسرار خدا کا کبھی اخفا نہوا
یا علی تم سے کسی بات کا پردا نہوا

سایہ افراط لطافت سے ہویدا نہوا
نور کا جامۂ تن تھا کبھی میلا نہوا

زلف شبرنگ کا تیری کسے سودا نہوا
کون ایسا تھا زمانے میں جو رسوا نہوا

سنتے جاتی رہی فرہاد کی جان شیریں
کوئی ارمان ہی ناشاد کا پورا نہوا

تیرے کشتوں کی نمائش ہوئی گل ہو ہو کر
خون اس خاک سے کس کس کا ہویدا نہوا

بزم خوباں میں ترے وزد حنا کے آگے
روشن اے یار چراغ ید بیضا نہوا

اسقدر رنج ہوا قیس کے مرجانے کا
جان دیدی متحمل دل لیلا نہوا

دکھا دوگے اگر تم گیسو و رخسار کیصورت
بگڑ جاے گی ہر اک کا فرو دیندار کیصورت

مین عاشق ہون نہین مطلب مجھی گبرو مسلمانسے
بری لگتی ہے مجکو سبحہ و زنار کیصورت

پڑے رہتے ہین پہرون خود بخود سکتے کی حالتمین
مسیحا دیکھتی ہین جب ترے بیمار کیصورت

ہم اپنا نقد عقل و ہوش اُسکی نذر کر دینگی
دکھا دیگا جو کوئی خانۂ خمار کیصورت

ہمیشہ گھومتا رہتا ہون اپنی گردش مین
مری گردش مین بھی ہی گردش پرکار کیصورت

ہمارا رشک یوسف سیر کو جانی لگا جبسے
ہوئی ہے اور ہی کچھ مصر کو بازار کیصورت

حجاب یوسف مصری کیصورت سی خفا ہتی
زلیخا دیکھ لیتی گر مرے دلدار کیصورت

ہزارون قتل ہوتی ہین فقط دیکھی سی ابرو کے
خدا دشمن کو دکھلائے نہ اس تلوار کیصورت

بگڑ جائیگا نقشہ صاف اُسکی زندگانی کا
کسیدن دیکھ لے بھولے سی گر سرکار کیصورت

نتو مجھسے ہوگی نہ ہر ہر کی منت
بلا میری کرتی ہے آذر کی منت

کیا مجکو زرین لباسون نے کشتہ
نہ کرنی پڑی کیمیا گر کی منت

دکھا دو تم آئینۂ روی روشن
کرون کب تلک مین سکندر کی منت

بجھی پیاس کس روز اس تشنہ لب کی
رہی سالہا آب خنجر کی منت

ترے واسطے ای حیا دوست مجکو
اُٹھانی پڑی ابتو ہر ہر کی منت

سنیا خار صحرا نے چاک گریبان
نہ کی مین نے ہرگز رفوگر کی منت

نہ آیا کبھی باز جور و جفا سے
بہت مین نے کی اُس ستمگر کی منت

مرقع کھینچتا تو ہے حسینوں کی جوانی کا
بنا کر اسکو خود نقشہ بگڑ جائیگا مانی کا

گرا کر کوسے جانا نہیں پھر اوٹھنے دیا مجھکو
رہونگا عمر بھر ممنون مین اپنی ناتوانی کا

خوشی کیا خاک ہو کہتا ہی قاصد کل نہ آئیگا
یہان دم بھر نہین ہمدم بھروسا زندگانی کا

دو روزہ ہی بہار عمر انسان باغ عالم مین
غرض یہ چلتی پھرتی چھاؤن ہی موسم جوانی کا

نہ ہوتا ہوگا یہ معشوق سے بھی چھٹنے کا صدمہ
ضعیفی مین جو یاد آتا ہے عالم نوجوانی کا

دکھا دو شکل عاشق ہون نہین پردہ اوٹھا دو کا
وہ موسی تھے جنہین ڈر تھا جواب لن ترانی کا

یہ دل کہتا ہی پیرہن پر گریبان پھاڑ ڈال اپنا
کیے دیتا ہی دیوانہ مجھے عالم جوانی کا

اگر شمہ نزاکت کل مین ہی ای شاخ گل تجھ پر
تو کچھ کچھ ہی اثر کس مین میری ناتوانی کا

لب گور اب ہین پر یارو کبھی وہ [illegible] نہ تھا
توانا تھی جوانی تھی مزا تھا زندگانی کا

سلیمان بھی انگوٹھی سے بدلتے تو نہ دیتا مین
جو چھلا ہاتھ آتا اوس پریرو کی نشانی کا

پیا جاتا ہی کیونکر اوس مریض غم سے خون دل
اوترتا بھی نہین جسکے گلے سے گھونٹ پانی کا

بھری برسات مین بھی اسطرح دریا نہین بہتے
جو عالم ہی مری آنکھون سے اشکون کی روانی کا

عیادت کو وہ خود آئے ہین جونکو کھول دو آنکھین
شرف اوٹھ بیٹھو اب موقع نہین ہی جانفشانی کا

کمر پہ طرۂ گیسوے دلستان پہونچا
ہمارے پانون کی حد اد بیڑیان پہونچا

عجیب شعبدہ دیکھا عدم کی منزل مین
کہ جو ضعیف ہوا قتل نوجوان پہونچا

مسافت اپنی کہون یاوری زبان ہوکر
کہ بند ہوتے ہی آنکھون کے مین کہان پہونچا

گذر گئے نہین یاران رفتگان کا پتا
خدا ہی جانے کہان جا کے کاروان پہونچا

پرون کو نوچ کے صیاد نے مجھے چھوڑا
نہ اوڑ سکا نہ مین بالاے آشیان پہونچا

گلون سے ملنے کی مہلت نہ پائی بلبل نے
گیا چمن سے جو صیاد باغبان پہونچا

شرف کسیکو شہیدون مین حوصلہ نہوا
سبھی نکل گئے مین وقت امتحان پہونچا

فروغ حسن مرے دلپذیر ہوتا تھا
زہی شرف سبب مجھے روشن ضمیر ہونا تھا

گلون کی شکل ہی ہمنے نہ آنکھ سے دیکھی
بہار آتے ہی ہمکو اسیر ہونا تھا

کیئی خدنگ لگائے ہین یار نے دلمین
کوئی کلیجے کے بھی پار تیر ہونا تھا

تری گلی مین جو میت ہماری دفن ہوئی
اسی آب و گل کو ہمین کا خمیر ہونا تھا

بیان کیا مین کرون باز پرس مدفن کا
ہوا جو معرکۂ دار و گیر ہونا تھا

رما کے دہونی جو بیٹھا ہون مانگ یار وکی
اسی لکیر پہ مجھکو فقیر ہونا تھا

لٹک کی زلف مین ای دل نہ چاہیے افسوس
یہ سرنوشت مین تھا ناگزیر ہونا تھا

ہمین جو نزع مین دیکھا تو رو دیا اوسنے
اک اور صدمہ یہ وقت اخیر ہونا تھا

صلاح یار کو دیتا ہے خودپسندی کی
اس آئینہ ہی کو اوسکا مشیر ہونا تھا

یہ کوہ طور جو سرمہ ہوا ہے پس پس کر
تری نگاہ مین اسکو حقیر ہونا تھا

تمہارے دلمین جو بات آئی مجھپہ کھل گئی
یہ لو لگی ہے کہ روشن ضمیر ہونا تھا

کوئی نہ پہونچے گا اوس بے نیاز تک ایدل
یہان تو روح سا کوئی سفیر ہونا تھا

ارادت اور کسی سے جہان مین کی تو کیا
شرف غلام جناب امیر ہونا تھا

رہی شرف نہ کہین اور جا کے دم نکلا
ہزار شکر ترے در پر آکے دم نکلا

یہ دھیان تہا کہ وہ کم سن ہو ڈر نہ جائے کہین
بس اسلیے نظر اوسکی بچا کے دم نکلا

دیا نہ تو نے مجھے غسل میت ای قاتل
بھلا ہوا جو لہو مین نہا کے دم نکلا

نہ رونے والا جو کوئی ہمین نظر آیا
خود اپنے حال پہ آنسو بہا کے دم نکلا

مزاج اوسنے جو پوچھا ہوا مین شادی مرگ
خوشی کے مارے مرا مسکرا کے دم نکلا

اشارے کر کے مری اوسنے جان نثاری کی
قضا ہی کی تو محبت جتا کے دم نکلا

جھٹکا دیے گو گناہون سے ہمنے توبہ کی
نجات کی ہمین راہین بتا کے دم نکلا

شب فراق مین جی بھر کے جانفشانی کی
گجر بجے عجب ایذا اوٹھا کے دم نکلا

نہ چھوڑتی تھی کسی طرح روح قالب کو
شرف جب آگئی دم مین قضا کی دم نکلا

دفن ہین تجھ مین جو اے کوچۂ جانان ہوتا
مغفرت ہوتی مجاور مرا رضوان ہوتا

جا نشان پھر وہ ہرا ورنگ کے شایان ہوتا
تیرے خاتم جسے ملتے وہ سلیمان ہوتا

زخم دل سے مری کیون خون کی بوندین ٹپکین
مسکرا کر کبھی غنچہ نہین گریان ہوتا

صرف شیرازہ جو ہوتی رگ جان بلبل
پھر گلستان کا نہ مجموعہ پریشان ہوتا

دھوم اوڑ جاتی جہان مین مری جانبازی کی
نام ہوتا دہن زخم جو خندان ہوتا

صفت محبوب ہوی گر کے کنوئین مین یوسف
آبرو ہوتی اگر چاہ زنخدان ہوتا

ٹوٹتا دم جو مرے ہاتھ مین بندھتا تسمہ
تسمہ کھاتی تو جنون اور فراوان ہوتا

لیلی دل دولت دیدار مجھے دیتی تھی
عدل کرتے جو درست آپکا ایمان ہوتا

ذبح کرتا مجھے صیاد جو ویرانے مین
خون کے چھینٹون سے گلزار بیابان ہوتا

خاک مین ملتین نہ شکلین جو ترے کشتون کی
لالہ و گل کا مرقع نہ نمایان ہوتا

اسقدر موسم گل مین ہے مجھے ضعف سال
دونون ہاتھون سے نہین چاک گریبان ہوتا

بوے گل ہی سے مری روح کو فرحت ہوتی
باغ ہے متصل گور غریبان ہوتا

تجھکو بربادی عالم جو نہوتی منظور
کیون ہرا باغ بھرا گھر کوئی ویران ہوتا

درد ہجران جو مسیحا کے جگر مین اوٹھتا
اے شرف وہ بھی نہ جانبر کسی عنوان ہوتا

نہ ہمسے پوچھو کہ کرتے ہین ہم ستم کیسا
نہین ستاؤ تمھین چاہتے ہین ہم کیسا

سمجھتے ہین ترے کوچہ کو غیرت فردوس
کہان کا باغ جنان گلشن ارم کیسا

نہ آئے وعدے پر آخر ہلاک کر ڈالا
مسیح ہوکے دیا تمنے ہمکو دم کیسا

شب وصال مین روئی تو ہنس کر وہ بولے
ذرا حواس مین آؤ خوشی مین غم کیسا

جو اوسنے دیکھیگے رقت تو وہ نہ پوچھینگے
نہین جو روئے تو آنکھون پہ ہے ورم کیسا

نہ پوچھ حال ہمارے جنون کا اے فصاد
ہوا ہے فصد سے سودا دو چند کم کیسا

ہوا کی طرح سے چلتا ہے خنجر قاتل
لہو کو چاٹ کے ہوتا ہے تیز دم کیسا

ہوا ہے گور غریبان پہ ابر کا سایہ
گناہگارون پہ اوسنے کیا کرم کیسا

کسی حسین کو دل کی کشش جو لے آئی
لپٹ لپٹ کے ادسے پیار کرتے ہم کیسا

امیدوار کیا تھا جواب صاف دیا
یہ آج یار نے مجھپر کیا ستم کیسا

کسی کا درد وہ سمجھین تو کچھ دلاسا دین
خبر نہین او نہین ہوتا ہے رنج و غم کیسا

کسی کا پڑھتے ہی خط دی شرف نے جان اپنی
کھلا نہ حال کہ حال او سمین تھا رقم کیسا

فصل گل مین ہے ارادہ سوی صحرا اپنا
رنگ کیا دیکھیئے دکھلاتا ہے سودا اپنا

عشق مین ہم جو مٹاتے ہین کسیکو کیا کام
جان اپنی ہے دل اپنا ہے کلیجا اپنا

آہ ہم کرتے ہین اے یار کے محفل والو
دو نو ہاتھون سے جگر تھام لو اپنا اپنا

پوچھتے کیا ہو جدائی مین جو گذری گذری
تمکو معلوم ہی سب حال کہین کیا اپنا

کوئی مشتاق رہا جلوہ کسی نے دیکھا
اسکو کیا کیجیئے مقسوم ہے اپنا اپنا

زندگی شرط ہے کیا درد جگر سے ہو گا
اپنے حق مین تو دم اپنا ہے مسیحا اپنا

کام آیا عمل نیک مرا تربت مین +
للہ الحمد کہ اک دوست تو نکلا اپنا

پوچھتے ہین جو کوئی نام مرا لیتا ہے
جانتے ہین وہ مجھے عاشق شیدا اپنا

نجد مین درد جگر قیس بیان کرتا ہے
خوب ہی روئے گی دل تھام کے لیلی اپنا

شہر سے بھاگتے ہین دشت مین گھبراتے ہین
دل بہلتا ہی نہین اب تو کسی جا اپنا

ایڑیان مجھسے رگڑ وائے گی مجنون کیطرح
نام رکھا ہے شب وصل نے لیلا اپنا

ای شرف خیر تو ہے حال ہے کیون سکتے کا
آئینہ لے کے ذرا دیکھو تو چہرا اپنا

مین جان دے رہا ہون پھر اوس دل شکن کو کیا
نخچیر مر ہی جائے تو ناوک فگن کو کیا

کھلنے دو کھل رہے ہین جو گل رنگ رنگ کے
نیرنگیون سے یار کی نسبت چمن کو کیا

شہرت تمہاری حسن کے مین آیا ہون دور سے
لٹوا ہے ہو یار غریب الوطن کو کیا

بھڑکا ہوا ہی دم تو نفاست پہ یار کی
گلشن مین دیکھکر مین کرون یاسمن کو کیا

رخسار ہی کہ پھول کھلا ہے گلاب کا
غنچہ نہ مین کہون تو کہون پھر دہن کو کیا

ننھ دل اوبجھنے کا ہیرے کرو علاج
سلجھا رہے ہو زلف شکن در شکن کو کیا
جب یار نے کیا نہ مرا آکے غم غلط
کھوئیگا پھر کوئی مرے رنج و محن کو کیا
مجھکو تو ساتھ لے نہ گئے کوے یار مین
فردوس مین ہی روح تو مجھ مردہ تن کو کیا
اک بات تھی کہ ہوگئی حاصل مسیح کو
بھونچے کا کوئی آپکے معجز سخن کو کیا

کیا تمنے اپنی شکل بنائی ہے اے شرف
دستار سر کہان ہی کیا پیرہن کو کیا

تیرے عالم کا یار کیا کہنا
ہر طرف سے پکار کیا کہنا
اُف نہ کی درد ہجر ضبط کیا
اے دل بیقرار کیا کہنا
وعدہ وصل اونسے لون کیونکر
میرا کیا اختیار کیا کہنا
کیا ہی نیرنگیان دکھائی ہین
میرے باغ و بہار کیا کہنا
کیسے عاشق ہین اونسے جب پوچھا
بولے بے اختیار کیا کہنا
نشتر پر بھی گلون کے گرد رہے
آفرین اے ہزار کیا کہنا
ترچھی نظرین چھری کٹا رہی ہین
چشم بد دور یار کیا کہنا
گلشن مین یہ رنگ روپ کہان
لاجواب اے نگار کیا کہنا
دم عیسی کہ بات کرتی ہے
اے نسیم بہار کیا کہنا
امتحان کرچکے تو وہ بولے
اے مرے جان نثار کیا کہنا
اوسکے کوچے مین بیٹھکر نہ اوٹھا
واہ میرے غبار کیا کہنا

جانتے ہین کہ جان دوگے شرف
اسکو پھر بار بار کیا کہنا

تیرے ایدل اب معشوق تجھ بن یار کا
لے دہان زخم سے بوسہ لب سوفار کا
بات بات اون مین جو آیا ذکر بزم یار کا
گل سے بلبل پھر گئے برنگ اوڑ گیا گلزار کا
حشر کا اہل جہان کا شہر کیا سونے و عطا ہی
مین تو مشتاق انہی پر ہوں تری رفتار کا
لخت دل بہنے لگے کٹ کٹ کے پھونگ کی طرح
داغ ہجر آخر کو بھا ہو گیا زنگار کا

لاکھ معشوقوں کے ہی زانو بزانو کا مزا
بے گنہ ہو نہیں تو گردن میری کٹنے کی نہیں
بھر لے شیشی مین غبار اپنے شہید ناز کا
کیا ہمین دھمکا رہا ہے لی تو قاتل میان سے

ڈھونڈھتا تھا اسلیے پہلو تری دیوار کا
لاکھ رگڑے دو کبھی جو خط پڑے تلوار کا
اے پری رو اسکو غازہ کیجیو رخسار کا
منھ ترا چومینگی قبضہ چوم کر تلوار کا +

لوگ سمجھاتے ہین وہ آتے ہین تم کہانہ ہم
چار ناچار اے شرف کرتے ہین کہنا چار کا

جشن تھا عیش و طرب کی انتہا تھی مین نہ تھا
اُسنے کب برخاست اے دل محفل معراج کی
مین تڑپ کر مر گیا دیکھا نہ اوسنے جھانک کر
وعدہ لے لیتا کہ کھلواتا نہ مجھکو ٹھوکرین
صرف کرتا کس خوشی سے جاکے اوسمین اپنی خاک
منھ نہ کھل سکتا نہوتے ہمکلام اپنی کلیم
لیگئی تھی مجھکو حسرت جانب خود رفتگی
دل اولٹ جاتا مرا یا دم نکل جاتا مرا

یار کے پہلو مین خالی میری جا تھی مین نہ تھا
کس سے پوچھون رات کم تھی یا سوا تھی مین نہ تھا
اوس ستمگر کو عزیز اپنی حیا تھی مین نہ تھا
عالم ارواح مین جس جا قضا تھی مین نہ تھا
کیا کہون جسدن بنائی کربلا تھی مین نہ تھا
عمر بھر حسرت ہی رہتی بات کیا تھی مین نہ تھا
جسطرف کو منزل بیم و رجا تھی مین نہ تھا
شکر ہے جب لن ترانی کی صدا تھی مین نہ تھا

لالہ و گل کو بچا لیتا خزان سے اے شرف
باغ مین جسوقت نازل یہ بلا تھی مین نہ تھا

دم بھر کو جو پھر دم کسی تکبیر مین آتا
ہو جاتی چھُری رکھنے سے جان اور غفلت مین
دنیا جو نہ مین چند نفس کے لیے لیتا
موت آ ہی چکی تھی کبھی زندہ مین نہ چھٹتا
گھبرا کے تم اوٹھ جاتے ملاقات نہوتی
کھُلتا ہو زمانہ کہ مین اک خواب عدم ہوتا
ہو جاتی شبیہ آپکے کشتے کی جو بیرنگ

پیر اپنے لگانے کو ترے تیر مین آتا
قاتل کو ذرا رحم جو تکبیر مین آتا
جنت کا علاقہ میری جاگیر مین آتا
قاتل کو جو شک بھی میری تقصیر مین آتا
اے یار مجھے ہوش جو تاخیر مین آتا
پیغام اجل ہی میری تعبیر مین آتا
جلاد لہو بھرنے کو تصویر مین آتا

قصہ ترے شیدائی کا باہر ہے بیان سے / تحریر مین آتا ہے نہ تقریر مین آتا

صحرا سے تری فوج یہ لاتی ہے شرف کو
یا شیر ہے جکڑا ہوا زنجیر مین آتا

ارمان مرا تو نے بھی صرصر نہ نکالا / صحرا سے مری خاک کو باہر نہ نکالا

صیاد نے سہما کے مرا خون کیا خشک / اک روز دلاسے سے مرا ڈر نہ نکالا

جو بانئ نظارہ تھا اوسکو نہ سزا دی / آنکھین تو نکالین دل مضطر نہ نکالا

مشتاقون کے تڑپانے کو پردے مین بیٹھے / پھر تمنے قدم بھی کبھی باہر نہ نکالا

کیا پہونچے کا تجھ تک کوئی اقلیم بقا تک / جب ڈھونڈھ کے دنیا مین ترا گھر نہ نکالا

منظور یہی تھا کہ اذیت مین رہون مین / قاتل نے جو دل سے مرے خنجر نہ نکالا

دیدار کی خاطر مجھے تڑپانے کو اوسنے / جھانکا تو جھروکے سے مگر سر نہ نکالا

دنیا مین نہ رہنے کا روادار تھا کوئی / جنت سے کسی نے مرا بستر نہ نکالا

رکھا مجھے زندان کا رہا کرکے بھی پابند / بیڑی کو جو کاٹا بھی تو لنگر نہ نکالا

کیونکر کہون دم بھرتی تھی چاہت کا زلیخا / یوسف کو کنوئین سے بھی تو باہر نہ نکالا

آوارہ کیا دل کو مرے پیچ مین لاکے / بل شانے کا اے زلف معنبر نہ نکالا

بیدم جو ہوا مین تو کیا مجھکو وہین دفن / زندان سے جنازہ مرا باہر نہ نکالا

کیا کیا چمنستان مین بھبھوکا ہوئے غنچے / رنگ اوس گل رعنا کے برابر نہ نکالا

وحشت مین مجھے دیکھنے آئے جو پریزاد
کس کس نے شرف جیب سے پتھر نہ نکالا

نہین معلوم کب جلوہ دکھا کر تمنے یار اپنا / زمانے کو کیا شیدائی اپنا جان نثار اپنا

پڑے صدمے مین ہم بن حال کیا ہونا ہی یار اپنا / نہ اپنا دل ہے قابو مین نہ تمیز اختیار اپنا

نہ دیکھا اسنے پڑھکر جب امانت دار حسرت کا / تو اوس گل نے مری آنکھون کو سونپا انتظار اپنا

زمانے مین جو حسن یار نے عالم فریبی کی / تعشق مین ہوا دل سب سے پہلے بیقرار اپنا

ہماری روح نے راہ وفا مین ہوکے آوارہ / نہ اپنے گھر کو گھر جانا نہ پہچانا مزار اپنا

جیسے جلوہ دکھائیگی وہ باہر ہو کا جامے
عروس گل کو پیراہن پنہاتی ہی بہار اپنا

چہڑا کر بستنی ہرگز نہ پہر صیاد نے اولٹی
قفس مین مرتے مرتے ہمنی سر ٹپکا ہزار اپنا

دکہائی حسن اون لالہ رخون کی مجھکو تقدیر نے
مرقع جنکے صدقے مین اوتروائی بہار اپنا

ہمین بہی ناز ہے اوس حرم دل کی کارسازی پر
بگڑ جائے جو بگڑا ہی سنور جائیگا کار اپنا

مٹایا چاہتا ہون رہ کے جو راہی مین الفت کے
جگر اپنا دل اپنا جان اپنی جسم زار اپنا

ہمارے سامنے آؤ تو آرائش کی شہرت ہو
نکھر کر آئینے کو کیا دکھاتے ہو سنگار اپنا

مرے اُستاد کے جو نام سے دنیا مین جلتے ہین
نکالے اونپہ یارب آتش دوزخ بخار اپنا

ہوئے سر سر جو اے یارو تو آنکھو نمین جگہ پائی
نگاہون مین سمائے کام آیا انکسار اپنا

فسانہ موہنی کا او نکی آنکھون کا جو لکھ بھیجا
خطاب آیا وہان سے ای شرف جادو نگار اپنا

کچھ بھی نہ چھانک تاک کی تدبیر سے ہوا
نظارہ یار کا مری تقدیر سے ہوا

نورانی اس جمال کی تنویر سے ہوا
تصویر آئنہ تری تصویر سے ہوا

اچھا ہوا گلے مین ہمارے پڑی کمند
اک سلسلہ تو زلف گرہ گیر سے ہوا

دیکھا وہ حسن عالم رویا مین یار کا
یوسف کو عشق خواب کی تعبیر سے ہوا

مرتا نہین جو آنے مین کرتا نہ دیر تو
میرا تو خاتمہ تری تاخیر سے ہوا

وحشت مین آکے مین نے ہلائی جو ہاتھ پاؤن
یا حافظ کا غل مری زنجیر سے ہوا

پوچھے تو کوئی کونسا اسکا گناہ تھا
صیاد بر خلاف جو نخچیر سے ہوا

بیدم ہوا اچٹا جو چلے مجھکو خاک پاک
نقصان میری جان کا اکسیر سے ہوا

تیار قصر عرش آلہی جو ہو چکا
آراستہ حضور کی تصویر سے ہوا

پہلے کسی نے خون کسیکا کیا نہ تھا
ایجاد قتل کا تری شمشیر سے ہوا

ہر وقت ای شرف در توبہ کھلا رہا
آگاہ بھی نہ قفل نہ زنجیر سے ہوا

شب کو نظارہ دلدار نے سونے نہ دیا
شادئی طالع بیدار نے سونے نہ دیا

آنکھ تربت مین لگی تھی کہ ہلایا شانہ
نیند بھر کے بھی مجھے یار نے سونے نہ دیا

لوگ روپا کیے شب کو مین کراہا ایسا
سارے گھر کو ترے بیمار نے سونے نہ دیا

تو یہ توبہ کا وہ غل شب کو مچایا تا صبح
بیگناہون کو گنہگار نے سونے نہ دیا

دور رہکر مین ترے قصر سے شب بھر تڑپا
حسرت پہلوے دیوار نے سونے نہ دیا

نیند یوسف کے اوڑے غل سے خریدارون کی
شور و ہنگامۂ بازار نے سونے نہ دیا

آگئی نیند جو غفلت کی مجھے تربت مین
صور پھنکوا کے مجھے یار نے سونے نہ دیا

غل مچایا کبھی زنجیر کبھی کھڑکائی
تجھکو بھی تیرے گرفتار نے سونے نہ دیا

شام سے چاہا تھا صیاد نے مر رہنے کو
نالۂ مرغ گرفتار نے سونے نہ دیا

دم بھر آرام نہ آیا شب تنہائی مین
اے شرف درد دل زار نے سونے نہ دیا

بہرہ ور تیری ہوس مین کوئی دم بھر نہوا
یہ وہ کشتی ہے کہ جسکا کہین لنگر نہوا

یار سے ملنے نہ دینے کی سزا دلواتا
کیا کہون مین مرے قابو مین مقدر نہوا

کون صورت تھی بھلا قبر مین آسائش کی
اتنی سی جا تھی کہ جسمین مرا بستر نہوا

جستجو کی بہت آئینے نے حیران ہوکر
سب نظر آئے نمودار سکندر نہوا

ایسی بیرحمی سے صیاد نے بازو توڑے
عمر بھر قابل پرواز کوئی پر نہوا

قاصدی کی بھی کسی کی مجھے پروا نہ رہی
اوڑگئی روح میسر جو کبوتر نہوا

مین نے اپنے سر شوریدہ کو ٹکرا ڈالا
جب دماغ آپکی خوشبو سے معطر نہوا

عاجزی کی جو بلا قید اوسے تھی منظور
باب توبہ پہ نگہبان مقرر نہوا

کیا سرشت آپکی پاکیزہ تھی سبحان اللہ
واقف سایہ کبھی جسم منور نہوا

باغ مین پھیلی جو خوشبو تری پیراہن کی
کونسا گل ہے کہ وہ جامے سے باہر نہوا

قصر جنت مین وہ رہتے ہین خدا کی قدرت
جھونپڑا بھی جنھین دنیا مین میسر نہوا

اپنی آنکھون مین جگہ کسنے نہین دی تجھکو
کونسا دل ہے کہ جس دل مین ترا گھر نہوا

ای شرف شوق ہوا یار کو خود بینے کا

چاہنے والون کے حق مین تو یہ بہتر ہوا

بھولے سے فراموش مری یاد نہ کرتا
بندہ ہون تمھارا مجھے آزاد نہ کرنا

خوگر ہین بلا قید کے دیوانے تمھارے
زندان مین انھین بھیج کے صیاد نہ کرنا

مشکل جو محبت مین پڑی ہے تجھے ایدل
اظہار حسینون سے یہ افتاد نہ کرنا

امید مین دیدار کے آیا ہون یہانتک
ارمان بھرا ہون مجھے ناشاد نہ کرنا

اوٹھی جو مری خاک تو ہاتف نے صدا دی
دنیا مین فراموش یہ بنیاد نہ کرنا

اے دل سب تجھے ظالم جو ستائین تو ستالین
کچھ صبر کی ہمت ہے تو فریاد نہ کرتا

ممتاز شہادت سے کیا ہے مجھے ایدل
ہر شکر کی جا شکوۂ جلاد نہ کرنا

دم جسم مین تمنے جو نظر بند کیا ہے
اس پیار سے گرفتار کو آزاد نہ کرنا

کیا سوز محبت کو کوئی ضبط کریگا
پروانون پہ یہا پر ختم ہے فریاد نہ کرنا

اے آرزوے یار مرے دل ہی مین رہنا
اس گھر کے سوا اور گھر آباد نہ کرنا

معشوقون کی الفت ہو مبارک تجھے ایدل
دولت یہ خداداد ہے برباد نہ کرنا

ظالم کی خوشی کیجیو اے بلبل شیدا
نالہ کبھی بے مرضی صیاد نہ کرنا

کیا کھینچے گا وہ حسن خداداد کا نقشہ
یہ دعوی باطل کبھی بہزاد نہ کرنا

اس چپ کی خداداد شرف داد ملیگی
دم آئے لبون پر بھی تو فریاد نہ کرنا

ہم نہ دیکھینگے ترے در کے سوا در دوسرا
کون ہے دنیا مین تجھسا بندہ پرور دوسرا

واہ وا اے جانجہان کیا رعب یکتائی کا ہے
آ نہین سکتا تمھارے پاس دم بھر دوسرا

رفتگان کی تربتون کا بھی ہے کیا نازک مقام
چادر گل کے سوا بچھا نہ بستر دوسرا

دولت دیدار کی حسرت نہ تھی روز ازل
یہ خبر ہوتی تو ہم لیتے مقدر دوسرا

میری تربت سے نہ قیس و کوہکن محروم جائین
ایک گلدستے اوٹھالے گل کی چادر دوسرا

کیسے کوہ طور پر موسی کی کیا مٹی خراب
عشق سے امید رکھے خاک پتھر دوسرا

دمبدم صیاد و گلچین کو ہے ایمای نزات
ذبح اک بلبل کرے لوٹے گل تر دوسرا

اوسنے لکھاہے کہ مجھکو ذبح کرنے کا ہے شوق
لوٹ کر یہ تو کلیجے مین ہمارے رہگیا
عافیت ایسی ملی ہے اسکو کنج قبر مین
چومنے جاتا ہی جو دیوانہ سنگ آستان
کیا ستائیگا ہمین محبوب اگر تو ہی تو ہو
آئینے کو دیکھکر تم جسطرح بیچین ہو

پھر گئی اسپر چھری جسجو کبو تر دوسرا
دلمین خود رکھہ لین جو تم منگوا دو خنجر دوسرا
روح نے جانا نہ پھر جا کی کوئی گھر دوسرا
سر ٹپکنے کو منگا دیتے ہین پتھر دوسرا
کچھ خدا کا تو نہین ہے اوستمگر دوسرا
یون ہین اچھی شکل پر ہوتا ہی مضطر دوسرا

منزل تربت نہین رہنے کی خالی ای شرف
خاک تم ہو جاؤ گے او تریگا آکر دوسرا

ہوئے ایسے بدل ترے شیفتہ ہم دل و جان کو ہمیشہ نثار کیا ۔
رہ عشق سے پھر نہ ہٹائے قدم رہے محو ترے تجھے پیار کیا
ترے شوق مین دل کی تباہی ہوئی ترے ذوق کی اوسپہ گواہی ہوئی
کوئی دم بھی نہ لینے دیا مجھے دم مجھے دشمن صبر و قرار کیا
گئی جان قفس مین برائے چمن چلی لیکے جہان سے ہوائے چمن
کبھی ابر کرم نے کیا نہ کرم نہ کسی نے بیان بہار کیا
جہان مہکے مہک کیا سارا جہان بھلا عطر کو بو یہ نصیب کہان
بخدا ہی خطا کہین مشک جو ہم تری زلف پہ صدقے نثار کیا
نہ لو عشق کا نام یہ کہتے ہو کیا جو ہے تیغ تلی ہے ہمارا گلا
یہی ہم کہے جائین خدا کی قسم تمھین پیار کیا تمھین پیار کیا
ترے ہاتھ سے مین جو شہید ہوا مری روح کا عشق مرید ہوا
جو حیات رہا تو نہ چھوڑے قدم جو موا تو طواف مزار کیا
ترے شوق نے ہمکو جو خاک کیا ترے ذوق نے خاک سے پاک کیا
ترے رنگ نے مجھکو کیا یہ کرم مجھے تیرے چمن کا غبار کیا
ترے تیر ہدف کی ہوس تھی مجھے بڑی حسرت کنج قفس تھی مجھے

مجھے چوک کیا یہ غضب یہ ستم نہ اسیر کیا نہ شکار کیا

تجھے چاہا تو رنگ یہ سٹ کی جمے ترے باغ مین خاک سے پاک ہوگئے
مرے تیرے چمن کی ہوس مین جو ہم تو غبار کو ابر بہار کیا

نہ عدم کی جو مجھکو سواری ملی کوئی تخت رواں نہ عماری ملی
کئی دوستون نے میرے ہوکے بہم مجھے دوش پر اپنے سوار کیا

ہمین اوسکی کہین سے خبر نہ ملی ہوئی عمر تمام مگر نہ ملی
کبھی اوسنے بھی حال کیا نہ رقم خط شوق روانہ ہزار کیا

ترے روز ازل سے فریفتہ ہین ترے حسن و جمال کے شیفتہ ہین
ترے عشق مین ہوگئے کشتۂ غم وہی کرگئے قول جو یار کیا

ترے لب مین جو آئے تو خاک ہوے جو غبار ہوے بھی تو خاک ہوے
رہے بعد فنا بھی نہ چین سے ہم ہمین گردش لیل و نہار کیا

کبھی سیر چمن کا نہ شوق ہوا کسی بزم کا ہمکو نہ ذوق ہوا
ترے کوچے کو جانکے باغ ارم یہین بلبل جان کو شار کیا

جسے چاہا دل اسپہ نثار کرین کبھی گود مین لین کبھی پیار کرین
یہ برائی نصیب کی وائے ستم وہ حریف ہوا جسے پیار کیا

مجھے یار نے آکے جو دیکھا حزین کہا روئے ہو مین دکھا کہ نہین
وہ کہے گئے آنکھون پہ کیون ہے ورم شرف اوسنے بہانہ ہزار کیا

سودے مین نہ زنجیر کو زنجیر مین سمجھا
آخر کو ہوا حیرت وحسرت کا یہ نقشہ
بجلی بھی کہین گنج شہیدان مین جو کوندی
کی بات بھی تجھسے تو چھری پھر گئی مجھپر
اک نور کی صورت جو دکھادی مجھے تو نے
بیتاب ہوا تھا جو کیا مین نے تجھے پیار

اے یار تری زلف گرہگیر مین سمجھا
مٹی کے کھلونے کو بھی تصویر مین سمجھا
اوس شوخ کی دیتی بھری شمشیر مین سمجھا
عیسی نفسی کو تری تکبیر مین سمجھا
اے دل تجھے آئینۂ تصویر مین سمجھا
مرنا تھا نہ تقصیر کو تقصیر مین سمجھا

کل مجھ سے نکیرین نے مرقد میں جو پرسش
سب تیری سکھائی ہوئی تقریر میں سمجھا

دنیا میں جو دیکھا تھا حقیقت میں وہ تھا خواب
تلقین سنی میں نے تو تعبیر میں سمجھا

خاک اوسکے تعشق میں شب روز جو چھانی
حق میں شرف اپنے یہی اکسیر میں سمجھا

سوجھا کبھی نہ عشق میں کچھ پیار کے سوا
حسرت کوئی نہ کی ترے دیدار کے سوا

آئی ہوئی ہے جوشش پہ رحمت جو آپکی
کون اسکا مستحق ہے گنہگار کے سوا

لرزائے آفتاب کو تڑپائے برق کو
کسمین چمک یہ ہے تری تلوار کے سوا

معز سخن کو پہونچے تو عیسی نفس وہ ہو
کسمین یہ بات ہے تری گفتار کے سوا

خلد برین مین بیٹھ رہے جاکے متقی
حاضر رہا نہ کوئی گنہگار کے سوا

کیا چین آسکے خانۂ صیاد مین ہمین
دم بھر کہین رہے نہین گلزار کے سوا

دے لے سکے بہشت کے جو ہیچ رہینگے
وہ کسکو دیجئے گا گنہگار کے سوا

ہر شب حسن کو جو ہوا ہا زعفو کا رنگ
ہرگز کھلا نہ یار کی دستار کے سوا

بار اجل کو دل پہ اوٹھائے خوشی خوشی
طاقت یہ کسمین ہے ترے بیمار کے سوا

ایسا ہی کوئی تیر جگر مین لگائیے
دکھلائی جو نہ دے لب سوفار کے سوا

آزاد تو کیا ہے مجھے یہ تو بتائیے
جاؤن کہان مین آپ کی سرکار کے سوا

مر جاؤں جاؤن گور غریبان مین اے شرف
تکیہ کرون جو یار کی دیوار کے سوا

دل کو بچاؤن یار کی ترچھی نظر سے کیا
پہلو تہی کرون مین قضا و قدر سے کیا

چھٹنے لگے گا خون کا فوارہ زخم سے
کیا دیکھیے گا ہاتھ اوٹھاؤن جگر سے کیا

دو گز زمین ہے گور غریبان کی منزلت
یہ تو ہے لامکان اسے دیوار و در سے کیا

دل یار کا ہلائیگی برپا کریگی حشر
لازم ہے ضبط آہ مین کھینچون جگر سے کیا

جوش جنون مین دھیان وطن کا نہ چاہیے
صحرا نشین ہوئے تو سروکار گھر سے کیا

الفت دل و جگر سے گئی جیتے جی نہ جائیگی
پہنچے سے بو بھریگی حلاوت ثمر سے کیا

کیون لشکر و جلوس جنازے کے ساتھ ہی
دم بھر کی اس شکوہ سے کیا کرو فر سے کیا

بھیجا ہے اوسنے رسم محبت مین داغ عشق
دل تو کیا ادھر سے یہ آیا ادھر سے کیا

سرمہ ہوئی سما گئی اونکی نگاہ مین +
آنکھون مین گھر کیا تو گرینگے نظر سے کیا

ہمدرد دل کی بو ہے پھڑکتا ہے دل مرا
اوس گل نے خط لکھا ہے یہ بلبل کے پر سے کیا

کیونکر نہ یاس ہو مجھے اپنے شباب سی
احوال آفتاب کا ہے دوپہر سے کیا

تقدیر لڑ گئی لب معشوق ہو گیا
تیر مراد ہے اوسے کھینچین جگر سے کیا

روح الامین کیا کہ عطا کی پیمبری
تمنے کیا سلوک مرے نامہ بر سے کیا

فرہاد وقیس کے وہ فسانے کو کیون سنے
تفتیدہ دل سے کیا اوسے شوریدہ سر سے کیا

کیا لیگا وہ خبر جسے اپنی خبر نہین
خود بیخبر وہ ہے اوسے میری خبر سے کیا

بیواسطے کی ضد نہ کرو طفل اشک سے
تمکو کسی غریب کے نور نظر سے کیا

دل پر نہ روکتا جو کبھی چوٹ عشق کی
ہو جاتا گرد برد یہ رکتی سپر سے کیا

دھوکا تجھے ہوا ہے یہ نوک مژہ نہین
لپٹی ہوئی ہے ای رگ جان نیشتر سے کیا

اسے درد کی چمک نہ مٹا داغ کا فروغ
او مکر چاندنی تجھے میرے قمر سے کیا

قسمت مین داغ تجھے سو ملے باغ عشق سے
پھولون سے کام کیا ہمین مطلب ثمر سے کیا

کیا ٹھہری تمسے اوسنے ملاقات کی شرف
پیغام ادھر سے کیا گئے آئے ادھر سے کیا

دم بھر رہے ہین عیسی اوس شوخ کے دہن کا
افسانہ کہ رہے ہین یوسف چہ ذقن کا +

جیتا ہے گلکر خون مین دل مجھ نحیف تن کا
پھولون مین تل رہا ہے کانٹا مرے چمن کا

چارون طرف جہان مین جو رنگ ہو رہا ہے
گلزار کھل رہا ہے قاتل کے بانکپن کا

داغون نے کی ہین لمین پیدا پری سی شکلین
کیا جانے یہ مرقع ہے کس کی انجمن کا

داماں گل چمن مین اس حسن سے پھٹا ہی
چھاپا دکھا رہا ہی یوسف کے پیرہن کا

اللہ ری نفاست کب خاک مین ملی تھی
کافور سے ہی اوجلا رنگ آج تک کفن کا

جاری ہوا ہی کب سے داغ وفا جہان مین
موجد ہے کون اسکا سکہ ہے کس چلن کا

قدسی فریفتہ ہین جس گل پہ شیفتہ ہون
جبریل باغبان ہین بلبل ہون جس چمن کا

پروانہ بھی تو جاکے پھرتا نہین وہان سے
کیونکر کھلے کسی پر حال اوسکے انجمن کا

جو بات منھ سے نکلی اک وحی ہوگئی وہ
اعجاز سے بھی بڑھ کے انداز ہے سخن کا

لیلی سے کوئی کہدے مجنون نے تو قضا کی
اچھی طرح اوٹھائے مردہ ہی بیوطن کا

بیمثل گل کہون مین یا شب چراغ سمجھون
داغ جگر ہے میرا یا لعل ہے یمن کا

ہمنشین کی جاکے حلے فردوس سے عدم مین
ارمان لے چلے ہین دنیا سے پیرہن کا

برحق کلام اوسکا اعجاز اے شرف ہی
کیا بات ہے سخن کی کہنا ہے کیا دہن کا

بجھ گیا بزم مین اونکے نہ ہوا دل ٹھنڈا
کیا چراغ آج ہوا ہے سر محفل ٹھنڈا

سوز کیا سوز تھا کیا آگ لگی تھی افسوس
مر دہم ہوگئے لیکن نہ ہوا دل ٹھنڈا

مرکے بجھتی ہے لگی راہ وفا مین دلمین
کرتی ہے اپنے مسافر کو یہ منزل ٹھنڈا

دھوپ مین ناقۂ لیلا جو ملا مجنون کو
سرد آہون نے کیا پردہ محمل ٹھنڈا

کیا قیامت ہی یہ کیون شمع سستی ہوتی ہی
ہوگیا گوتا پروانہ محفل ٹھنڈا

سانس جبتک رہی اوسنے نہ لیا دم اوپر
پھک گیا بزم مین اوسکے تو ہوا دل ٹھنڈا

قدردان دل کے تڑپنے کا اوٹھا جاتا ہی
ہاے افسوس ہوا جاتا ہی بسمل ٹھنڈا

یا خدا دھوپ سے مجنون کو بچالے لیلی
پنکھا بن بن کے کرے پردۂ محمل ٹھنڈا

دوسرے کا بھی گلا کاٹو کیا جلدی ہے
ایک گھائل کو تو ہو لینے دے قاتل ٹھنڈا

تمسے لپٹیگا اوڑائیگا لہو کی چھینٹین
پانؤن رکھے رہو جبتک نہو بسمل ٹھنڈا

دل کو کیا پوچھ رہے ہو اوسے عرصہ گذرا
ہوگیا ہوکے وہ پروانون مین شامل ٹھنڈا

دل جلے آئے جو دریا کی ہوا کھانے کو
کوئی جھونکا بھی نہ آیا لب ساحل ٹھنڈا

پھول دیگا اگر اونکو بھی چراغ امید
تو بھی اسکو نہ کرینگے ترے سائل ٹھنڈا

لیکے اک دن بھی تب بیٹھے ہمین خنجالے مین
دل جلون کا نہ کیا یار کبھی دل ٹھنڈا

اے شرف جلد کرو سوز درون کی تدبیر

شعلہ بھڑکے گا تو پھر ہو گا بمشکل ٹھنڈھا

جوش وحشت مین قیامت کی مہم سر سمجھا
مین وہ آفت ہون کہ محشر کو نہ محشر سمجھا

اولٹی سیدھی نہ جنون مین دل مضطر سمجھا
رگ گل کو رگ جان خار کو نشتر سمجھا

قاصد یار کو جبریل سے بڑھکر سمجھا +
اوس پریرو کے پیامی کو پیمبر سمجھا

جابجا مجمع گل دیکھ کے گلزارون مین
دلفریبون کا مین اوترا ہوا لشکر سمجھا

بوریا نجد مین دیکھا جو کوئی گرد آلود
تیرے دیوانہ نے سنجاب کا بستر سمجھا

عمر بھر حسرت وامید نے فہمائش کی
ہو کے برگشتہ نہ سنبھلا نہ مقدر سمجھا

یار کے سامنے حیران مجھے کرتا ہے
اوٹھ کے آئینے کو تربت سے سکندر سمجھا

جم رہین یار زمین پر جو لہو کی چھینٹین
کشتۂ ناز ترا پھولون کی چادر سمجھا

کندنی رنگ جو آہن کا کیا پارس نے
مین اوسی تیرے حنا بستے کا پتھر سمجھا

خط افتادہ جو اوس کوچے مین دیکھا اوڑتے
پھڑپھڑاتا ہوا اپنا مین کبوتر سمجھا

آنکھ اپنی عوض مہر لگا دی مین نے
خط مین تھی دید کی حسرت یہی بہتر سمجھا

اسقدر نور چھپا یار کے رخسارون کا
لاکھ پردون مین وہ تھا مین اسے باہر سمجھا

وجہ کیا حسن پرستون کے مٹا دینے کی
مجھکو اس رمز کا مطلب تو ستمگر سمجھا

عمر دو روزہ مری بیم ورجا مین گذری
روح کو یار کی لوسا لنس کو صرصر سمجھا

گل کی دیکھین جو کہین پنکھڑیان افتادہ
میرے ہوش اوڑ گئے بلبل کے نہ پنجے سمجھا

خط جو آنے لگے اونکے تو خوشی کے مارے
پر بھی اوڑتے ہوئے دیکھا تو کبوتر سمجھا

حسرت منزل مقصود نے مارا مجھکو
دم مین آکر ملک الموت کو رہبر سمجھا

بڑھ کے انبوہ قیامت سے اولوالعزمی کی
شوق دیدار مین محشر کو نہ محشر سمجھا

میری رقت نے گنہگار مجھے ٹھہرایا
مین جو رویا تو وہ دامن کو مرے تر سمجھا

روح جانا تری حسرت کو ہمیشہ مین نے
داغ کو مین جگر و دل کے برابر سمجھا

حشر کے دن کوئی نکلا جو شہادت نامہ
مین ترے کشتۂ بیداد کا محضر سمجھا

ضد بھی کی تو نے جو مجھسے تو مشیت جانی
حیات جان تیرے تلون کو مقدر سمجھا

خط جو اوس شوخ نے شنجرف سے لکھا مجھکو
اوڑ گئے ہوش شرف خون کبوتر سمجھا

کونسا جرم یہ مجھ خستہ جگر پر رکھا
غم کا پہرا جو فلک تو نے مرے گھر پر رکھا

کی ہے صیاد پہ اوس گل نے چمن میں تاکید
بیڑیاں ڈالونگا بلبل کا اگر پر رکھا

داد چاہی جو تمنا سے سگ وحشی کی +
فیصلہ یار نے شمشیر و سپر پر رکھا

دل ہمارا جو ترے لو میں ہوا پروانہ
شمع نے تاج سمجھکر اوسے سر پر رکھا

چاہے غمناک کرے چاہی کرے شادی کنا
دل کے انصاف کو بھی اوسکی خبر پر رکھا

داغ کو باغ چمن کو نہ چمن سمجھے ہم
گل نہ سونگھے کبھی ہاتھ ثمر پر رکھا

پڑھ دے اے یار خدا کے لیے میت کی نماز
اک جنازہ ہے کسیکا ترے در پر رکھا

پھر خلافی سے خلاف اوسنے دوا کی میری
مار ڈالا مجھے الزام اثر پر رکھا

ٹکڑے ہی میں رہے تفتیدہ دلی کی میری
کوئی پھاہا نہ کبھی زخم جگر پر رکھا

منت پر یاد ہوا چاہ کی معشوقوں کو
دست شفقت نہ کسی نے مری سر پر رکھا

وقعت ملک خموشاں کہ چلے خالی ہاتھ
کی وہ ہمت نہ سفر زاد سفر پر رکھا

کیا لگاوٹ تھی کہ دل کھینچ لیا پہلو سے
ہاتھ اس ناز سے اوس گل نے کمر پر رکھا

آگئے تو عالم ارواح سے آئے لیکن
مستعد روح کو ہر وقت سفر پر رکھا

بے بہا سمجھے کے در اشک کو معشوقوں نے
اے شرف جانچنے کو میری نظر پر رکھا

اک فسانہ ہی پرستان میں اس افسانے کا
عشق پریوں کو ہوا ہی ترے دیوانے کا

پال رکھے ہیں جو صیاد سے بلبل لیکر
مشغلہ ہے دل بیتاب کے بہلانے کا

میں لپٹ جاؤں جو ہیں دست بقبضہ بیدل
نام کر جاؤں یہی وقت ہی مرجانے کا

زلف اولجھیگی تو شانے سے سلجھ جائیگی
دل جب اولجھیگا تو کوئی نہیں سلجھانے کا

مارا ہوتا ہی غم ہجر میں اولجھن دل کی +
غیر ممکن ہے علاج اس میرے گھبرانے کا

کشتۂ ناز کو رخصت کرو خلعت دیکر
قبر تیار ہے سامان ہے نہلانے کا

حال دل پوچھ رہے ہو مین بیان کرتا ہون
دل مرا لے کے وہ محبوب دیگا تو نہ دے
سانا لالہ رخون کا جو کریگا خورشید
ایسے خائف ہوئی تڑپا کی یہ پروانون کو
ساق سیمین سے کسی کے جو کیا دعوی حسن
حسن اوس شوخ کو طفلی مین یہی کہتا تھا

یہ تو کہدو تمہین غصہ تو نہین آنے کا
بات کیا ہی مین زبان پر بہی نہین لانے کا
زرد رو ہو کے یہ پھر منہہ نہین دکھلانے کا
شمع محفل کو مرض ہو گیا تھرانے کا
حکم ہے شمع کو بازار مین لٹکانے کا
اسکے ہاتھون سے کوئی چین نہین پانے کا

ای شرف بلبل ناشاد کا ہون مین ہمدرد
داغ ہوگا مجھے ہر پھول کے مرجھانے کا

شب کو خفیہ مین بغل مین ترے ای یار رہا
دہوکا آئینۂ تصویر کا ہر بار رہا
عشق کا حل جو مین رکھتا تہا مرے کام آیا
بستنی بھی کبھی تو نے نہ اولٹ دی صیاد
ہمت عشق وہ کی بندہ جیلے زر ہو کر
روز آیا کئے وہ دیکھنے مجھ قیدی کو
آنکھون مین سیکڑون معشوقون کو تولا مین
لن ترانی کی صدا آنے لگی پردے سے
تجربہ شربت دیدار کا اوسنے جو کیا

جان تجھ مین رہی قالب پس دیوار رہا
ترے رخ کا جو تصور پس دیوار رہا
عشق کو سیر سے ہی جانب رخ دلدار رہا
ہمکو کیا کام جو بالاے قفس ہار رہا
جسکے ہاتھون مین بکا اوسکا خریدار رہا
اونکی نظرون مین رہا مین جو گرفتار رہا
رات دن پیش نظر حسن کا بازار رہا
کیا قیامت یہ ہوئی آج بھی دیدار رہا
درد عالم مین رہا کوئی نہ آزار رہا

ای شرف کی جو نکیرین نے پرستش مجسے
عالم یاس مین اک شعر مددگار رہا +

انکساری مین جو میت ہیدم ہوا
تھا وہ عالی ظرف سیری خاک سے
کھا لیا مین نے جو اوس گل کا اوگال
اسے پرید و دیکھکے عالم ترا

دشمنون مین بھی مرا ماتم ہوا
جو بنا ساغر وہ جام جم ہوا
میرے دل کے زخم کا مرہم ہوا
کیا تباہ دل کا کیا عالم ہوا

آکے شادی مرگ مجھکو کر گئے / کس قیامت کا خوشی مین غم ہوا

گلشن عالم سے لوگ اوٹھنے لگے / کیا مرقع درہم و برہم ہوا

خوب چمکا اختر اقبال عشق / حشر کے دن نیّر اعظم ہوا

انقلاب دہر نے پیسا مجھے / چار دن جو مین خوش و خرم ہوا

عمر بھر رہ رہ کے اوٹھا دلمین درد / صدمے پر صدمہ مجھے پیہم ہوا

جا بجا صحبت تیرے کشتون کی بچھی / رات دن ہر بزم مین ماتم ہوا

دن کو بلبل کی طرح تنکے چنے / شام سے ہم گریۂ شبنم ہوا

تجھکو چاہا رازدانی کی تری + / دل مین گھر کر کے ترا محرم ہوا

جانجان یہ کسلیئے برپا ہے حشر / کیون مزاج آج آپ کا برہم ہوا

گور سے پہونچے کہان تم اے شرف / اب بھی وہ سودا ہے یا کچھ کم ہوا

مین وہ گل ہون جو ہم آغوش کبھی تو ہوتا / تجھکو مرغوب جو ہوتی وہی خوشبو ہوتا

کیا کرین یار کی نخچیرون مین اوڑکر جاتے / ہم بھی ہوتے وہین ٹوٹا جو نہ بازو ہوتا

دل کے بہ جانے کی کچھ داد مجھے ملجاتی / آہ کے ساتھ گواہی کو جو آنسو ہوتا

غم نہوتا دل بیتاب کے جل لینے کا / ترے پیکان سے آباد جو پہلو ہوتا

زندگی اور جوانی کا مزا ملجاتا / جشن کرتے جو کبھی یار پہ قابو ہوتا

تیرا اوسکا کوئی جوشن مین جو ہوتا پیوست / اک زبردست مرا قوت بازو ہوتا

تخلیے مین شب معراج کا لطف اوٹھ جاتا / جلوہ فرما مری محفل مین اگر تو ہوتا

طوق اگر شوق اسیری نے پہنایا تو کیا / اس گلے مین کسی محبوب کا گیسو ہوتا

رو کے دریا مین بہاتا جو مین جل تھل بھرتا / سامنا ابر سے جسوقت لب جو ہوتا

یار کرتا مین نمائش جو کسی گلشن مین / بو بھی ہوتا جو چمن مین تو تری بو ہوتا

نور کے تڑکے جو تو سیر کی خاطر جاتا / جان جان صبح بہاری گل شبو ہوتا

کیا خوشی ہوتی ہمیں دل کی مرادین آتیا / شام سے آکے جو مہمان وہ پریرو ہوتا

نیم باز آنکھون پہ اوسکے جو ہوتے مفتون
اسے شرف دل پہ جگایا کوئی جادو ہوتا

لگا کے سرمہ جہان اوسنے اک نظر دیکھا
چھری ادبی ہوئی چلنے لگی جدہر دیکھا

چمن مین جا کے شگوفہ یہ طرفہ تر دیکھا
پھٹا ہوا گل شاداب کا جگر دیکھا

جہان یہ پیش نظر اوسکو جلوہ گر دیکھا
مقام ہو نظر آیا جدھر جدھر دیکھا

خیال دل کی تباہی کا آگیا جھکو
کسی غریب کا اوجڑا ہوا جو گھر دیکھا

چمن مین رونے کا سچا سمجھ کے بلبل کا
پڑا ہوا جو گل سرخ خاک پر دیکھا

اداے یار کو ہمنے جگہ جو دل مین دی
ملال و غم سے خبر دی قضا نے گھر دیکھا

تمام عمر اوس اوجڑے ہوے چمن مین رہے
نہ کوئی پھول نہ جسمین کبھی ثمر دیکھا

جہان جہان مین ٹپکا وہان ہوا گلزار
لہو مین تیرے شہیدون کے یہ اثر دیکھا

جو تاج و تخت کو بھی دھیان مین نہ لاتے تھے
برہنہ پا اونھین دیکھا برہنہ سر دیکھا

سفید بال ہزارون شباب مین دیکھے
چراغ شام یہ ہنگامہ سحر دیکھا

ہزار طرح کی روح الامین نے خاطر کی
رہ وفا مین ہمارا جو نامہ بر دیکھا

ہوا اس اوڑ گئے بسمل کی طرح تڑپے ہم
شکستہ جب کسی بلبل کا کوئی پر دیکھا

خوشی تو یہ ہی چمن مین قفس لٹکنی کی
کہ جس شجر پہ نشیمن تھا وہ شجر دیکھا

کبوتر اوسکو بھی سمجھا خیال قاصد مین
ہوا سے بھی کوئی اوڑتی ہوئے جو پر دیکھا

ہمین تو غنچہ و گل کا ہے اتفاق پسند
کوئی فساد نہ آپس مین کوئی شر دیکھا

کھلی جو آنکھ تو یوسف سے دی سپار کیا
یہ کسکا خواب مین زانو پر اپنے سر دیکھا

نیاز و راز کی معراج مین سنین باتین
خدا کے بزم مین بھی مہمان بشر دیکھا

نشانہ ہونے کی حسرت مین دل ہی دیوانہ
تمہارے تیر مین یہ کس پری کا پر دیکھا

کبھی نکل جو گئے رہگذر مین قاتل کے
تو ہمنے خون کا دریا کمر کمر دیکھا

نقاب اولٹ کے جو اوسنے دکھا دیے رخسار
نہ آفتاب کو دیکھا نہ پھر قمر دیکھا

تمام عمر نہ درد جگر نے فرصت دی
مرے مسیح نے مجھکو نہ اک نظر دیکھا

مسافران عدم کا شرف کوئی ہمنے
شریک حال نہ دیکھا نہ ہمسفر دیکھا

تم جسے کہتے ہو کہ کچھ کیجئے چرچا دل کا
منہ کو آتا ہے جگر حال کہین کیا دل کا

درد تنہائی مین ہمدرد جگر کا دل ہے
بیقراری مین ہے غمخوار کلیجا دل کا

تر کیا ہے چمن و دشت کو شبنم ہوکر
آبلہ پھوٹ گیا کو لٹنے دریا دل کا

شوق مین ذوق مین کیا کیا نہ مرادین پائین
کوئی ارمان محبت مین نہ نکلا دل کا

لاکھ بوسے بھی کوئی دے تو نہ لین بیعانہ
تم دلاسا دو تو ہم کرتے ہین سودا دل کا

داغ ہوتا ہے کبھی گل کبھی ہو جاتا ہے
شعبدہ بیم و رجا کا ہے تماشا دل کا

ہمدمی داغ نے کی منزل تنہائی مین
للہ الحمد کہ اک دوست تو نکلا دل کا

پانی ہو جانے کو ہے ہر وہ لہو ہونے کو
نہ بھروسا ہے جگر کا نہ بھروسا دل کا

عمر رفتہ کی طرح جا کے کبھی پھر نہ پھرا
مر گئے دیکھتے ہی دیکھتے رستا دل کا

لیلۃ القدر کیا قبر کی اندھیاری کو
داغ اس حسن کرامات سے چمکا دل کا

پھوٹ بہتے ہی کیا مجھکو غریق رحمت
آب کوثر سے بھرا تھا یہ پھپھولا دل کا

کوئی غنچہ جو کبھی خاک مین دیکھا ملتے
دفن ہوتے ہوئے سمجھا مین جنازا دل کا

آرزو ہی مین رہا عمر بھر آگاہی کے
لاکھ چاہا نہ کھلا مجھپہ ارادہ دل کا

حق بجانب ہے کلیجا جو پھٹا جاتا ہے
اے شرف اسنے بڑا داغ اوٹھایا دل کا

بیقراری نے کئے جو کی پاس نظر مین پیدا
دل سنبھالا تو ہوا درد جگر مین پیدا

کس مسافر نے کیا کوچ یہ تڑکے تڑکے
کوس رحلت کی صدا ہے جو گجر مین پیدا

دونون عالم مین ہے محبوب الٰہی مشہور
حسن نے کی ہے وہ بو باس بشر مین پیدا

زلف کی جھونک سے سو طرح کے بل کھاتی ہے
وہ لچک کی ہے نزاکت نے کمر مین پیدا

ہون وہ دیوانہ جو صحرا کی طرف جا نکلا
تخت پہ پیدل کئے ہوئے راہگذر مین پیدا

ہوش آنے دے ذرا آنکھ مری کھلنے دے
خود بخود ہوگا ترا نور نظر مین پیدا

سونگھ لینے کی حسینوں کو تمنا ہوگی
یہ ہوئی ہے وہ گل داغ جگر میں پیدا

منزل گور میں تو کوچہ محبوب نہ ڈھونڈھ
اے مسافر نہ وطن ہوگا سفر میں پیدا

صید پر رخ بھی مرے بعد نہ کرنے دیگی
بے پری ہوگی ترے تیر کی پر میں پیدا

ڈھن ہوی حسن کے بازار میں یکجائی کی
بیٹھے بٹھلائے یہ سودا ہوا سر میں پیدا

خاک اکسیر ہوئی جسکو جلایا اوسنے
عمر گی تاؤ دیئے سے ہوی زر میں پیدا

مرے آنسو کی یہ تصویر جو ہو جاتا ہے
آب اسوجہ سے ہوتی ہے گہر میں پیدا

خاک میں مل کے ہی ہر روح لحد میں آتی
ہوکے ناپید ہوئی کولئے گھر میں پیدا

درد سوز آہ بکا داغ ہوس یاس قلق
آٹھ ہمدرد کیے چار پہر میں پیدا

اے شرف یار کی مہکی جو شمیم کاکل
بو کبھی پھر نہ ہوئی مشک ختن اگر میں پیدا

ترا خدنگ کلیجے کے پار ہو جاتا
یہ آرزو تھی کہ تجھپر نثار ہو جاتا

ترے چمن میں جو گرد و غبار ہو جاتا
فلک پہ جاکے میں ابر بہار ہو جاتا

چمن کی سیر کبھی اسلیے نہ کی ہمنے
جو پھول کو بھی میں چھوتا تو خار ہو جاتا

ہمارے خون میں نہانا تو سرخرو ہوتا
ترا بناو ہمارا نکھار ہو جاتا

یہ آرزو تھی کہ ہم لاغر اسقدر ہوتے
جگر میں داغ جو تھا آشکار ہو جاتا

میں وہ شہید ہوں پڑتا مرا لہو جسپر
وہ سنگریزہ گل نو بہار ہو جاتا

بھلا ہوا نہ کیے درد ہجر میں نالے
فغانیوں میں ہمارا شمار ہو جاتا

ترے شہید کا چہرہ تھا اسقدر روشن
عجب نہ تھا جو چراغ مزار ہو جاتا

وہ دم بھر اور نہ اوٹھتے جو میری پہلو سے
قرار واقعی دل کو قرار ہو جاتا

جو اونکے بام کی حسرت میں خاک ہو جاتی
اک آسمان ہمارا غبار ہو جاتا

وہ دل کے تاکنے میں کچھ کمی اگر کرتے
پھڑک کے صورت بلبل شکار ہو جاتا

دوئی سے آئینہ دل کو نہ جو کرتا صاف
پسند خاطر پروردگار ہو جاتا

خوشی کے مارے لپٹ جاتے گل بھی بلبل سے
ہمارے اونکے جو اخلاص پیار ہو جاتا

وہ دیکھتے گل داغ جگر کی شادابی
کسی طرح سے جو سینہ فگار ہو جاتا

چمن میں تم جو مرے ساتھ دو قدم پھرتے
جگر کا داغ گل نو بہار ہو جاتا

کبھی نہ تیری اطاعت سے سر اوٹھاتا میں
جو کاف و نون پہ مجھے اختیار ہو جاتا

گناہگار پر اپنے وہ رحم اگر کرتے
شرف بہشت کا طبقہ مزار ہو جاتا

لرزاں رہی زمین جو مرا امتحاں رہا
سکتے میں آئینے کی طرح آسماں رہا

روز ازل سے غنچۂ دل میں بسا ہے تو
پھر مجھسے بوے گل کی طرح کیوں نہاں رہا

حکم فشار ہو کے ہوا حکم باز پرس
کنج مزار میں بھی مرا امتحان رہا

حسرت سرا میں صاحب خانہ ہوا جو دل
معشوق بنکے داغ ترا میہمان رہا

بو ہو گیا میں تو نے بسایا جو باغ کو
اوس جا پہ میری روح رہی تو جہاں رہا

شام و سحر طواف کو آیا کی بوے گل
اوس نور کے چمن میں مرا آشیاں رہا

حسرت میں بزم یار کی پروانہ ہو گیا
دل کو جو اپنے دل میں کہوں ڈل کہاں رہا

میں وہ چراغ ہوں کہ نہ ٹھنڈا ہوا کبھی
شعلہ وہ نور کا ہوں نہ جسمیں دھواں رہا

لپٹی رہی ترے در دولت سے نعش بھی
سینے پہ لوح ہو کے ترا آستاں رہا

ترکش سے میرے غم میں برادر نہ پھر ہوا
چھوڑا کماں کو تیر ترا بے کماں رہا

کچھ بس نہ میری گردش قسمت سے چل سکا
چکر میں لاکھ لاکھ طرح آسماں رہا

مفتوں کیا شباب کو اقبال حسن نے
تصویر کی طرح وہ ہمیشہ جواں رہا

خوشبو عروس گل کی ہمیشہ بسی رہی
گلدستۂ مراد مرا آشیاں رہا

میری بھی دھوم اوڑی تری شہرت جہاں اوڑی
چرچا ترا رہا تو مرا بھی بیاں رہا

قاتل سے گفتگو کو پڑی اک سند رہی
اچھا ہوا جو زخم تو اسکا نشاں رہا

فوراً مری نجات ہوئی ہو کے باز پرس
چھوٹے ملے شرف جو سبق بر زباں رہا

پتلی رہا وہ آنکھ میں قالب میں جاں رہا
ان پردوں میں ہماری نظر سے نہاں رہا

صیاد نے شکار نہ کھیلا ہمارے بعد
جبتک جگر پھٹکا ترے کا جل کے واسطے
رہ رہ گیا ہے لیے ہیں دل مسوس کر
تنکے مری تلاش میں صیاد نے چنے
اوس شاہ حسن نے جو کیا مجھکو گرد برد
عمر رواں بھی کر نہ سکی عشق میں ضعیف
ہستی کو تیرے قہر نے مسمار کر دیا
منھ ڈھانکتا تھا کوئی کوئی دیکھتا تھا سر
جوش جنون میں چاک گریبان نہو سکا
تم نے بھی کی نہ سعی تنفس میں ہمدمی

برسوں چمن میں سوگ نشین باغبان رہا
بجلو ٹیون کے سلگنے میں اسکا دھوان رہا
ترا پا گیا جو کوئی کہیں مہمان رہا
دیوانہ جستجو میں مرے باغبان رہا
برسوں مرے غبار کے گرد آسمان رہا
وہ ولولے رہے کہ مرا دل جوان رہا
بستی کہیں رہی نہ کسی کا مکان رہا
شب بھر یہ حال شرم کے مری داستان کا
مجنون سے بڑھ کے اپکی پریشان قوان رہا
یہ بھی رہا تو چند نفس مہمان رہا

بکھرا دیے جو یار نے اپنی چمن کے پھول
قبر شرف نہ عالم باغ جنان رہا

رخ دکھایا کبھی غنچہ سا دہن دکھلایا
بعد الحمد کہ پھر آئے ترے کوچے میں
اوسکی رحمت نے نہ گھبرا دیا مدفن میں
منھ دروی پر جو وہ آئی تو وہ آفت ڈھائی
منتظر کرکے کبھی آنکھ نہ جھپکانے دی
کون اس گھر میں رہتا تھا جو خاک اڑتی ہے
پھاڑ کر ہمنے گریبان کو نہ سلوایا پھر
تری نخچیر نے پیکان جو چھپایا دلمیں
اسقدر دفن کیا جلد مجھے قاتل نے
دوست بہلانے لگے غم میں جو اوس گلرو کے
سر خود ہمنے کیا حشر میں بھی قاتل کو

آج جلوہ ہمیں اوسنے ہمہ تن دکھلایا
جسکی بلبل تھی خدا نے وہ چمن دکھلایا
گھر کا آرام دیا لطف وطن دکھلایا
دو قدم چل کے قیامت کا چلن دکھلایا
خوب رستا ہمیں اے عہد شکن دکھلایا
کسکا گھر لا کے یہ اے اہل وطن دکھلایا
تہ موت سے لئے جو ہمیں لا کے کفن دکھلایا
پھر کسی کو بھی نہ اسے صید فگن دکھلایا
گور کا منھ بھی نہ سرکا کے کفن دکھلایا
تنکے چننے لگے جسوقت چمن دکھلایا
خون بھرا جا کے خدا کو نہ کفن دکھلایا

مسکرانا جو شرف سیکھہ لیا غنچون نے
حُسن نے کونسی ہنس مکھہ کا دہن دکھلایا

گلی مین یار کے مین سر بکف جسوقت جا نکلا — مراد آئی اجل کی امتحان کا حوصلا نکلا
جنازے پر جنازہ ہر طرف سے جا بجا نکلا — ہزارون نے گلے کاٹے جدہر قاتل مرا نکلا
یہانتک اوس پری پیکر کے ارمانون نے کثرت کی — کلیجا پس گیا لیکن نہ دل کا حوصلا نکلا
ہمارے خانۂ تن کی جو ضبطی کی تو کیا پایا — فقط اک جانجان اک روح نکلی اور کیا نکلا
رجوع قلب سے جب کی مناجات وصل ملنے کی — جگر بیتاب ہو کر منھ سے ہمراہ دعا نکلا
علاج درد و غم چاہا محبت مین تو بگڑا دل — گرایا ناتوانی نے جو لانے کو دوا نکلا
تمنا عالم ارواح سے کی تجھپہ مرنے کی — بشر کے بھیس مین مین ڈھونڈھنے اپنی قضا نکلا
ہم اپنے خانۂ دل کو مکان ہو سمجھتے تھے — تلاشی کی جو اس گھر کی تو اس گھر مین خدا نکلا
خدائی مین جو ڈہونڈہا ہمنے یکتائے زمانہ کو — وحید عصر تم نکلے نہ تم سا دوسرا نکلا
ڈبویا جب مجھے دریای غم مین یاس حسرت نے — نہ کوئی آشنا نکلا نہ کوئی ناخدا نکلا

شرف کس بات پر تم اپنے زخم دل پہ نازان ہو
نہ اک ٹانکا لگا دلمین نہ قطرہ خون کا نکلا

جو نخچیر اوس شہ خوبان کے صدقے مین ہوا ہوتا — سعادت دہوم اوڑا دیتی نشار اوسپہ ہما ہوتا
تمنائے گلستان مین جو میرا دم ہوا ہوتا — لپٹتی بوے گل باغون مین دامان صبا ہوتا
شہید با وفا ہون مجھکو پھر پاس وفا ہوتا — بحل کرتا اگر قاتل یہ ثابت خونبہا ہوتا
اگر ٹھوکر لگانے مین ترا سایا پڑا ہوتا — ہمارے استخوان مین جان پڑ جاتی ہما ہوتا
قضا مین کر گیا درد جدائی مین تو وہ بولے — علاج اونکو اگر ممکن نہ تھا ہمسے کہا ہوتا
مزا اچھی طرح ہم لوٹ لیتے جانفشانی کا — ہوا تھا درد اگر دلمین تو درد لا دوا ہوتا
کبھی قرآن لکھوا کر جو تم ہمکو کفن دیتے — قیامت تک ہماری نعش کا حافظ خدا ہوتا
وہ نورانی ترے کشتے کا چہرہ تھا حقیقت مین — خجل ہوتا جو اوسکے سامنے بدر الدجا ہوتا
ذرا بھی تجھ مین اے گلرو اگر بوئے وفا ہوتی — ترے گلزار کا کانٹا کلید دلکشا ہوتا

نہ کرتے تم اگر نخوت سے آئینے مین خود بینی
خدائی مین خدا کے پھر نہ تمسا دوسرا ہوتا

تری دوری کا جتنا غم ہے اتنا غم نہ کرتا مین
اگر دل مجھسے چھوٹ جاتا جگر مجھسے جدا ہوتا

خبر ہوتی خدائی مین جو تیرے خود نمائی کی
جہان مین یار ہنگامہ قیامت سے سوا ہوتا

پھر اپنے دم کی ہمت جستجو کرتے جو اوٹھ سکتے
وہین جاتے جہان اسکے مسافر کا پتا ہوتا

خبر بھی تیرے آمد کی جو ہوتی پھر نہ مرتا مین
مری آنکھین نہ پتھراتین جو تو جلوہ نما ہوتا

ترس کھا کر جو شاید وصل کو راضی بھی وہ ہوتے
ہم آغوشی کو مانع غمزۂ شرم و حیا ہوتا

پری سی صورتین تم جو نہ پیوند زمین کرتے
گلون کا خاک سے ہرگز نہ پھر نشو و نما ہوتا

مہم عشق مین نرغہ وہ مجھ بیکس پہ کیا کرتے
خدائی اوسطرف ہوتی میری جانب خدا ہوتا

امید دولت دیدار اوسکے پاس کیا کم تھی
جہان مین کیون کسی سے ملتجی تیرا گدا ہوتا

ہوئی تھی درد ہجران مین وہ نفرت تندرستی سے
منگا کر زہر کھا لیتا اگر ذکر شفا ہوتا

صدائے کن ترانی سنکے کیون خاموش ہو رہتے
شرف پردہ اولٹ دیتے جو کچھ بھی حوصلا ہوتا

دل لگی اوسکی نہ تھی خوش اسلیے قاتل نہ تھا
ہاتھ مین ننگی چھری تھی سامنے بسمل نہ تھا

مطمئن مجھکو کیا قابو مین میرا دل نہ تھا
تو نے کی بندہ نوازی مین کسی قابل نہ تھا

گلشن عالم مین خونریزی کی یو کسمین تھی
کونسا گل تھا جو میرے خون مین شامل نہ تھا

جاکے پوچھونگا خدا سے کیون نہ میری داد کی
تو تو عادل تھا جو دنیا مین کوئی عادل نہ تھا

وجہ شور و غل کے ہنگام قیامت تھی یہی
تیری آمد سنکے قابو مین کسی کا دل نہ تھا

کھو دیا تھا نالۂ مجنون نے لیلا کا حجاب
چاک دامان حیا تھا پردۂ محمل نہ تھا

کیون نہ دی گور غریبان مین ترے کو جگہ
مر مٹون کا قافلہ کیا قابل منزل نہ تھا

خاک سے گل ہو گئے اوسکی خوبی کی ہے نمود
کون کہتا تھا شہید ناز گل در گل نہ تھا

لعنت دنیا و دین تقسیم ہوتی تھی جہان
اک خدائی تھی وہان دیدار کا سائل نہ تھا

جان دی ہے مین نے جسپر اوسکی حسرت چاہیے
مشکل آمرزش کی ہے مرنا تو کچھ مشکل نہ تھا

ڈھونڈھ لایا عالم بالا سے اوس محبوب کو
جس پہ پردہ کا کھٹکا نہ سیکڑون منزل نہ تھا

بحث کیا کرتا تڑپنے مین تری نخچیر سے ۔ صدمہ پرنچنے کا تھا فطرس کوئی بسمل نہ تھا

تیرے شوق و ذوق مین جبتلک مجھکو یاس تھی ۔ اے پری پیکر مین زندہ دل تھا مردہ دل نہ تھا

خاک کیون اوڑنے لگی سیلاب رقت مین مری ۔ یہ تو وہ دریا تھا جسکی حد نہ تھی ساحل نہ تھا

تو رہے محفوظ اے خونریز چشم زخم سے ۔ وہ گلے کاٹے کہ تیرا سن بھی جس قابل نہ تھا

رہگئی دنیا مین مجھکو حسرت رنج عظیم ۔ سیکڑون جلاد تھے لیکن مرا قاتل نہ تھا

تربت مجنون پہ تھا لیلای مجنون کا یہ حال ۔ دھجیان تھین پیرہن کی پردۂ محمل نہ تھا

اسلیے برخاستہ دل بزم دنیا سے ہوئے ۔ جیسکے پروانے تھے ہم وہ رونق محفل نہ تھا

بھر رہا تھا مین ترا سودا نفس مین بھی دم ۔ غش پہ غش آتے تھے لیکن تجھسے مین غافل نہ تھا

نقش حب بخشا ہوا ہی مجھکو جسکا ای شرف ۔ اک ولی اللہ کا پیارا وہ تھا عاقل نہ تھا

خدا نخواستہ واقف جو چاہ سے ہوتا ۔ کوئی گھڑی نہ بسر آہ آہ سے ہوتا

لحد مین چین سے سوتے جو چین تم دیتے ۔ خبر نہ کوئی اس آرامگاہ سے ہوتا

بھلا ہوا نہ کن انکھیون سے یار نے دیکھا ۔ ستم کا سامنا ٹیڑھی نگاہ سے ہوتا

تلون اونکا نہ جاتا جو اونپہ غش کرتے ۔ لبون سے معجزہ جادو نگاہ سے ہوتا

تری بہشت بھی ہوتی نہ ضبط ای شداد ۔ جو ربط اشہد ان لا الہ سے ہوتا

بلا کے خواہی نخواہی نوازتا مجھکو ۔ خبر جو وہ مرے حال تباہ سے ہوتا

ترے فقیر کو کس چیز کی تمنا تھی ۔ جو ملتجی وہ کسی بادشاہ سے ہوتا

دکھاتے زخم جگر کے اوسے صف آرائی ۔ مقابلہ جو گلون کی سپاہ سے ہوتا

خدا ہی جانے فرشتے سلوک کیا کرتے ۔ کوئی گناہ جو مجھ بے گناہ سے ہوتا

کراہتا جو مین درد جگر کی شدت مین ۔ تو ایک حشر مری آہ آہ سے ہوتا

بیان کرنے کو جاتا جو میری کیفیت ۔ کلام حق کا مچلکا گواہ سے ہوتا

تلاش کرتے جسے منزل وفا مین شرف ۔ اوسی کا نور عیان گرد راہ سے ہوتا

تڑپے جو مرا دل تو مرے دل سے نہ پھرنا
صیاد چھری پھیر کے بسمل سے نہ پھرتا

پیکان سے کہدے کوئی آتی ہی قیامت
ہوگا تمھین معلوم یہ باطل سے نہ پھرنا

قادر ہو اگر اپنی مسیحا نفسی پر
بیمار سے بیہوش سے غافل سے نہ پھرنا

جو رنگ کرے شوق سے پرزے وہ اور اڑائے
اے چشم مروت کبھی قاتل سے نہ پھرنا

جلجائیو بجھ جائیو پروانون مین اے دل
زندہ کبھی اوس شوخ کی محفل سے نہ پھرنا

لیتا ہے محبت مین جو دم راہ عدم مین
منظور مسافر کو ہے منزل سے نہ پھرنا

جاتا ہی جو تو ڈوبنے کو خون مین اے دل
دریا بھی جو بہ جائے تو ساحل سے نہ پھرتا

خورشید ہو جیو آجائے محبت کا جو جھوکا
معشوق ہو دیدار کے سائل سے نہ پھرتا

مردان خدا مین شرف افسانہ رہیگا
درپیش جو مشکل ہو تو مشکل سے نہ پھرتا

جبتک کہ تمک زخمون مین قاتل نہین بھرتا
کیا مجھکو مزا ہے کہ مرا دل نہین بھرتا

دم توڑکے مرجائیگا سمجھائیے چل کر
کیون زخم نہین سوفت آپکا گھائل نہین بھرتا

جلسے مین رہا تا ہون ترے عشق مین ہوئی
چلا بھی تو اسطرح سے عاقل نہین بھرتا

سینے کو چمن کرتے ہین ناخن کی خراشین
وہ نقش مین بھرتا ہون جو عامل نہین بھرتا

بارش کبھی ہوتی ہے تو بھر جاتی ہین جل تھل
لیکن کبھی رونے سے مرا دل نہین بھرتا

رکھتا ہے وہ دل شربت دیدار سے خالی
شیشہ تو یہ ہی بھرنے کے قابل نہین بھرتا

صوفی ہو کہ مجذوب ہو قمری ہو کہ یاہو
دم کوئی ترا میرے مقابل نہین بھرتا

گرداو سکے شرف صید تڑپتے ہین ہزارون
دامن بھی لہو سے کوئی بسمل نہین بھرتا

جو سامنا بھی کبھی یار خوبرو سے ہوا
زمانے بھر کا پرسش مجھے یہ چار سو سے ہوا

کہا اشارون سے مین نے کہ تمیہ مرتا ہون
جو نطق بند مرا اونکی گفتگو سے ہوا

کسی کو بھی نہ ہوس تھی حلال ہونے کی
رواج شوق شہادت مرے گلو سے ہوا

جدھر نگاہ کی جلوہ ترا نظر آیا
کمال کشف مجھے تیری آرزو سے ہوا

کھلا نہ حال کسی پر کہ کیا مزاج مین ہے
خدائی مین کوئی واقف نہ اوسکی خو سے ہوا

عجب گھڑی سے گریبان پھٹا تھا مجنون کا
تمام عمر نہ واقف کبھی رفو سے ہوا

بڑے بڑون کو لگایا نہ منھ کبھی مین نے
وہ ظرف ہون کہ نہ واقف کبھی سبو سے ہوا

وہ خود بھی کر گئے تر آنسوؤن سے تربت کو
گلی مین یار کی مدفون اس آبرو سے ہوا

بہار باغ کو آئے جو دیکھنے سے یار
دماغ اور پریشان گلون کی بو سے ہوا

چڑھائے گور غریبان پہ گل جو اوس گل نے
چمن بہشت کا پیدا مقام ہو سے ہوا

حلال ہونے کو صیاد سے محبت کی
قضا جو آئی تو مانوس مین عدو سے ہوا

خدائی کرنے لگا یار بے نیازی سے
بڑا غرور اوسے میری آرزو سے ہوا

جہان سے محفل معراج مین ہوئی طلبی
بشر کا مرتبہ یہ اوسکی جستجو سے ہوا

لگاتے ہین جو سب آنکھون سے آب زمزم کو
شرف یہ فیض کا چشمہ مری وضو سے ہوا

کیجیے ناز خدائی سے خود آرائی کا +
آئنہ توڑ لے دعوی ہے جو یکتائی کا

مار اوتارا مجھے تڑپا کے جو بے موت اسنے
کیا گنہ مین نے کیا تھا شب تنہائی کا

شاخ گل جھوم کے گلزار مین سیدھی جو ہوئی
پھر گیا آنکھون مین نقشہ تری انگڑائی کا

اوس پری رو کی پھبن جان ہے آرائش کی
نازنینون مین وہ معشوق ہے زیبائی کا

جلوہ گر مین تمھین ہر دل مین سنا کرتا ہون
چل رہے ہو یہ تمہین کونسی ہرجائی کا

رحم کر رحم مجھے بندۂ ناچیز سمجھ
کبریائی کے لیے واسطہ یکتائی کا

زندہ در گور ہی بیٹھا ہے کلیجا پکڑے
جسنے دیکھا ہے جنازہ ترے شیدائی کا

جیسی ڈالوگے تو اُف بھی نہ کرونگا منھ سے
امتحان کرتے ہو کیا میری شکیبائی کا

حسن نیرنگ دو عالم کو جو دیکھا بھی تو کیا
تم نظر آتے تو پھر لطف تھا بینائی کا

مہر تابان اوتر آیا ہے سوا نیزے پہ
پاک چھینٹا یہ گرا ہے ترے سودائی کا

نونہالان چمن ناز پہ غش کرتے ہین
سبزہ رنگون مین ہے شہرہ تری رعنائی کا

اسقدر یار مرے دل کو دکھایا تو نے
حوصلہ بھی نہ رہا صبر و شکیبائی کا

بوسے وحدت ہی ازل سے تری پیراہن میں
دونون عالم مین ہی شہرہ تری یکتائی کا

سیکڑون جانین تلف ہونگی خدا خیر کرے
آج کرتے ہین وہ سامان خودآرائی کا

بھول کر بھی کوئی دم بھر نہ مرے پاس آیا
عمر بھر داغ رہیگا مجھے تنہائی کا

دھیان مین بھی مرے آئیگا نہ پریون کا بناو
مین نے دیکھا ہے نکھار اوسکی خودآرائی کا

اے شرف غل جو مچاتے ہو پہنکر زنجیر
تمکو ارمان ہے اب کون سی رسوائی کا

اوسکے فرمانون کا قرآن ہوکی اک دفتر ہوا
جو ہوا پیغام بر اوسکا وہ پیغمبر ہوا

نذر دینے کی ہوس مین شیفتہ تجھپر ہوا
زر بکف گل ہوکے تیرا بندۂ بے زر ہوا

جان لیکر اپنے مظلومون کی اوسنے داد دی
گلشن جنت ملا برباد جنکا گھر ہوا

اسقدر تو منزلت ہی خاکساری کے لیئے
پائے آنکھون مین جگہ سرمہ جہان پتھر ہوا

گلشن ایجاد سے کھویا گیا میرا غبار
نکہت گل کی طرح گم کردۂ صرصر ہوا

جسنے کی دلجوئی اوسکی تشنۂ دیدار کی
فی سبیل اللہ اوسکو ساغر کوثر ہوا

پیار آیا اسقدر دونون حریفون پر مجھے
جانبجان قاتل ہوا لخت جگر خنجر ہوا

جب اوٹھے میت ترے دیوانۂ مستور کی
اک طرف جنت ہوئی اور اک طرف محشر ہوا

جل بجھی وہ بوئے گل چلنے مین سبقت جسنے کی
پہلے مرجھایا وہ گل جامے سے جو باہر ہوا

طرفہ نیرنگی دکھائی پان کھاکر یار نے
پیک جس پتھر پہ تھوکی لعل وہ پتھر ہوا

آرزو کی قاصدی کی جسنے راہ عشق مین
حق تعالے نے نبوت دی وہ پیغمبر ہوا

دامن رحمت کے سائے مین اوٹھے ہم اے شرف
حلۂ جنت ہمارے واسطے بستر ہوا

نوجوانی مین وہ عالم اوس ستمگر پر ہوا
پھٹ پڑا جوبن حسینون مین پری پیکر ہوا

شمع و لوت نے بنایا آنکھ کا سرمہ اوسے
دل مرا جل کر جو پروانون مین خاکستر ہوا

پاس دامن ہوگئی جسوقت توبہ ہمنے کی
قابل رحمت ہوئے جسدم خدا کا ڈر ہوا

خون کرکے کیا کسی جلاد کا رتبہ بڑھا
سرخرو کسدن حنا کو پیس کر پتھر ہوا

رحم اونکو آگیا مجھکو جو رقت آگئی
ہو گئے بالکل گنہ جسوقت دامن تر ہوا

فرش پھولون کا بچھایا جاتا تھا جنکو لیے
قبر مین اونکا غبار اونکے لیے بستر ہوا

آبدیدہ ہو کے لیلی پوچھتی تھی قیس سے
کیون گریبان پھاڑ ڈالا کیون یہ ننگے سر ہوا

اسقدر کی زیست سے سودای الفت نے خلش
دل مرا سیری رگ جان کے لیے نشتر ہوا

میری ویرانی کا کس گل نے پتا تجھکو دیا
اسطرف آنا ترا باد صبا کیونکر ہوا

آکے مٹی باغ مین بلبل کو دی صیاد نے
باغبان ڈرسے لیکے حاضر پھولونکی چادر ہوا

اے شرف انعام ہمکو سونیکی دیوارین ملین
بیڑیان میری جڑا کر یار سس آ[illegible] ہوا

ہے عجب دلچسپ افسانہ مری تدبیر کا
بنگیا ہون جبسے آئینہ تری تصویر کا

واہ کیا جلدی گلا کاٹا ہے مجھ نخچیر کا
بول بالا ہو ترا شہرہ رہے تکبیر کا

لائق تھی دنیا مین حسرت راحت و آرام کی
امتحان کرنے کو آئی تھی یہان تقدیر کا

سوچ کیون تکبیر مین ہے رکھ کے گردن پر چھری
کام تو جلدی کا ہے باعث ہے کیا تاخیر کا

میں وہ دیوانہ ہون مجنون گرد پھرتا ہے مرے
کرتی ہے لیلی طواف آکر مری زنجیر کا

مجرمون مین جسکے ہو غفلت ہے کریم و کارساز
مطمئن ہون بخشنے والا ہے وہ تقصیر کا

قبر مین جسدم ولا تحزن سنا ثقلین مین
مژدۂ جان بخش سمجھے خلد کی جاگیر کا

میری حیرانی پہ اکثر ہنس کے گھورا ہے مجھے
مسکرانا مین نے دیکھا ہے تری تصویر کا

لن ترانی کا دیا صدمہ خیال یار نے
خواب بھی دیکھا تو برسون غم رہا تعبیر کا

جان بچتی ہی نہین چھٹکے بھی اوسکے ہاتھ سے
ذبح کرتا ہے وہ بازو توڑ کر نخچیر کا

کی ہے جسدن سے رسائی بارگاہ یار مین
دھوم ہے اقبال کے افسانہ سے تقدیر کا

کسلیے میرے جگر سے چھٹ پڑا تعویذ حب
کیون سراسیمہ ہوا کیا کچ ہے تاثیر کا

واہ واکس ناز سے تو نے کیا ہے ہمکو ذبح
سانس اگر ہوتی تو دم بھرتے تری تکبیر کا

جل بھی جاؤنگا تو تیرے بزم کا ہونگا چراغ
مین وہ پروانہ ہون تیرے حسن عالمگیر کا

کھینچیو چورنگ اے قاتل مری تصویر تو
دم جو میرے لب پہ گھبرائے تری شمشیر کا

داد دینے کے لیے اوسنے قیامت ڈھائی ہے
سن لیا ہے نالہ کس مظلوم بے تقصیر کا

تو اگر چاہے تو پھر جائے اجل آئی ہوئی
یاس بخشے زہر خوردہ کو اثر اکسیر کا

شمع کی لو میں جو اک دھبا سیاہی کا ہے یہ
داغ ہے سرتابی و بے رحمئی گلگیر کا

اوڑ کے آتا ہے کہاں سے آکے پڑتا ہے کہاں
اُف رے توڑا اللہ رے پلہ قضا کے تیر کا

پڑ رہی ہے میرے دل پر چھوٹ اوسکے عکس کی
اے شرف عرش الٰہی گھر ہے جس تصویر کا

اُف نہ کی ظلم کی برداشت میں کامل ایسا
ذبح ہونے میں نہ تڑپا متحمل ایسا

سامنے اونکے تڑپتا ہے مرا دل ایسا
تو وہ کہتے ہیں کہ دیکھا نہیں بسمل ایسا

گھر کے گھونگھٹ کے جو گلزار ہے بزم ہستی
کون آیا ہے یہاں ہو لو محفل ایسا

منھ چھپانے کی بھی قدرت نہ رہی لیلیٰ کو
آہ مجنوں سے اوڑا پردۂ محمل ایسا

دیکھ رکھ یار گل داغ جگر کو میرے
پھول کھلتا ہے نہیں دید کے قابل ایسا

سر پڑا لوٹے ہے چھری پھینک کے کیوں اے صیاد
ہو گیا سرد ترا کون بسمل ایسا

گور میں رہ کے نشاں تک نہیں رہتا باقی
خاک کرتی ہے مسافر کو یہ منزل ایسا

آئینہ دیکھ کے حیرت سی ہوئی کیوں تصویر
روبرو کون ہوا تجھسے مقابل ایسا

آبپاشی کی نہ حاجت ہوئی مٹی دیکر
قبر پر بیٹھ کے رویا مجھے قاتل ایسا

دونوں عالم کی نگاہوں میں کھبا جاتا ہوں
ہو گیا ہوں میں ترے رنگ میں شامل ایسا

جانفشانی کی مری داد مجھے ملجائے
کس سے فریاد کروں کون ہے عادل ایسا

رونمائی کے عوض چشم نمائی جو ہوئی
کیا گنہگار رہا دید کا سائل ایسا

ہم ہی تیرے تڑپنے میں کریں کون ایدل
کوئی پروانہ نہ ایسا ہے نہ بسمل ایسا

دم ہی لینے نہیں پانے کہ کہیں منزل تک
کوچ درپیش ہوا ہے ہمیں مشکل ایسا

غسل میت کے بھی قابل نہیں کہتے افسوس
کشتۂ ناز کو تم کرتے ہو گھائل ایسا

اے شرف ہدہد بلقیس بھی پروا نہ ہو
خط رسائی کو مجھے چاہیے حامل ایسا

دل کو تا لب سے خدنگ جاں ستاں لیجائیگا
صاحب خانہ کو آکر میہماں لیجائیگا

جسم سے پیک اجل دم بھر مین جان لیجائیگا | لاش کو مقسوم کیا جانے کہان لیجائیگا

بیقراروں سے جو ہو جائیگا افشاے عشق | سب تو چھٹ جائینگے وہ مجھپر گمان لیجائیگا

ہونگا وہ تصویر مین بھی اوسکی صورت دیکھکر | یار سجنے کے لیے اپنا مکان لیجائیگا

منزلوں انسان کی صورت نہ آئیگی نظر | ایک دن جوش جنون مجھکو وہان لیجائیگا

حق تعالے بھیج دیگا میرے یوسف تک مجھے | مجھکو بھی للہ کوئی کاروان لیجائیگا

کیا کروں دل کو جنون ہی تذکرہ اسکا نکر | قید خانے مین یہ چرچا ای زبان لیجائیگا

عرش قصر یار پر چھائیگا جب میرا غبار | شان رفعت سیکھنے کو آسمان لیجائیگا

حشر تک تربت مین بھی سوئینگے ہم آرام سے | روز پھولوں کی مسہری باغبان لیجائیگا

خوش ہو ای بلبل مبارک ہو یہ مژدہ شب بخیر | صبح کو دکھلانے صیاد آشیان لیجائیگا

جو پری پیکر مرا دیکھیگا دل پھٹکتے ہوے | کاجل آنکھوں کا بنانے کو دھوان ہو جائیگا

کہتے تھے لیلی اوٹھاتا تھا جو بار عشق قیس | کسطرح یہ بوجھ تو اے ناتوان لیجائیگا

بھیج دونگا مین چنگیروں مین انہین لخت جگر | جب وہان پھولوں کی ڈالی باغبان لیجائیگا

نازنین کچھ مول لیتے ہین تو کہتا ہے یہ دل | ہمکو بھی کوئی نہ کوئی قدردان لیجائیگا

سرخرو ہونے کو قاتل سے لپٹ جاونگا مین | سامنے اوسکے جو شوق امتحان لیجائیگا

دل کے ملتے ہی مجھے دھڑکا دیا تھا عشق نے | چھین کر مجھسے اسے اک نوجوان لیجائیگا

خوب اسیری کا مری زیور لٹے گا میرے بعد | طوق لیلے لیکے مجنون بیڑیان لیجائیگا

مر بھی جاونگا جو کوے یار مین گھل گھل کے مین | خلد مین رضوان اوٹھا کر استخوان لیجائیگا

دوش پر کسکے پڑیگا پرچم خورشید حشر | وہ صفت آرا کون ہے جو یہ نشان لیجائیگا

ساری دنیا کی جو ہے ہمراہ میری لاش کے | اسکو تو اس شان و شوکت سے کہان لیجائیگا

جابجا ٹکرائیگا سر اونکے آنے کے لیے | جو کسی کو اپنے گھر مین میہمان لیجائیگا

گوش زد ہوگے یہ جس محفل مین جس شوق کے
اے شرف لکھوا کے میری داستان لیجائیگا

تصور سے غش آیا سامنا ہوتا تو کیا ہوتا | وہی جانی جو وہ جلوہ نما ہوتا تو کیا ہوتا

کیا ہی خون دل کو دور اندیشی رخصت نے
جگر سے یار لپٹا ہی جدا ہوتا تو کیا ہوتا

قریب مرگ پہونچایا ہی تو نے وصل کی شب مین
خوشی مین تو یہ آفت ہی خفا ہوتا تو کیا ہوتا

قیامت پر قیامت ڈہائی جسکی پردہ پوشی نے
جو مشتاقون مین وہ جلوہ نما ہوتا تو کیا ہوتا

ذرا سے حسن انسان پہ ہزارون جان دیتی ہین
خدائی مین اگر ظاہر خدا ہوتا تو کیا ہوتا

رگ و پے مین لگی ہی آگ ایسا دل تپکتا ہی
معاذاللہ اگر یہ آبلا ہوتا تو کیا ہوتا

مجھے تصویر حیرت کی بنا کر بیٹھے ہنستے ہو
تمہارے آگے آئینہ لگا ہوتا تو کیا ہوتا

بہار آنے سے خوشدل ہون قفس مین چہچہاتا ہون
اسیری مین یہ خوشیان ہین رہا ہوتا تو کیا ہوتا

لیے رہتا ہون اوسکو ہر دم آغوش تصور مین
یہ صورت ہجر مین ہی ایک جا ہوتا تو کیا ہوتا

شروع درد الفت مین تو مین مردے سے بدتر ہون
کمی کی تو یہ شدت ہی سوا ہوتا تو کیا ہوتا

ذرا سا تو جو دیتا ہی تو شادی مرگ ہوتا ہون
بتا صیاد تو مجھکو رہا ہوتا تو کیا ہوتا

جسے دیکھو وہ سیر شہر خاموشان پہ مرتا ہی
خدا جانے یہ ویرانہ بسا ہوتا تو کیا ہوتا

حسینون نے جو لیا ہی تو اوسکی یہ شکایت ہی
خدا کا شکر کر ایدل جدا ہوتا تو کیا ہوتا

مٹے پر بھی وفا ہی کی مہک ہی غنچہ دل مین
یہ مرجھانے مین خوشبو ہی کھلا ہوتا تو کیا ہوتا

گذر جاتا ہی جس دل سے خدا ہی یاد آتا ہی
اگر تیر ہدف تیر دعا ہوتا تو کیا ہوتا

خدائی مین خدا کی ہی زیارت تیرے کشتے کی
یہ شہرت مٹ کے ہے نشو و نما ہوتا تو کیا ہوتا

چراغ گور ہی چہرہ شہید ناز کا جسکے
جو اسکو دفن خود اوسنے کیا ہوتا تو کیا ہوتا

مکان گور مین گہبرا گئی اے روح دم بہر مین
یہ گھر دنیا مین رہنے کو ملا ہوتا تو کیا ہوتا

مری واماندگی کا غم نکر تو شکر کر اے دل
کسی بیمار کا مین نقش پا ہوتا تو کیا ہوتا

مجھے اتنا بتا دو تم اگر دنیا مین جاتا مین
تونگر ہو کے کیا ہوتا گدا ہوتا تو کیا ہوتا

مجھے بیجرم بیدم کر کے جیتا گاڑا ہی مدفن مین
کوئی اونکا گنہ مین نے کیا ہوتا تو کیا ہوتا

سمجھتا ہون مین جسکی نکہت گیسو کو روح اپنی
جو اوسکی بو مین پیراہن بسا ہوتا تو کیا ہوتا

کسی صیاد سے پوچھونگا مین شوق اسیری نے
قفس مین رہ کے کیا ہوتا رہا ہوتا تو کیا ہوتا

علاج زخم دل ممکن ہی کیون اتنا تڑپتے ہو

اشرف دم تو جو درد لا دوا ہوتا تو کیا ہوتا

وہ چراغ آپ کا شباب ہوا — جسکا پروانہ ماہتاب ہوا
ہو گیا سکتہ آئنہ کی طرح — اس ادا سے وہ بے حجاب ہوا
ہوش بھی کچھ رہا تو چند نفس — گور مین سوکے وہ بھی خواب ہوا
چودھوین شب سحر پاس اوسی جو ہوئی — اختر صبح ماہتاب ہوا
ہر نفس مین ہے سوختی کا مزا — کیا کوئی لخت دل کباب ہوا
ذرہ تھا زندگی مین داغ جگر — خاک مین مل کے آفتاب ہوا
کی خدا نے وہ قدر خیر البشر — اشرف الانبیا خطاب ہوا
ایسی بھڑکی چمن مین آتش گل — بلبلون کا جگر کباب ہوا
گل کیا کیون مرا چراغ مراد — کیا گنہ تھا جو یہ عتاب ہوا
ہو گیا چور چور شیشۂ دل — جب شکستہ کوئی حباب ہوا
کیفیت تو مزے غبار رہنے کی — جب ہوا سے اوڑا سحاب ہوا
آب زہرہ ہوا جو بلبل کا — وہ بھی اسے باغبان گلاب ہوا
سلطنت اوسکی ایکسان ہی رہی — ہر زمانے کو انقلاب ہوا
عشقبازی کا کچھ مزا نہ ملا — رائگان مفت مین شباب ہوا
روشنی کسکی یہ خدائی مین ہے — کون معشوق بے نقاب ہوا
قطع دیدار کی امید ہوئی — لن ترانی سنی جواب ہوا

بیکسی کو ز پر برسنے کو
شامیانہ اشرف سحاب ہوا

بہار خلد ہو گا سوز خورشید قیامت کا — ہوا دیگا گنہگارون کو دامن اوسکی رحمت کا
سراپا نور ہے جلوہ نظر آتا ہے قدرت کا — ہمارا دل بنا ہے آئنہ کس خوبصورت کا
کریگا سامنا شمشاد کیا اوس سرو قامت کا — نشان فوج گل ہے وہ یہ گلدستہ ہے قدرت کا

قیامت ہو رہی ہی دھوم ہے نفسی نفسی کی
گنہگارون مین شاید امتحان ہی اوسکی رحمت کا

ہمارا دل بھی خوش ہو جسے ہم آغوش ہو جاؤ
کبھی تو خوش کرو دل ناز بردار محبت کا

چراغ داغ دل کی روشنی مین وہ تکلف ہی
جو گل ہوگا تو گل ہو جائیگا بلبل کی تربت کا

عجب بوئے وفا پژمردگی مین بھی مہکتی ہے
عجائب پھول ہے جو پھول ہی مجنون کی تربت کا

بیان درد دل سن سنکے ہاتھون سے جگر تھاما
لگی ہچکی اونھین جب ذکر آیا میری رقت کا

مزا تحلیل ہونے کا ہی مجھکو تیری حسرت مین
نہ کوثر کا مین پیاسا ہون نہ بھوکا خوان نعمت کا

قیامت تک کہین دھبا نہ ہو پاک دامانی
کفن لیدر دلوانا مجھے تو اس نفاست کا

نصیری کی خدا سے عشق کر ہوگا خدا راضی
اطاعت کر پیمبر کی ملیگا اجر طاعت کا

کیا معبود نے پھر اور مخلوقات کو پیدا
لگایا پہلے بندون کے لیے گلزار جنت کا

برنگ بوے گل مہمان ہی میری روح قالب مین
اوسے ڈر ہی خزان کا اسکو اندیشہ ہی رحلت کا

مرے جاتے ہین لوگ اپنی گلون مین پھانسیان دیکر
پڑھا ہی طوق یارب کونسی گردن کی منت کا

ادا اسی ہی رہیگی حشر تک گور غریبان پر
رہیگا ہو کا عالم ہی یہان یہ گھر ہی حسرت کا

تمہاری یاد حسرت ہی مین گھل گھل کر قضا کی ہی
بھرا ہی مین نے دم سو تنفس مین بھی الفت کا

نہ دونگا اوسکے رخسار سے آئینے کو نسبت مین
یہ شیشہ ہی سکندر کا وہ پرکالہ ہے قدرت کا

چمن کی سیر سے فردوس کی کیفیت اوٹھتی ہے
در گلزار پر پردہ پڑا ہے ابر رحمت کا

ہماری ہٹ بھی رکھ لو بوسہ دیدو گالی پھر دینا
اوٹھا لو ناز تم بھی ناز بردار محبت کا

قیامت مین کریمی جو تری مجھکو نوازیگی
گنہ میرا پکاریگا فرشتہ ہون مین رحمت کا

چلے آتے ہین وہ خنجر بکف گنج شہیدان مین
تلاطم عاشقون مین ہے یہی دن ہی قیامت کا

دعائین مانگتا ہون ای شرف اللہ پہونچا دے
ہوس ہی دل کو حج کی عشق مولا کی زیارت کا

چہرہ مری تربت مین جو گلنار ہے میرا
بندہ ہون مین جسکا وہ مددگار ہے میرا

ہون باغ رسالت کا ازل سے مین ہوا خواہ
بلبل ہون اوسی کا وہی گلزار ہے میرا

اوٹھنے کی ترے در پہ سے حسرت کوئی دیکھی
جاتا ہون مگر منھ سوے دیوار ہے میرا

کہتے ہیں وہ عیسی سے تشفی ہے مجھے دیکر
میں اسکا مسیحا ہون یہ بیمار ہے میرا

وہ گل نظر آتا نہیں بلبل ہو نہیں جسکا
رہتا چمن دہر میں بیکار ہے میرا

درد جگر و دل سے سفر ہی نہیں ہوتا
اک روگ مری جان کو آزار ہے میرا

لیلی نے جو پوچھا یا مرے داغ جگر کو
مجنون نے کہا طرۂ دستار ہے میرا

کہتے ہیں محبت یہ مری ہو کے وہ نازان
چاہت ہی عجب میری عجب پیار ہی میرا

پہلو میں سلاتا جو نہیں یار کو لا کر
بیدار یہ کیون طالع بیدار ہے میرا

لرزتا ہے دنیا کو جو افسانۂ محشر
ادنا سا یہ افسانہ ہوا طومار ہے میرا

اک دل تھا تو وہ مجھسے چھٹا اوس سے چھٹا میں
ایسا کوئی نہ ہمدم ہے نہ غمخوار ہے میرا

جو اوسکی خوشی خاک میں جب چاہے ملا دے
مالک ہی مری جان کا مختار ہے میرا

مجرم کو وہ کہتے ہیں کہ تعزیر اسے کیا دون
کیا کم یہ سزا ہے کہ گنہگار ہے میرا

وہ گل ہون کہ کعبے میں مہکتی ہے مری بو
وہ باغ ہو نہیں قبلہ نما خار ہے میرا

فرمایا ہے اکثر یہ شرف سیطینی نے
اللہ کو پیارا ہے جو زوار ہے میرا

غم ہے کس بات کا سوچ آٹھ پہر ہی کسکا
دل جو ستا نے میں ہی ایسہ گذر ہی کسکا

حسن پر ناز جو انسان سے ہی حور دلت کو
یہ بھی معلوم ہی معشوق بشر ہے کسکا

میں وہ بیکس ہون کہ اللہ میرا حامی ہے
واجب الرحم ہون میں پہر مجھے ڈر ہی کسکا

فیض تیرا کس و ناکس کو غنی کرتا ہے
زر بکف گل جو ہی یہ دست نگر ہے کسکا

طائر روح کا ہوجاتا ہے شہپر اے یار
یہ وفادار ترے تیر میں پر ہے کسکا

کونسا کشتۂ جانباز یہ تھا دریا دل
کوی قاتل میں لہوتا یہ کمر ہے کسکا

چاک رہ رہ کے گریبان جو سحر کرتی ہے
کس مسافر کا اسے غم ہی سفر ہے کسکا

خانۂ دلمیں جو ہے حسن کی گہما گہمی
جلوہ گر کون ہی اس گہر میں یہ گھر ہی کسکا

مجھسے بیمار کو تبرید جو پلواتے ہو
ہی محبت کا اثرا ور اثر ہے کسکا

شیشۂ دلمیں جو ہوتے ہیں پری رو تسخیر
ہی کشش کا یہ اثر اور اثر ہے کسکا

وجہ کھلتی نہین کچھ گور کے سناٹے کی | پہلے رہتا تھا یہان کون یہ گھر ہے کسکا
ہاتھ مین تیرے گل سرخ جو ہے اے گلچین | یہ جو بلبل کا نہین ہے تو جگر ہے کسکا

طفل اشک آج شرف اوس شوخ نے دیکھا تو کہا
مجھکو پیار آتا ہے یہ نور نظر ہے کسکا

دنیا تباہ کرکے برباد کیا کریگا + | کچھ اور ظلم تازہ ایجاد کیا کریگا
جسنے مٹا دیا وہ آباد کیا کریگا | جلاد بیکسون کی امداد کیا کریگا +
اتنا کوئی بتادے اسمین جو ہم نہونگے | خالی قفس ہمارا صیاد کیا کریگا
سنتا نہین زمانہ یارو سوا خدا کے | میری طرح سے کوئی فریاد کیا کریگا
منظور ہی نہوگی اُسکو مری تباہی | بندے کو بندہ پرور آزاد کیا کریگا
ہم جو بسے قفس مین جان آگئی قفس مین | یون اوجڑے گھر کو کوئی آباد کیا کریگا
رسم وفا کریگا کیا مجھسے وہ پریرو | تحقیق کرکے میری بنیاد کیا کریگا
کیونکر گوارا ہوگی اُسکو مری اسیری | فورًا رہا کریگا صیاد کیا کریگا
ہر گل کی بلبلون نے بھر لی دماغ مین بو | گلچین نے کر لیا کیا صیاد کیا کریگا
پہلو سے چل بسا دل اے صدمۂ جدائی | قالب سے روح کو بھی آزاد کیا کریگا
ہوگا مرید حسرت دیدار کا جو سائل | او مرشد زمانہ ارشاد کیا کریگا
تڑپا کے مار ڈالا میت نہ دی اوٹھانے | اس سے زیادہ ظالم بیداد کیا کریگا
ہو جائیگا خلاف صبر و شکیبا دل | تو جیب کی داد لینا فریاد کیا کریگا
آمد بہار کی ہے اب زور ہی مری وحشت | صیاد وجد کرلے تو یاد کیا کریگا
اوس گل نے نام رکھا ہے کوزہ پشت اوسکا | خوش قامتی کا دعوا شمشاد کیا کریگا
اتراتی ہے جو شیرین تو اوسکی جان لیکر | اسکی بھی کچھ خبر ہے فرہاد کیا کریگا
کنج قفس مین اپنے دم سے چہل پہل ہے | جب ہوگا ہو کا عالم صیاد کیا کریگا
آغاز عاشقی مین اے دل گرا نہ جان تو | اتنو بڑی یہ تجہیر افتاد کیا کریگا
اک دن کریگا تیرے جانبازون پہ چھاپا | گنجینہ جوہرون کا فولاد کیا کریگا

مر جائیگا زبان پر دودھ آئیگا چھٹی کا
تو جوے شیر لاکر فرہاد کیا کریگا

چنگیز خوانیان سب غم نے مری بھلا دین
جو رنگ اب کیسکو جلاد کیا کریگا

خفیہ رہا کرے وہ اغوا کی آرزو مین
طاعت کا ہو نہین بندہ ہمزاد کیا کریگا

تصویر مین تمہاری ہم خون دل بھرینگے
تدبیر رنگ و روغن بہزاد کیا کریگا

انسان کی دل کو مفتون کرتی ہر اچھی صورت
تعلیم عشق کوئی اُستاد کیا کریگا

کیا جان ہے شرف کو رو کے جنون مین کرلی
پابند بیڑیون کا حداد کیا کریگا

خود ہی تو زندہ باغ ریاض جہان کیا
پھر آپ ہی مٹا کے اوسے بے نشان کیا

کیا خوب ناز عشق نے ای جانجہان کیا
مردہ کیا مجھے تمہین روح روان کیا

مین نے وہ عشق اسیری سے ای باغبان کیا
چھوڑا ہمین قفس پہ نثار آشیان کیا

نشو و نما جو کرکے مجھے بے نشان کیا
کیا جانے اوسنے میری طرف کیا گمان کیا

جسدم خزان سے غنچہ و گل سہمنے لگے
خوشبو کو بلبلون کے دلون مین نہان کیا

سجے کو لٹنے وہ ناز ہوے جنسے بے نیاز
قابو مین کن اداؤن سے تمنے جہان کیا

ثابت ہوئی کیسکو تمہاری نہ بود و باش
دل مین بھی تم رہے تو اوسے لامکان کیا

دل چھٹ گیا حیات سے خون ہو گیا جگر
بیدم جہان اجل نے کوئی نوجوان کیا

اللہ نے بنا کے گلون کی پری سی شکل
کیا بات اسمین تھی جو انہین بے زبان کیا

غرفہ ہوا سنجات کا اوتنی زمین مین
رگڑی جہان جبین تجھے سجدہ جہان کیا

روز سرشت اوسنے جو ایجاد کی زمین
میرا غبار اوڑا کے اوسے آسمان کیا

اللہ نے ریاض ہلاکت کی داد دی
کافور خلد پاک مرا استخوان کیا

پیکان بھی دل سے مین نے نکالا نہین کبھی
رخصت کیا نہ اوسکو جسے میہمان کیا

تنکے بھی جا کے باغون مین ہمنے اگر چنے
تیار ہم قفس کے لیے آشیان کیا

ایسی زمین نے مری مٹی عزیز کی
حسرت زدہ نہ کوئی مرا استخوان کیا

گلگون بہار نے جو چمن کے زمین کی
بلبل کے خون کو شفق آسمان کیا

کاجل جو یار نے کو دیا اوس پری نے حکم
ہمنے دل و جگر کو جلا کر دھنوان کیا

اب تو کراہنے کی بھی طاقت نہین شیفتہ
ایسا کسی کے غم نے ہمین ناتوان کیا

نشو و نما جو کر کے مجھے بے نشان کیا
کیا جانے اوسنے میری طرف کیا گمان کیا

مایوس پھرتی ہے جو دعا ڈھونڈھتی ہوئی
تمنے مری مراد کو غائب کہان کیا

کی آمدِ بہار کی گلچین سنے جو خوشی
آراستہ گلون سے مرا آشیان کیا

سرکش وہ کونسا ہے کہ جس سے جھکا ہے تو
یہ کسنے سرنگون تجھے اے آسمان کیا

یارب صبا نے لاکے لبائی گلون کی بو
گلدستۂ مزار مرا آشیان کیا

چھوڑا جو زندہ بھی تو سسکنے کے واسطے
نخچیر بھی کیا تو مجھے نیمجان کیا

پرسان مری مزار کا ہوتا نہ تھا کوئی
دو پھول تمنے پھینک کے باغ جنان کیا

وحدت سرا مین ایسی رسائی بشر نے کی
اللہ نے حبیب کہا میہمان کیا

باتین جو عشق کی مرے منھ سے نکل گئین
اسکو تری خدائی نے اک داستان کیا

برپا ہے حشر و نشر یہ کیون ہم بھی تو سنین
کس شیفتہ کا آپ نے آج امتحان کیا

انسان بھی ذبح ہوتے ہین نخچیر کی طرح
شوق شکار نے اونہین چنگیز خان کیا

ہم جا کے بیٹھے زد پہ دل اوڑوانے کے لیے
صیاد نے خدنگ جو سوے کمان کیا

دنیا سے لیکے جاتے ہین دلمین وطن کا داغ
تقدیر نے چھڑا کے مکان بے مکان کیا

دہن مین جنون کے خاک اوڑاتا ہون اے خدا
دیوانہ ہونے کو مجھے کیون نوجوان کیا

ملتی کہین تو عمر گذشتہ سے پوچھتا
تو نے مری جوانی کو غارت کہان کیا

مجنون کو عشق نے نہ شیفتہ دیا شرف
اوس بیوطن غریب کو بیدم جوان کیا

گلے سے مل کے جو وہ بے حجاب ہو جاتا
فنا نہ غم کا خیال اور خواب ہو جاتا

تری حضوری مین جو باریاب ہو جاتا
صنم یقین ہے خدا رس خطاب ہو جاتا

ترا جو چاند سا رخ بے نقاب ہو جاتا
جھپک جھپک کے غروب آفتاب ہو جاتا

شگون نیک کو جاتا تو ہوتی باد شگفتنی
مجھے عدم کا سفر باتراب ہوجاتا

پری سی شکل تم آئینے کو جو دکھلاتے
خلاف شرم و خلاف حجاب ہوجاتا

تمہارے کشتے کے چہرے پہ اسقدر تھی چمک
نہ کرتے دفن تو وہ آفتاب ہوجاتا

یہ بیکسی نہ پرستی جو تم کرم کرتے
مری لحد کا اندھیرا سحاب ہوجاتا

نہ دیکھ سکتے جو وہ دیکھکر پھر آئینہ
تو اونکو مجھسے سوا اضطراب ہوجاتا

مقابلہ بھی جو ہوتا ترے پسینے سے
خود اپنی بو سے کشیدہ گلاب ہوجاتا

کہیں لگاتے جو وہ عاشقوں کی تصویریں
شبیہ قیس کا مین بھی جواب ہوجاتا

تری رحیمی سے تجھے خوش مزاج کردیتی
جو مجھ غریب پہ تیرا عتاب ہوجاتا

حلال ہونے کے بعد اسلیے نہ تڑپا مین
لہو سے یار کا دامن خراب ہوجاتا

ترے محب جو اک الحمد آکے پڑھ دیتے
مری لحد کا مجاور ثواب ہوجاتا

اگر وہ ناز و تلون کسی سے بھی کرتے
زمانے بھر کو ابھی انقلاب ہوجاتا

ہمارے خون کے محضر کو تم جو دھوتے بھی
گواہی دینے کو پانی شہاب ہوجاتا

بہاؤ پر کبھی رقت جو میری آجاتی
سمٹ سمٹ کے سمندر حباب ہوجاتا

محاسبے مین ہمارے لگائی اتنی دیر
خدائی بھر کا تو اتنک حساب ہوجاتا

بیان جو کرتے ترے حسن استراحت کو
فسانہ یوسف کنعان کا خواب ہوجاتا

بلاکے سامنے اپنے خفا جو تم ہوتے
ہزار رحم سے بڑھکر عتاب ہوجاتا

ہمارے داغ کا پڑتا جو ارسپہ سایہ بھی
تواسے شرف آفتاب ہوجاتا

نکل کے جاؤں کدہر ترے انجمن کے سوا
چمن کی بو ہوں بسوں پھر کہاں چمن کے سوا

کہاں ہے روی زمین پر بہشت کا طبقہ
دکھا تو دے مجھے کوئی مرے وطن کے سوا

کلام منھ سے جو نکلے تو وحی ہوجائے
سنی نہیں یہ کرامت ترے دہن کے سوا

ہزاروں ہوگئے بسمل تمہاری محفل مین
یہ کشت خون نہیں دیکھا اس انجمن کے سوا

شریک دفن نہ تھا کوئی قبر کیوں تر ہے
پھر اور کون یہ رویا ہے گورکن کے سوا

کہاں سے لاؤں جو پوشاک حشر میں پہنوں
نہیں ہے اور کوئی پیرہن کفن کے سوا

دیا تھا دم جو صباحت پہ سبزہ رنگوں کی
اوگا نہ کچھ مری تربت پہ یاسمن کے سوا

کہیگا قہر خدا مجمع قیامت میں
کسیکا پاس نہیں مجھکو پنجتن کے سوا

نشانے اوسنے اوڑا کر جو تیر ڈھونڈھوائے
کہیں پتا نہ لگا میرے تن بدن کے سوا

چلے ہیں لیکے جہان سے لباس عریانی
نہیں ہے پاس کچھ اس جامۂ کہن کے سوا

رہا جو ہو جو اسے روح قید غربت سے
بہشت میں بھی نہ تو جائیگا وطن کے سوا

قفس میں دیکھیے کیا ہوئے شام ہوتی ہے
کیا نہیں ہے بسیرا کہیں چمن کے سوا

ہمیشہ ہمنے شرف وجد وحال کو ڈھونڈھا
کہیں پتا نہ سنا اوسکی انجمن کے سوا

جسدم لہو میں غرق ترے تیر نے کیا
شکرانہ سرخروئی کا نخچیر نے کیا

نورانی تیرے چہرے کی تنویر نے کیا
تصویر آئینہ تری تصویر نے کیا

اُلفت وہ کی کہ اوسنے نہ چھوڑا مجھے کبھی
تقدیر کا مزا مری تدبیر نے کیا

بسمل بھی ہوکے زندۂ جاوید ہو گئے
روح القدس ہمیں تری تکبیر نے کیا

تجویز ہے جو درد جدائی کے واسطے
پرہیز اوس علاج سے تاثیر نے کیا

پروانے بلبلوں کی طرح نعرہ زن ہوے
گل شمع کو جو بزم میں گلگیر نے کیا

جیتا تھا خط شوق کے میں جس اُمید پر
مطلب وہ فوت یار کی تحریر نے کیا

مانی نے دی بتا کے جو سکتے میں رہ گئے
تصویر ہمکو بھی تری تصویر نے کیا

باغ جہان سے جاکے وہ خلد آشیان ہوے
بسمل جنہیں جنہیں تری تکبیر نے کیا

پھیری چھری جو تونے تو جان اس خوشی سے دی
ایوب کو خجل تری نخچیر نے کیا

اپنوں کی تو برائی نہیں جانتا کوئی
برباد کیوں مجھے مری تقدیر نے کیا

اوس بے نیاز کا میں ہوا ہوں نیازمند
ایسا رسا مجھے مری تقدیر نے کیا

مٹی بھی میری شیشۂ ساعت میں بند کی
اسکا بھی امتحان تری شمشیر نے کیا

افسانۂ مراد مرے حق میں ہو گئی
محظوظ اسقدر تری تقریر نے کیا

شیروں نے گاؤ زوری جو مجھسے جنوں میں کی
اونکو بھی سرنگوں مری زنجیر نے کیا

ٹھہرا نہ کوئی تیرے تلون کے سامنے
جب سامنا کیا مری تقدیر نے کیا

دو گز زمین گور کی حسرت میں مر مٹے
برباد دیے نشاں ہمیں جاگیر نے کیا

موسی جو ہو رہے ہیں سراسیمہ طور پر
یہ حال کسکے نور کی تنویر نے کیا

دیدار کی ہوس میں سنیں لن ترانیاں
ناشاد مجھکو خواب کی تعبیر نے کیا

ہرگز وطن کی راہ نہ لینے دی اے شرف
پابند نجد کا ہمیں زنجیر نے کیا

اے رشک پری اُنس جو انساں میں نہوتا
اُلفت کا مزا عالم امکاں میں نہوتا

یوں دیں تری کشتوں کی جو خوں کی نہ ٹپکتیں
گلزار میں گل لعل بدخشاں میں نہوتا

احباب مجھے دفن امانتاً جو نہ کرتے
مردہ بھی مرا گور غریباں میں نہوتا

دم بھر کو وہ آتے تو خدائی نہیں ہوتی
کوسوں کہیں ویرانہ بیاباں میں نہوتا

گلزار میں یارو جو رسائی ہوئی ہوتی
پھولوں کا ذخیرہ مرے داماں میں نہوتا

پرسش جو اسیروں کی نہ کرتا وہ پری رو
زنجیر کا غل خانۂ زنداں میں نہوتا

اُلفت میں جو مر جاتے کی التا وہ پھر یار
عالم میں کوئی طفل دبستاں میں نہوتا

مرجھانے کی پہلے سے خبر اسکو جو ہوتی
غنچہ کبھی شاداب گلستاں میں نہوتا

عالم میں جو محبوب خدا پہلے سے آتے
یوسف کا کہیں ذکر بھی قرآں میں نہوتا

موتی کی صدف میں کبھی بنیاد نہوتی
قطرہ مری آنسو کا بھی نیساں میں نہوتا

سنتے جو کبھی تم مری اُلفت کی حکایت
چرچا گل و بلبل کا گلستاں میں نہوتا

سودے کی خرابی تھی جو صحرا میں جاتے
کھٹا دم اگر چاک گریباں میں نہوتا

مہلت جو غریب الوطنی سے مجھے ملتی
کیوں ہند میں ہوتا میں خراساں میں نہوتا

مغرور جو ہم زور جوانی پہ نہوتے
پیری میں یہ رعشہ تن لرزاں میں نہوتا

کرتا نہ اگر انکی حفاظت وہ پری رو
دیوانوں میں زندہ کوئی زنداں میں نہوتا

دیدار دکھاتے تو وہی اسمیں سماتے
حسرت کا گذر دیدۂ گریاں میں نہوتا

اللہ نہ کرتا جو کبھی خلق بشر سے
تو سورۂ اخلاص ہی قرآن میں نہوتا

معدوم کیا سیر سے بگولے کو صبا نے
دنیا میں جو ہوتا تو بیابان میں نہوتا

آنکھیں نہ لڑی ہوتیں جو رقت سے ہماری
اشکوں کا یہ لشکر صف مژگان میں نہوتا

ہنس ہنس کے اگر اسکو ہنسی تم نہ سکھاتے
یہ حسن تبسم گل خنداں میں نہوتا

کیوں خاک بیابان شرف آتا میں اوڑہنے
دیوانہ نہوتا تو پرستان میں نہوتا

نالاں میں اسقدر دل ناشاد سے ہوا
سائل خود اپنے قتل کا جلاد سے ہوا

صد شکر عشق حسن خداداد سے ہوا
مانوس ہی ہوا تو پریزاد سے ہوا

مجنوں سے انس رابطہ فرہاد سے ہوا
واقف نہ میں کسی وطن آباد سے ہوا

کمھلا کے گر پڑا گل شاداب کسلیے
افتادہ خاک پر یہ کس افتاد سے ہوا

بیخود کیے ہوئے ہے مجھے خود فراموشی
آخر مرا یہ حال تری یاد سے ہوا

عالم میں کشت خون کی دکھائی کو صورتیں
ایجاد چار آئینہ فولاد سے ہوا

لی اپنے ذمہ میں مرے عقبی کی بازپرس
قسمت سے کار خیر یہ جلاد سے ہوا

کوئی خطا خزاں کی نہ کی تھی بہار نے
ناحق عناد باغ کی بنیاد سے ہوا

آہیں جو کیں چھٹیں رخ گل پر ہوائیاں
غنچے کا دل لہو مری فریاد سے ہوا

اے جانجاں مزار مرا اچھا مقام ہو
طبقہ بہشت کا تری امداد سے ہوا

چاہا سبھی تجھے ترا کلمہ پڑھ کے جان دی
بیدم خوشی خوشی ترے ارشاد سے ہوا

شوق ارم میں جسم سے نکلی یہ کہکے روح
آج الفراغ قید کی میعاد سے ہوا

رو مال اوس پری کا ہوا ٹیوں میں وقت حشر
اوسپر بہی خون بند نہ فصاد سے ہوا

ہوتا کسی سے بھی نہ مرا کار مغفرت
محبوب ذو الجلال کے داماد سے ہوا

دیوانہ میں تو یار کی تنہا روی کا ہوں
آگاہ سائے سے نہ وہ ہمزاد سے ہوا

دل ہل گئے حسینوں کے شمعیں لرز گئیں
شب کو وہ تہلکا مری فریاد سے ہوا

آشفتہ نجات نہوتا کبھی نصیب
واللہ جبرئیل کے استاد سے ہوا

طاقت مری نہ تھی جو اوٹھاتا مین بار عشق
یہ زور مجھ مین زور خدا داد سے ہوا

دشمن کے بھی فراق نے مردی کی شکل کی
دل مرگیا جدا جو مین صیاد سے ہوا

سکھلائی اوسکو رحم دلی میرے عجز نے
شاد دل وہ مجھ غریب کی فریاد سے ہوا

دم کی روا روی کا رہا عمر بھر ملال
افسوس ہے کہ اُنس کس آزاد سے ہوا

بہتے تھے اشک آنکھون سے بہنے لگا لہو
شاید جگر جدا دل ناشاد سے ہوا

ہنس ہنس کے اوسکا نام دھرا اوسنی گوژ پشت
برہم اگر ملنے پہ جو وہ شمشاد سے ہوا

کھب کھب گئے زمانے کے دلمین کچھ وہ شعر
نیرنگ شاعری مرے اُستاد سے ہوا

خاموش ہو خدا کے لیئے دم لے ای شرف
ٹکڑے مرا جگر تری فریاد سے ہوا

عاشقی مین ہمنے دل سے دوست کو دشمن کیا
رہنما کو منزل مقصود مین رہزن کیا

ابر رحمت نے بہارستان مرا مدفن کیا
بھاگتی تھی بوئے گل جس سے اوسے گلشن کیا

تیرے غم مین جسنے اپنا چاک پیراہن کیا
خاک کا پیوند تونے اوسکو جان من کیا

غم نے سخت دل جو گوندھے آنسوؤن کی تار مین
ہمنے تیرا نام جپنے کو اوسے سمرن کیا

موجہ گلزار نے گلزار کی جو سیر کی
بیکلی بلبل کو دی غنچون کو خندہ زن کیا

داغ اوٹھا کر عشق کا دل پر گرا بیٹھے پہاڑ
بوجھ کو اک پھول کے ہمنے ہزارون من کیا

دستگیری کچھ ہماری تونے اسپر ہی تو کی
ہمنے پیکان سہ پہلو کو ترے جوشن کیا

گل جو پژمردہ کیا اوس تک بہار آئی نہ دی
جو چراغ اوسنے بجھایا پھر نہ وہ روشن کیا

یار سوتا ہے محل مین دیکھتے ہین ہم اوسے
دید کو خفیہ نگاہ شوق نے روزن کیا

صید حسرت ہو گیا جسپر پڑی چشم سیاہ
کھیل نے قدرت کی آہو کو شکار افگن کیا

سرکشی پابوس ہو کر خار صحرائی نے کی
میرے دامن سے لپٹ کر مجھکو بے دامن کیا

جس سے آزردہ ہو کر بھیجا جہنم مین اوسے
جسکو چاہا اوسکی خاطر آگ کو گلشن کیا

تیرے باعث سے شب قدر اسکی اندھیاری ہوئی
مرحبا اے داغ دل کیا قبر کو روشن کیا

تجھپہ مرنے کو وہان بھی اک نئی دنیا بسی
جا نجات تونے خدائی کی جہان مسکن کیا

اسنے ایسا کیا تھا ای صبا تیرا قصور
کیون طمانچے مار کر نیلا رخ سوسن کیا

اوس در دولت پہ چھایا ای شرف تیرا غبار
جسکی شان اوج نے گردون کو خم گردن کیا

غارت ای دست جنون دو دن مین پیراہن کیا
کل کیا تھا بے گریبان آج بے دامن کیا

شکر کی جا ہے ہزارون داغ دلمین ہو گئے
کی عنایت عشق نے اک دانے کو خرمن کیا

مردنی دیکھی مرے منھ پر تو پوچھا یار نے
کسنے اس تصویر کو بے رنگ و بے روغن کیا

ایک تاری مین کیا طی منزل معراج کو
شہسوار کشف نے خنگ شب توسن کیا

رنگ قدرت کے جو دکھلائے تلون نے تری
باغ کو صحرا کیا ویرانی کو گلشن کیا

دونون آنکھون کو برابر آبرو رقت نے دی
ایک کو بھادون کیا اور ایک کو ساون کیا

مجھ پریشان کا جو ناحق دم کیا ہے ضیق مین
زلف پیچان نے تجھے غارت نہ ای الجھن کیا

دل ہزارون توڑ کے پھینکے کھلونون کی طرح
اوسنے طفلی مین کیا بچپن تو یہ بچپن کیا

میرے دل جلنے کی مجھکو کچھ نہ دکھلائی بہار
آگ مین جھکوا کے تمنے گلفشان آہن کیا

آگ جن پھولون کی رنگت سے لگی تھی باغ مین
گلخن افروزون نے اونکو داخل گلخن کیا

آب زہرہ ہو گیا گھٹ گھٹ کے اسیا روی ہم
خون ہو کر بہ گیا دل اسقدر شیون کیا

ایک پروانہ جو پہونچا اوسنے اونکی بزم مین
شمع کو گلگیر نے سو بار بے گردن کیا

باندھنے بیٹھے جو شیرازہ کتاب عشق کا
رشتۂ جان کو شرف نے رشتۂ سوزن کیا

چاہیے تھا جو مزا وصل کا اے یار ملا
دہن زخم سے جسدم لب سوفار ملا

آخر کار ترا خاک مین بیمار ملا
کیا وہ بچتا نہ جسے شربت دیدار ملا

اوس پریرو سے ملاقات ہوئی رویا مین
خواب مین جھسے مرا طالع بیدار ملا

لن ترانی نہ شنا پردے سے باہر تو نکل
آئے ہین دور سے ہم آنکھ تو ای یار ملا

منزلون پائی نہ راحت تری بربادی نے
بیٹھنے کو نہ کہین سایۂ دیوار ملا

زندے پریون سے ہا مردے ملے حورون کیسے
یہ کسی سے نہ ترا طالب دیدار ملا

اوسکے نقشے سے جو یوسف کی ملائی تصویر
حسن سے حسن نہ رخسار سے رخسار ملا

نجد مین قیس نے ڈھونڈھا جو تبرک کیلیے
پیرہن کا مرے ثابت نہ کوئی تار ہوا

گھر سے نکلے جو حسینون کی خریداری کو
بک گئے یوسف جہان حسن کا بازار ملا

پوچھتے کیفیت قید محبت کس سے
کوئی زندہ بھی نہ زندان مین گرفتار ملا

ہمنے دل دیکے اونھین داغ ہزارون پائے
ایک غنچے کے عوض مین ہمین گلزار ملا

دیکھکر اوسکی پھبن دلکو وسوسا پھر دل
آگیا پیار جو معشوق طرحدار ملا

مسکراتے ہین گل زخم نمک پاشی پہ
کاٹتا ہے جگر و دل کو تو زنگار ملا

آج بلوا کے مری اوسنے بڑی خاطر کی
خود بغلگیر ہوا عطر ملا ہار ملا

ذبح کر ڈالے گا صیاد تجھے ای بلبل
پیار غنچے کو نہ کر گل سے نہ منقار ملا

مین تو کہتا تھا نہ اب تمسے ملونگا ہرگز
بیقراری نے ملایا تو مین ناچار ملا

کھا لیا زہر کسی نے جو غم ہجران مین
دیکھو انصاف خطاب اوسکو گنہگار ملا

اوس ستمگار نے چھریون سے کر دیا پرسوت
دلمین گم ہو کے نہ پیکان نہ سوفار ملا

مین وہ مجنون ہون کہ سمجھا اوسی مفتاح مراد
وادی راہ وفا کا جو کوئی خار ملا

اوسطرف گلشن بخشش کی ہوا پلٹا دی
جسطرف تیری رحیمی کو گنہگار ملا

پاک دامن ہو شرف جسمین کفن مین ہو نکھار
پیرہن ایسا کبھی دہی خاک مین و تار ملا

گرد پروانے جو تھے وہ کروفر کیا ہو گیا
رات کا سامان اے شمع سحر کیا ہو گیا

کیون اندھیری قبر ہے داغ جگر کیا ہو گیا
کس گھٹا مین گھر گیا میرا قمر کیا ہو گیا

بلبلون مین مر مٹا یا جان پروانون مین دے
دل ہمارا ہو کے مفقود الخبر کیا ہو گیا

مانگتا تھا جب دعا فی الفور آتی تھی مراد
بے اثر کیون ہو گئی اسکا اثر کیا ہو گیا

رو رہا ہے دل پڑا دامن مین آنسو کا نہین
آنکھ کا تارا مرا نور نظر کیا ہو گیا

وحی آیا کی اوسے اوسطے کیا جسکو سفر
وہ پیمبر ہو گیا پیغام بر کیا ہو گیا

جاکے ای دل دیکھ تو رنگ مہم حسن و عشق
ہے ادھر شور بپا رکیا ادھر کیا ہو گیا

نکہت گل کیسلئے غم مین چل بسی گلزار سے — بے حلاوت ہوگیا کیون ہر ثمر کیا ہوگیا

خون گھل کر ہوگیا یا کھالیا غم نے اوسے — بے کلیجے ہوگیا میرا جگر کیا ہوگیا

ہو رہا ہی بیگنہ چورنگ تیغ عشق سے — کیون جگر ہوتا نہین دل کی سپر کیا ہوگیا

تاب لاسکتی نہین برق جمال یار کی — کیون جھپکتی ہے یہ تجلوا ہی نظر کیا ہوگیا

کی ہی کیون ظالم شہید ناز کی مٹی خراب — دفن بے سر ہورہی ہی لاش سر کیا ہوگیا

کیون کیا ہی جاکے تکیہ اوسنے قبر قیس پہ — کیا ہوئی لیلا کی محمل اور گھر کیا ہوگیا

کونسی کشتے کے غم مین کشت خون موقوف ہی — نیمچہ ہوتا جو تھا زیب کمر کیا ہوگیا

مرگیا ہی کونسا شب زندہ دار وصبح خیز — کیون گریبان پہاڑتی ہی اری سحر کیا ہوگیا

پاسداری پہلے کیون کی تہی جواب ملتے نہین — کونسا جب فائدہ تھا اب ضرر کیا ہوگیا

پوچھتی ہی مجمع محشر سے بربادی مری — کیا قیامت ہی جہان زیروزبر کیا ہوگیا

کیون پڑے ہو ایک کروٹ اے شرف گم گور مین
چین سے سوتے تھے جس گھر مین وہ گھر کیا ہوگیا

پر جو بلبل نے قفس کے چاک سی باہر کیا — دونون بازو توڑکر صیاد نے بے پر کیا

کار مردانہ یہ قاتل ہمنے مرنے پر کیا — روح کو اپنی ترے شمشیر کا جوہر کیا

انتقال الفت مین تیری ای پری پیکر کیا — بھاگتی تھی روح جب سے اوس مہم کو سر کیا

کیا ہی نیرنگی تری اللہ رے ایجاد رنگ — پیس دی جسپر حنا یاقوت وہ پتھر کیا

پاسداری کی ملائک سے سوا انسان کی — انتہا کی سرفرازی کی کہ پیغمبر کیا

پاک دامانی ہی کو اوڑھا اور بچھایا عمر بھر — تیرے کوچے مین کبھی بستر کبھی چادر کیا

باغبان کے ظلم سے تنکے گلستان مین چنے — بازؤن کو توڑکر صیاد نے بے پر کیا

حشر مین لرزان تھا میرے نامۂ اعمال سے — حق تعالی نے معافی کا اوسے دفتر کیا

کوئی پھرتا تو خبر ہم رفتگان کی پوچھتے — کونسی منزل پر اوترے ہین کہان لشکر کیا

جب گیا اوس شمعرو نے ناز سے تابی حسن — پہلے پروانون سے میرے دل کو خاکستر کیا

کونسا پایا آبرو رہا تھا نیسان کیطرح — حق تعالی نے یہ کیکے اشک کو گوہر کیا

دلمین آمد آمد اوس پردہ نشین کی جب ہوئی
دم کو جلدی جلدی مین نے جسم سے باہر کیا

آئینہ اسمین لگانا تھا کہ تھا مین صاف دل
نصب میری قبر پر یارون نے کیون پتھر کیا

شور و غل پر اپنے دیوانون کے رحم آیا اوسے
رستگاری ہر طرف کی برطرف محشر کیا

کچھ حقیقت ہی مرے اعمال نامی کی نہ تھی
اے کراما کاتبین تمنے اسے دفتر کیا

گور مین پہونچانے کو بھی ساری دنیا ساتھ تھی
میرے مُردے کو بھی تونے صاحب لشکر کیا

آنکھین حسرت نے بچھائین چادر گل کی عوض
بیکسی نے آکے تربت پر مری بستر کیا

میرے آنسو کی شباہت پائی جسمین یار نے
دیکھکر اوسنے لطر انداز دہ گوہر کیا

میرے قالب مین تری بو روح ہو کر بس رہی
عطر ہو کر دل مین تیرے آرزو نے گھر کیا

کو مشا گلچین کمی کرتا تھا میری تاک مین
جس لیے صیاد نے گلزار مین بستر کیا

قطرۂ شبنم کو اوس گل نے جو بخشی آبرو
میرے آنسو کے مقابل کا شرف گوہر کیا

فروغ خونی داغ جگر لکھا تو کیا لکھا
چراغ طور لکھنا تھا قمر لکھا تو کیا لکھا

لکھا محبوب اوسے اپنا کہ اپنی جان نثار دو
خدا نے عشق و اخلاص بشر لکھا تو کیا لکھا

نہ لکھنے پائے جلدی مین حقیقت بیقراری کی
مسیحا کو فقط درد جگر لکھا تو کیا لکھا

یہ لکھنا تھا کہ دل بھر کی ہمین دیدار دکھلاؤ
کسی کے دیکھنے کو اک نظر لکھا تو کیا لکھا

شادی کی رحیمی اے کراما کاتبین اوسکی
گناہون کا مرے دفتر اگر لکھا تو کیا لکھا

دعاے مغفرت ہی یا کلام اللہ کی آیت
یہ تمنے آکے میری قبر پر لکھا تو کیا لکھا

بسانا تھا کوئی فرمان لکھکے اپنے کوچے مین
اوجڑ جانے کو مجھ شیدا کا گھر لکھا تو کیا لکھا

وصیت کی ہی لیلی کو کہ نقش جبہ ای مجنون
یہ تونے خاک پر ٹکرا کے سر لکھا تو کیا لکھا

ہوا بیکار اک دفتر نہ پوچھا اوسنے اتنا بھی
حساب عشقبازی عمر بھر لکھا تو کیا لکھا

نگاہ یار مین جچتا وہ اسکی آبرو بڑھتی
مرے آنسو کو یارون نے گہر لکھا تو کیا لکھا

حنا کے ساتھ پس جاتے ہمین کہتے جو پسنے کو
ملانے کو فقط خون جگر لکھا تو کیا لکھا

مریضان محبت کی حقیقت اوسنے پوچھی ہوتی
دوا لکھی تو کیا لکھی اثر لکھا تو کیا لکھا

شہید ناز کو لکھ دی سند کیا بیقراری کی
بتاؤ تو شہادت نامے پہ لکھا تو کیا لکھا

لکھی سودے کی کیفیت حقیقت اسکی لکھنی تھی
نہ لکھا درد دل کا درد سر لکھا تو کیا لکھا

ہمارا پڑھ کے خط شوق آخر اوس پریرو نے
زبانی کیا کہا اے نامہ بر لکھا تو کیا لکھا

لکھا ہوتا کہ تیغ یار رد کین گے کلیجے پر
حجاب آتا ہے سینے کو سپر لکھا تو کیا لکھا

خط آتا نزع مین تیرا تو اسکو حرز جان کرتے
ہمارے بعد کچھ اوبے خبر لکھا تو کیا لکھا

دو طرفہ تمنے خط مین اے شرف تحریر کیا کیا کی
ادھر لکھا تو کیا لکھا اودھر لکھا تو کیا لکھا

تمھین جو چاہ کی ہین بے چھری حلال ہوا
یہ ہیرے کو لٹنے کے داغ کا مآل ہوا

مراد حسن گل آئی تو پھر زوال ہوا
مٹا دیا اوسے تمنے جسے کمال ہوا

سسکتے مجھسے نہ دیکھا گیا جو بسمل کو
تڑپ تڑپ کے مین اسکا شریک حال ہوا

تمام عمر دل اولجھا جو زلف سلجھائی
کسیکی مانگ سنواری تو غیر حال ہوا

خدا کے فضل سے ایسا دیا جواب انھین
کہ لا جواب نکیرین کا سوال ہوا

کوئی رحیمی کو اوسکی چراغ سے پوچھے
کہ گل سحر کو ہوا شام کو بحال ہوا

یہانتک اوسکی کھین خوشنگاہیان دلمین
کہ داغ ہجر جو تھا دیدہ غزال ہوا

وہ کل جو آئے تھے بیمار دل کی عیادت کو
کنھین جلا گئے کس کس کا انتقال ہوا

بشر کے حسن پہ غش کر کے قدسی کہتے ہین
ترے نثار کہ محبوب ذو الجلال ہوا

شہید ناز کی تربت پہ گل چڑھا ئینگے
ہمارے زخم جگر کا جو اندمال ہوا

تمام عمر نہ پوچھا کسی نے درد مرا
سوا خدا کے نہ کوئی شریک حال ہوا

اوڑے جو سجدہ مین ہوش ایسے چوکڑی بھو
کہ آبدیدہ مرے حال پر غزال ہوا

شہید ناز ہوا مر کے زندہ جاوید
زوال ہو کے اسے اوج لا زوال ہوا

تری رحیمی ترے سامنے مجھے لیجائے
اس آرزو مین گنہگار پائمال ہوا

جہان کسی نے رہ عشق مین جبین رگڑی
شرف کو شکر کے سجدے کا احتمال ہوا

جگر کا درد جو معشوق دلربا سے کہا
کوئی بتائے کہ بیجا کہا کہ جا سے کہا

ہماری لینے کو جان اوسنے ہنس ادا سے کہا
کہ قبض روح کو خوش ہوکے خود قضا سے کہا

قیامت آئی ہے مریخ تھرتھراتا ہے
تمہارے زخمی نے کیا جانے کیا خدا سے کہا

دوبارہ مرنے کو پھر ہم لحد مین اوٹھ بیٹھے
ملائکہ نے جو قم قم تری صدا سے کہا

عجب طرح کی خدائی کی خود بدولت نے
نہ بادشاہ کو پوچھا نہ کچھ گدا سے کہا

کسی کو دوست نہ سمجھے نہ کچھ وصیت کی
جو نزع مین ہمین کہنا تھا وہ خدا سے کہا

جہان کی آکے جو اوس گل نے روشنی دیکھی
مرا چراغ بجھا دینے کو ہوا سے کہا

یہ سوچتا ہون کہ ہمنے یہ کیا قیامت کی
کہ درد عشق کہا بھی تو کبریا سے کہا

کبھی کسی نے سفارش سنی نہ بلبل کی
ہزار بار گلون سے کہا صبا سے کہا

ستا رہی ہے جو مسکینون کو غریبون کو
کسی حریف نے کیا جانے کیا جفا سے کہا

لرز لرز کے مرے استخوان اوگلتا ہی
ہما کے دل نے خدا جانے کیا ہما سے کہا

دیا جو حکم بھی اوسنے نقاب اولٹنے کو
تو رعب حسن سے لی جان اس ادا سے کہا

کبھی نہ ہمنے حقیقت مسیح کی سمجھی
تمام عمر نہ درد جگر خدا سے کہا

کہا جو بیٹھنے کو اوسنے اپنے پہلو مین
تو روح کھینچ لی ہٹ ہٹ کی اس حیا سے کہا

مری طرح سے کلیجا پکڑ لیا اوسنے
فسانہ درد جگر کا حبیب آشنا سے کہا

خدا کے آگے جو بو خون کی لگی دینے
کسی شہید نے کیا جانے کیا حنا سے کہا

نہ آئی پھر کے جو پھر بارگاہ سے تیری
مری مراد نے کیا کیا مری دعا سے کہا

نکل پڑے مرے آنسو تو آبرو ڈوبی
ہنسا وہ مجھپہ غم اپنا جس آشنا سے کہا

ہوے فریفتہ یہ جو ترے تلون کے
یہ تو نے کیا مری تقدیر نارسا سے کہا

بتاؤ تو اسے بھیجا ہے ای شرف کسنے
یہ مسکرا کے اشارون سے کیا قضا نے کہا

بنے سرمہ ہوے آنکھون مین گھر ہو نہین سکتا
اوس شوخ کی منظور نظر ہو نہین سکتا

تنہائی کے قابو سے مفر ہو نہین سکتا
دل کا بھی تو پہلو مین گذر ہو نہین سکتا

بے حکم تمہارے کوئی بحس نہین ہلتا — ذرہ بھی ادہر سے تو ادہر ہو نہین سکتا

کیا کرتے ہو اسکو مرے آنسو سے مقابل — لو ز نظر اے یار گہر ہو نہین سکتا

چھایا ہی ترے حسن کا رعب اسقدر اسپر — آئینے کو سکتے سے مفر ہو نہین سکتا

معلوم نہین رشتۂ جان ہی کہ رگ گل — جو چاہیے اثبات کمر ہو نہین سکتا

ممکن ہی نہین عود کرے حسن جوانی — پہر چودھوین کا چاند قمر ہو نہین سکتا

صیاد کی رہتی ہے وہ بلبل پہ سیاست — پروازکے قابل کوئی پر ہو نہین سکتا

کرتے ہین ہزارون کے کلیجون کو وہ چھلنی — مجھسا کوئی تفتیدہ جگر ہو نہین سکتا

دنیا سے لبسانے کے پہر جاتے ہین اسکو — بستی سے بھی آباد جو گھر ہو نہین سکتا

لبس ہمنے کرامات تری دیکھ لی ایدل — اتنی سی محبت مین اثر ہو نہین سکتا

کیجے گا گنہگارون کو کسطرح سے ماخوذ — توبہ کا تو بند آپ سے در ہو نہین سکتا

مردون ہی سے ہی ناز مسیحائی تمہارا — موقوف مرا درد جگر ہو نہین سکتا

تم اپنی طرف یار لوا دو مجھے کروٹ — مرتا ہون سکتا ہون ادہر ہو نہین سکتا

اللہ نے دی رہنے کو اسکی وہ بلندی — خود اوج بھی ہم اوج بشر ہو نہین سکتا

بو پھولون کی آجائے کہین جیسے بلبل — گلشن کبھی صیاد کا گھر ہو نہین سکتا

زندہ بھی نہ مجھ زخمی افتادہ کو چھوڑو — جو رنگ کرو سینہ سپر ہو نہین سکتا

کیا کیجیے اس معرکۂ عشق مین ایدل — ارمانون کے لشکر سے تو سر ہو نہین سکتا

مرتا ہون مین جیسے وہی کرتا ہی تشفی — اب حال مرا نوع دگر ہو نہین سکتا

نرگس تری آنکھون کو لگائے گی نظر کیا — اعجاز یہ جادو کا اثر ہو نہین سکتا

جسطرح سے جاتے ہین ضعیفا و تھکے عالم کو — ایسا تو جوانون سے سفر ہو نہین سکتا

تربت پہ تڑپتی ہی مرے غم مین مری روح — بے لبس ہون مین ایسا کہ خبر ہو نہین سکتا

جاتا ہون جدہر خاک اوڑانے کے لیے مین — ہنگامہ قیامت کا ادہر ہو نہین سکتا

رقت ہی نہین تھمتی نکل پڑتے ہین آنسو
کرتا ہون مشرف ضبط مگر ہو نہین سکتا

ہمارا دل اونہین کے پاس نکلا ہمنے پہچانا
گواہی دی خدائی بہرنے اک عالم نے پہچانا

رہا پیش نظر لیکن نہ اک عالم نے پہچانا
خدائی کا وہ ہی معشوق اوسکو ہمنے پہچانا

نگاہین لڑ گئین اوس شوخ سے انبوہ محشر مین
اوسے ہمنے ہمین اوس قاتل عالم نے پہچانا

یہان تک کسطرح آیا جو پہر اسمین سمایا ہی
مری میت کو گورستان مین کیونکر دم نے پہچانا

نہ شادان ہون نہ غمگین ہون خدا جانے مین کیا ہون
نہ خوشدل نے مجھے جانا نہ اہل غم نے پہچانا

سحر تک ساتھ تیرے غمزدہ کی شام سے روی
یہ ہمگریہ جو تھا اوسکا اسے شبنم نے پہچانا

چڑہائی لاکے پہولون کی مسہری اوسکی تربت پر
شہید ناز کو جس صاحب ماتم نے پہچانا

یہ صورت عاشقی نے کی مری سوز تنفس مین
کہ جو دمساز تھا مجھکو نہ اوس ہمدم نے پہچانا

پڑے تھے اسقدر بیہوش ہم درد جدائی مین
عیادت کو جو آئے تھے نہ اونکو ہمنے پہچانا

مریض عشق ہوکر وہ بھی دم بھرنے لگا اوسکا
مرے عیسی کو جیسدم عیسی مریم نے پہچانا

ہمیشہ گرد آلودہ ہی رکہا عشقبازون کو
نہ اپنے فدرون کو اوس نیر اعظم نے پہچانا

پڑھا فی العفو پر کلمہ تیری شان بے نیازی کا
ہوا بندہ ترا الیاس تجھے آدم نے پہچانا

دعاے مغفرت کی اوسکو لپٹا کے کلیجے سے
تمہارے کشتے کو جس صاحب ماتم نے پہچانا

قیامت ہوگئی یہ یاد پیروالون مین دل تڑپا
مگر تیری نہ بزم درہم و برہم نے پہچانا

کر آئے جا کے اوسنے سامنا انبوہ محشر مین
شرف وہ قاتل عالم ہین بیشک ہمنے پہچانا

جب سے ہوا ہی عشق ترے اسم ذات کا
آنکھون مین پہر رہا ہے مرقع نجات کا

مالک ہی سکے سخن مین تلون جو پائیے
کہیے یقین لائیے پہر کسکی بات کا

دفتر ہماری عمر کا دیکھو گے جب کبھی
فورا اوسے کروگے مرقع نجات کا

الفت مین مرتے ہین تو پوچھے ہی جائینگے
اک روز لطف اوٹھائینگے اس واردات کا

سرخی کی خط شوق مین حاجت جہان ہوئی
خون جگر مین سوت ڈبویا دوات کا

سجدہ جو نور کا ہے وہ میرا چراغ ہے
پروانہ ہو نہین انجمن کائنات کا

اے شمع بزم یار وہ پروانہ کون تھا
لو مین تری یہ داغ ہی جسکی وفات کا

مجھسے تو لن ترانیان اوسنے کبھی نہ کین
موسی جواب دے نہ سکے جسکی بات کا

اس بیخودی کا دینگے خدا کو وہ کیا جواب
دم بھرتے ہین جو چند نفس کے حباب کا

قدسی ہوے مطیع وہ طاعت بشر نے کی
کل اختیار حق نے دیا کائنات کا

ایسا عتاب نامہ تو دیکھا سنا نہین
آیا ہے کسکے واسطے سورہ برات کا

ذی روح مجھکو تو نے کیا مشت خاک سے
بندہ رہونگا مین ترے اس التفات کا

ناچیز ہون مگر مین ہون اونکا فسانہ گو
قرآن حمد نامہ ہے جنکی صفات کا

رویا ہے میرا دیدۂ نرگس شہید کو
مشہور ہوگیا ہے جو چشمہ فرات کا

آئے تو آئے عالم ارواح سے وہان
دم بھر جہان نہین ہے بھروسا ثبات کا

دہوم اوسکے حسن کی ہے دو عالم مین ای شرف
خورشید روز کا ہے وہ مہتاب رات کا

پرنور جسکے حسن سے مدفن تھا کون تھا
چہرہ یہ کس شہید کا روشن تھا کون تھا

ٹھہرا گیا ہے لاکے جو منزل مین عشق کی
کیا جانے رہنما تھا کہ رہزن تھا کون تھا

توڑا تھا کسکے دل کو کھلونے کی طرح سے
عاشق تمہارا جبکہ لڑکپن تھا کون تھا

کس دل سے ہے خدائی مین ایجاد درد عشق
روز ازل جو موجد شیون تھا کون تھا

ہوگا مقام تھا جسے روتی تھی بیکسی
کوئی نہ تھا جہان مرا مدفن تھا کون تھا

جھک جھک کے دیکھتا تھا وہ کسکی جگر کا گھاؤ
تر جسکے خون مین یار کا دامن تھا کون تھا

ہم مسکراتے تھے وہ دکھاتا تھا سیر باغ
دم کسپہ شیفتہ دم مردن تھا کون تھا

انسان تھا کہ کوئی پریزاد تھا شرف
دل میرا جسکے نور سے روشن تھا کون تھا

دل کو پہلو سے اوڑا کے خون پیکان مین تھا
صاحبخانہ کے غم مین دم بھی مہمان مین تھا

مجھ مین رعب حسن سے دم بزم جانان مین نہ تھا
خون دل تھا خشک آنسو چشم گریان مین تھا

مرنے مٹنے کا نہ تھا غم عالم ارواح مین
عاشقی و عشق کا جھگڑا دل و جان مین تھا

تیرا دیوانہ بسا تھا جا کے جس ویرانے مین
کونسا عالم وہ تھا جو اوس بیابان مین تھا

کھینچنے مین دونون کو کھینچا تھا تری تصویر نے ‏ ‏ حسن گلشن مین نہ تھا جو بن پرستان مین تھا

خلوت معراج مین اللہ سے کی گفتگو ‏ ‏ وہ کیا انسان نے جو اسکے امکان مین تھا

کی اوٹھانے کی جو ہمت ترے بار عشق کی ‏ ‏ کونسا وہ زور تھا جو زور انسان مین تھا

حشر کے دن بھی وفا کی پاسداری تھی مجھے ‏ ‏ ہاتھ تھا قاتل کی ٹھوڑی مین گریبان مین تھا

بیکسی روتی تھی دم نکلا تھا جسدم قیس کا ‏ ‏ جان لیلی دے رہی تھی دم حدی خوان مین تھا

کیا کہون ای ہمدمو ایام برزخ کی خبر ‏ ‏ ہو گیا تھا خاک مین گور غریبان مین نہ تھا

میرے مرتے ہی کیا پاک اونکو میرے خون نے ‏ ‏ دم نکلتے ہی کہین دھبا بھی دامان مین تھا

جسنے باندھی تھی کمر جسدم مہم حشر مین ‏ ‏ تھا فقط فضل الٰہی کوئی میدان مین نہ تھا

موت کو بھیجا تھا جب ناز تلون نے ترے ‏ ‏ ہوش بلقیس اوڑ گئے تھے دم سلیمان مین تھا

کاٹ کر گردن پہ گردن لوٹتا تھا وہ ثواب ‏ ‏ دوسرا شغل اور اوسکو عید قربان مین تھا

اک نشانی میرے داغ دل کی تھی رکھی ہوئی ‏ ‏ اے پریرو وہ پر طاؤس قرآن مین نہ

اسقدر مین نے کیا تھا اوسکو پروانون سے صاف ‏ ‏ بونہ کی لو تھی وہ جو اوس شمع شبستان مین تھا

ای گلو ہم بھی کبھی اوسکے چمن کے پھول تھے ‏ ‏ داغ لالے کے جگر مین جس گلستان مین تھا

چل بسا تھا عشق مین دل دم ٹھہرتا کسطرح ‏ ‏ صاحب خانہ بھی مہمانی مہمان مین نہ تھا

مجھسے طفلی مین بھی ایسی ضد تھی ناز حسن کو ‏ ‏ سورۂ یوسف مرے پڑھنے کی قرآن مین تھا

مسکرا کے اوسنے جسدم دل سے کھینچی تھی چھری ‏ ‏ کونسا حسن تبسم زخم خندان مین نہ تھا

چشم حسرت تھی صدف موتی کی پیدا کش نہ تھی ‏ ‏ میرے آنسو کا جو مروارید ابر نیسان مین تھا

سانس تھی میری سنک یاد بہاری کی نہ تھی ‏ ‏ تھا مرا لخت جگر لالہ گلستان مین تھا

صبر بلبل لے رہا تھا فوت بلبل کا عوض ‏ ‏ ہاتھ کس گلچین کا کس گل کے گریبان مین تھا

شام سے تڑپے اسیران محبت اسقدر ‏ ‏ صبح ہوتے ہوتے زندہ کوئی زندان مین تھا

کون دیتا پھر گل داغ جگر کی مجھکو داد ‏ ‏ ایک دم بلبل کا تھا وہ بھی گلستان مین تھا

کس سے کہتے خاک مین ملنے کی اپنی سرگذشت
ای شرف ہمدم کوئی شہر خموشان مین نہ تھا

کلیجا کاہے کو تیر نظر سے اوڑ جاتا
کسی طرف کو جو مین بستر سے اوڑ جاتا

ہوس تھی سر تری تیغ دو سر سے اوڑ جاتا
جگر مرا ترے تیر نظر سے اوڑ جاتا

ذرا بھی ہوتی جو پرواز روح کی تائید
مین اونکے گھر مین ابھی اپنے گھر سے اوڑ جاتا

خدا نخواستہ رہتا جو تاک مین صیاد
چمن مین شام کو جاتا سحر سے اوڑ جاتا

وہ شمع رو کبھی کہتا جو دیکھنے کے لیے
یہ داغ ہو کے پتنگا جگر سے اوڑ جاتا

بھلا ہوا نہ سنی اونکی قمر کی آمد
عدم کو جسم سے دم اس خبر سے اوڑ جاتا

قفس مین چاک بھی صیاد نے نہ رکھا تھا
کوئی بتائے کہ پھر مین کدھر سے اوڑ جاتا

دیے تھے جھولی مین صیاد نے کئی پھندے
کمر نہ تھی جو تڑپ کر کمر سے اوڑ جاتا

زیادہ کرتی پریشان جو حسرت گیسو
دھوان مین ہو کے اگر مین اگر سے اوڑ جاتا

ہلاک کا ہیکو صیاد و باغبان کرتے
بسیرا لے کے جو پہلے شجر سے اوڑ جاتا

تباہ اسکو قیامت کی آندھیان کرتین
مرا غبار اگر تیرے در سے اوڑ جاتا

خزان رسیدہ سنگھاتے جو پھول بلبل کو
رہا سہا بھی جو تھا ہوش اثر سے اوڑ جاتا

برائے قوت دل جسکو چلتے ہم بے یار
تو پر لگا کے مزا اوس ثمر سے اوڑ جاتا

کبھی وہ حکم جو دیتے عدم کے جانے کا
شرف کا دم بھی تو خوف سفر سے اوڑ جاتا

دکھائے رنگ تمنے قدرتی ایجاد سے کیا کیا
نالکش کی گلون کی خاک کی بنیاد سے کیا کیا

بتادو یار پوچھے گا وہ مجھ ناشاد سے کیا کیا
ہزارون آرزوئین ہین کہون جلاد سے کیا کیا

ہزارون بستیان اوجڑین ہزارون کے وطن چھوٹے
ابھی ہونا ہے کیا جانے تری بیداد سے کیا کیا

غش آنے کا نہ کچھ غم ہے نہ ہشیاری کی پروا
ہوئی ہے خود فراموشی تمہاری یاد سے کیا کیا

پھری مجھ پر اسیری سے جو بجلی تیز کرتا ہے
خدا معلوم گلچین نے جڑی صیاد سے کیا کیا

خود آرائی سے کچھ مطلب نہ رکھا ترک دنیا کی
مٹے تیری محبت مین ترے ارشاد سے کیا کیا

کوئی گلگوں قبا ہے خون مین کوئی نہاتا ہے
دکھاتے ہو طلسم آئینہ فولاد سے کیا کیا

زمین پر وحی بھیجی عرش پر بلوا کے کرسی دی
خدا نے بھی محبت کی ہے آدم زاد سے کیا کیا

بہا ہی آنسوؤں میں خون ہو بہا کر جو رو یا ہون — ہوا ہے دل مرا تحلیل تیری یاد سے کیا کیا
کرینگے شاخ گل سے خاک پر جب پھول مرجھا کر — تو ہوگا ہول دل بلبل کو اس افتاد سے کیا کیا
رولا دیتا ہی حسرت سے کبھی مجھکو ہنساتا ہی — ترا غم کر رہا ہے ناز مجھ ناشاد سے کیا کیا
جو رحم آیا تو قہر آیا غضب ڈھایا تلون نے — عنایت کے عوض تمنے لئی بیداد سے کیا کیا
اسیر گور ہو کر کیسی کیسی روح تڑپی ہے — قیامت پر قیامت گذری ہی میعاد سے کیا کیا
اوہنھیں آغوش مین لینے کی حسرت جب مین کرتا ہون — لپٹتی ہی تمنا آکے مجھ ناشاد سے کیا کیا
اسیران قفس حسرت سے منقارین جو کھولے ہین — خدا جانے کہین گے درد دل صیاد سے کیا کیا
دم رحلت کوئی پوچھے عدم کے جانیوالون سے — دیا کیا کیا لیا اس عالم ایجاد سے کیا کیا
چھری پھیری مگر پٹی نہ کھولی میری آنکھون سے — سوال دید حسرت سے کئے جلاد سے کیا کیا
تلاطم ہو رہا ہے غل ہے آمد ای قیامت کی — خدا معلوم ہوتا ہی مری فریاد سے کیا کیا
سرشت حسن سی انکے لہو کا رنگ پیدا ہی — شگوفے پھولینگے ان پھولون کی بنیاد سے کیا کیا
تجھے صد آفرین صد مرحبا صد مرحبا ای دل — کیا ہی امتحان مین سرخرو جلاد سے کیا کیا
نہ آئے پاس میرے وہ گرا کر مجھکو نظرون سے — خدا جانے اونھین ہم آئے اس افتاد سے کیا کیا
وہ دیوانون کے بلوانے کی تیاری جو کرتی ہین — چمن کتنے اوجڑوائے لیا حداد سے کیا کیا
تری تصویر مجھکو کھینچ دینے کی جو صورت کی — ہوا اس و ہوش مانی کی بیرخی بہزاد سے کیا کیا
ولی اللہ کا بھی علم کیا علم لدنی ہے — دو عالم کو ہوا ہی فیض اُستاد سے کیا کیا
کبھی جو شاخ گل لا کر قفس کے پاس رکھدی ہے — تو بلبل سے کہی ہین جو چلے صیاد سے کیا کیا
ادا اندازون نے جانین لین جو کوہستان مین نکلی — دیے شیرین کو دم کیا کیا کہا فرہاد سے کیا کیا
ہوا وارستہ دل مایوس دم کی آمد و شد سے — کیے رخصت کے ناز آزاد نے آزاد سے کیا کیا

کبھی اسکو بلا ڈالا کبھی پیسا شرف ناحق
قصاص اوسنے لئی میرے دل ناشاد سے کیا کیا

کیا رعب حسن آئینہ و انجمن مین تھا — سکتے مین سب تھے دم کسی کے بدن مین تھا
خونریزیونکا غل جو تری انجمن مین تھا — برہم بہار گل کا مرقع چمن مین تھا

باغ مراد گور تھی مجھ خاکسار کی
جنت کا تھا وہ پھول جو دھبا کفن مین تھا

فرہاد و قیس کی نہ اوڑی تھین یہ دھجیان
وحشت مین جو جو چاک مرے پیرہن مین تھا

گلکاریان یہ داغون سے بد تر قفس کی ہین
مفتاح دلکشا تھا جو کانٹا چمن مین تھا

اعمال نامہ لیکے نکیرین پھر گئے
ایسا جواب نامہ ہمارے کفن مین تھا

اللہ رے رہنے کی ترے دیوانون مین خوشی
خندان مین گل کیطرح پھٹے پیرہن مین تھا

بیچین روح ہے قفس گور مین ہون بند
دم بھر کی بات ہے کہ مین زندہ چمن مین تھا

میت اوٹھی جو حشر کے دن مجھ نفیس کی
جھری سی نہ تھی بدن مین نہ دھبا کفن مین تھا

رونا زل سے غش ہون تیری اوس کلام پر
اے یار کاف و نون کا اثر جس سخن مین تھا

فردوس مین ہی ڈھونڈھ رہی ہو اوسی کو روح
تھا کونسا وہ باغ مین جسکے چمن مین تھا

شامل کسی کا رنگ نہ تھا میرے رنگ مین
خوشبو تری بسی تھی مین جس پیرہن مین تھا

میرے جنون کو دیکھ کے سہمے تھے اسقدر
دم تھا نہ قیس مین نہ لہو کوہکن مین تھا

کیونکر زبان کھولتے اوس گل کے سامنے
کیا بولتے کہ قفل خموشی دہن مین تھا

خوش خوش جو خاک اوڑاتے ہین صحرای عشق مین
ارمان اس تباہی کا ہمکو وطن مین تھا

سہمی ہوئی بہار تھی اوس گل کے سامنے
جو غنچہ تھا وہ نیم شگفتہ چمن مین تھا

دزد حنا حسینون مین کیونکر ہو ملقب
مخفی یہ چور تو مرے زخم کہن مین تھا

تاکا تھا موت نے ترے بیمار عشق کو
جب سے مریض تھا نظر گورکن مین تھا

دیکھی نہ میرے دل کی تڑپ صیدگاہ مین
افسوس ہے کہ دھیان تمہارا ہرن مین تھا

پھیلا دیا جو یار نے صحرا مین دام زلف
نافہ جو تھا چرائے ہوے دم ختن مین تھا

جس سے مزار مین تری میت نکھر گئی
کیون اے شرف وہ کونسا حلہ کفن مین تھا

دم دلاسے سے نہ آیا نہ بمشکل آیا
سالہا سال سے پہلو مین نہین دل آیا

جاکے اوس شوخ کی محفل سے نہ خوشدل آیا
نیمجان ہوکے تڑپتا ہوا بسمل آیا

قبر پر پھول چڑھانے کو وہ قاتل آیا
باغ حسرت کی ریاضت کا محاصل آیا

رنگ خوش رنگ یہ مہندی مین جو قاتل آیا
شاید اسمین ترے کشتے کا لہو مل آیا

ترے پروانون مین جلنے جو مرا دل آیا
اُف نہ کی منھ سے یہ ایسا متحمل آیا

زخمیون مین جو تڑپنے کو مرا دل آیا
دھیان مین بھی کوئی نخچیر نہ بسمل آیا

واہ رے حوصلہ اللہ ری خوشی مرنے کی
سجدۂ شکر کیا مین نے جو قاتل آیا

بیسے لٹا کوئی بھی اوٹھا نہ تری محفل سے
صاحب دل بھی جو آیا تو وہ بیدل آیا

تیری محفل مین تصور کی طرح پہونچا مین
جانبجان چشم زدن مین کئی منزل آیا

جلد مرنے کو چھری اوسنے دوبارہ پھیری
پاس اونکے جو تڑپتا ہوا بسمل آیا

تربت قیس پہ وہ ہو گئی زندہ در گور
کوئی لیلی کے لیے لیکے نہ محمل آیا

دھوم ہر گنبدون مین کہ بہار آ پہونچی
شور ہے موسم فریاد عنادل آیا

بے تکلف وہ رہا جسکو نہ چاہا جبتک
پھر نہ آیا وہ کبھی جسپہ مرا دل آیا

نقش جب لکھنے پڑا اوسنے وہ فسون سازی کی
ہاتھ باندھے ہوے رومال سے عامل آیا

دولت حسن لٹانے ہی لگے پردے سے
آگیا رحم جو دیدار کا سائل آیا

چاہنے والون کی فریاد سنی جاتی ہے
کونسا محکمۂ عشق مین عادل آیا

نے پچلے حسن پرستی کی ہوس دنیا سے
سامنے بھی نہ کوئی پیار کے قابل آیا

دونون ہاتھون سے کلیجا جو سنبھالا مین نے
ہوکے بیتاب سفارش کو لیئے دل آیا

بوے گل گور غریبان مین بھی جاتی ہے
کون لیسوانے یہ اوجڑی ہوئی محفل آیا

ہوش تک بھی شب ہجران مین نہ آیا افسوس
دم بھی دم بھر کو جو آیا تو بمشکل آیا

دل نہ قابو مین رہا دیکھ کے سراپا بوت
گور تک خاک اوڑاتا ہوا قاتل آیا

ہو رہی ہے جو یہ گھبرائی ہوئی خود بینی
کون آئینے مین ہونے کو مقابل آیا

ہے ازل سے مجھے حسرت نظر رحمت کی
اسلیئے مین بھی گنہگارون مین شامل آیا

ہولتا ہون وہ زخم رسیدہ ترے بیتابون مین
دھیان مین کوئی نہ نخچیر نہ بسمل آیا

جھک کے مرجاؤنگا مین راہ وفا مین بیدل
دم تو لینے دے کہین سیکڑون منزل آیا

بزم ہستی تھی نگاہون مین ہماری اندھیر
روشنی آئی جو وہ رونق محفل آیا

حاصل ملک لتعشق نہ کسی نے پوچھا
اس علاقے کی نہ تحصیل کو عامل آیا

سجدۂ شکر کی حسرت لئے کشش کی جبدم
آستان در محبوب ادھر رل آیا

مجھ سے بیکار سے مرجانے کی فرمائش کی
کام درپیش جو آیا بھی تو مشکل آیا

بام پر اوسنے بلایا ہے تجھے معراج ہوئی
جاکے اوس شوخ سے مین آج شرف مل آیا

لو یہی نام نکالوگے مری جان اپنا
لوٹ کر مجھکو جتاتے ہو جو احسان اپنا

لاکے مجنون کو دکھایا جو بیابان اپنا
پھاڑکر پھینک دیا اوسنے گریبان اپنا

روح رخصت ہی جگر خون ہی دل ہی پرزے سینے
آج شیرازۂ ہستی ہے پریشان اپنا

کی جو خواہش تری دیوانون نے گنجائش کی
خاک اوڑانے کو دیا حشر نے میدان اپنا

خاک ہوجائینگے تجھ بین ہی نہین ہٹنے کی
ہمکو مہمان سمجھ اے گور غریبان اپنا

تیری حسرت کا جو ہردم کلمہ پڑھتا ہون
اس وظیفے کو سمجھتا ہون مین ایمان اپنا

گھٹ کی جب روتی بہت ہوجاتی ہی فرحت ہمکو
دلکشا ہمتو سمجھتے ہین یہ زندان اپنا

ای دل آزردہ نہو آمد و شد سے دم کی
اسکی خاطر ہے تجھے چاہیے مہمان اپنا

تیری حسرت نے کیا ہی ہمین ایسا نابود
عالم بود مین ممکن نہین امکان اپنا

اسقدر خوش تھے تری ہاتھ سے گھائل ہوکر
دم بھی نکلا ہی تو ہر زخم ہے خندان اپنا

لپٹے ہین ساری خدائی کے گنہگار آکر
تیری رحمت نے بڑھایا ہے وہ دامان اپنا

داغ دل کو میرے برباد نکرنا مرے بعد
کیجیو اسکو چراغ اے شب ہجران اپنا

استخوانون کو مرے لیکے امانت رکھ چھوڑ
تو دفینہ سمجھ اے گور غریبان اپنا

پیرہن وقت کیا راہ جنون مین ہمنے
قبر مجنون پہ چڑھا آئے گریبان اپنا

کرگیا آپکا دنیا سے دعاگو رحلت
قبر پر رکھنے کو بھجوائیے قرآن اپنا

چھین ڈالے تو نہ کر اوسکی شکایت اے دل
بات وہ کر کہ نہو دوست پشیمان اپنا

دم نکلجائے تو مرتے ہی خدارس ہوجائے
چاہیے نزع مین انسان کو وہ سامان اپنا

ہمنے دل بھرکے گل داغ محبت لوٹے
اوس پہ یہ رونے لٹایا جو گلستان اپنا

سامنا ہوتا ہے اک روز خدا کا اے دل
کیا دکھائینگے اوسے روے پشیمان اپنا

اوس پہ پروانے شرف یاد کیا ہے تمکو
تخت لیجانے کو لائے ہین سلیمان اپنا

ارادہ اوس سے کرے کیا کوئی لڑائی کا
کہ جسکے تیرون کو دعوا ہے دلربائی کا

کیا ارادہ جو اوس گل نے رونمائی کا
تو کار رخانہ دگرگون ہوا خدائی کا

سیاہی آنکھون کی حل آنسوؤن مین کرتا ہوت
فسانہ ہوگا مرے خط کی روشنائی کا

گناہگار کی بیت جہان سے اوٹھتی ہے
ہوا ہے حکم رحمتی کو پیشوائی کا

پہنچ سکے بارگہ خاص تک بھی ناوس
رسائی کرکے لیا داغ نارسائی کا

نظر لگی نہ کہین نازکی کو نرگس کی
نہ شاخ گل سے ارادہ کرو کلائی کا

ہوس ہی رہگئی پہونچے نہ اوس پری رو تک
جہان سے لیکے چلے داغ نارسائی کا

نیاز مند سے جانے دو بے نیازی کو
غریب سے نہ کرو ناز کبریائی کا

چمک وہ ہے کہ مرا منھہ دکھائی دیتا ہے
یہ عالم اب تو ہے رخسار کے صفائی کا

اسیر تھا تو مین کڑھتا تھا چھوٹنے کے لیے
رہا ہوا تو مجھے غم ہوا رہائی کا

اسی مین ہوگی تری آرزو کی گنجایش
کہ خاتمہ ہے مرے دل پہ اس سمائی کا

کسی نے چادر گل بھی نہ بھیجی تربت پر
بڑا بھروسا تھا یارون کی آشنائی کا

شرف حسینون کو تم ڈھونڈھ ڈھونڈھ کر چاہو
نہ بھولو جانہ جوانی مین پارسائی کا

اگر تم بیٹھے مجھکو تو مین شکر خدا کرتا
کہ سرمہ بھی جو ہو جاتا تو ان آنکھون مین جا کرتا

تجھے چاہا تھا عاشق تھا ترا شکوہ مین کیا کرتا
کیا تھا پیار اس منھہ سے اسی منھہ سے گلا کرتا

تمہارا منھہ تکے دم سے قفس مین قضا کرتا
یہ حسرت تھی کہ جو شرط محبت تھی ادا کرتا

بچاتا ڈوبنے سے کون میری چشم گریان کو
مین اس کشتی طوفانی کا کسکو ناخدا کرتا

نہ دیتا کسطرح دنیا مین نقد جان کو وعدے پر
خدا کا قرض تھا مجھپر نہ کیونکر مین ادا کرتا

لپٹ سینے سے لپٹ جاتے جو تم آغوش مین آکر
تو ہمسے برخلافی کیون جدائی کا مزا کرتا

خدا دیتا مجھے قدرت اگر ہمت بلندی کی / ترا دل ہو کے ہر دم تیرے پہلو میں رہا کرتا

نہ منظور اوسکو ہوتی خانہ بربادی گلشن کی / چمن سے رنگ کیوں غنچوں سے کیوں خوشبو جدا کرتا

لحد میں بوے خلد آتی تری رحمت جو ہو جاتی / مقام ہو کو بھی تو چاہتا تو دلکشا کرتا

مزا گوشہ نشینی کا وہ لوٹا ہے جو چھٹتا بھی / گلوں کو جا کے دیکھ آتا قفس ہی میں رہا کرتا

وہ بیکس ہوں اگر تربت مری مسمار ہو جاتی / تو مشت استخواں کی جو کسی پرسوں ہما کرتا

ہزاروں روگ صدہا دکھ تھے آزاد محبت ہیں / دوا کرتا تو کس کس درد کی یا رب دوا کرتا

شگفتہ کسطرح ہوتا گل شاداب مرجھا کر / مٹا یا حباب جیسے تنے وہ کیا نشو و نما کرتا

قفس میں بوے گل کے واسطے ایسا ترستا ہوں / جو بس چلتا تو اپنی سانس کو باد صبا کرتا

کیا تھا بندۂ احسان مجھے دیدار دکھلا کر / سوا مرجانے کے تجھے عوض اسکا میں کیا کرتا

قفس کے حبس سے چھوٹ کر جو ہم تفریح کو جاتے / تو وہ گل ہو کے برہم بند گلشن کی ہوا کرتا

کریمی اوسکی بھر دیتی شرف دامن مرادوں سے / رجوع قلب سے جو بندۂ عاجز دعا کرتا

دل کبھی بوے بہاری نے خوش اسکا نہ کیا / کونسے پھول کو بلبل نے کلیجا نہ کیا

دم نکلتے ہی گیا پھول تری رحمت سے / دوش احباب پہ بھاری مرا مُردا نہ کیا

ستنے والوں کی نمائش نہ کبھی کی اوسنے / جنکو ناپید کیا پھر اونہیں پیدا نہ کیا

خاک پرسوں چمنستاں میں اوڑی بلبل کی / پیرہن غنچہ و گل کا کبھی میلا نہ کیا

مرے اشکوں نے زمانہ سے نہ کھویا اسکو / آبرو کسکی نہ ڈوبی کسے رسوا نہ کیا

سوز رقت کی جو لو میرے جگر میں بھڑکی / شمع سنت کی سمجھ کے اوسے ٹھنڈا نہ کیا

جیسے انسان ہے محبوب الٰہی مشہور / نام ایسا کسی قدسی نے بھی پیدا نہ کیا

اس رحیمی و کریمی کے تصدق جاؤں / دھیان بھی میرے گناہوں کا کچھ اصلا نہ کیا

شادیں گل کی طرح جامۂ عریانی میں / دل نفاست نے ہمارا کبھی میلا نہ کیا

ہم وہ برباد ہیں اوٹھی تھی جہاں سے مٹی / دفن قاتل نے ہمارے ہمیں اوسجا نہ کیا

لن ترانی پہ اگر ناز کیا تھا تمنے / وجہ پھر کیا تھی جو آئینے سے پردا نہ کیا

گل کسی سے نہوئی آگ مرے دل کی لگی
کون کون آکے شرف اسکو بجھایا نہ کیا

لبون پردم ہی وہ عیسی شمائل کیون نہین آتا
فلک غم کا گرا کر مجھپرا یہ دل کیون نہین آتا

ازل سے بُجھری جسکا ہون بسمل کیون نہین آتا
مری آسان کرنے کو وہ مشکل کیون نہین آتا

زمانہ تمسے لیجاتا ہی نعمت دین و دنیا کی
جو ہی دیدار کا بھوکا وہ سائل کیون نہین آتا

چلی آتی ہے خلقت میری تربت کی زیارت کو
شہید ناز ہون جسکا وہ قاتل کیون نہین آتا

مسافر تھک کے مرجاتا ہی کیون شہر خموشان کا
غریب آفت زدہ منزل بمنزل کیون نہین آتا

پری سی صورتون سے جسنے یہ دنیا بسائی ہی
پھر اس محفل مین وہ بانی محفل کیون نہین آتا

طرفداری مری کرتا ہی جھگڑے مین قیامت کے
یہ جسکا رحم آیا ہی وہ عادل کیون نہین آتا

جنازہ دھوم سے لیلی نے اوٹھوایا ہی مجنون کا
جلو داری کو ناقہ لیلی کے محمل کیون نہین آتا

پھر آئے چند پروانے بھی زندہ اوسکی محفل سے
نہین معلوم کیا گذری مرا دل کیون نہین آتا

مکان صیاد کا باہر ہے کیا گلزار عالم سے
یہان پیک صبا طی کرکے منزل کیون نہین آتا

تمہاری بزم مین ساری خدائی جمع رہتی ہی
لیا ہی جسکا تمنے دل وہ بیدل کیون نہین آتا

بتاؤ تو ہمین کیا تمنے خونریزی سے توبہ کی
چھری کھاکے کوئی مرنے کو بسمل کیون نہین آتا

مسافر ہون عدم کا دیکھ لون اوسکو تو رخصت ہو
ہوئی جاتی ہے کھوٹی میری منزل کیون نہین آتا

غشی موت مین مجھسے وہ کہتے ہین ہم آئی ہین
تجھے اب ہوش اے بیہوش غافل کیون نہین آتا

اوجڑ جائیگا ایدل چھوڑتا ہی تو وہ پہلو کو
یہ بیتابی ہے جسکے واسطے دل کیون نہین آتا

ہزارون غنچہ و گل منتظر ہین جسکی خوشبو کے
شرف مشتاق ہی جسکی یہ محفل کیون نہین آتا

گلزار حسن و عشق ہین بکر زبان سے کیا
پہلو نشین گل ہین ہمین آشیان سے کیا

کہنے کو کیا تھے جتنے کہا جانجان سے کیا
کیا جانے پھر اسی مین نکلا زبان سے کیا

[illegible] جان لب قفس مین ہمین آشیان سے کیا
قصہ یہان تمام ہی مطلب وہان سے کیا

بلبل سے ہوگیا ہی جو اسکو دلی عناد
کیا جانے فصل گل نے جھڑی باغبان سے کیا

اپنی ہی خاک اوڑ کے کریگی طواف عرش
ہوگا بلند اور غبار آسمان سے کیا

کیا ہی جہک رہا ہی جو بلبل کا آشیان
دو پھول بھیک مانگ لیں باغبان سے کیا

پھیکا سے بیکسی نے جو باہر مزار کے
یارب گنہ ہوا ہے مری استخوان سے کیا

خود رفتہ ہوکے عشق مین جاہے جہان رہے
دیوانے کو مکان سے کیا لامکان سے کیا

کی ہی جو قدسیون نے حضوری کی آرزو
انسان کو خدا نے کہا ہی زبان سے کیا

پوچھا فرشتون سے جو سنا ہینے شور حشر
یوسف کوئی چھٹا ہے کسی کاروان سے کیا

دیگا مرے تڑپنے کا پروانہ کیا جواب
بیتابیون کی بحث کرون بے زبان سے کیا

مرتے ہین تیہ کیون ہوس سلطنت کرین
تابوت چاہیئے ہمین تخت روان سے کیا

بہرتے ہین دم کلام کرامات کا مسیح
کیا جانے سن لیا ہی کسی کے دہان سے کیا

چھٹتا نہین ہی خون مرا تیری تیغ سے
اور امتحان ہوگا اب اس امتحان سے کیا

بیکار ہی ضعیفی مین حسرت شباب کی
جو تیر چھٹ گیا وہ ملیگا کمان سے کیا

بلواکے باتین کی ہین تو پردہ اولٹ ہی دو
بیٹھے ہو منہہ چھپائے ہوئی میہمان سے کیا

جبرئیل کے کہ بلبل سدرہ جو ہو گئے
یارب اوڑا لیا ہے مری داستان سے کیا

چھائی ہے سوی قبلہ گھٹا کی طرح شفق
برسے گا تیرے کشتون کا خون آسمان سے کیا

برسون ریاض کر کے ہوا ہی قفس نصیب
صیاد سے ہی عشق ہمین بوستان سے کیا

خوش ہو رہے ہو آپ ہی تم پڑھکے ای شرف
ہم بھی سنین جواب خط آیا وہان سے کیا

جلا وطن کو وطن کی خبر سے کیا مطلب
خدا نے گھر سے نکالا تو گھر سے کیا مطلب

صبا کو بند لحد مین گذر سے کیا مطلب
اسیر گور کو دیوار و در سے کیا مطلب

رسائی ہوگی نہ انسان کی اوس پر پر تک
وہ بے نیاز ہی اوسکو بشر سے کیا مطلب

اوڑا دو شوق سے دل کو نہ چھوڑو تیر امید
اوسی نے تاکا ہی تمکو جگر سے کیا مطلب

لحد مین روشنی چاہی تو بولی تاریکی
شب مزار کو نور سحر سے کیا مطلب

گلو سے فرق بریدہ کرو یہ چسپیدہ
شہید ناز کی میت کو سر سے کیا مطلب

نہ لینگے ساتھ کوئی شے عدم کی منزل مین
خدا کی راہ مین زاد سفر سے کیا مطلب

لگا نہ بلبل کشتہ کو تیر اے صیاد
شکار کھیل چکا مشت پر سے کیا مطلب

اثر جو آہ مین ڈھونڈھا تو چلکے بولی آہ
کوئی دوا نہین مجھ مین اثر سے کیا مطلب

زوال عمر ہوا جب تو حسن زیست کہان
ڈھلا جو دن تو اوسے دوپہر سے کیا مطلب

یہان تو ملتی ہے دولت اسی مرادون کی
ترے گدا کو کسی اور در سے کیا مطلب

محبت اوسکی سمجھتا ہون مین بے اثر اکسیر
کسی کو بے اثری و اثر سے کیا مطلب

حبیب کہکے جو معراج مین بلایا ہے
یہ رمز کیا ہے خدا کو بشر سے کیا مطلب

ستم کرو نہ کسی پر کریم کہلا کر
کہ تم تو خیر کے موجد ہو شر سے کیا مطلب

قضا کی آتے ہی آنکھین بچھانے والے نے
اب اس غریب سے ترچھی نظر سے کیا مطلب

کسی سے ہمنے جو اونکا مزاج پچھوایا
کہا وہ کون ہین میری خبر سے کیا مطلب

لکھا ہے نامہ تو مین نے کرو مرے پر سے
گنا ہگار ہون مین نامہ بر سے کیا مطلب

مزا نہ ڈھونڈھ حلاوت مین ترک لذت کی
کہ فقر فاقے مین شیر و شکر سے کیا مطلب

شب فراق مین کیا چاندنی کی سیر کرین
اک آسمان پھٹا ہے قمر سے کیا مطلب

تمام عمر نہ بیٹھے کبھی جو سائے مین
مرے پر اوسکو لحد کے شجر سے کیا مطلب

نظر مین رکھتے ہین صیاد و باغبان ہمکو
گلون کی بو سے ہمین کیا ثمر سے کیا مطلب

گھڑی گھڑی جو لپٹتا ہے طرۂ گیسو
یہ اسکو ہے تری نازک کمر سے کیا مطلب

شرف وصیت آرائش لحد نہ کرو
فنا کے بعد ہمین کر و فر سے کیا مطلب

دیکھکر مجھکو وہ بولے اپنی محفل کے قریب
یہ مسافر ہوگا شادی مرگ منزل کے قریب

رحم بھی صیاد کو آیا تو سمجھایا مجھے
پر بریدہ کرکے چھوڑا بھی تو بسمل کے قریب

تیغ ابروسیان سے واقف کبھی ہوتی نہین
یہ وہ لیلی ہے نہین جاتی جو محمل کے قریب

جان دونون مین تھی تم جو نہ تھے آغوش مین
دل جگر کے پاس بیدم تھا جگر دل کے قریب

اوس ستمگر سے جو مانگی دل کے ناسورون کی دوا
رکھ دے اک تصویر چھلنی کی مرے دل کے قریب

چاہنا ظالم نہ دنیا چاہنا دنیا مراد
سن تو لے اسکی ٹھہر تو اپنے سائل کے قریب

جان کو اپنی لٹا کر اوسکے دل مین کی ہے جا
معرکے مین لی ہے جا پہلوی قاتل کے قریب

اوسکی ترکش سے کیا تیرون کو دستون نے جو کوچ
کچھ جگر کے پاس او تری کچھ مرے دل کے قریب

اس نے بھٹلا دیا تھوڑی رہی جب راہ عشق
نارسائی نے کیا وا ماندہ منزل کے قریب

چودھوین شب جل بسی وہ داغ حسرت ہو گیا
جب تری تصویر رکھ دی ماہ کامل کے قریب

سخت دل یون آکے ترپا ڈبڈبائی آنکھ مین
جیسے کشتی ڈگمگا جاتی ہے ساحل کے قریب

شوق عشق آغاز ہے انجام ہے اے دل بخیر
موسم حق اب کہان دن آگیا باطل کے قریب

دیکھکر آئینہ کیا عالم ہے دل کا سچ کہو
کیسے چپ بیٹھے ہو تم اپنے مقابل کے قریب

ای شرف اک بھول سے بھی ہم تو کم سمجھے اسے
کوئی دیوانہ نہ آیا جس سلاسل کے قریب

بے نیازی تجھکو زیبا تیری باتین لاجواب
لن ترانی کا تجھے دو ان ہی پر بروکیا جواب

عشق مین بیمثل ہون مین حسن مین یکتا ہو تم
کوئی دنیا مین نہ مجھسا ہے نہ تمسا لاجواب

لن ترانی سنکے مین نے بھی دیا پردہ اولٹ
لاجواب اوسنے کیا اچھا خوب ہی سوجھا جواب

حضرت موسی کے منھ سے پھر نہ نکلی بات بھی
ہوش ہی جاتے رہے اوسنے دیا ایسا جواب

شاد ہو اے دل مبارک ہو مبارک ہو تجھے
شکر ہے آئی مراد آیا مرے خط کا جواب

تیغ چمکانے کو وہ کہتے جو میرے سامنے
بھول جاتے ہانکپن ایسا اونہین دیتا جواب

راستی پر ہم بھی ہین تم بھی نہ ہمسے بل کرو
سیدھی سیدھی بات کا دیتی ہو کیا ٹھہر جواب

ہو رہے تیرے کرم سے دم بخود منکر نکیر
سر جھکا کر رہگئے اونکو دیا ایسا جواب

اے پرپرو کیون نہو شہرت تری یکتائی کی
حق تعالی نے نہین پیدا کیا تیرا جواب

خط نہ لکھنے کو اونھون نے نامہ لکھا ہے مجھے
ہو چکی اوسنے صفائی صاف صاف آیا جواب

جانبجان کرتا ہو نہین تسکین دل کا سوال
مطمئن ہو جاؤن مین ایسا مجھے دینا جواب

کچھ نہ پوچھو دوستو مجھسے جواب خط کا حال
نامہ بر کی جان کو روتا ہون نہین کیسا جواب

سچ بتادو آج بھی آؤگے شب کو یا نہین
کیا تمھین منظور ہے کر دیتے ہو مجھکو کیا جواب

خط شوق اونکو تو پہونچا میری دیکھی نہین
نامہ بر کہتا ہے آئیگا ابھی فردا جواب

اے شرف روتے ہو کیون قاصد کی صورت دیکھکر
تمنے کیا لکھا تھا اوسکو اوسنے کیا لکھا جواب

فرصت ملیگی بات کی اوس نازنین سے کب
چھوٹیگی جان قصۂ دنیا و دین سے کب

بے یار ہوگا صبر مجھے اندوہگین سے کب
زندہ رہونگا چھوٹ کے مین اوس نازنین سے کب

گر لواکے ہمپر آپکو کب رحم آئیگا
آنسو ہمارے پونچھیگا آستین سے کب

دنیا مین کوئی یار ہے طبقہ بہشت کا
اتنی زمین اوٹھ آئی تھی خلد برین سے کب

سونپی ہین تمنے خاک مین میری جو ہڈیان
یہ تو کہو یہ لوگے امانت زمین سے کب

دیدار کے سوال کو ہم آپ جائینگے
ہوگا سوا ہمارے یہ روح الامین سے کب

لیگا ہماری آنکھون کو جھانک تاک کا
ہوگی موافقت کسی پردہ نشین سے کب

تجھ بلکنے کی حشر مین دینگی گواہیان
چھینٹین چھوٹینگی خون کی تری آستین سے کب

قالب سے نکلے تو تو ملے دولت وصال
اے دل کمائی ہوتی ہے خانہ نشین سے کب

دست حنائی چوم لیے ہین چھری تلے
آنکھین ملی ہین یار تری آستین سے کب

تربت وہین بنے گی جہان گر پڑونگا مین
نقش قدم کی طرح اوٹھونگا زمین سے کب

یکتائی کا تری کلمہ کب پڑھونگا مین
گویا زبان ہوگی تری آفرین سے کب

کسطرح دیکھون چشم تصور سے قصر یار
آئیگا لامکان نظر اس دوربین سے کب

کہنے لگے اوٹھاکے وہ لخت جگر مرا +
یہ لعل گر پڑا تھا مرے آستین سے کب

تربت مین میری روح کو کب ہوگی تازگی +
دو پھول پھینک جاؤگے لاکر کہین سے کب

الفت جتا جتا کے لپٹتی ہے مجھسے قبر
اوٹھی تھی مشت خاک مری اس زمین سے کب

بیتاب ہون سنونگا نہ مین لن ترانیان
گستاخ ہون ڈرونگا تمہاری نہین سے کب

بو باڑی کی صبا نے جو اے شوخ شہسوار
جھٹکا تھا میری خاک کو دامان زین سے کب

گلشن مین آگ چار طرف ہے لگی ہوئی
پھول اسمین جا پڑا تھا رخ آتشین سے کب

دم ضیق مین ہے سوز نفس سے اے شرف

چھٹکارا ہوئیگا قفس و اسیری سے کب

قفس میں شاد ہوں میں نالہ و شیون سے کیا مطلب
پلا ہوں خانۂ صیاد میں گلشن سے کیا مطلب

اگر تم پیرہن کی دھجیان کرتے تو سی لیتا
مرا دل پھاڑ ڈالا ہے مجھے سوزن سے کیا مطلب

پڑا رہنے دو کشتوں کو تم اپنے اپنی کوچے میں
شہیدان ادا و ناز کو مدفن سے کیا مطلب

ہوس ہی مجھکو تیری تیغ سے چورنگ ہونے کی
مجھے چار آئینوں سے کام کیا جوشن سے کیا مطلب

وہ کہتے ہین نکالو میری محفل سے ضعیفوں کو
جو گل پژمردہ ہو جائیں اونہیں گلشن سے کیا مطلب

نہ آئیگا وہاں تک خون کیوں تو سر کا جاتا ہے
الگ ہین تو تڑپتا ہوں ترے دامن سے کیا مطلب

عزیز اہل وفا کو ہوتی ہی مٹی شہیدوں کی
ستمگاروں کو خاک پاک کی سمرن سے کیا مطلب

ارادہ بھی کبھی ہرگز نہ قتل عام کا کرنا +
رہو تم نازنینوں مین تمہیں ان کہن سے کیا مطلب

لگاوٹ دمبدم ہی ناز معشوقانہ کرتی ہے
تری تیغ دودم کو ہے مری گردن سے کیا مطلب

جنون مین ننگ ملبوس تکلف کو سمجھتا ہوں
بہت زیبا یہ عریانی ہے پیراہن سے کیا مطلب

کسی کی مجلس حیرات کی حسرت مین ہوں آوارہ
گل نرگس سے مطلب کیا مجھے سوسن سے کیا مطلب

عدم کی راہ مین لوٹے کوئی کیا جان کہتا ہے
خدا ہے حافظ و ناصر مجھے رہزن سے کیا مطلب

الٹ دینے کو کہتا ہوں تو برہم ہو کے کہتے ہین
تمہین میری نقاب چہرۂ روشن سے کیا مطلب

ہزاروں گل جو نیرنگ جہاں نے ہمیں جھونکے ہین
خدا جانے کہ ہے بیتابی گلخن سے کیا مطلب

جہاں جاتی رہی خوشبوئے گل بس ہے نہین آتی
مرے پیارے شرف روح رواں کو تن سے کیا مطلب

تیری اوج حسن سے ہے پست جاہ آفتاب
کیا ہے وہ ناچیز تو ہے بادشاہ آفتاب

داغ پر اسکے ہوا جب اشتباہ آفتاب
خانۂ دل کو میں سمجھا جلوہ گاہ آفتاب

سیل ہستی کو ہے یوں تاکے ہوے ہنگام حشر
جسطرح شبنم پہ پڑتی ہے نگاہ آفتاب

بندۂ بے زر ازل سے ہے جمال یار کا
دونوں عالم آج تک تو ہین گواہ آفتاب

نور کا کیا ہی لباس اوس نوجوان کا ہوئیگا
جسنے پیر چرخ کو دی ہے کلاہ آفتاب

تفرقہ شام و سحر مین کس سبب سے پڑ گیا
ماہ سے موقوف ہے کیوں رسم و راہ آفتاب

حشر تک بھی منھ نہین کرنے کا دنیا کی طرف
اک پری پیکر سے جھپکی ہے نگاہِ آفتاب

عاشقون کے نام سے جھک جاتے ہین آتش پرست
یہ ترے پروانے ہین وہ خیرخواہ آفتاب

غنچہ و گل کو جو تولنا تاہی دن بھر دھوپ مین
کوئی پوچھے تو کیا ہے کیا گناہ آفتاب

حسن کی تو جان ہے معشوقون کا ہے
آفتاب ماہ نو ہے اور ماہِ آفتاب

رعب روی آتشین سے جب یہ روگردان ہوا
نور تیرا ہو گیا پشت و پناہ آفتاب

تو جو سرگردان اسے رکھتا ہے رہ رہ کے آسمان
بالا بالا یہ نہین جانے کی آہِ آفتاب

روشنی کس شی کی اسمین ہے جو ہون رو [illegible]
ماہ و پروین کا نہ رستا ہے نہ راہ آفتاب

چاہ بابل سکے اوس زہرہ جبین نے اے شرف
نام رکھا ہے ذقن کا اپنے چاہ آفتاب

باغ مین روتا ہون خون این گل دیگر شگفت
موسم گل مین جنون این گل دیگر شگفت

یون ہین تیری بزم ہے باغ و بہار اے پری
اوس سے ہوا اکشت خون این گل دیگر شگفت

تازہ شگوفہ سودائی سے ہے فصل بہار
کھل گئے داغ جنون این گل دیگر شگفت

پریون نے دے دیکے دم قصد ہے لوٹین میری
ہو گیا سودا فزون این گل دیگر شگفت

ہائے نزاکت تیری رستے کا دیکھا جو خواب
چہرہ ہوا نیلگون این گل دیگر شگفت

ورلقا تا بنین شکل پری نوجوان
ایسے پہ عاشق نہون این گل دیگر شگفت

زرد ہوئے سینکڑون خاک مین صدہا ملے
پھول ہوئے لالہ گون این گل دیگر شگفت

بوی چمن شام تک کل مجھے خوش آئی تھی
آج مین صحرا مین ہون این گل دیگر شگفت

جان جہان روح مین نشہ کرو شیخ چشم
بیمار نہ اوسکو کرون این گل دیگر شگفت

قیس تھا [illegible] جو [illegible]
اس سے جدا مین ہون این گل دیگر شگفت

غنچہ دہن گلبدن سرو سہی سبزہ رنگ
اوسکو شرف دل نہ دون این گل دیگر شگفت

اوسکے [illegible] ہی ہمنے اگر کی صورت
ہو گئی بیتابی مین کیا تاب نظر کی صورت

دل کی بھیٹ بھیٹ کے [illegible] ہے جو جگر کی صورت
غنچہ بھا ہو گیا کھل کر گل تر کی صورت

میرے خون مین جو نہا کر یہ کبھی نکھریگا
اک پری ہوگی ترے تیر کے پر کی صورت

اوسکے جاتے ہی نہ قالب مین ہا دم باقی
ہوگئی گور سے بدتر مرے گھر کی صورت

غنچے سے بھی دہن یار سوا ہے خوشتر
خوبصورت ہی رگ گل سے کمر کی صورت

کیا تصور رکھا رہی پیش نظر جیتے جی
سامنے سے نہ کبھی یار کے سر کی صورت

نظر آتی ہین دوئی مین مجھے دو تصویرین
دیکھون دل بھر کے ادہر کی کہ اودہر کی صورت

حسن کیا حسن ہے کیا نور ہے اللہ اللہ
غش کرے حور بھی دیکھے جو بشر کی صورت

ناتوانی مجھے بیدم ہی پڑا رہنے دے
سانس آئیگی تو اوڑ جاؤنگا پر کی صورت

یار کا مانی نے مرقع کے جو نقشہ کھینچا
ہوش گم ہوگئے نکلی نہ کمر کی صورت

جلوہ گر چار طرف ہی تری تصویر ای یار
دل کسے نذر دون دیکھون مین کدہر کی صورت

خط یہان سے کوئی پہونچا نہ وہان سے آیا
آرزو رہگئی نکلی نہ خبر کی صورت

اوسکے ابرو ہین اگر تیغ دودم کی تصویر
سرفروشون کا جگر بھی ہے سپر کی صورت

کرلیا اسلیے سامان عدم پہلے سے
دفعتہ ہوتی نہ اسباب سفر کی صورت

شکل وہ پائی کہ محبوب خدا کہلایا
خود بدولت کو پسند آئی بشر کی صورت

غم مین پروانون کے یہ حال ہوا گھل گھل کر
ہمسے دیکھی نہ گئی شمع سحر کی صورت

کس مسیحا نے یہ لکھا ہے مرقع نسخہ
ہر دوا مین نظر آتی ہے اثر کی صورت

تری رحمت سے ہوا باغ ارم کی تصویر
نور کی ہوگئی مدفن مین بشر کی صورت

یاد گیسو مین شرف نالہ سوزان جو کیا
ہڈیان ہوگئین جل جل کے اگر کی صورت

خلعت فاخرہ دونگا اوسی جاگیر سمیت
نامہ بر یار کا آئیگا جو تحریر سمیت

جو مرے حق مین وہ چاہیگا وہی ہوویگا
اوسنے قابو مین کیا ہی مجھے تقدیر سمیت

اوس شہ حسن کو ہم دیکھتے ہین رویا مین
عرضیان لکھتے ہین یوسف ہمین تعبیر سمیت

لیلی و قیس کو اوسنے جو کسی نے پوچھا
اپنی تصویر دکھادے مری تصویر سمیت

ہو او دیجائیگی شاید کسی پروانے کی
شمع محفل مین طلب ہوتی ہے گلگیر سمیت

جان دیگر ترے دیوانے کا زیور او ترا — بیڑیاں آج بڑھائی گئیں زنجیر سمیت

خون ناحق کا سبب اس سے خدا پوچھے گا — سر طلب ہوگا ہمارا تری شمشیر سمیت

تیری حسرت مین فرستادہ سمجھکر تیرا — دل مین پیکان کو دیتا ہون جگہ تیر سمیت

اوسکی رحمت نے نوازا جو گنہگارون کو — باغ جنت کی معافی ہوئی تقصیر سمیت

دوڑ بھجوائی ہے صیاد پر اوس گلرو نے — حکم ہے جلد اوسے حاضر کرو نخچیر سمیت

خاک لیجائے اگر اوسکے در دولت کی — کیمیا کو مین نچھاور کرون اکسیر سمیت

ناحق و حق کی اگر بحث خدا پوچھے گا — عاجزی اپنی کہون کا تری تقریر سمیت

یار دیوانہ ہشیار سے سمجھا ہے — بدھی پھولون کی جو بھجوائی ہے زنجیر سمیت

لاکھ حکمت کی مگر یار پہ قابو نہوا — عقل آرائی دھری رہگئی تدبیر سمیت

مین نے اس پاس سے قاتل کی چھری کو دیکھا — نیت ذبح بھلا دی اوسی تکبیر سمیت

تم مجھے لکھتے ہو کیا مین تمھین کیا لکھتا ہون — اپنی تحریر کو دیکھو مری تحریر سمیت

قتل ہے زندان مین تنگ آ کے ترے قیدی نے — کاٹ ڈالا ہے گلا طوق گلوگیر سمیت

درد دوری نے کیا میری دوا کو بیکار — بے اثر ہوکے تھکی آئی تھی تاثیر سمیت

خال خط مصحف رخ کا جو بیان کرتا ہون — حفظ کرتا ہون مین قرآن کو تفسیر سمیت

سجدہ ترا جو ہم سے کے چومونگا تری ابرو کو — تجھکو قبضے مین کرونگا تری شمشیر سمیت

باب زندان کی حقیقت نہ شرف نے جانی
قفل کو پھینک دیا توڑ کے زنجیر سمیت

ہو رہے ہین زخم دل صد چاک زخم تن سمیت — گل گریبان پھاڑتے ہین باغ مین دامن سمیت

کاجل آنکھون مین لگایا اوس شوخ نے مسی ملی — آج تو نرگس کو لوٹا یار نے سوسن سمیت

ذبح کر اچھی طرح سے نیم جان مجھکو نہ چھوڑ — میری شہ رگ کاٹ دی میری رگ گردن سمیت

عشقبازون پر ہوا ہے ساحرون کا شک اونھین — نام جپنے والے پکڑے جاتے ہین سمرن سمیت

کس ستم کی تیغ تھی وہ کس غضب کا کاٹ تھا — پیکر مرحب کو دو ٹکڑے کیا جوشن سمیت

امر قسمت مین نہ چھوڑونگا ریاست ہوگی — لیجاو فردوس مین مجھکو مرے مدفن سمیت

بجھ گیا دل جب چراغ نوجوانی گل ہوا
منھ پہ چھائی مردنی رنگ اوڑ گیا روغن سمیت

پلکیں ملکنے میں چھٹا ہوں ہاتھ سے صیاد کے
آنکھ میں ڈورا ابھی موجود ہے سوزن سمیت

لے چل اے بخت رسا آرام گاہ یار میں
دولت دیدار اوسکی لوٹ لوں جوبن سمیت

میں شہید بیگنہ ہوں ہے یہی میرا کفن
دفن کر دو مجھکو خون آلودہ پیراہن سمیت

تیر مارا ہی تو اسکے زخم میں بھر دو اوگال
بند کرتے جاؤ خون دل مرا روزن سمیت

دم خفا ہی زندگی سے اشتیاق زلف میں
دفن کر دے کوئی جیتے جی مجھے الجھن سمیت

لالہ و گل کو جلاتے ہیں جو میرے الس سے چلے
گلخن افروزوں کو پھیکوا دوں ابھی گلخن سمیت

ننگ وحشت ہی تمہیں زیبا نہیں ہے اے شرف
پیرہن پھیکو گریبان پھاڑ کر دامن سمیت

پروانوں میں تڑپتے رہے ہم تمام رات
بیتابی نے نہ لینے دیا دم تمام رات

رقت نے دی نجات نہ اک دم تمام رات
رومال آنسوؤں سے رہا نم تمام رات

دھڑکت رہی ہی شب کو جو پیہم تمام رات
دل نے مرے کیا ہی یہ ماتم تمام رات

کس وقت اوسسے جاکے کرے کوئی عرض حال
نا خوش وہ دن کو رہتے ہیں برہم تمام رات

تا صبح شمع بزم کے آنسو بہا کیے
پروانوں کو جلاکے کیا غم تمام رات

کل سے زوال حسن ہی اے چودھویں کے چاند
مہمان ہے یہ نور کا عالم تمام رات

اک دشت میں بٹھاکے ہمارے غبار کو
کیا کیا لپٹ کی روئی ہے شبنم تمام رات

یوں ایتو رات کٹتی ہی تیرے مریض کی
اوٹھ اوٹھ کے لوگ دیکھتے ہیں دم تمام رات

ہوتا ہی شب کو ذوق ذقن میں جو اضطراب
کرنے کو ڈھونڈھتا ہوں میں زمزم تمام رات

دل بھر وہاں تو عید ہی شب بھر شب برات
غم شام تک یہاں ہے محرم تمام رات

باہر نہ نکلے آج کوئی ہوگا قتل عام
دیکھا ہے اوسنے تیغ کا دم خم تمام رات

اے یار تیرے ذوق میں شب زندہ دار نے
لوٹا ہی کیا مذاق کا عالم تمام رات

شمع بتا بھی جھلملاتی ہیں پروانے مرچکے
ہوتی ہے بزم درہم و برہم تمام رات

تغیر اہے جب سے آگہیں درد و یاس نے
بیتاب دن کو رہتے ہیں بیدم تمام رات

دن بھر جہان مین خاک اوڑاتی ہی کیون صبا
روتی ہے کسکے واسطے شبنم تمام رات

زخمی کیا ہے تمنے ہمین دن بھر اسقدر
مہلت نہوگا دو جو مرہم تمام رات

حسرت ہی سو بھی جاؤن جو شب کو تو ای مسیح
ڈھونڈھے نکل نکل کے تجھے دم تمام رات

لو دوسری سحر ہوئی درد جدائی کو
دن بھر نہ کل تھا نہ ہوا کم تمام رات

سمجھا بھی اے شرف کوئی بے خانمان نہین
دن بھر تو دھوپ پڑتی ہے شبنم تمام رات

یہان پھول سونگھنے کو نہین باغبان لوٹ
برسون کا ہے ریاض مرا آشیان نہ لوٹ

غارتگری گلشن عالم سے درگذر
زندہ چمن یہ ہی اسے تو اے خزان نہ لوٹ

رہزن کہین کے لوگ دو رستے مین دلکو چھین
لے چل کے گھر یہ لوٹ لو ظالم یہان نہ لوٹ

خود جان بلب ہون اپنے کھلا ای غم فراق
ظالم رہی سہی مری تاب و توان نہ لوٹ

پژمردہ اے خزان گل شاداب کو نہ کر
اے موت لطف زندگی نوجوان نہ لوٹ

بہر خدا مسیح کو پوشیدہ اب نہ رکھ
بیمار دن کی حیات کو اے آسمان نہ لوٹ

چکھ چکھ کے چاشنی محبت نہ ہونٹ چاٹ
ہی زہر اس ہوس کا مزا اے زبان نہ لوٹ

تدبیر عشقبازون کی بربادی کی نہ کر
للہ یہ لٹا ہوا اب کاروان نہ لوٹ

ناآشنا نہو نہ کلیجا نکال لے
اے جانجان بلاکے مجھے میہمان نہ لوٹ

جانے دے قصر یار مین مجھکو نہ روک ٹوک
دولت مری رسائی کی اے پاسبان نہ لوٹ

اتنا نہ بر خلاف ہو للہ رحم کر
اے انقلاب حشر بہار جہان نہ لوٹ

اے گردش زمانہ نہ عشاق کو ستا
یوسف کی ہی تلاش مین یہ کاروان نہ لوٹ

تا راہیون سے ہوگا تلاطم جہان مین
مرضی تمھاری ہوگی تو ہوگی کہان نہ لوٹ

اے یاس حوصلہ نہ مرے دل کا توڑنا
مظلوم دردمند ہے بے خانمان نہ لوٹ

دل چھین چکا شرف کا بس آنکھین نہ اب نکال
اتنا بھی آدمی کو دم امتحان نہ لوٹ

دے رہی ہو مجھے ایذا دم تکبیر عبث
کام جلدی کا یہ ہی کرتے ہو تاخیر عبث

مجھسے دیوانے کو پہناتے ہو زنجیر عبث
واجب الرحم ہون تم دیتے ہو تعذیر عبث

ہون مین بیجرم کبھی خط بہی نہین پڑہنے کا
رگڑے جاتے ہو گلے پر مرے شمشیر عبث

مشکل آسان کوئی دم مین ہوئی جاتی ہے
پھر پھراتا ہے چھری دیکھ کے نخچیر عبث

اوڑگئی روح مری تاک رہے ہو کسکو
مرگیا سہم کے مین چھوڑتے ہو تیر عبث

شربت وصل کی ہوگی نہ حلاوت ممکن
خلط صحبت مین پڑے ہین شکر و شیر عبث

ہوش اوڑ جائینگے صیاد جو آجائیگا
ناز پرواز یہ کرتے ہین عصافیر عبث

دلمین پیوست ہی لپٹی ہے رگ جان اسکی
تمسے کھنچنے کا نہین کھینچتے ہو تیر عبث

واجب القتل کسی طرح نہین ہو سکتا
دل دیا ہے تمہین ٹھہراتے ہو تقصیر عبث

مرکے بھی ہوگی نہ اے یار رسائی اوتک
بن پڑیگی نہ تمہین کرتے ہو تدبیر عبث

پھاڑکر نامہ جو قاصد کے اوڑائے پرزے
ایسے بیرحم کو ہے شوق کی تحریر عبث

موسم گل کے بہت روز ابھی باقی ہین
تنگ کرتا ہے ابھی طوق گلوگیر عبث

گرد اوسکی در دولت کی نہ ممکن ہوگی
خاک اوڑاتے ہین مہوس پئے اکسیر عبث

پنڈلیان سوجی ہین کڑیان ہین گو نہین سست ابھی
پانون کٹجائینگے کٹواتے ہو زنجیر عبث

حوصلہ دل کا نکالو مجھے جو تنگ کرو
برق دم کھینچ کے رہجاتے ہو شمشیر عبث

اب کہان عالم رویا مین جسے دیکھا تھا
اسے شرق کرتے ہو تم حسرت تعبیر عبث

لٹا ہے باغ گل و لالہ زار کے باعث
چمن پہ آئی یہ آفت بہار کے باعث

جدھر نگاہ کی آئی پری سی شکل نظر
یہ ذوق شوق بڑھا عشق یار کے باعث

بھلا ہوا کہ احبا مین کی قضا مین نے
جنازہ اوٹھ گیا دنیا سے چار کے باعث

بسورے دیتے ہین غنچے پڑا ہے سناٹا
چہل پہل تھی چمن مین ہزار کے باعث

گیا تمہین قدر انداز بلبل دل سے
ہوئی تمہاری نمائش شکار کے باعث

سجھائی بھی نہین دیتا اولٹ گئین آنکھین
ہوا یہ روگ ترے انتظار کے باعث

فرشتے آئے تھے ہنگامہ کر گئے تربت مین
چھٹا مین رحمت پروردگار کے باعث

کوئی نہ مرنے کو آتا نہ تعزیہ بندھتا
یہ طمطراق ہی مجھ جان نثار کے باعث

عزا ان کا ہول ہوتا گلون کو اے صرصر
یہ تہلکا ہے ترے انتشار کے باعث

وہی زمین یہ ہی جسمین ہو کا عالم تھا
بہشت ہوگئی میرے مزار کے باعث

بنا چکے جو وہ قدرت سے گلشن ایجاد
ہوا طلسم یہ نقش و نگار کے باعث

غریب پردے کے پہونچا ملی مجھے معراج
بڑھی یہ قدر مری اعتبار کے باعث

ہماری خاک جنون خیز ہے شریک اسمین
بگولے اوڑتے ہین اپنے غبار کے باعث

اوس آفتاب نے دی ہی جگہ جو پہلو مین
شرف ہوا یہ شرف انکسار کے باعث

کھا لینگے زہر تو جو نہ آئیگا یار آج
بس اور شام تک ہی ترا انتظار آج

گلشن مین دیکھنے تجھے آئیگا یار آج
کھلتے ہین تیرے پھول عروس بہار آج

بیتاب ہون کرونگا مین دل بھر کے پیار آج
باہین گلے مین ڈال کے لیٹونگا یار آج

ہوتے ہین عشقباز شہادت سے سرفراز
بٹتے ہین سرفروشون کو زخمون کے ہار آج

شاید جہان سے لالہ و گل کوچ کر گئے
آئی نہین چمن سے نسیم بہار آج

کیون مجھ قریب مرگ کو آتی ہین ہچکیان
کرتا ہے یاد کیا مجھے پروردگار آج

اس انقلاب دہر سے عبرت ہی چاہیے
کل بادشہ تھے ہوگئے مشت غبار آج

برسا تھا جنکے باغ مین گل جھوم جھوم کر
روتا ہی اونکی قبر پر ابر بہار آج

شب کو شگفتہ دل تھے سویرے ہوئے شہید
کل پھول تھے گلاب کے ہین لالہ زار آج

اے دل خدنگ ناز سے تجھکو اوڑائینگے
تاکا تھا گل جنھین وہ کرینگے شکار آج

دیکی طرف نگاہ ہے آنکھون مین روح ہی
کس زور شور پر ہے ترا انتظار آج

کل تک تو لوگ روکے چلے جاتے تھے یہان
تمنے ہلا دیا ہے ہمارا مزار آج

الجھن ہی یاد زلف مین گل سے بڑھی ہوئی
دم گھٹ رہا ہے روح کو ہے انتشار آج

گھبرا کے اونڈ رہے ہین دھوئین آسمان کے
صحرا سے اوٹھ رہا ہے ہمارا غبار آج

خوشرنگ ہے جو شفق سے سوا آسمان پر
کس باغ سے اوٹھا ہی ہمارا غبار آج

کل تک تو تھا طواف شرف قصر یار کا
پھر پھر کے گرد ہونگے ہم اوس مزار رنج

گرد ار عاشقی کا اگر ہے مآل رنج
کاہے کو ہونے دیگا کسیکو بحال رنج

دونا ہی اوس بہار سے داغ اس بہار کا
ہے اگلے سال سے بھی سوا ابکی سال رنج

کھتا حنا کے ساتھ انہین لیجا کے پیس ڈال
کرتا دل و جگر کا جو مجھسے سوال رنج

نازک مزاج ہو نہین رگڑوا نہ ایڑیان
تڑپا نہ مجھکو جلد مجھے مار ڈال رنج

بیدم ہی کر دے یا غم ہجران سے دے نجات
جھگڑا نہ طول ہو جو کرے انفصال رنج

دل کو ہمارے گلشن ایجاد مین لوٹ
سیرانی مین نہ دے ہمین اے نونہال رنج

بیتاب ہو کے ہجر مین کہا جاؤنگا چو نہر
اتنا کھونگا اونکو بھی ہوگا کمال رنج

پہلو سے گل کے واسطے تڑپین کے باغ مین
صیاد کی طرح سے کریگا حلال رنج

یارو کرو معاف ہمارا کہا سنا
دل مین نہ رکھو ہمسے دم انتقال رنج

باغ ارم مین بھی مرے دل کو نہین قرار
رہ رہ کے دے رہا ہے تمہارا خیال رنج

دل مین جگہ جو دی ہے غم ہجر کو شرف
سخت جگر کھلا اوسے اور جان پال رنج

خونریزیون کو چھوڑ دے جلاد کسطرح
توبہ کرے شکار سے صیاد کسطرح

دھیان اوسکا ہوگا سیر و تماشای حشر مین
اے دل مری سنیگا وہ فریاد کسطرح

کیونکر ہوا جہان مین رواج انقلاب کا
دنیا کی بستیان ہوئین برباد کسطرح

کنج لحد سے ہوتی ہے کس روز مخلصی
اس قید کی گذرتی ہے میعاد کسطرح

ایجاد ہے یہ کوسنے رنگین مزاج کا
گل کی ہوئی ہے خاک سے بنیاد کسطرح

مانا کہ تو نے کھینچ دی تصویر یار کی
روح اسمین تجھسے آئیگی بہزاد کسطرح

اے دل جھلک جو چہرے کے سوا اوسنے دکھا تو دی
معشوق اور کرتے ہین امداد کسطرح

کیونکر بحال کیجیے دل کس سے پوچھیے
اوجڑے ہوئے کو کرتے ہین آباد کسطرح

اک بھید ہے جو قید ہوا ہے [illegible]
پوچھو نہ کچھ پڑی ہے یہ آفت کسطرح

کیون چوکے وہ جو آئے دل اوسکی گرفت مین
بلبل ملے تو چھوڑدے صیاد کسطرح

تونے کیا ہے قید جو قالب مین روح کو
اتنا بتا دو گذریگی میعاد کسطرح

زیر زمین جو شہر خموشان مین قید ہین
بندہ نواز ہوینگے یہ آزاد کسطرح

کیا دل مین آگئی جو عدالت پر آگئے
سننے لگے غریبون کی فریاد کسطرح

جھنجھلا کے بولے وہ کبھی مین جو ہنس دیا
ناشاد و نامراد ہوا شاد کسطرح

سنتا نہین وہ شوخ کسی مستغیث کی
فریاد ہے ملیگی مری داد کسطرح

تقریب کسنے کی شرف اوس شاہ حسن سے
کسطرح پہونچے اوسنے کیا یاد کسطرح

ہو لحد مین بھی ہمکو فروغ گہر کی طرح
جگر کے داغ نے کی روشنی قمر کی طرح

پڑا وہ پھیر محبت کا کوے جانان مین
تمام عمر مسافت رہی سفر کی طرح

یہ جلد جائے کہ یارب جنون کی ہوش اوڑین
ہوا ابھی چل نہ سکے میرے نامہ بر کی طرح

تزک عروس بہاری کا جاکے دیکھ آئے
نہین ہی جاہ و حشم تیرے کروفر کی طرح

بہانہ کرکے جو تم تڑکے تڑکے جاتے ہو
رولاؤ گے مجھے دن بھر بھی رات بھر کی طرح

خدا نے سلطنت حسن دی ہے نام کرو
لٹاؤ دولت دیدار مال و زر کی طرح

کہونگا مین بھی تو جا ہے ذبح کر ڈالے
چھری بھی پھرتی ہوگی تری نظر کی طرح

اسے بہار سے پہونچا ہے کونسا صدمہ
پھٹا جو ہے دل غنچہ مرے جگر کی طرح

ہزار زلف کو لیلی نے اپنے لٹکایا
نہ بل کیا نہ وہ لچکی تری کمر کی طرح

یہ محو ہوگئے ہم قصر یار مین جاکر
کھڑے ہی رہگئے اک جا ستون در کی طرح

کہا جو مین نے کہ صدقے کرو مجھے تو کہا
نہ جانور بنو باتین کرو بشر کی طرح

یہ بھیڑ ہوگی قیامت مین ہم نہ مانینگے
وہان بھی ہوگا نہ حشر اوسکی رہگذر کی طرح

چلی جو باد خزانی گلون کی پنکھڑیان
چمن سے اوڑنے لگین میری مشت پر کی طرح

روانہ ہونے کو گھبرا کے یار اوٹھ بیٹھا
فغان جو کی دل شوریدہ نے گجر کی طرح

مہم عشق مین دیکھی ہماری جانبازی
جگر یہ آپ کی شمشیر کی سپر کی طرح

جو مرتے دم کوئی پڑھ دیتا سورۂ یوسف | تو دل لگا کے مین سنتا تری خبر کی طرح

شب وصال مین کیا گھبرا ای شرف گذری
پھٹا ہوا ہے گریبان کیون سحر کی طرح

غم نے گھلا دیا ہے مجھے آزار کی طرح | مایوس زندگی سے ہون بیمار کی طرح
تیر نگاہ توڑ چکا تھا دل و جگر | آئینہ آڑے آگیا دیوار کی طرح
کیونکر کلام بلبل ناشاد سے کرین | غنچون کے لب تو بند ہین سوفار کی طرح
کیا کیا گلون کی پنکھڑیان خاک مین ملین | بکھرین نہ تیری لٹ پٹی دستار کی طرح
بوسہ جو ہمنے اونکی سروہی کا لے لیا | ٹیڑھے ہوئے وہ ابروی خمدار کی طرح
تاکا ہے آکے کونسے صیاد نے سے | دل کیون پھڑک رہا ہے گرفتار کی طرح
پہونچے ہین جان بیچ کے محفل مین یار کی | سودائیون کی بھیڑ ہے بازار کی طرح
بیتاب ہو کے اونسنے جو لپٹے تو بولے وہ | گھبرا نہ جاؤ پیار کرو پیار کی طرح
ڈالین ہین تیغ یار نے زخمون کی بدھیان | کیا کیا گلے پڑی ہین مرے ہار کی طرح
لیناہی دل جو مول تو پھر گھڑکیان نہ دو | قیمت کرو چکا و خریدار کی طرح
اسے دل بتا تو عارضہ ہے تجھکو کونسا | ہر دم کراہتا ہے جو بیمار کی طرح
رہ رہ گئی ہمیشہ سراپا چمک کے برق | چمکی نہ دیکھی یار کی تلوار کی طرح
شب کو ہم اونسے اپنی کہانی کہا کیے | جاگا کیے وہ طالع بیدار کی طرح

اے بیوفا بلالے شرف کو بھی بزم مین
باہر کھڑے ہوئے ہین گنہگار کی طرح

کیا کرون بیتاب بجلی ہو جو بسمل کی طرح | اوس سے بھی تڑپا نہ جائیگا مرے دل کیطرح
عشق مین ہتی نہین کچھ دین و دنیا کی خبر | خود غلط ہشیار ہو جاتے ہین غافل کیطرح
جب سے تم چپ ہو رہے ہو سنکے بوسی کا سوال | یاس کی عالم مین ہون مایوس سائل کیطرح
کیا رسائی کی ہے میرے اشک کے سیلاب نے | زیر قصر یار حد کر لی ہے ساحل کیطرح
کوی جانان دور ہی بیٹھو اوٹھو دم تو چلو | طے کرو منزل کو رفتہ رفتہ منزل کی طرح

رحم دل جسکو سمجھ کر درد دل کہتا ہو مین
وائے قسمت وہ غضب ہوتا ہو قاتل کیطرح

تو سہی تمسے بڑہاؤن اسقدر کا اتحاد
اپنے پہلو مین جگہ دینے لگو دل کی طرح

ضعف کے مارے مری اب آنکھ کھل سکتی نہین
ہوش مین بیخود پڑا رہتا ہون غافل کیطرح

بادشاہ حسن تم ہو اور فریادی ہون مین
ایک دن تو داد کو پہونچاو عادل کی طرح

کی گلون نے انجمن اپنی ہزار آراستہ
ہو سکے باہم نہ پہنچے تیری محفل کی طرح

حسرت لیلا نہ لیلا پر بھی ظاہر ہو سکی
پردہ پوشی کی دل مجنون نے محمل کی طرح

دم نہ لینے دیگی دم بھر بھی کہین راہ وفا
مار ڈالیگی تھکا کر پہلی منزل کی طرح

دیکھکر اوسکی لپک بجلی تڑپ کر گر پڑی
کیا چمکتی وہ بھلا شمشیر قاتل کی طرح

کو لٹنے سفاک نے ایدل کیا ہے نیمجان
کسنے یہ تجھپر چھری پھیری ہے بسمل کیطرح

یاس کے عالم مین ہو دل کے سویدا کا یہ حال
ای شرف حسرت زدہ ہر چشم بسمل کی طرح

عرش کا تارا ہوا مہر درخشان کی طرح
قدسیون نے بھی نہ پایا اوج انسان کی طرح

تا قیامت جب مزار روز شہادت آئیگا
سنگریزے سرخ ہو جائینگے مرجان کی طرح

جب جتایا عشق مجنون نے تو لیلی نے کہا
قیس دیوانہ نہو باتین کر انسان کی طرح

اسقدر دلمین ہمارے حسرتین کشتہ ہوئین
ہو کا عالم ہو گیا گور غریبان کی طرح

جب قدم رکھا ہی مینے بادیائے عشق پر
لے اوڑا ہی مجھکو اورنگ سلیمان کیطرح

دلمین ہوگا نمانہ باغ اومین ہزارون ہونگے داغ
یہ وہ غنچہ ہے جو پھولے گا گلستان کی طرح

اے پریرو دیکھکر جون ترے تصویر کی
رہ گئی حسرت مین نرگس چشم حیران کی طرح

اے سحر صد مہر کے وصل کی شب کا تجھے
کیون گریبان چاک ہی میرے گریبان کیطرح

تیری حسرت نے ہمین دنیا سے بھی رخصت کیا
رہ چلے کچھ دن یہان بھی آ کے مہمان کیطرح

کیا جزا داد گر دست اوس پری پیکر مین ہر
اکس کرتا ہی ہوا خوابون کی انسان کی طرح

کسکے غم مین نرگس شہلا کی آنکھین بہر گئین
کیون یہ ای حسرت زدہ بیمار حیران کی طرح

باغ عالم مین وہ ریحان تنہا ہون شرف

زلف پیچیدہ ہی جیسے عشق پیچان کی طرح

تڑپ تڑپ کے نکلتی ہے ہجر یار مین روح
کوئی گھڑی کی ہے مہمان جسم زار مین روح

ادا و ناز پہ جاتی ہے جان پریون کی
خدا نے حور کی ڈالی ہے جسم یار مین روح

جگا جگا کے نکیرین خاک اوڑانے لگے
نہ آئی گور مین بھی مجھ نحیف و زار مین روح

تصور گل رخسار مین اجل آئی
نکل گئی مرے قالب سے کس بہار مین روح

ہوا کے جھونکے طمانچے اجل کے مجھکو ہوئے
خزان رسیدہ ہوئی موسم بہار مین روح

چمن دکھا اسے صیاد اب یہ بیدم ہے
گلون کو سونگھ کے آجائیگی ہزار مین روح

بگولہ ڈھونڈھتی ہے اپنے جسم خاکی کا
بھٹکتی پھرتی ہی ایک ایک کے غبار مین روح

بھڑکائیگی طپش عشق خانۂ دل کو
دھوین کیطرح نکل جائیگی بخار مین روح

جلائے لاکھ مسیحا تمہارے کشتے کو
کبھی جو عود کرے جسم جان نثار مین روح

دھوان [illegible]گ سے جو ہر سانس مین نکلتا ہے
سلگ رہی ہی مری عشق زلف یار مین روح

شب فراق مین روکون کسی کسی دم دون
نہ میرا دل یہ ہے قابو نہ اختیار مین روح

چمن کی سیر ہوئی خار ہجر گلرو مین
نہ باغ باغ ہوئی موسم بہار مین روح

شرف مین یار کے آئینے مین جنم لیتا
دکھاتا صورت اگر ہوتی اختیار مین روح

دم مسیحا جسکا بھرتے ہین مری جان ہی وہ شوخ
مین نے چاہا ہی جسے محبوب یزدان ہی وہ شوخ

حسن قدرت عالم ایجاد مین ہے وہ نگار
جسکی خوشبو ہی خدائی وہ گلستان ہی وہ شوخ

جشن ہی خود بینیان ہین خلوت آئینہ سے
تخلیہ ہے اپنی ہمصورت کا مہمان ہی وہ شوخ

ایسی صورت ہی کہ محبوب الٰہی ہے خطاب
انس کرتا ہے خدا جس سے وہ انسان ہی وہ شوخ

جلوہ فرما دلین کوئی اور ہو سکتا نہین
صاحب خانہ ہے خود ہی خود ہی مہمان ہی وہ شوخ

سب حسینان جہان ایدل اوسپر کرتے ہین پیار
کم سنی سے اوسکی ثابت ہی پرارمان ہی وہ شوخ

مردون مین ناز مسیحائی سے جانین آئینگی
جلوہ فرما جانب گور غریبان وہ ہی شوخ

واہ ری تقریر اوسکی واہ رے حسن کلام
ہوگیا قرآن ناطق وہ سخندان ہی وہ شوخ

جب بگڑتا ہے کسی سے پھر لگی رکھتا نہیں
معرکہ آرائی مین شمشیر عریان ہے وہ شوخ

کیتے ہین اوسپر یزید اپنی جانون کو نثار
روح ہی بلقیس کی جان سلیمان ہی وہ شوخ

حسن و خوبی وہ ہے یوسف ہین اک ادنی غلام
تاج بخش مصر و شاہنشاہ کنعان ہی وہ شوخ

کیا عجب ہی وصل کی شب مین جو شادی مرگ ہون
ای شرف مین صاحب خانہ ہون مہمان ہی وہ شوخ

ہی قدرتی جلوس عروس بہار سرخ
کوسون جلو مین گل ہین ہزاران ہزار سرخ

عالم سے زرد ہو کے اوڑا ہے گلون کا رنگ
غصے سے جب ہوا ہی کبھی روے یار سرخ

اتنی مری شہید وفا ہین اوسکے نمود کی
معمار سے کہا کہ بنادے مزار سرخ

داد اپنے خون کی ہے خدا سے یہ مانگتا
یا روشفق نہین ہے مرا ہی غبار سرخ

سیچی اگر نہ یہ ترے کشتون کے خون سے
ہوتا کبھی نہ رنگ حنا نہ بہار سرخ

نہلاو گے لہو مین تو منہ سے ملون گا منہ
رخسار مین کرونگا تمہین کرکے پیار سرخ

گلرو پھڑک گئے لب سوفار پر ترے
ایسا ہوا یہ چاٹ کے خون شکار سرخ

ہم وہ شہید ہین کہ جب آتا ہی روز قتل
ہوتا ہے خود بخود یہ ہمارا مزار سرخ

رنگین مزاج مٹ کی بہی لاتے ہین ایک رنگ
مرجھا کے بھی تو ہوتے ہین پھولون کے ہار سرخ

آنکھون سے میری ہین جو گل لالہ گون خجل
رکھتا ہے کس پری کا انہین انتظار سرخ

شوخی دہان یار کی اوسکو کہان نصیب
لعل یمن تو سنگ ہی ہووے ہزار سرخ

کس سینے پر پڑا ہی جو کوڑی کا ہو گیا
کیکے لہو مین تمنے کیا ہے کٹار سرخ

غصہ یہ آرہا ہے تمہین کس غریب پر
ہوتا ہی رنگ چہرے کا کیون بار بار سرخ

تڑپو نہ اے شرف در دندان یار پر
اس سے تو ہیرا پیس کے کھا جاؤ چار سرخ

کسقدر تونے کیا ہی اسے قاتل گستاخ
ہو گیا شوق اجل سے جو مرا دل گستاخ

ہی یہ پشیمانی بکوشش سے مرا دل گستاخ
یا کہ ہے شمع سے پروانہ محفل گستاخ

گر دیکھ پھڑکے اوڑ آئیگا لہو کی چھینٹین
تمنے پھیری ہی چھری ہوگا یہ بسمل گستاخ

لن ترانی کوئی مشتاق نہان حسن کا
جانثاران رعب مین آئیگا بمشکل گستاخ

قبر رہ کے لیلی ہے ترے کشتے سے
نازبردار مسافر سے ہو منزل گستاخ

دلبستون کو جو دل چاہنے والون نے دیا
حق پرستون سے ہوا فرقہ باطل گستاخ

گھوٹتا ہے کوئی دم کوئی دل اولجھاتا ہے
مجھ گرفتار سے ہین طوق و سلاسل گستاخ

نقش حب لکھ کے ترا نام جپا کرتے ہین
تیرے طالب ہین اب ایسے ہوے عامل گستاخ

بارہا جاکے لپٹ جاتا ہے اوسکے دل سے
پہلوے یار سے ایسا ہے مرا دل گستاخ

مرکے اے قیس کریگی تری مٹی بھی عزیز
تجھسے ہو جائیگی جب لیلی محمل گستاخ

نازبردار ہی سے ناز کیا جاتا ہے
جاننے والے سے ہوتا ہے وہ جاہل گستاخ

دیکھ لیگا تمھین آئیگا جو مجھسا بیتاب
پردہ اولٹیگا جو ہوگا کوئی نازل گستاخ

لپٹے ہی جاتے ہین یہ مانگ کے بوسہ ہے یار
کسقدر تجھسے ہوئے ہین ترے سائل گستاخ

عشقبازون ہی کے دل کو وہ دکھا دیتے ہین
قدردانون سے ہوا کرتے ہین عاقل گستاخ

لپٹے رہتے ہین وہ انصاف کی امید مین سب
دادخواہون کو شرف کرتی ہین عاؔدل گستاخ

قفس مین جان سے دق ہو گئین ناتوان صیاد
چمن سے لائی ہے مجھکو قضا یہان صیاد

جہان مین کہنے کو اوس گل کی داستان صیاد
ہزار شکر کہ گویا ہوئی زبان صیاد

وہانکی خاک سے پیدا ہزارون گل ہونگے
جہان مین ذبح کریگا مجھے جہان صیاد

ہزار مردہ دلون مین ہون پردہ بلبل ہون
قفس لیباؤن تو پڑجاے اوسمین جان صیاد

مرا دماغ بسا ہے قفس معطر ہے
مہک رہی ہے یہ کس گل کی بو یہان صیاد

رہیگا شوق نہین سرون شکار بلبل کا
کہ باغبان ابھی کم سن ہے نوجوان صیاد

جگر مین درد اوٹھا ہے دکھا کے دل میرا
کراہتا ہے جو رہ رہ کے باغبان صیاد

یہ کس نحیف کی خاطر قفس بناتا ہے
لگا رہا ہے جو مجنون کے استخوان صیاد

دہن مین قفل خموشی ہے دم لبون پر ہے
زبان بند ہے اب چھپے کہان صیاد

کہان سے لاؤن وہ نہین ڈھونڈھتا ہے دل جنکو
نہ وہ مکین یہان ہین نہ وہ مکان صیاد

کریگا سیری طرح کیا کوئی خوش الحانی — مری تو گھٹی مین بلبل کی ہر زبان صیاد

بسی ہوئی ہے وہ بو مجھ مین غنچہ و گل کی — کہ ہو رہا ہے معطر ترا مکان صیاد

کسی طرف کو تم اے ہمصفیر و اوڑ جاؤ — کریگا آکے مرا آج امتحان صیاد

نہ تاب لائیگا سننے کی دل پکڑ لے گا — کہونگا آج وہ یہ درد داستان صیاد

وہ لطف گوشہ نشینی کا اسمین اوٹھا ہی — ترے قفس نے بھلا یا ہی آشیان صیاد

گلون کو سونگھ چکے رہ چکے گلستان مین — قفس مین چند نفس اب ہین میہمان صیاد

خدا کے فضل سے مین اوس چمن کا بلبل ہون — کہ باغبان ہی ہوا خواہ قدردان صیاد

قفس مین کونسی صورت ہی چہچہانے کی — نہ ہمصفیر ہے کوئی نہ بوستان صیاد

اوڑائے خاک نہ کیون دام مین جو پھنس جاؤن — حلال ہون تو لہو روئے آسمان صیاد

ترے مکان مین اسیرون کا اژدہام جو تھا — ہوا کدہر کو روانہ وہ کاروان صیاد

گلے سے مجھکو لگانے دے ہمصفیرون کو — مرے قفس مین یہ آئے ہین میہمان صیاد

الٰہی آندھی وہ آئے ہماری آہون کی — کہ مارے ہول کے دینے لگے اذان صیاد

شرف سے پوچھ لے سد تنکے چنتا ہون
بنا رہا ہون مین بلبل کا آشیان صیاد

عذر مرنے مین کرین کیا خط تقدیر کے بعد — بات جاتی رہے پھر جائین جو تحریر کے بعد

دل بھر آئے جو ترا عاشق دلگیر کے بعد — روئیو جان جہان دفن کی تدبیر کے بعد

آپ مین آئے نہ ہم جامے سے باہر ہوکر — گھر مین رکھا نہ قدم خانۂ زنجیر کے بعد

ایسی اس ہستی مین آنے کی سزا ملتی ہے — دم بھی انسان مین رہتا نہین تقدیر کے بعد

چہرہ پرداز خدائی نے قلم کو توڑا — پھر نہ تصویر بنائی تری تصویر کے بعد

کسکے پر نوچ کے صیاد نے توبہ کرلی — دام کو پھونک دیا کونسی نخچیر کے بعد

سنکے افسانۂ دنیا کو قضا کی مین نے — نیند آئی مجھے اس خواب کی تعبیر کے بعد

باغ فردوس ملا حلے ملے خلعت مین — اوس نے کیا کچھ نہ دیا قبر کی جاگیر کے بعد

کیمیا سے بھی ہوس کا نہین دل بھرتا — خاک پارس کے لیے چھنتی ہے اکسیر کے بعد

کھینچے دو نگا کلیجے سے نہ اس ناوک کو
لب معشوق ہوا ہے یہ کھنچی تیر کے بعد

ایسے بیتاب ہوے وہ مجھے بسمل کر کے
ٹانکے گردن مین لگانے لگے تکبیر کے بعد

پھر کسیکو نہ ہوئی دولت معراج نصیب
کوئی تقدیر نہ چمکی تری تقدیر کے بعد

چاہین لوہے مین جکڑ کر بھی نہین پڑنے کا
کاٹ مین پاؤن پڑیگا ابھی زنجیر کے بعد

چھوڑکر اسکو بھرے جائینگے مولی اوسمین
مانگ سنورے گی ابھی زلف گرہگیر کے بعد

نزع کے وقت کوئی پاس نہین ٹھہریگا
سانس آئیگی جو دم بھر کو تو تاخیر کے بعد

من و سلوی مرے معبود نے مجھکو بھیجا
جب کیا منھ کو سلو تا شکر و تکبیر کے بعد

اے شرف تمکو اسیری یہ مبارک ہوگی
بدھیان پھولون کی تم پہنوگے زنجیر کے بعد

ہزار شکر کرون ذبح کرجو تو صیاد
کہ ہوگا شاہد گل سے مین سرخرو صیاد

گھڑی گھڑی جو اسے سونگھتا ہے تو صیاد
تری چھری مین ہے کسکے لہو کی بو صیاد

کیا ہے خشک مرا بگنہ لہو صیاد
خدا کرے مرے سائے کو سمجھے تو صیاد

نہ آئیگی جو مرے بعد میری بو صیاد
قفس جگہ سے لگا پایا کریگا تو صیاد

کیا ہے گو لسی بلبل کے صدمے نے بے چین
کراہتا ہے جگر تھام کر جو تو صیاد

بھلا دی اسنے تو داؤد کی خوش الحانی
عجب طرح کا یہ بلبل ہے خوش گلو صیاد

ہماری اک ورق گل پہ داستان لکھ کر
نہ پھر سنیگا یہ دلچسپ گفتگو صیاد

نہائیگا کہ چھڑکوائیگا گلستان مین
بھرے ہین خون عنادل سے کیون سبو صیاد

چہل پہل ترے گھر مین ہمارے دم تک ہے
جو ہم نہونگے تو ہوگا مقام ہو صیاد

ہمارے آنسوؤن مین ہے گلاب کی خوشبو
دماغ مین وہ بھری ہے گلون کی بو صیاد

خدا کے قہر سے ڈر روک بھی چھری ظالم
کہ بلبلون کا لہو ہے گلو گلو صیاد

چھپا لون ایک جگر مین تو دوسرا دل مین
قفس مین لاکے جو دو پھول رکھدے تو صیاد

شگاف و چاک کیا ہے جگر جو بلبل کا
کریگا کیا رگ گل سے اسے رفو صیاد

ہوس یہ ہے کہ دم ذبح دم نہ ماردن مین
چھری تلے مری رہ جائے آبرو صیاد

پھڑک رہا ہے مرا دم جو گل کی سرخی پر
ازل سے اسمین ہی شامل مرا لہو صیاد

چھری پھری ہے برابر ہماری آنکھوں مین
کبھی جو پھولے سے بیٹھا ہے قبا رو صیاد

چمن سے ساتھ نسیم بہار کر لیگی
کریگی نکہت گل میری جستجو صیاد

سمجھ کے درد جگر کیون اشنے اے بلبل
تنک مزاج تو گلچین ہے تندخو صیاد

کمال شوق مجھے تھا قفس مین رہنے کا
اسیر ہونے کی تھی دل کو آرزو صیاد

نہ تشنے دے مجھے ریحان دشت پیچان کے
یہ اور بھی او بھی نہ کر مجھسے گفتگو صیاد

چمن مین لاکے مجھے تو جو ذبح کرتا ہے
یہی نہی مجھکو تمنا و آرزو صیاد

بڑی خوشی تو یہ ہے مجھکو ذبح ہونے کی
کہ ہوگیا گل لالہ مرا لہو صیاد

نہال کرکے تجھے مجھکو دینگے وہ چھڑوا
چمن سے جلد بلا لے شرف کو تو صیاد

چمن سے گر دیے پھیر مرا قفس صیاد
طواف گل کی ہمیشہ سے ہے ہوس صیاد

چٹک رہے ہین جو غنچے مقام عبرت ہے
یہی بہار کی ہے کوچ کا جرس صیاد

قفس مین بند کریگا کتر کے پر کسکو
مرا تو ٹوٹ چکا رشتۂ نفس صیاد

چڑھا رہا ہے مسہری گلون کی تربت پر
نکالتا ہے مری روح کی ہوس صیاد

خدا کو مان کے اب آشیانہ دکھلا دے
گذر گئے ہین قفس مین کئی برس صیاد

تمام عمر ترے جعل مین نہ آئینگے
یہ دل کی دل ہی مین رہجائیگی ہوس صیاد

جو مر بھی جائینگے تو بھی نہ دم سے نکلینگے
ہمارا مقبرہ ہوگا ترا قفس صیاد

چمن مین رکھتے نہ نام و نشان ترا باقی
مزا چکھاتے جو چلتا ہمارا بس صیاد

گلون سے رنگ جمانے دیا نہ تو نے ہمین
گھٹا بھی جل بجھے منھہ بھی گیا برس صیاد

پھڑک کے جان نکل جائیگی تنگ نہ کر
خزان کا ہول نہ دے میرے دل کو بس صیاد

حنا کے ساتھ وہ سب انگلیون سے ملتے ہین دل
ستم ہے ایک تو بلبل ہے اور دس صیاد

عدم کو بلبل جان شرف سے لے کی پرواز
لے اب تو چین پڑا ترے دل کو بس صیاد

رخصت کریگی سب کو سحر دو گھڑی کے بعد
ہوگا مقامیون کا سفر دو گھڑی کے بعد

روئینگے خون دیدۂ تر دو گھڑی کے بعد
نکلیگی لاش لخت جگر دو گھڑی کے بعد

دم بھر مین عضو عضو مین ہوگی مفارقت
دل سے مرے چھٹیگا جگر دو گھڑی کے بعد

آنکھون پر اوسکے حسن کی کیا کیا پڑیگی چھوٹ
ممتاز ہوگی تاب نظر دو گھڑی کے بعد

ساعت کی ساعت آکے شب وصل چل بسی
اس رات کی ہوئی ہے سحر دو گھڑی کے بعد

کیا اطلاع ہوگی اونہین میرے ضعف کی
جاتی ہے اک قدم یہ خبر دو گھڑی کے بعد

قدغن ہے خلوت شب معراج کیلئے
مہمان ہوگا کوئی بشر دو گھڑی کے بعد

رقت نہ دیگی حسرت دیدار مین جو چین
آنکھون کو چھوڑ دیگی نظر دو گھڑی کے بعد

تیغ خوش آب تیز جو ہوتی ہے شام سے
شبخون یہ اب بندھی کمر دو گھڑی کے بعد

بینائی کو کریگا نظر بند انتظار
بیکار ہونگے دیدۂ تر دو گھڑی کے بعد

اے مکر چاندنی نہ مرے دل کو دے فریب
خود جانتا ہون ہوگی سحر دو گھڑی کے بعد

پہونچا ہون ابتو خلوت و آرامگاہ مین
زانو یہ ہوگا یار کے سر دو گھڑی کے بعد

ثابت نہوگا دم بھی نکلتے ہوئے مرا
آئیگی یون ہی سانس اگر دو گھڑی کے بعد

صیاد ابھی تو گھونٹ رہا ہے مرا گلا
پہنیگا نوچ نوچ کے پر دو گھڑی کے بعد

دم بھر مین تری بزم کا پروانہ اور ہون
ہو جاؤنگا چراغ سحر دو گھڑی کے بعد

بیفائدہ علاج ہو دم بھر مین ہون تمام
کیا ہوگا کسکو ہوگا اثر دو گھڑی کے بعد

دنیا تمام ہوگی قیامت وہ ڈھائینگے
ہوگا زمانہ زیر و زبر دو گھڑی کے بعد

نازان جو ہو رہی ہے لچکنے پہ ناز کی
زلفون سے بل کریگی کمر دو گھڑی کے بعد

دم بھر رہیگی اور جو پیکان کی خلش
اک گھاو ہوگا زخم جگر دو گھڑی کے بعد

ملتے ہین دونون وقت اوٹھو غش سے اے شرف
آرام کیجو چار پہر دو گھڑی کے بعد

ہو جائینگے آخر قفس گور مین ہم بند
بیطور کیا ہے ملک الموت نے دم بند

مشغول گناہون مین ہا کرتے ہین بندے
اوسپر نہین ہوتا ہے ترا باب کرم بند

شکوہ نہیں انکا یہ ہے مقسوم کا لکھا
برسوں ہوئے ہنستے کبھی کھلتے نہیں دیکھا
رونا تو یہ ہے کہو لے سے کا ہیکو کھلینگی
گو لٹتی ہے پر دوسرے دن ہوتی ہے دوتی
اللہ ری حسرت ترے دیدار کی اسے یار
سر کھول کے کرتے ہیں دعا جلد جواب کے لئے
اشکوں کی لڑی سلک گہر سے بھی ہے نادر
دشوار ہے جان اپنی مسیحا کو بچانا
کرتے ہیں کفن پھاڑ کے فریاد خدا سے
چہرہ رنگ کو ترسے گی نہ چمکیگی مرے بعد
صیاد قفس میں ترے کٹتے مرے بلبل
صیاد چھکنے دے نہ ہوش اسکے اوڑا تو
چہرہ رنگ ہمارا کوئی دم میں شانی ہے

بیوجہ جو وہ گالیاں دیتے ہیں قلمبند
مدت سے ہے قفل در زندان ستم بند
آنکھوں کو کیے دیتا ہے آنکھوں کا ورم بند
کر دیکھے کوئی دولت دیدار قلمبند
ہم مر گئے لیکن نہوئے دیدۂ نم بند
کر چکے ہیں جسوقت خط شوق کو ہم بند
اے چشم پر آشوب کہاں تھی یہ رقم بند
بے طرح کیا ہے ترے بیمار نے دم بند
اس محبس مدفن میں نہیں رہنے کے ہم بند
رکھو گے غلافوں میں یہ شمشیر دودم بند
کل آہیں بہت بند تھے آج آہیں ہیں کم بند
بلبل کو نہ سہما کے کرا سے سبز قدم بند
تمکو نہ تامل ہے نہ ہیں مرنے میں ہم بند

وہ نزع میں لیتے ہیں شرف سوئے تجاوز
آنکھیں نہ کرو تمکو مرے سر کی قسم بند

بیکسی کا مرے صدمہ جو ہوا میرے بعد
اسقدر او سکو مرا صدمہ ہوا میرے بعد
کیا اسیران چمن پر قفسوں میں گذری
بے نیازی پر اونہیں ناز مرے دم تک تھا
سر مرا کاٹ کے جلاد نے افسوس کیا
قدر دان مجھسا نہ پائیگی جو بوے گل کا
قبر کو تکیہ آغوش بنا کر بیٹھا
ناز بردار تمہیں کون ملیگا مجھسا +

مالی صفت نے نہ چھوڑی مری جا میرے بعد
غم بھی تربت پہ مری بیٹھ رہا میرے بعد
مر گیا کون ہوا کون رہا میرے بعد
لن ترانی کی نہ پھر آئی صدا میرے بعد
جان لیکر مری پچھتائی قضا میرے بعد
سر کو گلزار میں پٹکیگی صبا میرے بعد
میرے قاتل کا کہیں دل نہ لگا میرے بعد
بھول جاؤ گے یہ شوخی و ادا میرے بعد

نجد مین یاد مجھے کرکے لہو رویگا — آبلے توڑیگا جو آبلہ پا میرے بعد
مجھسے ملنے کو تڑپتے ہین جو قیس و فرہاد — چومتے پھرتے ہین نقش کف پا میرے بعد
کسکی طاقت ہی کہ جو نجد مین کھڑکائیگا — پھر نہ زنجیر کی آئیگی صدا میرے بعد
دست بردار ہوے وہ بھی مسیحائی سی — پھینک دی یار نے جب میری دوا میرے بعد
منزلون خون سے سیراب کیا کانٹون کو — مجھسا کیا ہوگا کوئی آبلہ پا میرے بعد
اسقدر اوسکو ہوا رنج مرے مرنے کا — رہگئی غم سے دوتا زلف دوتا میرے بعد
اسقدر میرے لیے وہ ستم ایجاد کڑہا — پھر کسی پر نہ کبھی ظلم کیا میرے بعد
خاک بھی ہوکے ہوئی جسمین سے غائب میری خاک — کون اوس قبر مین پھر آکے رہا میرے بعد

ای شرف نام کا تمنے نہ مرے پاس کیا
قیس سی تمنے نہ لی میری جا میرے بعد

مر مٹیگا یار کی محفل کو تو اے دل نہ ڈھونڈ — سیکڑون ہی کوس کی منزل ہی وہ منزل نہ ڈھونڈ
محکمی مین عشق کے ہوتے ہین فریادی اسیر — یہ خلافت ہی حسینون کی یہان عادل نہ ڈھونڈ
جستجو سے مجمع خوبان کے اے دل باز آ — ہو نہ دیوانہ پریزادون کی تو محفل نہ ڈھونڈ
عمر رفتہ کو کہان سے لائیگا رنگ خضاب — تو جوانی چل بسی اب اوسکو ای غافل نہ ڈھونڈ
اوٹھ گیا دنیا سے وہ خالی ہوا صحرا ترا — چل بسا قیس اب وہی اسے لیلی محمل نہ ڈھونڈ
بیشک ای دل ہے وہ یکتا ہے زمانہ لاشریک — ڈھونڈھ اوسے تنہا کیسکو کرکے تو شامل نہ ڈھونڈ
گلشن جنت مین پہونچے خاتمہ سکا ہوا — روح اپنی اب کسی کشتی مین ای قاتل نہ ڈھونڈ
زندۂ جاوید دنیا مین نہ کر آکے تلاش — صیدگاہ یار سے زندہ یہان بسمل نہ ڈھونڈ
جنکو ملنی تھی اونہین دولت شہادت کی ملی — اب نہین ملنے کی دنیا مین تجھے سائل نہ ڈھونڈ
کوی کی منزل ہی ایدل ہی یہ عبرت کا مقام — استراحت کی جگہ طے کرکے یہ منزل نہ ڈھونڈ
دولت دیدار کی ہرگز نہ کرنا جستجو — یہ نہین ملتی کسیکو اسکو تو ایدل نہ ڈھونڈ
روح لیلا کی بھٹکنے پر یہ بولی روح قیس — میری تربت اب تری محمل ہے وہ محمل نہ ڈھونڈ
قید ہے قالب مین تو ہرجائی ہے وہ بیوفا — وہ نہین ملنے کا تجھکو اوسکو تو ایدل نہ ڈھونڈ

جا جہم عشق پر کہنا شرف کا مان لے
اے دل بیتاب آسائش دم مشکل نہ ڈہونڈ

پہر وہ ہے روز وعدۂ دیدار شاد شاد
انکار دم بدم ہے تو اقرار شاد شاد

پوچھا جو ہمنے چھٹتے بہی ہین عشق کے اسیر
آنسو بہاکے بولے گرفتار شاد شاد

آزاریون کی تیری شفا دل لگی نہین
بیٹھے ہین درد عشق کے بیمار شاد شاد

ہر وقت میرے دم کے لیے رہتی ہے کبہی
چمکیگی میرے بعد یہ تلوار شاد شاد

چھپ چھپ کے دیکھتے ہین جہروکے مین یار کو
جا بیٹھتے ہین ہم پس دیوار شاد شاد

عالم مین روز روز قیامت نہ ڈہائیے
ہر دم نہ چلیئے چلیئے یہ رفتار شاد شاد

دل مین خدنگ ہین لب معشوق سیکڑون
دکھلاتی یہی دیتے ہین تو سوفار شاد شاد

رخصت نہین بناو سے اوس شاہ حسن کو
خلوت تو آئینے سے ہے دربار شاد شاد

صیاد و باغبان نے کیے اسقدر اسیر
گلزار مین ہین بلبل گلزار شاد شاد

سب ہین گناہگار بہت کم ہین بے قصور
غفلت زدہ ہزارون ہین ہشیار شاد شاد

صیاد کے قفس مین یہ ہے بلبلون کا حال
صدہا تو پر بریدہ ہین پردار شاد شاد

کیون بدمزاج ہوگئے تھے تم تو خوش مزاج
غصہ تمہین تو آتا تھا اے یار شاد شاد

مردے کی طرح پڑتے ہین لشہ کو لپیٹ کر
راتون کو سانس آتی ہے اے یار شاد شاد

وو دن بہی خواب مین متواتر نہ آسکے تم
رویا مین بہی دکہاتے ہو دیدار شاد شاد

شب کو ترے نہ آنے سے سوتے ہی رہگئے
چونک اوٹہتے تھے جو طالع بیدار شاد شاد

سودا اسے گا دل کا نہ بازار حسن مین
ناقدر سیکڑون ہین خریدار شاد شاد

ساری خدائی اوسکی خریدار ہے شرف
کہلتا ہے اتبو حسن کا بازار شاد شاد

دل نکلا سے جو دیوانہ گیسو ہوکر
مشک و عنبر مین مری روح رہی بو ہوکر

رکتا تیر ترا سینے پر آہو ہوکر ✿
میرے صحرا ہی مین نکلا نہ کبہی تو ہوکر

مسن ہجران سے دل ایسا ہوا پانی پانی
بہہ گیا آخر کار آنکہ سے آنسو ہوکر

اپنے ہمسر پہ کبھی آپکی تیوری نہ چڑھی
آئینے کو کبھی دیکھا نہ ترش رو ہوکر

جانچا ان حسن کی میزان مین جو تم تل بیٹھے
آئے یوسف بھی تو پاسنگ ترازو ہوکر

دیکھیے کو لسنے گلشن مین برس پڑتا ہے
ابر کیا جھومتا جاتا ہے لب جو ہوکر

اوسکی تلوار سے کیونکر نہ گلا کٹوا دون
میرے منھ چڑھتی ہے ہمصورت ابرو ہوکر

خلق مین عشق کے طوفان سے نہ بچتا کوئی
اسکو روکا ہے مری خاک نے ٹاپو ہوکر

کسقدر آتا ہے بہروپ بدلنا اونکو
ہوش انسان کے اوڑتے ہین پریرو ہوکر

جسم کو چھوڑ کے جاتی ہے عدم کو اے روح
گل سے بیزار ہوئی جاتی ہے خوشبو ہوکر

خاک مین مجھکو ملاؤ تو حقیقت کھلجائے
قبر پر بیٹھے ہو تکیہ بزانو ہوکر

شیشۂ دل بھی کم اندر کے اکھاڑے سے نہین
اسمین معشوق اوترتے ہین پریرو ہوکر

آرزو روز سرشت آکے تری اے گلرو
غنچۂ دل مین مرے بس رہی خوشبو ہوکر

ہمسری کی جو ترے حسن سے ہموزنی مین
رہگئے شمس و قمر سنگ ترازو ہوکر

کیا فقیرون کا ترے رتبہ ہے اللہ اللہ
بادشہ سامنے بیٹھے تو دوزانو ہوکر

اے شرف یار کو کہتے ہو نہین آنے کا
دل مرا توڑتے ہو قوت بازو ہوکر

ہم الفت مین دیکھ لے تو ہمین بھی اے یار آزما کر
ترا پسینا جہان گریگا مٹین گے اپنا لہو بہا کر

ہزار راحت سے بڑھ کے جانون لہو بھی رلواؤ تم جو آکر
خوشی ہو ایسی کہ مرتے مرتے جو دم بھی نکلے تو مسکرا کر

بشر ہوا سرشت خاک سے تو نماز شکر یہ تو ادا کر
خدا کو ہے منھ تجھے دکھانا خدا خدا کر خدا خدا کر

خفا نہو تم تو کہدون تمسے مین وجہ اپنے کراہنے کی
اوٹھے ہو پہلو سے تم جو میرے جگر مسوسا ہے تلملا کر

شب جدائی سے ہوگیا ہے یہ سوز داغ جگر کا عالم

کہ شام کو لوگ آکے اس سے چراغ لیجاتے ہین جلا کر
ہزارون پریون کی جان غشی ہے نگاہ حورون کی پڑ رہی ہے
نکھر رہے ہین تمھارے کشتے لہو مین اپنے نہا نہا کر
بجاؤ تو کیون فروغ پا کر چراغ حسرت مرا ہوا گل
کیا تھا کیون آکے اسکو روشن جلا ہو کسواسطے بجھا کر
بسورتے تھے چمن مین غنچے شگفتہ ہوتا نہ جانتے تھے
سکھا دیا انکو مسکرانا ہمارے زخمون سے لئے مسکرا کر
فرشتے تربت کے پوچھتے ہین کہ رحم آیا ہے کسکو تیر
یہ لاتخف کون کہ رہا ہے لحد مین شانہ ہلا ہلا کر
گلو بریدہ تو ہو نہین لیکن کیا ہے اسوقت پیار ہمکو
تڑپ تڑپ کر رسائی کی ہے جگر سے لپٹا لیا ہی آکر
دو عالم اوسپر فریفتہ ہین وہ باتین اوسکی ہین پیاری پیاری
خدائی بھر کو کیا ہے عاشق رجھا رجھا کر رجھا رجھا کر
گلون کو ہے وجد جھومتے ہین گلون کو صیاد چومتے ہین
کیا ہے مفتون مخالفون کو چمن مین بلبل نے چہچہا کر
جسے بنایا اوسے بگاڑا تلون ایسا اونہین خوش آیا
ہزارون زندہ چمن اوجاڑے لبا لبا کر لبا لبا کر
مرادونے شرم رکھ لے میری یہ ہاتھ پھیلے ہین تیرے آگے
کریم ہے تو رحیم ہے تو قبول نا چیز کی دعا کر
وہ آتے ہین اونکو دیکھ لین یہ کہ اوپہ جاتی ہے جان انکی
شرف کو بیدم ابھی نہ کر تو تامل اک لحظہ اسے تھا کر

روانہ ہو کے مٹا دیگی روح تن کی بہار درود پڑھتی ہین گھاسے زخم پر حورین	نہ ہو سکی نہ ہوئی ہے کسی چمن کی بہار فرشتے دیکھ کے غش ہین مرے کفن کی بہار

نظر مین کھٹکتی ہی غنچون کے دلمین چھپتی ہے
جو اب ہی نہین رکھتی ترے دہن کی بہار

ہوس ہی گور کی منزل مین کوی جانان کی
مسافرت مین دکھادے خدا وطن کی بہار

عجیب گل ہین جوانان سبزہ رنگ ایدل
ستم کی بو ہے قیامت ہی اس چمن کی بہار

دکھاتے ہین انہین گلہای زخم سیر بہشت
شہید لوٹتے ہین تیرے بانکپن کی بہار

مٹا دی مشک کی بو باس اسقدر مہکی
تمہارے گیسوؤن نے لوٹ لی ختن کی بہار

نہ لائے جائیہ گل کو خیال مین بلبل
جو دیکھ لے ترے تنجمی کے پیرہن کی بہار

ملا ریاض کا پھل اوسنے کشتۂ خون جو کیا
نہال ہوگئے لوٹی جو ہمنے رن کی بہار

تمام عمر کرے وجد بلبل شیراز
وہ رنگ اوسکو دکھادے مری سخن کی بہار

گرے جو شمع سے جل جل کے اوسمین پروانے
گل مزار یہ طرہ ہوئی لگن کی بہار

ہزار رنگ سے سنبل نے پیچ و تاب کیا
نصیب بھی نہ ہوئی زلف پرشکن کی بہار

ہوا کرین جو چھو کا ہین پھول گلشن کے
کہان سے لائینگی اوس گل کے پیرہن کی بہار

پہاڑ پر جو نمائش ہوئی ہی لالے کی
سماگئی ہے یہان خون کوہکن کی بہار

بہت تلاش کی باغ بہشت مین بھی شرف
کہین نظر نہ پڑی اوسکے انجمن کی بہار

مسکراؤ تو نہ عشاق کی فریادون پر
ہائے افسوس ہے کیا ہنستے ہو ناشادون پر

جانچان تیرے طلسمات کی ایجادون پر
لوٹے پڑتے ہین پریزاد پریزادون پر

دل سے قربان ہین عشق ہین ستم ایجادون پر
جان پر کھیلے ہین مرتے ہین پریزادون پر

مستعد ہے وہ شہ حسن جو بیدادون پر
نامرادون کے گلے کٹتے ہین فریادون پر

چمن دہر مین ہر رنگ کا موجد تو ہے
مرتے ہین سیکڑون گلرو تری ایجادون پر

چار دن مین نہ رہا نام و نشان بھی باقی
اسقدر پھولے تھے گل کو لسی بنیادون پر

عاشقی مین جو مجھے ٹھوکرین کھاتے دیکھا
گر پڑے یار کے آنسو مری افتادون پر

تیری جو مرضی ہے ہوتا ہی وہی عالم مین
ساری دنیا کا عمل ہے ترے ارشادون پر

مرگئے یا ابھی زندہ ہین تمہارے بیمار
یہ تو پوچھو اوسکو کیا گذری ہے ناشادون پر

مرہی جائینگے اسیران قفس اے صیاد
حکم ہونے کو ہے دنیا کے مٹا دینے کا
عشقبازون کو نہ پوچھا نہ خبر لی اونکی
خون ناحق سے جو معشوق نہین بازآتی
روح کو تانتی ہین پیستی ہین دل اسیرا

چھوڑنا جلد نہ رکھنا انہین صیادون پر
دستک آنے کو ہی بربادی کی آبادون پر
رحم آیا نہ کبھی یار کو بربادون پر
اسکو کیا کیجئے کیا زور ہے جلادون پر
کیا قیامت ہی کہ بیداد ہے آزادون پر

تنگدستی انہین برباد شرف رکھتی ہی
صبر پڑتا ہی عنادل کا یہ صیادون پر

امید معراج کی ہے اونکو جھکے ہین تیرے جو آستان پر
پڑے ہوئے ہین جو اس زمین پر دماغ اونکے ہین آسمان پر
عجیب کیفیتین اوٹھی ہین فسانہ گو نے جھما دیا ہے
کیا ہے اے یار وجد کیا کیا تمہاری دلچسپ داستان پر
سدا رہیگا وہ خوبصورت کبھی نہ کم ہوگا حسن اوسکا
شباب اوسپر فریفتہ ہے ہوا ہون سفتون مین حسین جوان پہ
خدا کے بندون مین کون بندہ بتانے جاتا ہے اونکو رستا
مسافران عدم عدم کو روانہ ہوتے ہین کس نشان پہ
چمن کے سایہ سے بھاگتا ہون اسے بہی صیاد چاہتا ہون
بہار نے دل اولٹ دیا ہی گمان قفس کا ہے آشیان پر
وہ آزماتے ہین ظلم اپنا ہم آزماتے ہین اپنے دل کو
ہوا ہے مرنے کا شوق ہمکو وہ ناز کرتے ہین امتحان پہ
نہ کر تو عشق مجازی اے دل جو کر تو عشق حقیقی اے دل
نمود ہوتی ہے مٹ کے اوسکی جو کوئی مٹتا ہے قدردان پہ
کیا ہے ممتاز بندہ پرور بلا کے معراج مین جو سنتے
دکھا دو جلوہ بہی اسکو اپنا کرم کیا ہے جو میہمان پہ

شفق کے گلرنگ پھولنے سے ہوا شہادت کا اوج ظاہر
اوٹھا کے لیجاتے ہین فرشتے لہو شہیدون کا آسمان پر
ہلاک کر دیکی کوئی دم مین تلاش نا دیدہ آشنا کی
محبت اوسکی جو ہوگئی ہے قضا یہ نازل ہوئی ہی جان پر
کیا ہے تکیہ جو ہمنے اسپر نہین مرینگے نہین مرینگے
خوشی خوشی تو بہشت دیگا مٹین کے تیرے جو آستان پر
شکار ہونے کی آرزو مین کہونگا اوس سے مین صید گہ مین
اوڑا دے دل کا جو تو نشانہ چھٹا ہوا ہون چلہ تری کمان پر
فلک کا جور و ستم بھلایا مسافرت کا مزا چکھایا
مرے پر ایسا لحد نے پیسا چھٹی کا دودھ آگیا زبان پر
طواف گل کے لیے کہان سے چمن پر آکے یورش کیا ہی
یہ پر عنادل کے اوڑ رہے ہین کہ ٹڈی چھائی ہی بوستان پر
مزاج اونکا ہوا ہے برہم اوٹھاؤ بستر یہان سے بھاگو
قیامت آنے کو اے شرف ہی عتاب ہونے کو ہی جہان پر

خوب رسوائی ہوئی عشق جنون زا ہو کر
چلیے خلوت مین پھر آ بیٹھیے گا محفل مین
لیلی و قیس کی اس شوق مین چلین نکلین
آڑے آجاتی ہے قربان تری رحمت کی
کام ہنگامۂ محشر مین ہمارا کیا تھا
بیٹھے بیٹھے جو خداوند کو غصہ آیا
کیا مین جمعیت محشر مین بہنکر جاؤن
دل ہمارا جو لیا اوسنے کف روشن مین
دفن کو آئی جو میت ترے دیوانے کی

ہوش تک بھی نہ ٹھکانے رہی سودا ہو کر
میری دو باتین بھی سن لیجیے تنہا ہو کر
استراحت کا مزا لوٹیے اک جا ہو کر
عیب پوشی یہ کیا کرتی ہے پردا ہو کر
ہم فقط آئی تھے مشتاق تماشا ہو کر
خاک مین ملگئی دنیا تہ و بالا ہو کر
اک کفن تھا سو وہ بھی ہوا میلا ہو کر
رگیا ہاتھ مین اوسکے ید بیضا ہو کر
خاک گلزار اوڑانے لگی صحرا ہو کر

کوزہ پشتوں کی طرح جھک گئی سرو شمشاد
یوں بنایا قد بالا نے دو بالا ہو کر

ساحل وا ایکی جانب جو نظر کی بے یار
مرے اشکوں نے ڈبویا مجھے دریا ہو کر

چاہنے والوں کو دیدار سے ترساتے ہو
منھ چھپاتے ہو مریضوں سے مسیحا ہو کر

زیر شمشیر نہ ہوتے جو نہ الفت کرتے
واجب القتل ہوئے ہم ترے شیدا ہو کر

ای شرف الفت جو کرتے ہین پریزادوں کی
آدمیت سے گذر جاتے ہین سودا ہو کر

ضبط کیا تو نے کیا ہے متحمل ہو کر
واہ رے دل کہ تڑپتا نہین بسمل ہو کر

عشقبازی کا مزہ لوٹیے کامل ہو کر
چاہیے یار کو اپنے ہمہ تن دل ہو کر

کی رسائی تو وہ کی عشق مین کامل ہو کر
عمر بھر یار کے پہلو مین رہا دل ہو کر

یار نے دولت دیدار کا انکار کیا
منھ دکھانے کے نہ قابل رہے سائل ہو کر

کر دیا اوسکو بھی تصویر تری صورت نے
رہ گیا سکتے مین آئینہ مقابل ہو کر

ور جب الرحم ہون رحمت سی نہین پیش آتے
حق تلف کرتے ہو حقدار کا عادل ہو کر

ملگئے مٹی مین اوٹھ بھی جہان سے تو ملے
خاک تھی خاک ہوئی خاک مین شامل ہو کر

ہمنے ہر زخم مین تصویر کا عالم دیکھا
لالہ و گل کا مرقع ہوئے گھائل ہو کر

دیکھ ہی لینگے ہمین وہ نظر رحمت سے
ابتو آئے ہین گنہگاروں مین شامل ہو کر

خاک لیلی کی جو تھک جاتی ہے اوڑتی اوڑتے
تربت قیس بٹھا لیتی ہے محمل ہو کر

ناتوان ہین کوئی کیا گور سے بڑھکر ہوگا
تنگ رکھتی ہے مسافر کو یہ منزل ہو کر

شانہ ہلا کے وہ تربت مین مرا کہتے ہین
انکو چونکا دو یہ کیون سو رہی غافل ہو کر

بے خبر دولت دیدار کے محتاجوں کی
کسکے دروازے پہ جائین ترے سائل ہو کر

پھیر لینگے نظر اپنی وہ بسا کر دنیا
صف الٹ جائیگی آراستہ محفل ہو کر

کب تک آنکھوں کو رہیگا یہ مرض رقت کا
ابتو بینائی بھی رخصت ہوئی زائل ہو کر

کشتۂ ناز کی تربت کی زیارت ہو گی
گھیر لیگی اوسے رحمت تری نازل ہو کر

بندۂ عشق اوسی اللہ کی رحمت جانے
سہل ہو جائے کوئی کام جو مشکل ہو کر

جان لیتے ہو بری قدر اگر کرتے ہو
حق کبہی دل مین جو آتا ہے تو باطل ہوکر

تمنے بلواکے بہی ہمکو نہ دکہایا جلوہ
داغ ہم لیکے چلے آئے تہے خوشدل ہوکر

نوجوانون کی جوانی پہ خدا رحم کرے
گل نہ مرجہائے کوئی دید کے قابل ہوکر

یار تکبیر کا شکریہ ادا کرتا ہون
لوٹتا ہون ترے قدمون پہ جو بسمل ہوکر

پاؤن مجہسے اوٹہالے کہ تڑپ لون ظالم
ڈر نہ تو تجہسے مین کیا لپٹونگا بسمل ہوکر

خون بہا یار پہ ثابت نہین ہوتا میرا
حق محبت مین مٹا جاتا ہے باطل ہوکر

جلوہ گر ہونے لگی پیش نظر شکل اونکی
صورت وصل ہوئی ذوق مین کامل ہوکر

زندہ در گور رہوے ہوکے جدا ہم تجہسے
زندگانی کا مزا لوٹ گیا حاصل ہوکر

اسقدر سہم گئی روح چہری پہرتے ہی
مارے ڈر کے ترے تڑپا نہ مین بسمل ہوکر

ای شرف بہتے ہین آنسو جو مری آنکہون سے
یار کے دل کو یہ لہرائینگے ساحل ہوکر

دیا اوسنے جو چرکا میرے دل پر نوجوان ہوکر
مہم عشقبازی مین نے سر کی ہمیمان ہوکر

وہ مشتاقون مین جب آئی تو آئے جانجان ہوکر
چہپی آنکہون کے پردون مین ہو دلمین نہان ہوکر

خدائی کی جو نکلا سیر کو وہ نوجوان ہوکر
جہان کو زندہ باغ اوسنے کیا جان جہان ہوکر

پہ رنگ بہرے گل آئی چلے روح روان ہوکر
دہائی ہے دہائی مار ڈالا مہربان ہوکر

ترے صدقے کی بلبل چہٹ کی آتی ہین جو گلشن سے
بسا تے ہین وہ نہین بہولتے غنچے آشیان ہوکر

مین بسمل ہوکے تڑپونگا تو سر صیاد دیکہینگے
لہو رو وینگی چہریان میری گردن پر روان ہوکر

اوڑائین حسرتین تیر لب معشوق نے دل کی
دغا کی صاحب خانہ کو لوٹا میہمان ہوکر

نہ پہونچا یہ تمہارے آستانے کی بلندی تک
تمنا مین رہا میرا بگولہ آسمان ہوکر

یہی چرچا ہے جیسے یار نے آئینہ دیکہا ہے
ملے ہین دو پری پیکر دو قالب یک جان ہوکر

بہار جاودانی لوٹ لی تیرے شہیدون نے
مرقع ہو گئی گلزار جنت کا خزان ہوکر

اوڑائی خاک دنیا ترک کی ساری خدائی نے
قیامت ہو گئی تیرے تلون کا بیان ہوکر

کہان ہے لامکان مین وہ قصر جسمین یار رہتا ہے
میری آنکہون سے غائب ہو گیا ہو لامکان ہوکر

ترے پالے ہوے بلبل جو رہجاتے ہین گلشن مین
خوشامد کرتے ہین گلچین نثار آشیان ہوکر

کبھی آنے نہ دیگا دہوپ گور غریبان پر
ترا ابر کرم سایہ کریگا سائبان ہوکر

ترے محفل کا مجمع سانس بھی تو لے نہین سکتا
اسی منزل پہ مٹتا ہی فروکش کاروان ہوکر

یہ کیونکر اسے پری پیکر ترے مجنون نے دم توڑا
کہان سے آگئی اوسمین یہ طاقت ناتوان ہوکر

ہزارون صیدگاہ عشق مین دل تمسے اوڑوائے
مژہ نے ہوکے تیر ناز ابرو نے کمان ہوکر

در اندازون کا دم گھٹ جائیگا رستہ نہ سوجھیگا
میری آہین بھی وہ اندھیر ڈھائینگی دھنوان ہوکر

چھری پھرنے کی حسرت ہی مزا ہے اضطرابی کا
شرف مجھکو تمنا ہے کہ تڑپون نیمجان ہوکر

ہوا جو حسن پر نازان وہ گلرو نوجوان ہوکر
جدائی ہوگئی سفتون بہار جاودان ہوکر

کیا برباد انہین بھی غنچہ و گل لے خزان ہوکر
جہان مین خاک اوڑاتے ہین پریشان باغبان ہوکر

تڑپتا ہون کہ پھر دیکھون جو عالم مینے دیکھا ہے
وہ صورت ہو کہ شرماتے ہین یوسف نوجوان ہوکر

بدل کر بھیس اوسکی انجمن مین غل مچاتا ہون
فغان میری زبان کرتی ہے بلبل کی زبان ہوکر

تم اپنی انکھڑیون کے واسطے کاجل جو پاروگے
تمنا مین ہماری روح نکلیگی دھنوان ہوکر

ہمیشہ خاک اوڑاتی ہے زمین گور غریبان کی
ترے کشتے کو روتا ہی سیہ پوش آسمان ہوکر

تمنا ہے کرون الہام کی باتین حسینون سے
بتاؤن غیب کا احوال تیرا رازدان ہوکر

کسی بیکس کی میت جب مری تربت کی پاس آئی
شریک اوسکے ہوے کافر میری استخوان ہوکر

ترے کوچے مین ایسی شان رفعت اپنی دکھلائی
جھکا میرے بگولے سے پشیمان آسمان ہوکر

پھڑکتا ہون تو گل ہنستے ہین غنچے مسکراتے ہین
پشیمان ہون کہ تنکے کیون چنے بے آشیان ہوکر

کہین سے باغ مین آتا ہی بہ کر خون بلبل کا
چھڑکتا ہے گلون پر آبدیدہ باغبان ہوکر

تم اپنے زخمیون کا حسن سامان آکے دیکھو تو
جہان سے کوچ کرتے ہین گلون کا کاروان ہوکر

لحد مین نزع مین محشر مین مجھکو آزمایا ہے
میری بخشش ہوئی ہے امتحان پر امتحان ہوکر

ہوس دل کی نکالین گے بہار امسال آئی تو
ہزارون پھول چن لائینگے ہم بھی باغبان ہوکر

نہ خاطر ہے نہ دلجوئی نہ پرسش ہے نہ صحبت ہے
ہوئے مایوس ہر صورت سے تیرے میہمان ہوکر

ستانے اب نہ پائیگا کسیکو غم تعشق کا +
رگ جان نے مری جکڑا ہی اسکو پشیمان ہوکر

ہمین اے ہمصفیرو لیے چلا صیاد گلشن سے
بسانے جاتے ہین کنج قفس بے آشیان ہوکر

چمن مین اوس پری پیکر نے جب مسی لگائی ہی
ہوئی ہو زرد اوڑا ہی رنگ سوسن کا دھوان ہوکر

ترا دیوانہ اپنے پاؤن جب توڑیہی مروڑیگا
برابر گر پڑینگی ٹکڑے ٹکڑے بیڑیان ہوکر

مریض عشق کے دلمین شرف طاقت نہین ہتی
کراہا بھی نہین جاتا ہی اوس سے ناتوان ہوکر

گیا بتالانے کو اوس شوخ فتنہ گر کی خبر
سُنائی آئی منگائی جو نامہ بر کی خبر

پتا بھی صبح شب وصل سے نہین ملتا
نہ مجھکو دل کی خبر ہے نہ ہی جگر کی خبر

کسی پر آنکھ پڑیگی تو برق کوندے گی
اوڑیگی چشم زدن مین تری نظر کی خبر

پیام بھیجا ہے اوسنے مزاج پچھوا کر
اڑا نہ تا ہے خبر دار اس خبر کی خبر

سنا کسی سے رگ گل کسی سے رشتۂ جان
مگر کھلی نہ مفصل تری کمر کی خبر

گلون کے گرد ہین برباد گو ہین صرصر سے
سنے ہی اوڑتی ہوئی اپنے مشت پر کی خبر

صبانے دہوم اوڑائی جو بوے گیسو کی
جہان مین پھر نہ سُنی عنبر و اگر کی خبر

اخیر وقت تم آئے تو کیا ہوا اے یار
بشر ہی لیتے ہین اسوقت مین بشر کی خبر

پڑا ہے بیخبر ایسا شہید ناز ترا
نہ سر کو تن کی خبر ہے نہ تن کو سر کی خبر

کہانتک انسے کہون سرگذشت دنیا کی
فرشتے پوچھتے ہین مجھسے عمر بھر کی خبر

جہان مین عالم ارواح سے نہ آتا مین
وہان جو ہوتی عدم کی مجھے سفر کی خبر

غش آگیا جو کبھی آنکھ کھل گئی میری
ٹھنڈائی پی تو نہ مجھکو رہی اثر کی خبر

خدائی مین وہ پری رو خدائی کرتا ہے
ہو بہو ہے اوسے ایک اک بشر کی خبر

تری سواری نکلنے کا راستہ نہ ملا
کسی کو بھی نہوئی تیرے رہگذر کی خبر

وہ ضعف ہی جو مسیحا بھی آکے پوچھیگا
کبھی نہ جائیگی درد دل و جگر کی خبر

ہر اک طرف سے شرف مجنون کا نرغہ ہے
دماغ اوڑیگا سنون مین کدہر کدہر کی خبر

رجوع ہوتے ہین یارب یہ ہو پرو کیونکر
کسی کی انسے نکلتی ہے آرزو کیونکر

کیاہے کونسا اوس سے فریب مشاطہ
ہوئی ہے یار کی آئینہ دار تو کیونکر

کسی پہ وار کرے وہ اولٹ کے مجھ پہ پڑے
چھٹا دون یار کی تلوار کو لہو کیونکر

جنون کی دا یسے واقف نہین ہین اے مجنون
جہان مین خاک اوڑاتے رہین چار سو کیونکر

گناہگار ہون اوسنے مجھے بلایا ہے
غضب ہے جاؤنگا مین اوسکے روبرو کیونکر

لہو لگا کے شہیدون مین مین بھی ملجاؤن
رگڑ دون یار کی تلوار پہ گلو کیونکر +

زبان بند ہوئی وقت نزع ہے اے دل
وہ شاید آئے تو اب ہوگی گفتگو کیونکر

بیٹھا دیا ہمین اک جا پہ ناتوانی نے
کرینگے یار کی افسوس جستجو کیونکر

لباس چاک جو ہوتا تو کرتے ہم بخیہ
پھٹا ہوا ہے کلیجا کرین رفو کیونکر

ہوس مین دید کی آنکھین جو تنی پھوڑوادین
ہمارے دل سے نکالوگے آرزو کیونکر

نماز شکر جو بانی ہے اونکے آنے کی
خوشی کے مارے کیا جائیگا وضو کیونکر

ہمارے دل کی اوڑائی ہین حسرتین کسنے
کیا ہے یاس نے اسکو مکان ہو کیونکر

بنا تھا حسن کے جامے سے پیرہن گل کا
ہوا ہے چاک یہ کیونکر کرون رفو کیونکر

جو ضبط ہو نسکے کی جدائی مین رقت
ہنسینگے لوگ رہیگی پھر آبرو کیونکر

تمہین بتاؤ نہ مجھ پر جو روکتا شمشیر
تمہارے سامنے ہوتا مین سرخرو کیونکر

شرف تمام ہوئے انتظار مین آخر
اب آنکھین پھاڑکے دیکھوگے چار سو کیونکر

پھڑکتا ہون مین بلبل کی طرح اوس روے رنگین پر
کہ جسکی سادہ لوحی طرہ ہے ہر گل کے تزئین پر

تعشق دل کو شہباز نظر سے اوس پری کے ہے
یہ وہ جانباز طائر ہے جو پروانہ ہے شاہین پر

تصور مجھکو اوس پیشانی کی افشان کا رہتا ہے
قیامت توڑتی ہے چھوٹ جسکے ماہ و پروین پر

ترے شبدیز سے یہ کونسا مجروح لپٹا تھا
یہ کسکے خون کے دھبے پڑے ہین دامن زین پر
یہ خوشبو اس ستم کی بھینی بھینی کسکی آتی ہے
ہوائی چھٹتی ہے جو نسترن پر اور نسرین پر
کیا ہے تمنے جاری یہ جو سکہ بے نیازی کا +
چلے ہو پادشاہ حسن ہو کر کسکے آئین پر +
سمجھتے ہین یہ کیا تفسیر تیرے مصحف رو کے
جو اکثر نزع والے جان دیدیتے ہین یٰسین پر
جنون کا دل سے مجنون کے مزا ہرگز نہ جائیگا
کیا ہے وجد میری داستان وحشت آگین پر
دلاسا تم جو دیتے ہو تو شادی مرگ ہوتا ہے
غضب مین جان پڑتی ہے جو رحم آتا ہے غمگین پر
سراپا وہ پری پیر مرے زانو پہ جو رکھدیگا +
ہزارون شکر کے سجدے کرونگا خشت بالین پر
امید دل کی بر لانے مین اسنے بھی نہ کوشش کی
دعا کس پاس سے مانگی تھی نادان ہوکے آمین پر
جنون بلقیس لائی ہے مگس رانی کی حسرت مین
تمھین بیٹھے ہوے دیکھا ہے جب سے تخت زرین پر
جگر پکڑے ہوئے بیتاب کیون عالم مین پھرتے ہو
شرف تم تو بہت نازان تھے معشوقون کی تسکین پر

روح غائب ہو گئی افسوس تن سے چھوٹکر
داغ دل چمکا ہے زلف پرشکن سے چھوٹکر
نجد مین کس کس سے لپٹا پھر ہرن سے چھوٹکر

چل بسی یوسف کی خوشبو پیرہن سے چھوٹکر
آفتاب حشر نکلا ہے گہن سے چھوٹکر
ای جنون مجنون پہ کیا گذری وطن سے چھوٹکر

جان دی ہی گلرخون کی انجمن سے چھوٹ کر
شہر خاموشان بسایا ہی چمن سے چھوٹ کر

سیکڑون صیاد سو خارون کی خاطر لے گئے
خون ہم روئے جو اوس ناوک فگن سی چھوٹ کر

پاک دامن خون کیے دھبون نے قاتل کو کیا
خود بخود غائب ہوی سب پیرہن سی چھوٹ کر

گل کو پژمردہ کیا بلبل کو افسردہ کیا
ہو گیا افسوس شگوفہ بھی دہن سی چھوٹ کر

دیکھیے دم دنیا سے گورستان مین لیے آئی اجل
آئی کس موپر لانے مین کس انجمن سے چھوٹ کر

دیکھکر گنج شہیدان کی زمین تھرا گیا
گر پڑے اوزار دست گورکن سے چھوٹ کر

اک تلاطم مین رہیگی بارے غم کے جوی شیر
کوہ کا دل خون ہو گا کوہکن سے چھوٹ کر

میری تربت کی گلون مین ہو گئی پژمردگی
غم جو حسرت کو ہوا داغ کہن سے چھوٹ کر

توڑکر پھانسی ترے وحشی کو آیا ہی جلال
شور ہے اک شیر بپھرا ہے ہرن سے چھوٹ کر

مخلصی کا چاہ کنعان پر چڑھاونگا چراغ
یوسف دل آئیگا جسدن ذقن سی چھوٹ کر

اوس پری کی بزم مین ملتا ہی جسکو جسکو عطر
فتنہ ہو جاتا ہی سیل اوسکے بدن سی چھوٹ کر

جیسے آدم کو ہوا تھا غم نکل کر خلد سے
مجھکو وہ صدمہ وطن کا ہی وطن سی چھوٹ کر

جانثاران تیری کریمی بھیجتی حلہ کے ساتھ
پاکدامانی جو رہجاتی کفن سے چھوٹ کر

ہو گیا تصویر غم کی پھر نہ بولے عمر بھر
ہم تو ایسے چپ ہوے اوس کم سخن سی چھوٹ کر

غم ہے معشوقون کو اوجھل ہو کی چشم یار سے
چوکڑی صیاد بھولے ہین ہرن سی چھوٹ کر

کھانے کو رنگ اوس گل نے جو بٹوایا گلال
سرخی اوسمین آگئی لعل یمن سے چھوٹ کر

رحم کر مجھکو بچالے اے خداوند کریم
مین بیابان مرگ ہوتا ہون وطن سے چھوٹ کر

جامۂ جسم اسقدر آخر کو بوسیدہ ہوا
مر گئی بوے حیات اس پیرہن سے چھوٹ کر

ڈھونڈھنے جاتی ہے میت عالم نابود مین
رات کو گم ہو گئی ہے روح تن سی چھوٹ کر

کسکے مژگان کی چمک نے اسقدر لرزا دیا
گر پڑی کیون چھوٹ سورج کی کرن سے چھوٹ کر

جامۂ گل مین لسی ہی یہ جو بوے دلفریب
ہو گئی مفقود الخبر اس پیرہن سے چھوٹ کر

سیکڑون صیاد آتے ہین طواف قبر کو
مر گیا ہون کونسے ناوک فگن سے چھوٹ کر

اسلیے مین سونگھتا پھرتا ہون بو ہر پھول کی
اک قفس مین جا کے لیتا ہی چمن سے چھوٹ کر

منزل راہ وفا مین ہون فنا ای اسلیے — کھو گیا ہے دل مرا مجھ لغزہ زن سی چھوٹ کر
جا کے قبر قیس پر لیلا نے اپنی جان دی — چل بسی دنیا سے شیرین کوہکن سی چھوٹ کر
میری بیتابی پہ نخچیرون کے آنسو گر پڑے — اسقدر پھڑکا مین اوس ناوک فگن سی چھوٹ کر

جان لیگی اوسکی محفل کی بلا قید ای شرف
ہونگے شادی مرگ ہم رنج و محن سی چھوٹ کر

مجھکو بھی دم توڑنے دی دم ابھی بسمل نہ توڑ — ہون ترا ہمدرد صدمہ دیکے میرا دل نہ توڑ
ایک بوسے کے لیے للہ ظالم منھ نہ پھیر — صدمۂ بے اعتنائی سے دل سائل نہ توڑ
دل مرا ہے تیری تصویر خیالی کا حباب — ایسے آئینے کا ملنا ہوئیگا پھر مشکل نہ توڑ
مشکل آسان کر ہماری بیگناہی پر نہ جا — شوق سے چو رنگ کر شمشیر اے قاتل نہ توڑ
تیری معشوقہ ہے لیلی رنج لیلی کو نہ دے — دل سنبھال اپنا دم اے مجنون پس محمل نہ توڑ
منع کر آنے کو تو لے چل کے خلوت مین مجھے — رشتۂ امید کو میری سر محفل نہ توڑ
بادشاہ حسن ہے دے نامرادون کی مراد — دردمندون کی دعا مین ہے کسی کا دل نہ توڑ
دم تو لینے دے کہین راہ لعشق مین مجھے — پانؤن مجھ خود رفتہ کے ای حسرت منزل نہ توڑ
نا امید امیدوارون کو نہ رکھ دیدار سے — سلسلہ الفت کا ای شاہنشۂ عادل نہ توڑ
غنچۂ وابستہ ہے کھل لے تو دل کو توڑ لے — ناشگفتہ ہے یہ غنچہ اسکو اے جاہل نہ توڑ
نامراد آیا ہون جاؤن تیرے در سے بامراد — جلوہ دکھلانے مین حجت کرکے میرا دل نہ توڑ
ہون شکستہ دل نہ دے صدمہ مجھے ای بحر حسن — سامنے میرے حبابون کو لب ساحل نہ توڑ
داغ تو اسکو نہ دے اس سے ترقی ہے تری — چودھوین شب سے مروت ای مہ کامل نہ توڑ

زندگی ہے لاکھ نعمت ای شرف ہوشیار ہو
رشتۂ تار نفس کو ہوکے تو غافل نہ توڑ

جان غش ہے مرض عشق پر اے یار عزیز — تند ہستی سے زیادہ ہے یہ آزار عزیز
ہوگی نا قدر کو کیا قدر پری زادون کی — باغبان کو نہین ہوتی گل گلزار عزیز
بعد مردن بھی نہ چھوڑا کبھی اسکا پہلو — حد جنت سے سوا کی تری دیوار عزیز

روز ہنگامہ قیامت کا رہیگا برپا ٭ شوخی و نازنے کی ہی تری رفتار عزیز
ہر طرف حشر میں لبشاش پڑے پھرتے ہین ٭ کسکی رحمت کو ہوئے ہین یہ گنہگار عزیز
تم مسیحا ہو نہین چاہیے تمکو پرہیز ٭ جان بلب ہی نہ کرو شربت دیدار عزیز
عطر کچھ اسکے لگاؤگے بدن مین اپنے ٭ ہوگی ایسی مری مٹی تمہین اے یار عزیز
ہر نفس ناز کریگا نفس عیسی سے ٭ اوس پریرو کے جو ہونگے لب گفتار عزیز
اسے پر پر و لب معشوق ہمیشہ سمجھا ٭ اسقدر دل نے کیا بوسہ سوفار عزیز
ہر دم اے یار عیادت کے لیے آتا ہے ٭ کیا مسیحا کو ہوئے ہین ترے بیمار عزیز
ہون وہ جانباز مرا خون جو بہہ جاتا ہی ٭ جوہرون سے بہی سوا کرتی ہے تلوار عزیز
ناتوانان محبت کو ہے غفلت کا مزا ٭ یہ غشی وہ ہی جسے کرتے ہین ہشیار عزیز
دفن کے بعد کبھی کوئی نہ پرسان ہوگا ٭ قبر تک اوریسے ساتھ ہین دو چار عزیز
رحم کر رحم خطاوار ہون توبہ توبہ ٭ اب گنہ کو نہ کرونگا مین گنہگار عزیز
خوش کیا ہے تجھے ہوکر لب معشوق سے نے ٭ ہے پری سے بھی سوا مجھکو یہ سوفار عزیز
جان بلب ہون جگر و دلمین ہین پیکان پیوست ٭ اتبو بچھنے نہ لگا رحم کر اے یار عزیز
کسکو ہے روح کے قالب سے رہائی منظور ٭ کون ہے جسکو نہین ہے یہ گرفتار عزیز

ای شرف ترک کرون عشق مین اوسکا کیونکر
جان سے بڑھکے ہی وہ شوخ طرحدار عزیز

گوش زد وقت سحر ہو جو گجر کی آواز ٭ غافلو جانو اوسے کوس سفر کی آواز
ہو گئی صبح دم اے شوق فغان لینے دے ٭ ہی تھکی ماندی مری چار پہر کی آواز
اوڑ گئی اے قدر انداز مری سہم کے روح ٭ سن سے آئی جو ترے تیر کے پر کی آواز
درد دل کچھ نہ سکا رعب مین آکر اوسکے ٭ منھ سے نکلی بھی نہ مجھ خستہ جگر کی آواز
میرا نالہ نہ کسی اہل محلہ نے سنا ٭ ناتوانی سے رہی گھر ہی مین گھر کی آواز
نامۂ شوق لیے کسکا اوڑے جاتے تھے ٭ آرہی تھی ابھی جبریل کے پر کی آواز
اوڑ گئے ہوش گلستان مین جو پتا کھڑکا ٭ مر گئے آئی جو افتادہ شجر کی آواز

جس پر یزدان نے جھنکار سنی رحم آیا — میری زنجیر کی ہے کیسی اثر کی آواز

سنکے فریاد مری اوس شہ خوبان نے کہا — کوئی لائے تو خبر ہے یہ کدھر کی آواز

روز کٹتے ہین گلے اوسکی خوش الحانی پر — کیا خوش آہنگ ہے اوس شوخ ستمگر کی آواز

اے گلو فصل خزان آنے دو کیا ہوئے ہو — کھڑکھڑا ویگی تمہین برگ شجر کی آواز

جو بہادر ہین وہ صدمے سے نہین اوڑ جاتے — کون سنتا ہے گرجنے مین گہر کی آواز

اے جنون نجد سے زندان مین مجھے پہونچا دے — دل تو بہلیگا سنونگا جو بشر کی آواز

دفعتہً آنکھین بچھاتا ہوا مین پہونچا ہون — جب سنی ہے کسی منظور نظر کی آواز

دم کسی مین بہی نہ اے شوخ رہا کھینچتے ہی — شپ سے آئی جو تری تیغ کمر کی آواز

اے شرف آگئے وہ جیتا تمہین چھوڑیگا
یار سن لیگا جو ٹکرانے مین سر کی آواز

ہوا ہے گریۂ مجنون سے سبزہ کیا سرسبز — زمین دشت کی ہے سنبلون برابر سبز

بہار مین مری تربت رہی سدا سرسبز — چڑھا دو چادر گل کے جو ساتھ چادر سبز

خدا سے ڈر مجھے کھلوا کے زہر ذبح نہ کر — گواہی شاہدی کو ہو نہ جائے خنجر سبز

ریاض ابر سے نرگس ہری نہین ہوگی — کرینگے روکے اسے میرے دیدۂ تر سبز

کہان سے لائینگے اوس سبزہ رنگ کی رنگت — ہوا کرین جو ہین شمشاد اور صنوبر سبز

عجیب رنگ ہے قصر زمردی کا ترے — ہزار باغ ہون اس سے انہونگے بہتر سبز

ہرا نہ تربت بلبل کا سبزہ ہوویگا — گلاب سے اسے سینچین تو ہو مقرر سبز

کرون نثار زمرد کو مین ترے خط پر — کہان یہ نور کا سبزہ کہان یہ پتھر سبز

حنا سے بڑھ کے دورنگی کسی مین کیا ہوگی — کہ اندرون تو ہے سرخ اور باہر سبز

نہین وہ باندھے ہین تعویذ دہانی اطلس کے — لگا لیے ہین زمرد کے قدر لی پر سبز

بہار مین ہمین مارا ہے سبزہ رنگون نے — ہمارے خون کا پارو ہنا و محضر سبز

قبا بنائیگا فصل بہار مین مجنون — اسی کو دیدو مری قبر پر کی چادر سبز

شرف کا قول یہی ہے کہ جو مٹا وہ مٹا

ہوئے نہین کبھی گلبرگ زرد ہو کر سبز

یون ہجوم داغ حسرت ہی ہمارے دل کے پاس
جیسے لختے خون کے جم جاتے ہین بسمل کے پاس

سیکڑون قبرین بنی ہین کوچہ قاتل کے پاس
عاشقون کا قافلہ تھا مر مٹا منزل کے پاس

لوٹ کر پیکان جو سینے مین رہگیا اچھا ہوا
دوسرا دل ہوگیا اک اور میرے دل کے پاس

اس ادا سے تمنے پھیری اوسکی گردن پر چھری
دو گھڑی تک دل مرا پھڑکا کیا بسمل کے پاس

آئی ہین گلزار جنت سے عیادت کے لیئے
جمع ہین حورین شہیدون کی ترے گھائل کے پاس

اوسطرف ہوگا پرستان مرنے والے جسطرف
ہم بھی اک محفل کرینگے یار کی محفل کے پاس

طرۂ گیسو نہین لرزان ہے روئے یار پر
وجد کرتا ہے چکورا یدل مہ کامل کے پاس

اور ہی چاہت ہوئی لیلی کا پردا کھل گیا
دیکھتے ہی قیس کو بلوا لیا محمل کے پاس

خوب سہمایا نئی صورت سے تڑپایا مجھے
رکھ دیا صیاد نے میرا قفس بسمل کے پاس

اک خدنگ ناز سے دونون اوڑائی جائینگے
دل کلیجے پاس تڑپے گا کلیجا دل کے پاس

اوسکو کیا پرواہ ہی کیون نکلے گدائی کے لیئے
دولت امید کیا کم ہے ترے سائل کے پاس

قبر پر میری بنائی جائینگی دو تربتین
قیس کا دل ہوگیا ہے دفن میرے دل کے پاس

یار کی محفل مین جب کشتے کو پوچھا تو کہا
اک مسافر تھا بچارا مرگیا منزل کے پاس

پھڑپھڑاتا عندلیب پر شکستہ کی طرح
خلد سے رضوان اگر آتا تری محفل کے پاس

اسقدر بیخود کیا جوش جنون نے قیس کو
جانور وحشت زدہ رہنے لگے محمل کے پاس

خال مشکین کا مین جب جانون کہ نظارہ کیا
دونون آنکھون کے اگر رہجائین تل اوس تل کے پاس

دوسرا دریا بہایا میری آنکھون نے شرف
روتے روتے جان دی تربت بنی ساحل کے پاس

حسرت افزا ہوئی اوسنے خوب حاصل کی ہوس
میری آنکھون نے جو نرگس سے مقابل کی ہوس

لائی تھی دنیا مین ہمکو تیری محفل کی ہوس
نارسا تھے چل بسے دلمین ہی دل کی ہوس

عمر کم ہونے لگی اور آرزو بڑھنے لگی
اشتیاق یار نے دلمین جو نازل کی ہوس

روح جبتک جسم مین تھی ولولہ تھا قیس کو
اب نہ لیلی کی تمنا ہے نہ محمل کی ہوس

اوسکا نظارہ مہم عشق سر کرکے گیا | خوب ذوق و شوق نے کی سہل مشکل کی ہوس
اشتیاق یار کی ہونے لگی جسدم شدت | عاشقی نے پیرے آب و گل مین شامل کی ہوس
معرکہ آرا ہے جانبازی ہون راہ عشق مین | امتحان کی آرزو ہے تیغ قاتل کی ہوس
خون بھوکا عمر بھر حسرت سے ہوکر ضیق مین | درد دکھ مین خوب ہی نکلی دق وصل کی ہوس
عالم ارواح سے نکلے ہین اوسکو ڈھونڈھنے | وہ مسافر ہین کہ روح و جان ہے منزل کی ہوس
خانۂ صیاد تک لیجا اوڑا کے بوے گل | اے صبا تائید کر نکلے عنادل کی ہوس
آرزو ہے تو یہ ہی خلوت ہو اوس محبوب سے | دلکو حورون کی نہ ہے پریون کی محفل کی ہوس
مرحبا ہے تم نوازو دولت دیدار سے | شاہ خوبان ہونگے تو اپنے سائل کی ہوس
آرزو ہے حسرت دیدار مین کامل ہوئے | حضرت موسی نے ایسی ہمسے حاصل کی ہوس
نیم جان حسرت زدہ کچھ منھ سے کہہ سکتا نہین | دل کی دل ہی مین رہی جاتی ہے بسمل کی ہوس

جسکے ہم شیدا ہین وہ رہنے لگا پیش نظر
اے شرف جوش تعشق مین وہ کامل کی ہوس

برت کے پھر جانے سے گلہاے چمن ہین مایوس | تنکے چننے سے بھی بلبل ہمہ تن ہین مایوس
حق تعالے ہی کرے رحم ترے کشتون پر | روح مین بیچین ہین بے گور و کفن ہین مایوس
تم بازلی ہی سنینگے تو ہوگی تسکین | ابتو ایسے ترے شیداے دہن ہین مایوس
ہر طرح ہم اونھین صیاد سے چھڑوا دینگے | کیون رہائی سے اسیران چمن ہین مایوس
اوس جگہ مجھکو غریب الوطنی لائی ہے | زندگی سے مرے یاران وطن ہین مایوس
سب نے لوٹی تری دولت قدر اندازی کی | کچھ ادھر بھی کہ ہم اے تیر فگن ہین مایوس
ساتھ اپنے انھین اے شمع سحر لیتی جا | لاکھون پروانے ترے گرد لگن ہین مایوس
حسن تقریر سے لازم ہے تشفی انکی | اے پریرو ترے مشتاق سخن ہین مایوس
یاس دیدار سے ہے جبسے تجھے جانا ہے | ہم اوسی وقت سے اے عہد شکن ہین مایوس
بے چھری ذبح کیا ہے تری خوش چشمی نے | زیست سے اپنی غزالان ختن ہین مایوس
روز تم اونکو یہین سیکڑون جھنکواتے ہو | اسلیئے شیفتۂ چاہ ذقن ہین مایوس

خاک چھنوائیگا وحشت باشون ہی نیرنگ اسکا
سُن کے سب تیری زمانے کا چلن ہین مایوس

عالم یاس نہ کیونکر ہو تمہین سنصعت ہو
آبلے پہر ہوگئے ہین زخم کہن مین مایوس

کوچۂ یار مین امید نہین جانے کی
جسکے بلبل ہین چھٹا ہی وہ چمن ہین مایوس

ای شرف جسم سے اب روح کی رخصت ہی قریب
تندرستی سے سب اعضای بدن ہین مایوس

مرنے کے بعد بہی نہ گئی یار کی تلاش
پرسش جو کی فرشتون نے اظہار کی تلاش

اے یار کوہ طور کہان اور مین کہان
لائی مجھے یہان ترے دیدار کی تلاش

جلوہ دکہا کے حال کسیکا نہ پوچھیے
بیخود ہین سب نہ کیجیے ہشیار کی تلاش

مدفن سے پہلے ہین مجھے کیون ملائکہ
کس بادشاہ کو ہے گرفتار کی تلاش

زخمون کی بدھیان مری گردن مین ڈالدین
قاتل کے گھر مین جا کے جو کی یار کی تلاش

ڈہونڈھو کے دردمندون کا اپنے کرو علاج
عیسی ہو چاہیئے تمہین بیمار کی تلاش

نکلے چمن مین ڈھونڈھنے جو بلبل کے مشت پر
کرتی تھی گل کو پیار جو منقار کی تلاش

آئینہ ہو کے صاف دکہادی پری سی شکل
تھی اسلیے مجھے تری دیوار کی تلاش

بلبل کیطرح جاتے ہین گلرو کو ڈھونڈھنے
کرتے ہین عشقباز بہی کس پیار کی تلاش

زندان مین دیکھتے ہین وہ غصے سے ہر طرف
کیا جانے کونسی ہے گرفتار کی تلاش

فضل خدا سے مین بہی وہ بلبل جہان مین ہون
روح القدس کو ہے مرے گلزار کی تلاش

دن رات تجھکو چاہیئے اے دل شباب مین
معشوق نازنین وطرحدار کی تلاش

راہ وفا نے دل کو دکھایا عجب سمان
غربت مین کی جو بارگہ یار کی تلاش

ڈھونڈھا جو آکے ہوش مین پایا نہ پیرہن
کانٹون مین چھپان تہین جو دستار کی تلاش

دن رات کو ہی یار کی رہتی ہے جستجو
جویا ختن کے ہین نہ ہی تاتار کی تلاش

نکلا نہ پھر جو تیری گلی سے کی نجات
محشر مین بہی ہوئی جو گنہگار کی تلاش

ہمنے تمام عمر کچھ اور آرزو نہ کی +
جبتک جیے رہی ترے دیدار کی تلاش

سودائی ہو کے لعنت مین بکجاؤ گے شرف

ناحق ہے تمکو حسن کے بازار کی تلاش

حاضر ہی جان لے لو کیون ہو رہی ہو ناخوش — حسین خوشی تمہاری ہین خوش مرا خدا خوش

ہر وقت دل شگفتہ ہین گلشن جہان مین — کرتی ہے ہمکو کیا اس باغ کی ہوا خوش

دل ہلگیا لحد کی منزل جو تنگ دیکھی — اسمین مسافر آکے ہوگا غریب کیا خوش

اے یار دشمن جان کھاتا ہون زہر تجھپر — جان اپنی دے رہا ہون کرتا ہون دل ترا خوش

دل خوش کیا ہے جسنے جلوہ دکھاکے اپنا — پروردگار عالم رکھے اوسے سدا خوش

کہتا ہے یار مجھسے جاؤ یہان سے سرکو — پہلو دبا کے میرا کیا خوش ہوے ہو کیا خوش

برسون بہار لوٹی مین نے موافقت کی — اوس گل سے مین ہا خوش مجھسے وہ گل ہا خوش

لیکر مری مرادین آئیگی نازکرتی — تیرے کرم سے کیا کیا ہوگی مری دعا خوش

سائل کا بھر دیا دل دولت وہ اسکو بخشی — مایوس جسکو دیکھا فی الفور اوسے کیا خوش

بے یار کیون کیا تھا درمان درد دل کا — تاثیر زہر بخشی پی کر ہوے دوا خوش

نکھرا ہے اک زمانہ آمد سنی ہے کسکی — عالم مین جسکو دیکھو پھرتا ہے جابجا خوش

مرتے ہین جان بلب ہین اوسیر ہین شکستہ — کنج قفس سے ہونگے ہم ہوکے کیا رہا خوش

راہ وفا سے آکر سیجا بیگا وہ مجھکو — محنت وصول ہوگی جس روز وہ ہوا خوش

لائی ہے نکہت گل صیاد کے مکان مین — کیا کیا کیا ہے دل کو بلبل کے اے صبا خوش

تجہپر فریفتہ ہون دل دیکے تمکو اپنا — اتنا تو کہدو مجھسے ناراض تم ہو یا خوش

ہوتا ہے دل روانہ الفت کے عارضی مین — دیکھو تو کیا ہوا ہے رہزن سے رہنما خوش

مکھڑا دکھادو اپنا تم مسکرا کے مجھکو — ہوجاؤن مین بھی خوش دل کہے تمھین خدا خوش

کیونکر نہ پھر عطا ہو باغ ارم شرف کو
اللہ خوش نبی خوش حسنین مرتضا خوش

دیکھتے ہی اوس پری کو اسیر اور جاتے ہین ہوش — غش جو آتا ہے تو دو دو دن نہین آتے ہین ہوش

یار آئے ہے تو ہم دل بھر کے دیکھین کسطرح — بیخودی چھا جاتی ہے تشریف لیجاتی ہین ہوش

عالم وحشت مین ملتا ہی نہین انکا پتا — کوئے صحرا مین کس جانب نکلجاتے ہین ہوش

چہرہ پر نور دکھلانے کو جب آتا ہے یار
اوس گھڑی آفت عشق کی جان پڑ جاتی ہین ہوش

دیکھکر اوس گل کو ہوجاتے ہین ایسے باختہ
پھر ٹھہرتے ہی نہین ہم لاکھ ٹھہراتے ہین ہوش

غش جو آتا ہی تو ہوجاتی ہے پھر ایسی غشی
دفعتاً ناگاہ عدم کی راہ دکھلاتے ہین ہوش

کیسا کیسا چاہتا ہون مین جنون سے نفراغ
آپ مین آنے کو کیا کیا مجھکو ترساتے ہین ہوش

او مسیحا آکے تو جلدی خبر لے نزع مین
پھر گئین آنکھین ہماری گم ہوئی جاتے ہین ہوش

ایسی فصل گل مین ہوجاتی ہی گھبراہٹ نہین
مفت مین جوش جنون کی ہاتھ بکجاتے ہین ہوش

منفعل ہین مجھسے تاب دل نہ لاکر دید کی
اسلیے آتے ہوئے اب مجھمین شرماتی ہین ہوش

مجھکو بسمل کرکے اوڑ جاتی ہین اونکے سامنے
ماہی بے آب کی مانند تڑپاتے ہین ہوش

سیر کرتا ہون عدم کی مین کبھی فردوس کی
بیخودی مین رنگ کیا کیا مجھکو دکھلاتے ہین ہوش

بیخودی ہوجاتی ہی جسوقت اونکو دیکھکر
پھر تو پہرون ایڑیان مجھسے رگڑواتی ہین ہوش

نزع مین غش کر گیا ہون اوسکی صورت دیکھکر
ای شرف بے یار اب مجھمین نہین آتی ہین ہوش

جسوقت ہوئی جاکے ہم اوس گل سے ہم آغوش
گل مارے خوشی کے ہوئی بلبل سے ہم آغوش

ہم جشن کرین مسند شاہانہ بچھاکین
راضی ہو تو ہم تم ہون تحمل سے ہم آغوش

جسوقت قدم چومے گلے مجھکو لگایا
جنت مین ہوا صاحب دلدل سے ہم آغوش

لپٹے ہین جو غنچے چمنستان مین گلون سے
آپس مین ہوے ہین یہ توسل سے ہم آغوش

چلاکے جو لپٹا تو خفا ہوکے وہ بولے
ہوتے نہین اس شور سے اس غل سے ہم آغوش

حسرت کسی معشوق سے ملنے کی نہ رہتی
ہو آئی حسینون مین جز و کل سے ہم آغوش

سرتابی کا پھر تمکو کبھی بل بھی نہ رہتا
ہوتے جو کسی عاشق کاکل سے ہم آغوش

آئے ہو تو اے یار نہ شرماؤ نہ گھبراو
کیا جلدی ہی مین ہونگا تامل سے ہم آغوش

پھر نعمت دنیا کا کبھی نام نہ لیتا
ہوتا جو کسی اہل توکل سے ہم آغوش

غل ہوگا اسیران قفس مین کہ مبارک
صیاد کبھی ہوگا جو بلبل سے ہم آغوش

اے یار سنوارونگا تری گیسوی پیچان
روپا مین ہوا ہون جو مین سنبل سے ہم آغوش

چھوڑا ہے گلستان مین شگوفہ وہ کسی نے
غنچے کبھی ہوتے نہین بلبل سے ہم آغوش

ہوگا گل شاداب مرا داغ جگر کا
قسمت جو کرے گی مجھے اوس گل سے ہم آغوش

سنتا ہون وہ اوس روز گلی مجھسے ملینگے
گل ہو وینگے جسدن کسی بلبل سے ہم آغوش

جامے سے جو باہر ہو شرف مارے خوشی کے
ہو آکے کبھو کس اہل تغافل سے ہم آغوش

کس حسن سے وہ صاحب توقیر ہی خاموش
بیٹھا ہے وہ خاموش کہ تصویر ہے خاموش

نالہ نہ کرا ے دل وہ پریزاد ہے ہنس دے
تجویز ترے واسطے تعذیر ہے خاموش

گردش کا جو تمسے کبھی شکوہ نہین کرتی
مرضی یہ تمہاری مری تقدیر ہے خاموش

برسون سے ہی چپ چاپ سی کھڑکا ئیے چلکر
سناٹا ہی زندان مین جو زنجیر ہے خاموش

سنتا نہین چلتے ہوئے آواز بھی کوئی
جادو کی طرح یار ترا تیر ہے خاموش

اے یار کراہا نہین اُف بھی نہین کرتا
کیا ہے جو ترا زخمی شمشیر ہی خاموش

کس بات کی ہے دیر جو رکا ہی چھری کو
اب کیا ہی جو ظالم دم تکبیر ہے خاموش

اے جانجہان جلد جواب اسکا بھی دے
کسواسطے پڑھکر مری تحریر ہے خاموش

محفل مین تری منھ سے نہین بات نکلتی
دیکھو جسے وہ صورت تصویر ہے خاموش

حسرت مین رہا ہی جو ترے تیر سے محروم
سناٹے مین افتادہ وہ نخچیر ہے خاموش

دیکھا ہے جو شانہ دل صد چاک کا اوسنے
سودائی گیسوے گرہ گیر ہے خاموش

کر دی ہی زبان بند کہ گھُرکی اوسی دی ہے
کیا ہی جو ترا عاشق دلگیر ہے خاموش

دیوانہ ترا شور مچاتا تھا یہ کیسا
پہنے ہوی اب طوق گلوگیر ہے خاموش

رویا مین جو دیکھا شرف اوس غنچہ دہن کو
یوسف نے کہا کچھ نہین تعبیر ہے خاموش

جانجان سُنکے ترا دہر مین افسانۂ خاص
آپ مین ہم نہ رہے ہوگئے دیوانۂ خاص

جان بلب ہو تمین کوئی سورۂ یوسف پڑھ دے
ص
گر مرون بھی تو مرون سُنکے مین افسانۂ خاص

ای پریرو یہ اولش کسکو عنایت ہوگا
نو شدا رو سے جو لبریز ہے پیمانۂ خاص

کیون نہ شہرت ہو خود آرائی و آرائش کی
خلوت آئینے سے ہی شانے سے یارانۂ خاص

مول لوگے جنھین کھیجو گے گلوری اونکو
خاص لوگون کے لئے جائیگا بیعانۂ خاص

مال وزر بخش دیا حرص و ہوس اون کو
جانجان جان و جگر ہین تری نذرانۂ خاص

عشق کے نشّے مین مخمور رہا کرتے ہین
تیرے متوالے ہین مشہور ہین مستانۂ خاص

کچھ حقیقت بھی نہ جانینگے وہ پروانون کی
آگ مین کود پڑینگے ترے دیوانۂ خاص

بند رہتی ہے ہوا رہتے ہین جس صحرا مین
ہو کا عالم ہے ہمارا جو ہے ویرانۂ خاص

خال عارض سے بھلا مشک کو نسبت کیا ہے
تل سے آنکھون کے بھی بہتر ہے سیہ دانۂ خاص

کیون نہ مین دل کو کلیجے سے لگائے رکھون
اوس پری رو کا یہ مشہور ہے کاشانۂ خاص

امتحان کرکے تو دیکھو کبھی میرے دل کا
شیر سے بھی تو نہ جھجکے گا یہ فرزانۂ خاص

ہر طرف مجمع محشر مین تجھی کو ڈھونڈھا
حشر کو حشر نہ سمجھا ترا دیوانۂ خاص

کیونکر اوڑکر تری محفل مین مرا دل جائے
بے پر و بال ہی افسوس یہ پروانۂ خاص

جگر و دل کا مرے بھی ہی خدا ہی حافظ
مجرم عشق ہون ہونے کو ہی جرمانۂ خاص

دوڑ کر اب نہ چلو پاؤن ادب سے رکھو
ای شرف وہ نظر آتا ہے جلوخانۂ خاص

مطلب ارم سے گلشن شداد سے غرض
فانی ہون مجھکو کیا ابد آباد سے غرض

آنکلے تھے ہم اوس گل خوبی کو ڈھونڈنے
کچھ اور تھی نہ گلشن ایجاد سے غرض

دشمن کسیکا ہون نہ مرا ہی کوئی حریف
مطلب نہ داد سے ہی نہ بیداد سے غرض

مجھکو گریز عمر روان سے ہے کام کیا
رکھتا ہون زندگانی کی میعاد سے غرض

سنگو اکے جوئے شیر کریگی اوسے ہلاک
شیرین کو اور کچھ نہین فرہاد سے غرض

پروا نہین کسیکی ہے اوس شاہ حسن کو
آباد سے غرض ہے نہ برباد سے غرض

وہ خود غرض ہے مجھکو رہائی کی آرزو
کل ہیکو نکلیگی مری صیاد سے غرض

جانے کا اسکے کوئی ٹھکانا بھی دو بتا
رکھتے نہین جو بندۂ آزاد سے غرض

اوسپر طبیعت آئی جو دشمن ہے جان کا
لاحق ہوئی ہے کس ستم ایجاد سے غرض

دل پرکشش سے کھینچینگی تصویر یار کی
مانی سے واسطہ ہے نہ بہزاد سے غرض

کیونکر بھلا دون وعدہ فراموش مین نہین
مجھکو تو دمبدم ہے تری یاد سے غرض

کیون عشق و عاشقی کا سبق مین کسی سے لون
لا علم مین نہین مجھے اُستاد سے غرض

جان او بیزا تو جاتی ہے ظالم وہ ہین تو ہون
بیداد سے غرض ہے نہ کچھ داد سے غرض

کیون اپنی جان کھوتی ہے شوق خدنگ مین
اے عندلیب کیا تجھے صیاد سے غرض

پوچھینگے آکے مجھسے نکیرین کیا شرف
رکھتا نہین مین عالم ایجاد سے غرض

ہو نہین سکتا جو کرتے ہین تری بیمار ضبط
صدمۂ درد جگر کا ہی بہت دشوار ضبط

کسقدر زخمی وہ ہین جنپر یہ چہرہ کا جائیگا
ہو رہا ہے یار کی سرکار مین زنگار ضبط

درد تنہائی مین کیا ہوتا ہی میرے دلکا حال
صبر ہے آزردہ خاطر اور ہے بیزار ضبط

کر چکی زلف معنبر مشک کی بستی کو جا رڑ
آ چکی ضبطی ختن کی ہو چکا تاتار ضبط

آفرین صد آفرین صد آفرین ای عندلیب
واہ کیا نالہ کیا ہی کھول کر منقار ضبط

جانجان لوٹا تو لوٹا اس دل پر داغ کو
اب نکرنا یون کسی مظلوم کا گھربار ضبط

دولت حسرت کی کثرت سے ہے میرا دل غنی
کیا کروگے ضبط اسے ہوگی نہ یہ زنہار ضبط

کیا گنہ مین نے کیا ہی اس شب تنہائی کا
کیون کیے ہین اسنے میری طالع بیدار ضبط

اہل حرفہ کو جو آیا رحم مجھ سودائی پر
کر لیا اوس پادشاہ حسن نے بازار ضبط

دیکھ لی قاتل ہماری تو نے جانبازی کی تیغ
چھین لی تجھسے لپٹ کر کی تری تلوار ضبط

لوٹتے ہو تم جسے پھر جان تک چھٹتی نہین
دولت امید تک کرتے ہو تم اے یار ضبط

برہمی نے موسم گل کا عمل اوٹھوا دیا
کی خزان نے دفعتہً کیفیت گلزار ضبط

ہمت مردانگی کا دل مرا ہے پادشاہ
کر لیا تیر لب معشوق کا سوفار ضبط

اس نمک پاشی سے تیری اف بھی کرتی کا نہین
میرے زخمون پر چھڑکوا دیکھ لے ای یار ضبط

سوز غم کے واسطے ہی ای شرف رقت مفید
گھٹ کے مرجاؤگے یہ اچھا نہین ہر بار ضبط

کس ستم کی تیز دم ہے اوسکی شمشیر الحفیظ
اور اوڑتی پھرتے ہین چارون طرف تیر الحفیظ

پھیر دی مجھپر چھری کچھ بھی نہ قاتل نے سُنا
لاکھ مین کہتا رہا ہنگام تکبیر الحفیظ

آمد آمد ہے جو زندان مین تری سودائی کی
طوق غل کرتا ہے چلاتی ہے زنجیر الحفیظ

کشت و خون و قتل ہر فقرے سے ثابت ہے مرا
کس قیامت کی مجھے بھیجی ہے تحریر الحفیظ

اوڑ رہی ہین سبکی جانین اس قیامت سے تاک
تیر سے سہمے ہوے کہتے ہین نخچیر الحفیظ

ترچھی نظرون سے جو سفاک ون تاکا ہے مجھے
ہر طرف سے پڑ رہے ہین سیکڑون تیر الحفیظ

اسقدر مجروح دل دیکھا ہے اپنا خواب مین
سُنکے یوسف بھی کہینگے وقت تعبیر الحفیظ

پُرزے ہوتا ہے جگر دل ہو رہا ہے پاش پاش
تیغ بُران ہے تری اے شوخ تقریر الحفیظ

کیا پریشان ہے معاذ اللہ کیا آوارہ ہے
کہہ رہے ہین عاشق زلف گرہگیر الحفیظ

تجھ مین دیکھا نہین جاتا کسی سے حال بھی
کسقدر غم نے کیا ہے اسکو دلگیر الحفیظ

کسقدر تم غیظ مین ہو ذبح کرنے مین مجھے
مارے غصے کے نہین کہتے ہو تکبیر الحفیظ

عاشق و معشوق سے پڑتا ہے ایسا معرکہ
جسمین بن پڑتی نہین کوئی بھی تدبیر الحفیظ

جان لیجاتی ہے اوسکی دل جو دیتا ہے اونھین
کسقدر انسان کو ملتی ہے تعذیر الحفیظ

اے نکیرین آکے میری پاسداری چاہیئے
کس غضب کی تجھسے تم کرتے ہو تقریر الحفیظ

لیچلی ہے اے شرف گنج شہیدان مین مجھے
کسقدر دشمن ہوئی ہے میری تقدیر الحفیظ

آرزو ہے یار کا پیغام لائے وقت نزع
نامہ بر یارب فرشتہ بن کے آئے وقت نزع

کوئی دم مین ہم نہ ہونگے ہوگا رونا پیٹنا
دیکھنا ہو جسکو ہمکو دیکھ جائے وقت نزع

راہ لی جنت کی آخر دم مین آکر موت نے
ایسے ایسے سبز باغ اسنے دکھائے وقت نزع

جسطرف کو یار ہوگا میرا رخ ہوگا ادھر
لاکھ کوئی قبلہ رو مجھکو لٹائے وقت نزع

جان لینے مین شتابی اسقدر کی موت نے
درد دل بھی یار سے کہنے نہ پائے وقت نزع

جانبجان آؤ خدا را تم بھی دم بھر کے لیے
جمع ہوتے جاتے ہین اپنے پرائے وقت نزع

دم لبون پر ہوگا مین کلمہ پڑھونگا یار کا
جسکا جی چاہے وہ یہ بات آزمائے وقت نزع

قبض کین روحین شہیدون کی جو عزرائیل نے
پھول اون نازک دماغون کو سنگھائی وقت نزع

جسنے دیکھی جھاک کی مجھ مین مالش اوسنے رودیا
آنسوؤن مین دوستون کے ہم نہائے وقت نزع

مرتے مرتے آمد آمد سنکے اوس محبوب کی
کیسے ہم اوٹھ بیٹھنے کو تلملائے وقت نزع

دم نکل کر رہگیا پتھرا کے آنکھین رہگئین
حال پر اپنے جو ہمدم آنسو بہائے وقت نزع

مررہے ہین جسپر اوسنے بند کردی ہے زبان
کیا کہین ناگفتنی ہے ماجرائے وقت نزع

جان دیدی عشق مین جنکی رگڑ کر ایڑیان
دیکھنے کو واسطے بھی وہ نہ آئے وقت نزع

صورت اوس غنچہ دہن کی آگئی پیش نظر
ہمسے وہ ہنسنے لگا ہم مسکرائے وقت نزع

آئیت جو حورین ہماری پیشوائی کے لیے
پیرہن مین پھر نہ ہم پھولے سمائے وقت نزع

کس پری پیکر کا نظارہ کیا ہے اے شرف
نازکسکا دیکھکر تم مسکرائے وقت نزع

دیکھے جو کبھی بزم مین پروانۂ دل شمع
معشوقون سے کہنے لگے افسانۂ دل شمع

بجھتی ہے کوئی دم مین لرزتی ہے سحر سے
چھپ جائے مرا پاے جو کاشانۂ دل شمع

روشن وہ کرے آکے جو اسکا ہو یگا نہ
تربت پہ نہ لائے کوئی بیگانۂ دل شمع

ہو صبح شب وصل تو لیتی ہے اسی مول
اک داغ دیے جاتی ہے بیعانۂ دل شمع

خاطر سے تمہاری وہ جلادیگی اسے بھی
پروانے سے دیکھے گی جو یارانۂ دل شمع

شب کو جو بڑھی داغ تمنا کے تجلی
ہم سمجھے ہوئی طرۂ شاہانۂ دل شمع

لو اسنے جو تیرے رخ روشن سے لگائی
لائی ہے شب وصل مین نذرانۂ دل شمع

اک حسن کا شیدا ہے تو اک درد کا معشوق
پروانۂ دل سوز ہے جانانۂ دل شمع

فی الفور جلا یا اسے پروانون سے پہلے
محفل مین تری ہو گئی بیگانۂ دل شمع

سفتون جو چراغ رخ روشن کا یہ ہو گا
ہر بزم مین ہو جائیگی پروانۂ دل شمع

سب داغ شب ہجر مین ہین شام سے روشن
دکھلاتے ہین مجھکو مرے دیوانۂ دل شمع

پروانون کی کیا اصل ہے ان داغون کے آگے
لے دیکھ جلوہ دار ہے شاہانۂ دل شمع

پروانہ تمہارے رخ روشن کا سمجھتی
سنتی جو کسی بزم مین افسانۂ دل شمع

اوس گل کی شرف ہوویگی کب روشنی اسمین
اندہیرے اک چاہتا ہے خانۂ دل شمع

درد دل کہہ لون جو آئے یار جانی وقت نزع
دیر تک تڑپا ہون مین ای یار جانی وقت نزع
مرتے مرتے جا پڑا اوسکے در دولت پہ مین
نبض رخصت ہو گئی ہے چلتی ہے رگ رگ کی سانس
نیند آئی جاتی ہے آنکھیں ہوئی جاتی ہین بند
مر رہا ہون کیون رگڑواتی ہے مجھسے ایڑیان
کیسے پھر اوٹھ بیٹھے تلملاتی موت آئی ہوئی
جانجان دم گھٹ رہا ہے کھنچتی ہے رگ رگ سے روح
ای اجل مرتے تو ہین اچھی طرح دم توڑ لین
کس ذقن پر مر رہا ہون ہین جو حورین خلد سے
آنکھ کھل سکتی نہین ہوتا ہے ایسا ناتوان
زرد ہو جاتا ہے کیسا جسم نازک پھول سا
موت کی ہاتھون سے تو ایذا نہ دلوانا مجھے
ہو گئے آگاہ تا رب بے نیازی سے ترے
روح و دل تحلیل ہین آنکھیں ہین پتھرائی ہوئی
لاکے یہ کیسی مجھے انگشتری پہنائی ہے

اتنی مہلت دی مجھے ای جانفشانی وقت نزع
بیرخی تھی مجھکو تیری آزمانی وقت نزع
ایڑیان رگڑین مگر کی پاسبانی وقت نزع
مجھکو پسینے ڈالتی ہے ناتوانی وقت نزع
ہو گئی نسیین شب خوانی کہانی وقت نزع
اے اجل کرتی ہے کیا چنگیز خانی وقت نزع
سنتے ہم نہین اگر اونکی زبانی وقت نزع
کس کشاکش مین پڑی ہے زندگانی وقت نزع
جانفشانی کی یہی کرلین سہانی وقت نزع
و سیدم لالا کے ٹپکاتی ہین پانی وقت نزع
کچھ نہین چلتا ہے زور نوجوانی وقت نزع
آدمی ہو جاتا ہے برگ خزانی وقت نزع
جلد رخصت ہو جیو ای زندگانی وقت نزع
کیفیت سن لی فرشتون کی زبانی وقت نزع
کسقدر چھایا ہے رعب لن ترانی وقت نزع
کس پری پیکر نے بھیجی ہے نشانی وقت نزع

سانس ہو جاتی ہے گل کرنے کو آندہی ای شرف
جھلملاتی ہے جو شمع زندگانی وقت نزع

فروغ طور سے بڑھکر فروغ پائے چراغ
تمہاری بزم کے پروانون کو جو پائے چراغ
اندھیری گور مین جسدم ہوی ہوائے چراغ

جگر کے داغ سے میرے جو لو لگائے چراغ
جلو مین ساتھ رہے روشنی کہائے چراغ
جگر کا داغ مرا ہو گیا بجائے چراغ

قیامت شب تنہائی سے لرزتا ہے
زبان ہو تو دہائی دے غل مچائے چراغ

کسی کی بزم کی حسرت مین تلملاتا ہے
کہین یہ صورت پروانہ اوڑ نہ جائے چراغ

ضعیف ہونے سے دل ہے بجھا بجھا میرا
سحر کا وقت ہے کیونکر نہ جھلملائے چراغ

ادب سے آئے مری شمع رو کی محفل مین
جلو مین ہی کسی پروانے کو نہ لائے چراغ

یہ حال دل ہے تصور مین اوسکے گیسو کے
کہ جیسے سانپ کالے کے جھلملائے چراغ

کیا تھا کس سے سحر دم یہ ناز سرتابی
نسیم صبح مین جو ہے برائے چراغ

چڑھائے لیلی وشیرین نے پھول تربت پر
ہمیشہ کوہکن وقیس نے جلائے چراغ

دکھا دون شعلۂ داغ جگر جو مین اونکو
نہ پھر نگاہ مین پروانون کی سمائے چراغ

نہ فوق ہوگا مرے دل کی بیقراری پر
ہزار الفت پروانہ آزمائے چراغ

شب فراق کی عبرت سے ہو نہین ناواقف
لرز لرز کے نہ دل کو مرے ہلائے چراغ

ازل کے دن سے ہی روشن اسی کے شعلے سے
ہوئی ہے داغ جگر سے مرے بنائے چراغ

ہولے شوق سے گل ہوگیا کنول دل کا
یہ آندھی وہ ہے کہ صد ہا شرف بجھائے چراغ

کھینچے ہوے اجل لیے جاتی ہے سوے تیغ
حسرت ہے سرخرو مین رہون روبروے تیغ

عالم مین کرتی ہے حق و ناحق جو قتل عام
ابرو کے دم مین آکے یہ بگڑی ہے خوے تیغ

اے دل لپٹ لپٹ کے جہان زخم کھائے ہین
باہین ہی ڈال دون جو مین دیکھون گلوے تیغ

مجھ باوفا کا اسمین بھرا ہے دے لہو
کیون یار دھوئے ڈالتا ہے آبروے تیغ

جو ہے وہ کشتہ ہے تری شمشیر ناز کا
پھر ہو رہی ہے کسکے لیے جستجوے تیغ

سر کاٹتے ہو تم تو نہ تسمہ لگا رہے
ایسا نہو کہ ہوئے کہین پست روے تیغ

ہم سے گنہگارون کو جو رنگ بخشیے
دل کی ہوس نکالیے اور آرزوے تیغ

دیتی ہین روحین گنج شہیدان مین صدا
پھر جا اجل رسیدہ اودھر ہے یہ کوے تیغ

ایسی نہا کے نکھری ہے یہ میرے خون مین
عطر حنا سے بڑھ کے مہکتی ہے بوے تیغ

آجائے رحم ہاتھ نہ کھینچو کبھی اوسکے
حسرت مری جو دیکھو تو دیکھو نہ سوے تیغ

مین جو تم تک آکے پہونچا تیری جان کی
دولتِ امید وقتِ قدردانی کی تلف

منزلِ مقصود مین گر کے نہ پھر مین اوٹھ سکا
خوب ہی طاقت مری اے ناتوانی کی تلف

انجمن مین آب نہ سرہ میرے آنسو کا کیا
آبرو موتی کی تمنے کرکے پانی کی تلف

واہ ری تیر افگنی کھیلے تو دو اک کا شکار
سیکڑون کی زیست وقت شہ کمانی کی تلف

تیری فرقت مین ہوا مجھکو تڑپنے کا جو شوق
موت نے کی آکے حسرت جانفشانی کی تلف

دل کی تڑپن کو کبھی پوچھا نہ اوس بیرحم نے
سب ریاضت ہو گئی دردِ نہانی کی تلف

سورۂ یوسف کو پڑھکر ای شرف ہم مر گئے
مفت اپنی زیست کہکر یہ کہانی کی تلف

ہم ہین اے یار چڑھائے ہوی پیمانۂ عشق
ترے متوالے ہین مشہور ہین مستانۂ عشق

دشمنون مین بھی رہا ربط محبت برسون
ہوش نہ آیا کسی معشوق کو یارانۂ عشق

مجھکو جو چاہ محبت کی ہے مجنون کو کہان
اوسکو لیلی ہی کا سودا ہی مین دیوانۂ عشق

جان لینگے کہ وہ دل لینگے جنہین چاہا ہے
دیکھیے کرتے ہین کیا آکے وہ جرمانۂ عشق

جا بجا چاہنے والون کا جو مجمع دیکھا
کوچۂ یار کو سمجھا مین جلوخانۂ عشق

سالہا سال سے خوش باش جو ہون صحرا مین
عالم ہو کو سمجھتا ہون مین ویرانۂ عشق

دل پسا چاہتا ہے جا کے حنا پر اوسکی
خرمن حسن ہوا چاہتا ہے دانۂ عشق

دل کا ہے قصد تری بزم مین اوڑ کر جاؤن
کیا ہی بے پر کی اوڑاتا ہی یہ پروانۂ عشق

ہر پریزاد کی ہے جلوہ نما اک تصویر
شیشۂ دل ہے ہمارا کہ پریخانۂ عشق

دل مرا خاص مکان ہے جو تری الفت کا
کہتی ہے ساری خدائی اسے کاشانۂ عشق

کون کسکا شب معراج مین ہوگا معشوق
کی ہے کس شوخ نے یہ محفل شاہانۂ عشق

ذکر ہے ناز تجھے یار زمانہ جاہے
تا ابد یہ رہے آباد ترا خانۂ عشق

اوس پری رو نے جو دیکھا مری دلکو صد چاک
اپنی زلفون مین کیا نام ہوا شانۂ عشق

عالم نور تری شکل کا پروانہ ہے
حسن کی جان ہے تو او سحر جانانۂ عشق

سر بکف گنج شہیدان مین چلے جاتے ہین
امتحان سے نہین ڈرتے ترے فرزانۂ عشق

شروع مین سورۂ یوسف کوئی للہ پڑھے
دم ہی نکلے تو مرون سننے مین افسانۂ عشق

ڈبڈبائین مری آنکھین تو وہ کیا کہتے ہین
دیکھو لبریز ہین چھلکین گے یہ پیمانۂ عشق

اے شرف کون مرے دل کے مقابل ہوگا
اک یہی ساری خدائی مین ہے مردانۂ عشق

خاطر مین کسیکو بھی نہین لاتے ہین معشوق
کیا حسن خداداد پر اتراتے ہین معشوق

ہم عشق مین بیمثل ہین وہ حسن مین یکتا
ہم چاہنے والے ہین وہ کہلاتے ہین معشوق

اللہ کی قدرت نظر آجاتی ہے مجھکو
جب شان خود آرائی کی دکھلاتے ہین معشوق

کرتے ہین ہمارے دل بیتاب کو بیچین
اس شوخی و انداز سے شرماتے ہین معشوق

شیدا ہون کسیکا مین گنہگار نہین ہون
بیواسطے کسواسطے دھمکاتے ہین معشوق

دیوانہ تمہارا نہین سنتا ہے کسیکی
خود نجد مین جاکر اوسے سمجھاتے ہین معشوق

اے یار تری آگے چراغون کو ہے لرزا
کیا حسن کا ہے رعب کہ تھراتے ہین معشوق

خاطر سے مری آئے ہین صحرا کو بسانے
رہنے کو یہان چھاونیان چھاتے ہین معشوق

چھریان بھی لگاتے ہین جو دل پر تو وہ اوچھی
بسمل کی طرح سے مجھے تڑپاتے ہین معشوق

کرتے ہین ہمیشہ مرے مرنے کا تاسف
کیا ہاتھ سے کھوکر مجھے پچھتاتے ہین معشوق

مرتا ہون تو کہتے ہین نہ صدمے تمہین دینگے
اب دل کے دکھانے کی قسم کھاتے ہین معشوق

دیتے نہین دم بھر کبھی پہلو مین اسے جا
کیا کیا دل بیتاب کو ترساتے ہین معشوق

ہم محفل خوبان مین نہین جاتے ہین جبتک
بیچین رہا کرتے ہین گھبراتے ہین معشوق

شاید وہ سمجھتے ہین کسی شمع کو شعلہ
دل کو مرے محفل مین جو لرزاتے ہین معشوق

ہوتا ہون شرف وقت کا اپنے مین سلیمان
محفل مین جو اپنی مجھے بلواتے ہین معشوق

دم آگیا لبون پر آیا نہ یار ابتک
ہوتی ہین بند آنکھین تھا انتظار ابتک

دو تین دن سے ترکش خالی کیے ہین دل پر
جو رنگ بھی لگاوے کھیلے شکار ابتک

کہنے لگے وہ رو کر نکلا جو دم ہمارا
اب چین انکو آیا تھے بیقرار ابتک

دم بھر رہا ہون تیرا گو ہے سوز نفس
اس بیخودی مین بھی ہون ہشیار یار ابتک

کیا نازکی ہی شب بھر سوئے ہین وہ لپٹکر
شاداب اوسی طرح ہین پھولون کے ہار ابتک

سر کٹ گئی ہی جو قاتل تجھسے لپٹ رہا ہون
باقی ہی آرزوی بوس و کنار ابتک

برسون ہوے لحد مین تڑپا تھا ایکدن مین
اوسدن سے ہل رہا ہی میرا مزار ابتک

کٹوا کے سر جو تیرے قدمون سے ہو نہین لپٹا
ظالم مین چاہتا ہون اخلاص پیار ابتک

روز ازل ہوا تھا خاک اوس پری کی خاطر
شیشے مین ہے مقید میرا غبار ابتک

کیا میری طرح کوئی دیکھیگا تیرا رستا
پتھرا گئین ہین آنکھین ہی انتظار ابتک

برسون مین جانکنی کی مشکل ہوئی ہی آسان
نکلا ہے دم ابھی تو تھا احتضار ابتک

کنج قفس مین ہم تو مردہ پڑے ہین لیکن
لپٹے ہین سیتنی سے پھولون کے ہار ابتک

دم اے شرف اوکھڑ کر سیو دم کے ابخری مین
نکلا تو ڈھل چکا ہے سر سے یہ بار ابتک

بڑھیگا زلف معنبر سے کیا دماغ مشک
تتار و چین و ختن مین ڈھلینگے شانۂ مشک

سنوارے زلف جو اونکی ختن مین مشاطہ
تو سارا شہر بچھاور کرے خزانۂ مشک

یہ فرق حلقۂ گیسو مین اور نافے مین ہے
وہ مرغ دل کا نشیمن یہ آشیانۂ مشک

شمیم زلف جو سونگھے تو ہو کے آوارہ
لٹا دے خسرو تاتار کارخانۂ مشک

تمہارے خال سیہ سے مناسبت کیا ہی
ہمیشہ پھکتے ہین اسپند ہو کے دانۂ مشک

بڑھیگی شان نے سے کیا قدر نافۂ آہو
کجا مقرب گیسو کجا یگانۂ مشک

چڑھا کے زلف کا چلا کمان ابرو پر
اوڑا دے نافے سے تیر نظر نشانۂ مشک

تمہاری زلف کی خوشبو جو آگئی اوسمین
ازل سے نافے نے چھوڑا نہ آستانۂ مشک

کسی کی زلف کی بو نے ختن کو لوٹا ہی
مٹا کے نافے کو غارت کیا ہی خانۂ مشک

تمہارے خال کی خوشبو کا جب ہوا شہرہ
سنا کسی سے جہان مین نہ پھر فسانۂ مشک

شرف یہ حسرت گیسو مین خون روتی ہین
وہ پوچھتے ہین تو ہم کرتے ہین بہانۂ مشک

ہمکو دہمکائیگا ای قاتل کہانتک کب تلک / آزمائیگا ہمارا دل کہانتک کب تلک

صدمی سے صدمے دیے ہین اوسنے کیونکر ضبط ہو / حق بجانب ہی ترا ای دل کہانتک کب تلک

دیکے اک رگ گر ملا گلے پر روک لی تو نے جو تیغ / یہ رکاوٹ آخر ای قاتل کہانتک کب تلک

تھک گیا راہ وفا مین ای مرے پروردگار / پہیر دیگی مجھکو یہ منزل کہانتک کب تلک

چودہوین رات آج ہی کل شب کو یہ جوبن کہان / بحث اوس سے ای مہ کامل کہانتک کب تلک

چل بسے احباب دنیا سے کسی کی کچھ چلی / پانؤن پھیلائینگے ہم ای دل کہانتک کب تلک

روئے ہین رونا سا رونا ہم شب تنہائی مین / ہو نہ جائے زندگی مشکل کہانتک کب تلک

لا کہا آہستہ چلے احباب لیکر سوے قبر / ہوگیی دم بہر مین طے منزل کہانتک کب تلک

ہاتھ پھیلا کر دعا جب کی ہی آواز آئی ہے / رے دیے جا لیگا ای سائل کہانتک کب تلک

اشتیاق قیس مین برسون رہی لیلی کو شرم / نوچ ڈالے پردہ محمل کہانتک کب تلک

یار گہبراتا ہے بس دم توڑکر بیدم ہی ہو / پھڑپھڑائیگا تو ای بسمل کہانتک کب تلک

عاشق دلسوز ہون مین رحم مجھپر کیجیے / مجرمون مین رکھیئگا شامل کہانتک کب تلک

خونبہا قاتل سے اپنا حشر کے دن لینگے ہم / حق کیے جائیگا وہ باطل کہانتک کب تلک

دیر جانے مین نہ کر برخاست ہوگی بزم یار / راستا دیکھیگا وہ ای دل کہانتک کب تلک

ہوگی کب راہ وفا کے پہیر سے مجھکو نجات / رکھیگی واماندہ یہ منزل کہانتک کب تلک

چل دیے وہ چھوڑکر تم ہی چلو گہر ای شرف
رو رہو گے بیٹھے لب ساحل کہانتک کب تلک

لاتی ہے تیغ یار ہی کیا تازہ گل کے رنگ / دکھلاتی ہے بہار گلستان ادگل کے رنگ

منصف جو ہو تو دیکھیے ہماری غزل کے رنگ / بھر بھر دیے ہین شعر و مضمون کس کس بہل کے رنگ

یارب وہ برق طور پھیلا دے کلیم کو / ایسا جگر جگر کرے اوسکا نکل کے رنگ

بخشا جو حسن صانع قدرت نے یار کو / کس کس ہما ہمی سے لیا ہے مچل کے رنگ

یاد آگیا ہے کونسا اسدم شہید ناز / مہندی کا تم جو دیکھتے ہو ہاتھ مل کے رنگ

آیا گلون کو جوش جو فصل بہار مین / بہنے لگا زمین چمن مین ابل کے رنگ

نیرنگیٔ مزاج سے اونکے نہ چل سکا — تھک تھک گیا ہمیشہ زمانہ بدل کے رنگ

طفلی مین گو مزاج مین نیرنگی اونکے تھی — اب ہر شباب دیکھے کوئی آج کل کے رنگ

پوچھینگے اپنے یار کے دامن سے اشک سرخ — عاشق ہین ہم جتائینگے پے زور بل کے رنگ

اللہ ری صفائی کف دست یار کی — اکثر تو گر پڑتا ہے حنا کا پھسل کے رنگ

نازک مزاجیون پہ تری سٹ سہی ہین گل — کیا کیا کھلے ہین یار تجھے ہلکے ہلکے رنگ

اللہ ری نازکی کہ وہ لیتے ہین کروٹین — اوس پیر گلون کا کم نہین ہوتا پھل کے رنگ

چپ رنگ ہو کے تو وہ تڑپتا ہے خون مین — دامن تو اپنے یار کا ایدل اوچھل کے رنگ

کھائے ہین جو زہر ہم اوس سبزہ رنگ کے — دم توڑتے ہین مثل زمرد بدل کے رنگ

ٹھہرے ہو دور گنج شہیدان سے کیا ترق
اس سرزمین کا دیکھو ذرا آگے چل کے رنگ

کسطرح دل ہو ابروے خمدار سے الگ — جوہر کبھی ہوئے نہین تلوار سے الگ

کہتے ہین وہ جھروکے سے دیدہ کے گھر کیا ت — اوٹھ جاؤ جان دو مری دیوار سے الگ

کوثر کا جام بھی مجھے حورین پلا کے دین — رکھ دون اوٹھا کے شربت دیدار سے الگ

ہنگام حشر لاشہ جو نکلے گا سیر کو — ہوگی قیامت اک تری رفتار سے الگ

صیاد کو بھی رحم پھڑکنے پر آگیا — رکھ دی چھری چھپا کے گرفتار سے الگ

کس سے شب فراق کی فریاد کیجیے — رکھتی ہے ہمکو چارۂ بیمار سے الگ

ممکن نہین کہین مرض الموت کا علاج — یارو یہ عارضہ ہے ہر آزار سے الگ

تنہائی مین وہ دیکھینگے اوسمین پری سی شکل — آئینہ لے گئے ہین جو اس پیار سے الگ

کھینچو جگر کا تیر چھری سے کرید کے — چٹکی تمہاری پڑتی ہے سوفار سے الگ

صیاد کے جو سامنے لٹکا قفس مین ہار — سرکا کے رکھ دیا اوسے منقار سے الگ

تاب و توان و صحت و امید زندگی + — کوسون یہ جا رہے ترے بیمار سے الگ

ایسا شگوفہ یار نے چھوڑا بہار مین — بلبل گلون سے گل ہوئی گلزار سے الگ

چھوڑا اسے خدائی نے اسنے خدائی کو — رحمت تری ہوئی نہ گنہگار سے الگ

رو کا ہے نارسائی نے اسے بادشاہ حسن
افتادہ ہوں جو پہلوے دیوار سے الگ

رونا چھٹے خدا کرے غسل شفا کرے
سب روگ دھوگ ہوں تری بیمار سے الگ

منظور اے شرف ہے جو یوسف کی گاہکی
گفت و شنید کیجیے بازار سے الگ

معشوق بے نیاز کا گھر ہے مکان دل
کیا منزلت ہے شان الٰہی ہے شان دل

پیکان دل کا دل ہے پری ہے زبان دل
سوفار سے ثبوت ہوا ہے دہان دل

قصہ ہے درد خیز بڑی سرگذشت ہے
اے یار ہے بیان سے باہر بیان دل

دو دل کے بوجھ اوٹھالیں تری شوق و ذوق کا
اس واسطے جگر سے ہوا ہے قران دل

ہر گل فریفتہ ہے یہ وہ عندلیب ہے
جو غنچہ ہے چمن میں وہ ہے آشیان دل

بیتابی فراق نے وہ روک ٹوک کی
صبر و شکیب آنے نہ پائے میان دل

دیکھے جو جھلملاتے شب وصل کا چراغ
فورًا اسے سسک کی نکل جاے جان دل

گشتہ ہو گشت خون کے نشیب و فراز کا
گلگوں زمین دل ہے شفق آسمان دل

شاید پناہ مانگے تو تلوار پھیک دو
آنسو نکل پڑیں جو سنو الامان دل

دریا دلی جو یوسف کنعان نے چاہ میں
ہم اوس ذقن کے عشق میں سمجھے نشان دل

پھکتے ہیں تیرے بزم کی پروانے جس جگہ
جب وہ زمین کھدیگی تو نکلیگی کان دل

بازار حسن میں جو ستیں تجھکو مشتری
زہرہ بھی دل نکال کے رکھے دکان دل

اے یار بے نیاز وہ وحدت سرا یہ ہے
سجدہ کریں ملک جو ملے آستان دل

اوس بے وفا نے سنکے کلیجا پکڑ لیا
مجھ درد مند نے جو کہی داستان دل

دو تربتیں جو گور غریبان میں ہیں شرف
اک ہے مرے جگر کا نشان اک نشان دل

داغوں کا ہو رہا ہے جو مجمع سیان دل
جائیگا دل کو لیکے کدہر کاروان دل

رتبہ دیا تھا اسکو اگر لامکان کا یار +
پھر قدسیوں کو کیوں نہ کیا پاسبان دل

تنہائی میں ہوا نہ کوئی بھی شریک حال
دم بھی رہا تو چند نفس میہمان دل

اک اک سے سرگذشت کہی اسکی عمر بھر — اوسپر بھی ناتمام رہی داستان دل
الفت تو اسمین اور تری آرزو مین وہ — دل اوسکا رازدان ہے وہ ہے رازدان دل
داغ اسمین جسقدر ہین وہ قدرت کے پھول ہین — جسکا چمن یہ ہے وہی ہے باغبان دل
دونون کو زندہ رکھتی ہے تیری ہوائے شوق — اے یار میری روح یہ ہے اور جان دل
دل پکڑے پھرتے ہین جو کلیجا تھے بیٹھے — خود رو رہے ہین کرتے جو تھے امتحان دل
حسرت ہے تو چکھا دے محبت کی چاشنی — برسون سے اس ہوس مین کھلا ہے دہان دل
حسرت کو تیری دیکھنے داغون کے بھیس مین — قدسی ہوئے ہین آکے یہ باشندگان دل

قدرت خدا کی رنگ ہے داغون کا اے شرف
ہے اک عجائبات چمن بوستان دل

شمیم گل ہے جو ہووے مزار کے قابل — دماغ چاہیے خوشبوے یار کے قابل
فروغ بھی جو نہ کرتے تو رنگ کب جمتا — حنا بھی تو ہوئی ہے سنگار کے قابل
مجھے بلایا ہے اوسنے کہ ہر کرون سجدہ — خدا نے مجھکو کیا وصل یار کے قابل
یہانتک آچکا ہمنے تو راستا دیکھا — کہ آنکھین بھی نہ رہین انتظار کے قابل
ہمارے دل پہ بھی اک تیر وہ لگا بیٹھے — الٰہی شکر اسے سمجھے شکار کے قابل
تمہاری شکل جو دیکھی تو دل نے مجھسے کہا — حقیقتاً مین یہ صورت ہے پیار کے قابل
شہید ناز ہون ہوگی مرے غبار کی قدر — کہ غازہ ہوگا یہ روے نگار کے قابل
کسی حریف نے ایسا مٹا دیا مجھکو — کہ میری خاک نہ رکھی غبار کے قابل
خدنگ ناز کیا ہے جو لیس قاتل نے — یہ تیر ہے مرے دل کے شکار کے قابل
جہان مین دھوم نہ کیونکر ہو دل کے داغون کی — کہ پھول ہوگئے کھل کھل کے ہار کے قابل
بھلا ہوا کہ ہوا دفن کوے قاتل مین — یہی زمین تھی میرے مزار کے قابل
مراد آئی مبارک ہو داغ عشق اے دل — خدا کرے تجھے صبر و قرار کے قابل
جزاے خیر کرے میرے ان گناہون کو — کیا ہے رحمت پروردگار کے قابل
سن اونکا ہمنے جو پوچھا تو بولی مشاطہ — سلامتی سے ہین بوس و کنار کے قابل

قصاص عشق و عنایات وصل ای شہ حسن
یہ دار و گیر ہے مجھ جان نثار کے قابل

اشارہ ضبط کا پائے تو جان ابھی دیدے
کہ دل نہیں ہے مرا اختیار کے قابل

چمن سے کون خطا اوس گل کو ای شرف پہونچا ہے
یہ قاصدی ہے نسیم بہار کے قابل

نہ مجھ میں ہے نہ بتاتا ہے یار میرا دل
یہ کیا ہوا مرے پروردگار میرا دل

کسی چمن میں نہیں ای ہزار میرا دل
اوڑا کے لیگئی باد بہار میرا دل

شب فراق میں تڑپا کے مار ڈالے گا
قرار واقعی ہے بیقرار میرا دل

بھلا یہ کونسی صورت ہے صبح ہونے کی
ہوا ہے شام سے بے اختیار میرا دل

وہ شیفتہ ہوں سمجھتا ہوں دست شفقت میں
ٹٹولتا ہے جو اونکا کنار میرا دل

یہ کیا ہے جان تو ضائع کرونگا اے غم عشق
گر امتحان نہ لے بار بار میرا دل

کیا ہے ایتو سراسیمہ بیقراری نے
کسی زمانے میں تھا برقرار میرا دل

مری خوشی جو میں مرتا ہوں اوس ستمگر پر
کسیکا مجھ پہ ہے کیا اختیار میرا دل

اوسی کے رنگ حنا نے لہو رلایا ہے
پسا ہے دیکھ کے جسکا سنگار میرا دل

ہوا نہ ضبط تو بیتاب ہو کے کہہ بیٹھا
خبر بھی ہے تمہیں کرتا ہے پیار میرا دل

جہان سے داغ جگر مجھکو لیکے جانے دو
تمہارے پاس رہے یادگار میرا دل

چھڑا دیا مرے پہلو سے بیقراری نے
خدا ہی ہے کہ جو ہو برقرار میرا دل

اسے لیا تو ہزاروں نے آکے جانیں دین
ہوا ہے یار کو کیا سازوار میرا دل

چلا ہوں رونے کو یاران رفتگان کے لیئے
ہلا نہ ڈالے کسیکا مزار میرا دل

یقین جان شرف میں وہ صاف باطن ہوں
عدو سے بھی نہیں رکھتا غبار میرا دل

باغ ارم کی مجھکو دکھا دیں بہار پھول
تربت پہ پھینک جاؤ جو تم تین چار پھول

اللہ رے انقلاب و دو رنگی زمانے کی
گلخن میں جیونکے جلتے ہیں لیل و نہار پھول

شبنم تجھے بٹھائیگی شب کو زمین پر
اتنا فلک پہ چڑھ کے نہ پشت غبار پھول

رکھتا ہون اتنی حسن پرستی سے آرزو
محفل کرون حسینون کی بالون مین ہار پھول

دیکھی بہار داغ جگر کی نہ ایک مین
گلشن مین پھول پھول کے نکھری ہزار پھول

ہر چند حسن و رنگ و خود آرائی ختم ہے
لیکن ہین تیری دید کے امیدوار پھول

وہ لالہ رو نکھر کے جو نکلا بہار مین
بلبل سے بھی زیادہ ہوی بیقرار پھول

گلشن مین کون آئیگا لینے کو جا بجا
کوسون جا رہے ہین جو ہر سو قطار پھول

کیونکر نہ اوس پہ بلبل جان ہو فریفتہ
گلزار حسن کا ہے وہ روے نگار پھول

مرجھا کے تیرے عشق مین پژمردہ ہو گئے
آخر تری ہوس مین ہوے جان نثار پھول

بلبل ہزار اوت لوٹ پڑے آکے دام مین
صیاد نے بچھائے جو وقت شکار پھول

اس گلشن خدائی مین وہ گل ہے کونسا
جسکے لیے ہوے ہین یہ سینہ فگار پھول

سمجھے ہین کیا یہ گریہ شبنم کو دل لگی
ہنستے ہین کھلکھلا کے جو بے اختیار پھول

فصل بہار آئی خدا نے کیا کرم
گلزار مین بہار کے ہوے برقرار پھول

نایاب ہو مرے گل داغ جگر کا رنگ
لے دیکھ دیکھنے کے یہ قابل ہے یار پھول

گرد چمن جھلکتی جو ہے ہوے دلفریب
ارواح گلشن یہ باندھ رہی ہین حصار پھول

کیونکر نہ عشق گلشن ایجاد ہو شرف
کس کس طرح کے ہوے ہین باغ و بہار پھول

نامہ وہ مرا پڑھتے تحریر سے کیا حاصل
ممکن جو نہوا وسکی تدبیر سے کیا حاصل

جانبازی کا کیا مجھکو نا قدر صلہ دیگا
لپٹون جو مین قاتل کی شمشیر سے کیا حاصل

سونے کو جو چھو لون مین ہو جائے ابھی مٹی
پھر مجھکو بھلا ہوگا اکسیر سے کیا حاصل

نادان ہون بہت اسیر مین اوسکی خدائی مین
دیکھون جو مجھے ہوتا ہے تقدیر سے کیا حاصل

تربت کے فرشتون سے دنیا کو مین کیون پوچھون
اوس خواب پریشان کی تعبیر سے کیا حاصل

گردن پہ چھری رکھکر کیون ہاتھ کو روکا ہے
یہ کام ہو جلدی کا تاخیر سے کیا حاصل

داغ سنبھلے ہو تم پردہ مین اولٹ دونگا
کچھ بھی نہ سنونگا مین تقریر سے کیا حاصل

بے جرم وخطا ہوں میں خط بھی نہیں پڑنے کا / رو کو بھی چھری ناحق تکبیر سے کیا حاصل

خود قیدیٔ الفت ہوں لوہے میں جکڑا و تم / دل بستۂ کاکل ہوں زنجیر سے کیا حاصل

کیا جاہ و حشم چاہوں ملتی ہے زمین دو گز / مسند پہ جو بیٹھوں میں توقیر سے کیا حاصل

بسمل نہ کیا تو نے بے موت کیا بیدم / صیاد ہوا خون نخچیر سے کیا حاصل

ہے کسکا فرستادہ اس سے جو لیتا ہے / اے دل تجھے ہونا ہے اس تیر سے کیا حاصل

مشتاق ہوں میں جسکا وہ شکل کہاں ممکن / ہوگا مجھے یوسف کی تصویر سے کیا حاصل

لازم ہے کرم تمکو الفت کے اسیروں پر / تم اپنی طرف دیکھو تقصیر سے کیا حاصل

بیت سے شرف کی تم للہ نہ برہم ہو
مٹی اسے دلوادو تشہیر سے کیا حاصل

ہمدرد اسکو جانکے شور و فغان سے ہم / کرتے ہیں غم غلط جرس کاروان سے ہم

صیاد کے عناد سے بے خانمان رہے / آگاہ بھی ہوے نہ کبھی آشیان سے ہم

پھر پھر کے دن کو گرد محل تھک کے رات کو / پڑ رہتے ہیں لپٹ کے ترے آستان سے ہم

گلزار میں گذر جو نہ ہوگا بہار میں / دو پھول مانگ لینگے کسی باغبان سے ہم

خلق خدا ہمارے جنازے کے ساتھ ہے / کس دھوم سے عدم کو چلے ہیں جہان سے ہم

پہونچا دے جلد شہر خموشان میں اے اجل / بچھڑے ہوے ہیں جا کے ملیں رفتگان سے ہم

لپٹوگے تم گلے سے رگڑوا کے ایڑیاں / دل کی مراد پائینگے اس امتحان سے ہم

کیوں ہمکو رفتہ رفتہ لب گور کر گئی / ملتی کہیں تو پوچھتے عمر روان سے ہم

دھونی رمائینگے ترے کوچے میں عمر بھر / مٹی نہیں کے ہیں نہ اوٹھینگے یہاں سے ہم

اس شد و مد سے دوڑ کے روکا جگر پہ تیر / چلا اوتار لائے تمہاری کمان سے ہم

ہستی کو چھوڑ آئینگے جب تم بلاؤگے / وعدہ یہ کرکے آئے ہیں اک جانجان سے ہم

آئیگا جسجگہ سے نظر قصر یار کا / سمجھینگے اس زمین کو بلند آسمان سے

پائیں کہاں اوسے کہ جو روکے شباب کو / عمر روان کو ڈھونڈھ کے لائیں کہاں سے ہم

سمجھے ہیں تیغ ناز کو معشوقہ حیات / ہر دم اس امتحان کو حاضر ہیں جان سے ہم

ہم بھی نہ ہونگے ہوگی جو رخصت شباب کی
مرجائینگے چھٹینگے جو اس بیہمات سے ہم

رحمت خدا کی لائی ہے ہمکو مزار مین
اوٹھینگے حشر تک نہ کبھی اس مکان سے ہم

جسنے کیا ہے قتل اوسے پہچانتے نہین
پہچانینگے اپنے خون کا نشان کس نشان سے ہم

بنیاد ڈال رہی ہے چمن مین بہار کی
کیونکر بچالین غنچہ و گل کو خزان سے ہم

رہتے ہین گرد و پیش پریزاد سیکڑون
صحرا کی سیر کرتے ہین کس عظم و شان سے ہم

اک دھوم ہے خدائی مین جسکے شباب کی
عالم مین عشق کرتے ہین اوس نوجوان سے ہم

صیاد قدر کریگا ہماری جو کچھ بھی قدر
سمجھے گے ہین قفس کو سوا آشیان سے ہم

دل پر پڑا ہے تیر ضعیفی کے رنج کا
جھک جھک کے چلتے ہین جو خمیدہ کمان سے ہم

یہ دم ہے ضیق مین غم ہجران سے ای شرف
منھ سے دل و جگر نکل آئے جو کھانسے ہم

شمع ساں رکھ کے تری کوچے مین ای یار قدم
سو بھی کٹ جائے تو سرکائین نہ زنہار قدم

چلنے پھرنے سے یہان رہتے ہین بیزار قدم
اسقدر رکھتے ہین کوچے کو ترے پیار قدم

جسنے رکھا ہے تری راہ مین ای یار قدم
ڈگمگائیگا نہ اوسکا کبھی زنہار قدم

ہمکو اس عالم ایجاد سے کیا مطلب تھا
دیکھنے آئے تھے ہم ہی ترے ای یار قدم

مرتے معرکۂ عشق کے ڈٹنے والے
منھ نہ دکھلاتے ہٹاتے جو وفادار قدم

دست شفقت سے سرافراز نہ جبتک ہوگا
گر کے قدمون پہ نہ چھوڑیگا گنہگار قدم

اوس مسیحا کے مطب کا ہے نگہبان مریض
تاب و طاقت ہی جو رکھے کوئی بیمار قدم

ننگ پوشاک کیا لڑن جو گریبان پھاڑ ڈالتا
پھاپ دون سر سے تو ٹھکرائین دستار قدم

کسطرح اوٹھکے چلے جائین ترے کوچے سے
دل گرفتہ وطن آوارہ گرفتار قدم

پہلے ای دوست کہین کی زمین پکڑی تھی
تیرے کوچے مین ہوے دشمن رفتار قدم

پونکا عکس جو پڑ رہے کے اوپر پڑتا ہے
کیسے آئے ہین اودھر جانب دیوار قدم

آرزو ہے کہ تجھے آنکھون سے لگا لینے کی
میرے گھر مین ترے کب آئینگے اے یار قدم

اوس پہ یہ ہوگی جو جس مین جو کی جولانی
بیڑیون مین کیو وحشت نے گرفتار قدم

اپنی رحمت کے سزاوار کیا قاتل نے
اب جہنم مین نہ رکھیگا گنہگار قدم

طور پر اوس شہ خوبان نے منادی کی ہی
رکھنے پائے نہ یہان طالب دیدار قدم

کوچے کو لڑکے وہ جنوا دین ادہی چلتے جی
قید خانے سے نکالے جو گرفتار قدم

یار کی جائے سکونت کے قریب آپہونچے
شکر ہے منزل مقصود رہی چار قدم

اوڑکے جاتا ہون جدہر ہوتی ہے تیری آمد
اے پری وہ مرے ہو جاتے ہین پردار قدم

خون ہر دم جو ٹپکتا ہے مرے تلوون سے
کیون لٹاتے ہین یہ آب و خورش خار قدم

ای ثمرت یار کی جو یائی مین رفتہ رفتہ
چلنے پھرنے سے بھی ہو جاتے ہین بیکار قدم

اجل گرفتہ کو کثرت کو کیا معلوم
خزان گلون کو کدھر لیگئی خدا معلوم

لیا ہے دل تو نہ اتنا بھی تجاہل کیجئے ہمکو
نہ کہئے ہوئیگا معلوم ہوگا کیا معلوم

غم فراق کے صدمے سے دل ہوا بیتاب
اوٹھا وہ درد کہ جس درد کی دوا معلوم

بھلا کہین بھی ٹھکانا ہے میری غفلت کا
جہان کی خاک ہون مجھکو نہین وہ جا معلوم

وہ کون ہے جسے جستجو نہ تری خبر کے لیئے
کسیکو بھی ترے گھر کا نہین پتا معلوم

سنا ہے مین نے کہ ہے بے نیاز و بے پروا
ترا فسانہ ہے جسکو ہوا ہوا معلوم

نگاہ پھر کے جو دیکھا تمہاری محفل کو
چہار سمت ہوئی قدرت خدا معلوم

ازل سے ہون کسی پردہ نشین کا آوارہ
مرض بھی وہ ہے کہ جسکی نہین دوا معلوم

مجاز سے جو حقیقت کی جانب آئے ہم
حقیقتاً ہوئی سب شان کبریا معلوم

جو کچھ گذری ہے حاجت نہین ہے کہنے کی
ذرا ذرا تمہین سب حال ہے مرا معلوم

پھرائی روح جو مدفن مین مجھکو جھینک آئی
کھلی جو آنکھ ہوئے شاہ لافتا معلوم

عجیب طرح کا بھلاوا دیا ہے غفلت نے
جہان مین اپنی کسی کو نہین قضا معلوم

جہان مین آئے ہین نادیدہ آشنا کے لیئے
یہان وہ آئینگے کسوقت ہمکو کیا معلوم

جنون کا جوش ہوا تھا پتا نہین ملتا
کدھر چلے گئے گھر سے شرف خدا معلوم

اللہ رے ناز حسن ہوا اک جہان تمام
باقی ہے امتحان ہوا امتحان تمام

ہستی مین ملگئی تھی جو دولت شباب کی
دم دیکے لوٹ لیگئی عمر روان تمام

رحم آئیگا خدا کو فرشتے کرینگے دفن
راہ وفا مین ہونگا مین گر کے جہان تمام

بلبل کا خون کر کے نہ بھول ای بہار باغ
اترا نہ جا کریگی تجھے بھی خزان تمام

اوس شوخ کی ہوس نے مٹایا جہان کو
یوسف کی آرزو مین ہوا کاروان تمام

سن لین مری زبان کی شیرین بیانیان
طوطی کہا کیے اسے اہل زبان تمام

اللہ رے ضعف سانس بھی چلنے سے رہ گئی
بدلی جگہ تو ہوگئے ہم ناتوان تمام

تاثیر مجھ مریض کو سین کی ہوئی
افسانہ گو نے کی جو تری داستان تمام

اللہ داد دے مجھے میرے ریاض کی
خوشبوے گل بسا ئے مرا آشیان تمام

پژمردہ ہوگئے گل شاداب سیکڑون
نیرنگ نے کیے ترے کیا کیا جوان تمام

دیکھا جب اوسنے جہانک کی جھکو مین مرگیا
افسوس اجل نے کام کیا ہے کہان تمام

مرجھا رہے ہین پھول ٹپکتی ہے سر نسیم
عمر بہار ہوتی ہے اے باغبان تمام

لیلی یہ رو کے کہتی ہے دم توڑتا ہی قیس
برسون کا ہو رہا ہے مرا قدردان تمام

ظالم کے انجمن مین نہ زندہ رہا کوئی
مہمانی بھی وہ کی کہ ہوئے میہمان تمام

وحشت جنون مین لاش کا پرسان کوئی نہیں
افسوس ہے کہ آ کے ہوا ہون کہان تمام

آیا قریب روز قیامت خبر بھی ہے
عمر دراز ہے تری اے آسمان تمام

شعلہ اوٹھا بھبھک کے جگر سے جو عشق کا
مانند شمع جلنے لگے استخوان تمام

ظالم نے میرے درد کو پوچھا نہ ای شرف
مٹ مٹ کے مین نے صفت نین کی اپنی جان تمام

شکوۂ حبس کو راضی برضا سے کیا کام
سانس لینے کو نہین حکم ہوا سے کیا کام

بوے گل خانۂ صیاد مین پہونچائی ہے
سالہا سال مین نکلا ہی صبا سے کیا کام

شاہ خوبان ہی جو کوئی تو ہین کیا مطلب
سلطنت ہی جو کسیکو تو گدا سے کیا کام

وہ ہم ہی سارے خدائی مین تری حسرت کی
پہر مری جان تجھے جور و جفا سے کیا کام

ابتو اکسیر کی ای دل نہ ہوس کرتا تو
چاشنی موت کی چکھ لی تو دوا سے کیا کام

حشر کا روز ہے پرسش ہے گنہگارون کی
آج اے متقیو تمکو خدا سے کیا کام

تو کرے رحم مری روح پڑی ہو تحلیل
چاہیے خوف ترا خوف قضا سے کیا کام

تندرستی سے غرض کیا ہے خوشی مالک کی
ہو چکا وعدہ برابر تو شفا سے کیا کام

تیرے بندے ہین طرفدار ہے رحمت تیری
مطمئن ہین ہمین تعذیر و سزا سے کیا کام

صحن گلشن سے غرض کیا مجھے صحرائی ہوں
ہو کے عالم مین رہا ہون تو فضا سے کیا کام

کیون او نہین یاد کرون ملک عدم مین اے دل
چھوڑ آئے تو عزیز و رفقا سے کیا کام

جلد یارو مجھے پہونچا دو مرے مدفن مین
شوق فردوس مین ہے دنیا کی ہوا سے کیا کام

شرم جانے دو کلیجے سے لپٹ بھی جاؤ
جان بجان ہوئے ہم آغوش حیا سے کیا کام

دھوم سے مردۂ عاشق جو اوٹھایا ہے تو کیا
مٹنے والے کو ترے نشو و نما سے کیا کام

خاص محفل کا ترے یار مین ہون پروانہ
مجھکو پھر اور کسی شمع لقا سے کیا کام

ای مشرف بخدا مین آکر جو رہا ہے مجنون
کون ہوتا ہے یہ اسکو مری جا سے کیا کام

خبر ہوئے نہ کبھی رنگ و بوئے یار سے ہم
وہ پھول ہین کہ نہ واقف ہوئے بہار سے ہم

حواس باختہ ہین چھٹ گئے ہین یار سے ہم
نہین ہین آپ مین باہر ہین اختیار سے ہم

نہ دیکھ لیتے او نہین اک نظر جو پیار سے ہم
تو اپنی آنکھین نہ پھوڑ ڈالتے انتظار سے ہم

رحیم ہو کے یہی آپکی عدالت ہے
کہ بیگناہ ہین بدتر گناہگار سے ہم

وہ خاک ہین کہ جو رخصت بہار ہوتی ہے
تو لپٹے جاتے ہین گلزار کے غبار سے ہم

پہونچ کے بزم مین اونکے وداع روح ہوئی
جو گل ہوئے تو جدا ہو گئے بہار سے ہم

اوڑائے دست جنون دھجیان گریبان کی
چلین جو نجد مین دامن بچا کے خار سے ہم

دعا یہ ہے نہ گذر نیند کا ہو آنکھون مین
کبھی نہ غافل اونہین پائین انتظار سے ہم

شکستہ دل کسی بلبل کو ہم جو سنتے ہین
تو جا کے کرتے ہین بندش گلون کی ہار سے ہم

پسند آئی جو الفت مین ہمکو بیتابی
عدو ہوئے صبر ہوئے پھر گئے قرار سے ہم

زمین نے ہمکو لیا کھول کھول کر آغوش
مٹینگے ہم بھی شہید ادا کی تربت پر
روانہ ہوگیا وہ بھی کنارہ کش ہو کر ✤
یہ وجہ ہے کہ جو ہمکو خوشی ہے محشر کی

ترے کرم سے نہ واقف ہوئی فشار سے ہم
کہ عشق رکھتے تھے اس تیرے جان نثار سے ہم
غبار ہو گئے جو لپٹے کسی غبار سے ہم
خدا کے سامنے جانے کو ہین مزار سے ہم

اک اور حشر قیامت مین ای شرف ہوگا
کفن کو پھاڑ کے نکلین گے جب مزار سے ہم

کیا ہلتے ہو تمکو مری فریاد سے کیا کام
جلنے مین بھی پروانے تری آن نہین کرتے
کیون ساتھ وہ اپنے کسی پر عکس کو کہین
دم بھر مین تری بزم سے اوٹھ جائینگے مر کے
رحم آ ہی گیا اونکو کیا اسنے جو نالا ✤
ظالم کا گذر بھی مرے گلشن مین نہوگا
انشا کو محبت کو پڑا ہون کیون مین کسی سے
اے ہمنفسو خوش ہو رہائی ہو مبارک
کھینچینگے کشش سے تری تصویر خیالی
کیا پوچھتے ہو کیون مرے گر پڑتے ہین آنسو
جب چاہتے ہین جا کے کہین لیتے ہین بخیر
جب تک وہ جیا غم کے پہاڑ اوسپہ گرائے
اے جان جہان میت عاشق کو نہ پوچھو
تسکین جگر قوت دل ہوتی ہے پیدا
کیا پوچھتے ہو قصۂ فرہاد کو مجھسے ✤
پتھر اوٹھا کوئی کرتا ہے بھلا تا ہے کوئی
عالم ہے جو تجھ پہ تو اونہین رشک ہی ناحق

آباد رہو تم تمہین ناشاد سے کیا کام
ہین ضبط یہ نازان اونہین فریاد سے کیا کام
سایہ نہین جنکا اونہین ہمزاد سے کیا کام
فانی ہین ہمین اس ابد آباد سے کیا کام
نکلا ہے ہمارا دل ناشاد سے کیا کام
ہون بلبل سدرہ مجھے صیاد سے کیا کام
الہام ہوا ہے مجھے استاد سے کیا کام
کیون کڑھتے ہو تمکو مری میعاد سے کیا کام
مانی سے غرض کیا ہمین بہزاد سے کیا کام
تم خوش ہو تمہین عشق کی افتاد سے کیا کام
زندان مین بلا قید ہو میعاد سے کیا کام
پھر جان دی شیرین نے تو فرہاد سے کیا کام
آزاد کیا جسکو اوس آزاد سے کیا کام
اے یار نکلتی ہین تری یاد سے کیا کام
تمکو کسی سودائی کی روداد سے کیا کام
لیتا ہون مین طفلان پریزاد سے کیا کام
یوسف کو ترے حسن خداداد سے کیا کام

آئے ہین تماشائے جنون کو مری ورنہ
اس بخیہ سے طفلان پریزاد سے کیا کام

فریاد کرے کوئی تو وہ کہتے ہین ہنسکر
ہون موجد بیداد مجھے داد سے کیا کام

دم بھر مین قضا کرہی گئی ساتھ ہی اوسکے
شیرین تو کہا کرتی تھی فرہاد سے کیا کام

بیجرم شرف کون گلا کاٹے گا میرا
خونی مین نہین ہون مجھے جلاد سے کیا کام

وہ جھروکے سے جو جھلکے تو کہین یار سے ہم
سر کو ٹکراتے ہین پھرون تری دیوار سے ہم

گل کی بنیاد نہ تھی جب سے قفس مین ہین اسیر
نام تو سنتے ہین واقف نہین گلزار سے ہم

قیدی عشق کی ہوتی ہے رہائی کیونکر
پوچھتے پھرتے ہین اک ایک گرفتار سے ہم

ساتھ لیجا کے وہ کہتے ہین مجھے محفل مین
ایک سودائی پکڑ لائے ہین بازار سے ہم

للہ الحمد لہو دل کا ہمارے چاٹا +
سرخرو ہو گئے ظالم لب سوفار سے ہم

ترچھی چتون کبھی اوسکی نہین ہوتی سیدھی
خوبرویون مین جسے دیکھتے ہین پیار سے ہم

محو ایسے ہین کہ محبوبۂ عالم سمجھے
ہو کے بیتاب جو لپٹے تری تلوار سے ہم

خوب ہی داغ جگر عشق مین ہنتے پائے
لے چلے پھول عجائب ترے گلزار سے ہم

جسکی باتون مین مزا ہے نفس عیسیٰ کا
ہم سخن ہوتے ہین اوسکے لب گفتار سے ہم

پاسداری جو ہوئی خواب عدم کی ہمکو
پھر خبر بھی نہوئے طالع بیدار سے ہم

آج تو دولت دیدار لٹا دے اے یار
آگے محروم نہ جائین تری سرکار سے ہم

مرکے بھی اوس شہ خوبان کی نہ صورت دیکھی
خواب مین بھی نہ مشرف ہوے دیدار سے ہم

نیند اوس شوخ ستمگر کی اوڑا دیتے ہین
حشر ڈھا دیتے ہین زنجیر کی جھنکار سے ہم

کسقدر رہے ہمین ایذا کے اوٹھانے کا مزا
زنگ دل صاف کیا کرتے ہین زنگار سے ہم

وجہ کیا رسم تعلق مین جدا کرنے کی
دل چھیدیگا تو چھڑانے کی نہین خار سے ہم

آگ دل مین نہ لگا دے کہین رفتہ رفتہ
اے شرف ڈرتے ہین اس آہ شرربار سے ہم

ترے واسطے جان پہ کھیلینگے ہم یہ سمائی ہے دلمین خدا کی قسم

رہ عشق سے اب نہ ہٹیں گے قدم ہمیں اپنے ہی صدق و صفا کی قسم

مرے پرزے اگرچہ اوڑائیگا تو گل زخم سے مہکی گی عشق کی بو
کھینچے تیغ تری تو گردن گلو ہے مجھے تیرے ہی جور و جفا کی قسم

مرا نام جو یار ہے پوچھ رہا میں بتا دون تجھے جو لقب ہے مرا
مجھے کہتے ہین کشتۂ ناز و ادا ترے غمزۂ ہوش ربا کی قسم

لب گور اگرچہ جدائی مین ہون مگر آئینہ دل کی صفائی مین ہون
ترا محو خدا کی خدائی مین ہون مجھے اپنے ہی عشق و وفا کی قسم

کیے تمنے جو ظلم وہ مین نے سہے مری آنکھون سے برسون ہی اشک بہے
کوئی غمزہ و عشوہ اب اوٹھا نہ رہی تمہین اپنے ہی ناز و ادا کی قسم

شب ہجر مین آنکھ جو بند ہوئی تری زلف کی یاد دو چند ہوئی
مرے سانس اوبھ کے کمند ہوئی مجھے تیری ہی زلف دوتا کی قسم

تری چال سے حشر بپا جو کیا ترے خوف سے حال مرا یہ ہوا
ہوئی جاتی تھی روح بدن مین فنا مجھے آمد روز جزا کی قسم

مرا ہاتھون مین خون ملو تو ذرا تمہین دیکھو تو رنگ دکھاتا ہے کیا
کرو آج نمود شہید ادا تمہین شوخی رنگ حنا کی قسم

کہا لیلی نے ہے مجھے قیس کا غم مرے دل کو ہے اسکی جنون کا الم
نہین چین جدائی مین اب کوئی دم اوسی وحشی بے سر و پا کی قسم

ترے بزم کا مثل ہی یار نہین کہ جہان مین یہ نقش و نگار نہین
کہین تیرے چمن سی بہار نہین مجھے باغ ارم کی فضا کی قسم

غم دولت وصل مین ہو کے حزین رہ عشق و وفا مین ہین خاک نشین
ہوس اب ہمین جاہ و حشم کی نہین چین تیرے ہی نشو و نما کی قسم

یہ دعا ہے قفس مین برائے چمن کہ گلون سے خدا نہ چھڑائے چمن
مجھے رکھتی ہے زندہ ہوائے چمن گل و غنچہ و باد صبا کی قسم

ترا شیفتہ ہون مری تجھمین ہے جان تہ تیغ نہ کر مجھے جان جہان
مرا غصے مین آکے مٹا نہ نشان تجھے جاہ و جلال خدا کی قسم

یہ ہوس ہے کہ درد جگر مین مرون جو مسیح بھی آئے تو دم نہ بہرون
کبھی تیرے سوا نہ علاج کرون مجھے تیرے ہی دست شفا کی قسم

شرف اوسنے دیے ہمین سیکڑون دم رہی طینت صاف سے پاک ہی ہم
کہی بات اگر تو سچ ہی کہی کبھی جھوٹ نہ بولے خدا کی قسم

مر جائینگے نکل کے تری انجمن سے ہم
بلبل نہین چمن کے جو بہلین چمن سے ہم

جاتے ہین اوس رحیم کے پاس اک کفن سے ہم
جلنے کا لطف اوٹھائینگے اس پیرہن سے ہم

قاتل کا ظلم و جور فرشتون پہ کھل نہ جائے
زخم اسلیے چھپائے ہوئے ہین کفن سے ہم

حسرت جو ہوگی حشر کے دن وصل یار کی
تصویر بن کے نکلینگے اپنے کفن سے ہم

زنجیر سے نہ رکتے تھے یا ہم وہ شیر تھے
یا ہل سکے نہ بندش تار کفن سے ہم

برسون سے جسپہ مرتے تھے آج اوسکے نام پر
کرتے ہین اپنی روح کو آزاد تن سے ہم

بیخود کیا تھا سوز نہانی نے اسقدر
نکلے تھے گھر مین آگ لگا کر وطن سے ہم

الفت مین جان دینگے جو منھ سے کہا کہا
مر جائینگے پھرینگے نہ اپنے سخن سے ہم

پھول اسمین بھر دے قبر کی مٹی نکال کے
روح آئے جسم مین تو کہین گورکن سے ہم

چشم سیہ کسی کی جنون مین جو آئی یاد
صحرا مین خوب روئے لپٹ کر ہرن سے ہم

حسرت تھی مر کے دفن وہین ہو تو ای شرف
مجبور ہو کے نکلے ہین اپنے وطن سے ہم

ناحق و حق کا اونہین خوف و خطر کچھ بھی نہین
بیخبر ہین وہ زمانے کی خبر کچھ بھی نہین

دھوم ہی دھوم تھی مدفن کی مگر کچھ بھی نہین
خاک اس گھر مین بسر ہوگی یہ گھر کچھ بھی نہین

ہاے افسوس ہوئی کونسی صحبت برخاست
شب کو معراج مین تھی وقت سحر کچھ بھی نہین

کہ رہی ہے یہ مرے دل سے محبت اوسکی
ہون تو اکسیر مگر مجھ مین اثر کچھ بھی نہین

آ رہی ہے یہ صدا گور کے سناٹے سے
مین وہ عالم ہون جہان شام و سحر کچھ بھی نہین

اس نزاکت سے تو مین کاہیکو بسمل ہونگا
تم چھری پھیرتے ہو مجھکو خبر کچھ بھی نہین

ہاتف عشق تو کہتا ہے ادہر سب کچھ ہے
عالم یاس یہ کہتا ہے اودہر کچھ بھی نہین

آنکھ پھر جاتی ہے معشوقون کی مایوسون سے
غمزدہ کچھ نہین حسرت کی نظر کچھ بھی نہین

تربت قیس سے کہتی ہے لپٹ کر لیلی
ہم تڑپتے ہین پڑے تمکو خبر کچھ بھی نہین

منزل گور مین کیا جانئے کیا گذرے گی
تازہ وارد ہین ابھی ہمکو خبر کچھ بھی نہین

لن ترانی کی جو تاکید ہی اے دل یہ کھلا
تاب دیدار مین منظور نظر کچھ بھی نہین

خواب دیکھا تھا کہ تھا وصل کی شب کا سامان
جشن تھا رات کو ہنگام سحر کچھ بھی نہین

اوسکو گہری اسے یہ وہی چہری اودا کیا
زخم دل کھاؤ ہوا زخم جگر کچھ بھی نہین

رشتہ جان سے بھی نازک ہی وہ باریکی مین
گل کی رگ پھر ہی گداز اوسکی کمر کچھ بھی نہین

قبر مین حورون کے آنے کا اوٹھائین کیا لطف
دیدہ و جسم و دل و جان و جگر کچھ بھی نہین

راس آجائیگی جسکو وہ اوسے چاہینگے
پھر محبت مین سبھی کچھ ہی اگر کچھ بھی نہین

مطمئن ہون رہ عصیان مین تری رحمت سے
وہ مسافر ہون کہ تشویش سفر کچھ بھی نہین

اے شرف ہر گل مقصود کے ہر سو بوچھار
واہ اے خوبی قسمت کہ ادہر کچھ بھی نہین

پایا ترے کشتون نے جو میدان بیابان
شان چمن خلد ہوئی شان بیابان

دیوانہ ترا مر کے ہوا زندہ جاوید
روح اوسکی جو نکلی تو ہوئی جان بیابان

مجھسا بھی جہان مین کوئی سودائی ہوگا
سمجھا سحر قیس کو ایوان بیابان

ویرانہ نشینی ہے ازل سے مری جاگیر
قسمت نے دیا ہے مجھے فرمان بیابان

وحشت پہ مری آہوون کے بہتے ہین آنسو
حیرت پہ مری روتے ہین حیوان بیابان

ہے عالم ہو تربت مجنون کا مجاور
سناٹے کا عالم ہے نگہبان بیابان

جس روز مرے ہوش کے ہمراہ اوڑینگے
دم توڑ کے مر جائینگے مرغان بیابان

اک دن بھی نہ موقوف ہوا خاک کا اوڑنا
کیا کیا نہ کیا قیس نے سامان بیابان

پروا تھی نہ بستی کی نہ تھی یاد وطن کی
اللہ ری مدہوشی و نسیان بیابان

رہتے ہین مرے گرد پریزاد ہزارون
ہون عالم وحشت مین سلیمان بیابان

لیلی یہ جو عالم ہے تو مجنون بھی ہے خوشرو
وہ حور بیابان ہی وہ غلمان بیابان

اس طبقے کی منظور جو کی تمنے تباہی
برباد ہی ہوئی دست و گریبان بیابان

افسوس ہی اوس نجد کو مجنون سے لیا یا
لیلی جسے کہتی ہے بیابان بیابان

دل کھول کے جی چاہتا ہی خاک اوڑاوت
پھرنے کو ملا ہے مجھے میدان بیابان

جسدن سے بنی ہے ترے دیوانے کی تربت
پھرتے ہین پریزاد بھی قربان بیابان

شیرون کے ہلا ڈالے ہین دل اسکے جنون نے
مجنون ہے کہ ہے رستم دستان بیابان

جسوقت شرف لیلی و مجنون نے قضا کی
اک غل ہوا رخصت ہوے مہمان بیابان

●

رہا کرتے ہین یون عشاق تیری یاد حسرت مین
بسے رہتے ہین جیسے پھول اپنی نکہت مین

کبھی احسن و فا ہو کر جو یہ تصویر وحدت مین
خدا کا نور شامل ہو گیا انسان کی صورت مین

نہین ہے لذت دنیا و ما فیہا جو قسمت مین
خدا معلوم حصہ ہے مرا کس خوان نعمت مین

صفائی رخ بڑہی ایسی ہوا آئینہ حیرت مین
ہوا فی مین نظر آنے لگا منھ اوسکی صورت مین

پھلون پھولون کا مین دنیا سی جا کر باغ جنت مین
ازل سے پرورش ہوتا ہون مین گلزار جنت مین

محل عشق مین جو خون مشتاقون کا بہتا ہے
ہوا کرتی ہین رنگ آمیزیان اسکی عمارت مین

کرو ایسی ادائین ہمسے ہم تصویر ہو جائین
رہین ہم اور تم اک جان دو قالب ہو کے خلوت مین

ملی ہے میری قسمت سی مجھے نعمت توکل کی
جو مرغوب خدا ہین وہ مزے ہین اسکی لذت مین

خدائی وجد کرتی ہے جہان مین چہچہاتا ہون
ہزارون مین ہون اک بلبل ترے گلزار قدرت مین

نماز پنجگانہ مین بھی ہر جا ذکر اوسی کا ہے
تشہد مین اذان مین سجدے مین نیت مین رکعت مین

مچل جانے پر اس نافہم کے رحم اوسکو آیا ہی
لیا ہے میرے طفل اشک کو دامان رحمت مین

دل آزاری کا ہمصورت سی اپنی مشورہ لینگے
الٰہی خیر آئینہ طلب ہوتا ہی خلوت مین

مرے پر بھی شرف کی دونون آنکھین ڈبڈبائی ہین
خدا جانے کہ دم نکلا ہی انکا کسکی حسرت مین

ہوا جاتا ہوں خود رفتہ وطن جانے کی حسرت مین
روانہ روح قالب سے ہوئی جاتی ہے فرقت مین
نہ کہواے زبان فریاد اوسکی بزم عشرت مین
تصور مین کسی کے اس طرح کا سوچ رہتا ہے
جب اونکی بارگاہ خاص مین تا ہون مین جا کے
چلی آتی ہین حورین سونگھنے کو باغ جنت سے
لرزتا ہون جو ڈر ڈر کر نگاہ قہر سے اونکی
مری میت اوٹھا کر تیرے کوچے مین جیلا ئی ہین
سلا کر گور مین مجھکو خبر تو میری لی ہوتی +
یہ دونون یا الٰہی کس نگین دل کے ٹکڑے ہین
حقیقت مین اگر اوس سے رجوع قلب ہو جائے
شروع درد دل مین سیالنس وہ رہ کر اٹکتی ہے
خدا کو مان کے اومنزل مقصود نزدیک آ
تمہاری بارگہ مین قید ہوئین ہون وہ دیوانہ
ہنونے پائے بوسیدہ کفن ای پاک دامانی
ہوئے جاتے ہین کیون موم استخوان کیون دل پگھلتا
ملا کر خاک مین ہمکو مٹا ڈالا سٹا ڈالا
ہم آغوشی کی حسرت مین تراجب مین تڑپتا ہون
کسی حسرت زدہ کی کچھ نظر بازی نہین چلتی
فساد غم وہی ظالم کرے فیصل تو فیصل ہو
جہانتک جسقدر عالم ہوا اوسیر اوسقدر کم ہے
کسی ظالم کی حسرت کر رہی ہے نیم جان مجھکو
دکھا دیتے ہو تم دل کو تو پڑھ جاتا ہے دل میرا

یہ منزل ہوگی طے کیونکر پڑا ہے پھیر قسمت مین
خبر لے اومسیحا مردنی پھرتی ہے رحمت مین
کوئی آواز طوطی کی نہین سنتا ہے نوبت مین
کہ جیسے ہوتی ہے حسرت زدہ تصویر حیرت مین
تو آنسو ڈبڈباتے مین نگاہ خود دیدولت مین
ترے گلشن کے پھولون کی جو بو آتی ہے تربت مین
اشارے سے وہ کہتے ہین تجھے بھیدین گا رحمت مین
خدا سے جا نہین سکا یہ جنت پائین حیرت مین
کہ اک کروٹ پڑا ہون مدتون سے ایک حالت مین
جو اک مہر نبوت مین ہے اک مہر امامت مین
تو دن الہام مین گذرین ہین گذرین بشارت مین
کمی مین تو یہ کھینچی ہے کیا ہونا ہے شدت مین
سے کیے دیتی ہے تیری جستجو بیدم مسافت مین
اسیری مین یہی رکھتے ہو مجھے اپنی حفاظت مین
یہی پہنے ہوئے جاتا ہے انبوہ قیامت مین
ڈرا ہون نام سے کسکے کہرا ہون کسکی عبرت مین
خوشی اوسکی یہی معبود کی آیا مشیت مین
تو حورین دوڑ کر مجھسے لپٹ جاتی ہین جنت مین
وہ آنکھون مین یہی پھرتے ہین تو چھپتے ہین لبعارت مین
یہ وہ جھگڑا نہین لیجائیے جسکو عدالت مین
دیا ہے کم سنی نے ہاتھ اسکا دست قدرت مین
خیانت ہو رہی ہے حق تعالیٰ کی امانت مین
خوشی ہوتا ہون ایسا مین کہ ہنس دیتا ہون قسمت مین

وطن مین اب وہی ہمکو جو بھیجے گا تو جاؤنگی
نکلوا کر کیا آدم کو داخل جسنے جنت مین

اوڑی ہے عالم ایجاد مین شہرت قیامت کی
جسے دیکھو وہ ہی مصروف اپنی اپنی حالت مین

جو صدمے دل پہ گذرے ہین وہ نہین پھر رو سمجھانگی
کیے ہین شکر کے سجدے خوشی ہوکر مصیبت مین

یہ وہ سرکار ہین جنمین خدائی کارخانے ہین
رحیمی ہے امامت مین کریمی ہے نبوت مین

فرشتے چھلتے پھرتے ہین شرق ہر سو تلاطم ہی
ہوئی ہے کونسی دیوانے کی آمد قیامت مین

چونکا ہون جب دیکھ کے اوس گل کو خواب مین
بینائی بیقرار ہے چشم پرآب مین

تھی مجھسے قبر تنگ گھراتھا عذاب مین
الحمد پڑھ کے تمنے ڈھکیلا ثواب مین

لیتے تھے وہ محاسبہ مجھسے عتاب مین
لکھوا لیا رحیمی نے اپنے حساب مین

تحریر پھر نہ آئی جو خط کے جواب مین
کیا جانے لکھ دیا اونہین کیا اضطراب مین

تصویر مردہ ہوکے جو پڑتا ہون شام سے
جاتی ہے کسکے ڈھونڈھنے کو روح خواب مین

ہوتے ہین قتل چاہنے والے جو بیگناہ
کیون صاحبو درست یہ ہی کس کتاب مین

جاتا ہے کوہی یار ہین ہوکر دہوئین کا رنگ
شاید شریک ہین مری آہین سحاب مین

دنیا کا مجھسے لیگا کوئی کیا محاسبہ
بیر اشمار کیا ہے مین ہون کس حساب مین

کھنچا گیا جو اوس گل رعنا کے واسطے
بلبل نے جان ڈوب کر دیدی گلاب مین

بھنوا رہے ہو کونسی نخچیر کے کباب
کسکا کلیجا کاٹ کے رکھا ہے قاب مین

شاداب ہو جو پھول تو پژمردہ پھر نہو
یارب کسی کو موت نہ آئے شباب مین

نازل ہوا ہے قافلۂ لختہائے دل
حسرت کا انتظام ہی چشم پرآب مین

خواب عدم سے پھر جو خبر چونکنے کی ہے
ہوتا ہے کس کے ملنے مین کس انقلاب مین

قدرت سے حسن یار کے آئینہ ہوگیا
اے دل دکھائی دینے لگا منھ نقاب مین

بھولے تے ہو بہشت مین قربانیون کی خاک
ہوتے ہو فیح کرکے بھی داخل ثواب مین

بے رنگ کر رہا ہے لہو کس شہید کا
ایدل سفیدی دوڑ رہی ہی شہاب مین

تیرا کرم جو گور غریبان پہ لا جسے گا
ہوجائیگی بہشت کی خشکی سحاب مین

محبوب بے نیاز بشر کا لقب ہوا
سمجھا ہے غسل سیت بلبل کو مستحب
آنکھون سے بہ رہی ہین لہو ہو کے حسرتین
ممکن ہوا ترے گل رخسار کا تہ رنگ
معشوق کہہ رہے ہین مرے داغ عشق کو
کسنے کیا ہے شربت دیدار کا سوال
اچھا نہین ہے درد اس آزار عشق کا
دل مین جگہ جو دی ہے ترے ذوق شوق کو
اے گلعذار تیرے پسینے کی بو نہ دے
مُنہ سے جو اسطرف نکل آتا ہے چمن کے حسن

شامل ہوئی خدا کی خوشی اس خطاب مین
صیا دوے رہا ہے جو غوطے گلاب مین
شاید ہے کشت وخون دل خانہ خراب مین
کس کس نے خون دل نہ ملایا شہاب مین
ایسی چمک دمک تو نہین آفتاب مین
گھلواتے ہو جو سودۂ الماس آب مین
دق ہو کے مر گئے ہین ہزارون شباب مین
دریا کو لے کے بند کیا ہے حباب مین
خوشبو ہزار پھول کی مہکے گلاب مین
یہ ہے خدا کے نور کا جلوہ نقاب مین

ہو آئے جا کے مطلع محبوب مین شرف
دیکھ آئے دل جو ہوئے سیخ کباب مین

معشوق ہو کے دخل اوسے بیداد مین نہین
راحت نصیب گور کی بنیاد مین نہین
ہے آہ گرم و سرد مین ہر غم کی چاشنی
تیری خوشی ترا کلمہ بھی پڑھو نگا مین
دم بھر ارم مین جانے نہ دیگی کبھی قضا
دم بھر قفس مین اور رہون دم توڑتا ہو نہین
گل تھا جو مین تو بس مین نہ تھا باغبان کے
کس نقش کس نگار کا موجد نہین ہے تو
سرکار کارساز سے جسکو ملا ملا
کسطرح گر کے کوچۂ قاتل سے اوٹھ سکون
کوچے مین اوسکے جا نہین سکتی کسیکی خاک

اتنی تو بات میرے پریزاد مین نہین
کوئی شریک حال اس افتاد مین نہین
کس درد کا مزا مری فریاد مین نہین
مجھکو کلام کچھ ترے ارشاد مین نہین
سیر اس چمن کی قسمت شدا د مین نہین
چھٹتا ہون دیر اب مری صیاد مین نہین
بلبل ہوا تو قابو ہے صیاد مین نہین
نیرنگ کونسا ترے ایجاد مین نہین
حصہ کسی کا حسن خداداد مین نہین
طاقت سنبھلنے کی بھی اس افتاد مین نہین
گرد وغبار اوس ابد آباد مین نہین

دیکھا ہے ہمنے حجم مناجات عشق کا
کیا کیا خدائی مین ہین گناہون کی کثرتین
زنجیر کیا پہنائیگا سودائی کو ترے
اللہ اپنے بندے کو دیتا ہی چپ کی داد
ہرگز قضا نہ چھوڑیگی کوئی کہین چھپے
کسمین نہین خدائی مین نفسانیت کی بو
کیا وجہ ہے جو بلبل و گل مین نفاق ہی
ممکن نہین کہ فاختہ کا طوق اوتار لے
دنرات طائران قفس کی ہے پرورش
خوشبو جو اونمین ہی کسی گل کو کہان نصیب
مجنون کے غم مین جان ہی لیلی کی ضیق مین

مطلب وصال کا کہین اسناد مین نہین
اسپیر ذرا لگی تری امداد مین نہین
عبرت کے مارے جان بہی حدا دمین نہین
آواز اسیلیے مری فریاد مین نہین
جا عافیت کی عالم ایجاد مین نہین
محبوب ذوالجلال کے داماد مین نہین
کیون بول چال قمری و شمشاد مین نہین
اتنا تو حوصلہ کسی حساد مین نہین
عادت عناد کی مرے صیاد مین نہین
رعنائیان وہ ہین کہ جو شمشاد مین نہین
شیرین کو ہو غش اتم فرہاد مین نہین

کیونکر کہونگا حشر مین خونریز اوسی شرف
دھبا بہی خون کا دامن جلاد مین نہین

ترچھی نظر نہو طرف دل تو کیا کرون
ٹھہرے نہ خوبہا سوے قاتل تو کیا کرون
اک رنگ کو جہان مین نہین کوئی مانتا
لپٹا ہون بیگناہ جو دل کو حنا کے ساتھ
پروانہ ہونے کی بہی اجازت نہین مجھے
جاتا گو پریدہ بہی اوڑکر گلون کے پاس
لیلی یہ کہکے جلوہ دکہاتی ہے قیس کو
خود چاہتا ہون ضبط کرون درد شوق مین
منھ چوم لون کہ گرد پھرون دوڑ دوڑ کے
دم راہ شوق و ذوق مین لیتا نہین کہین

لیلی کے ناپسند ہو محمل تو کیا کرون
حق ہو جو خود بخود مرا باطل تو کیا کرون
ہر رنگ مین رہون نہ مین شامل تو کیا کرون
پرسان حال ہو کوئی عادل تو کیا کرون
عالم فریب ہی تری محفل تو کیا کرون
بازو کیا ہے توڑ کے بسمل تو کیا کرون
اوڑنے لگے جو پردۂ محمل تو کیا کرون
دل ہی مرا نہو متحمل تو کیا کرون
ایدل جو ہاتھ روک لے قاتل تو کیا کرون
اسپر بہی طے نہو جو یہ منزل تو کیا کرون

کیونکر نہ جبر دل پہ کرون اپنے اختیار
راحت مین آپڑے کوئی مشکل تو کیا کرون

اک اک سے پوچھتے ہین وہ آئینہ دیکھکر
معشوق پاؤن پیار کے قابل تو کیا کرون

دیدون مین راہ عشق مین جان اوسکی نام پر
ناچار ہون نہو کوئی سائل تو کیا کرون

ٹانکے جگر کے زخم مین کیونکر لگانے دون
گل تیرے باغ کا ہو مقابل تو کیا کرون

آنے کو منع کرتے ہو اچھا نہ آؤنگا +
یہ تو کہو نہ مانے مرا دل تو کیا کرون

شاید مجھے جمال دکھادے وہ اے کلیم
نظارے کا نہون متحمل تو کیا کرون

مرجاؤن ڈوب کر شرف اوس پار یار ہے
کشتی نہو کوئی لب ساحل تو کیا کرون

ناچار ہو نہین اے مرے اللہ کیا کرون
پہلو سے دل کا کوچ ہی ہمراہ کیا کرون

دم بھر کا میہمان ہی نکلتا ہے دم مرا
چھٹتا ہے عمر بھر کا ہوا خواہ کیا کرون

یوسف کو آنکھ اوٹھا کے نہین دیکھتا ہو پھر
ہر دل عزیز اور تری چاہ کیا کرون

کیونکر مرا گذر ہو تری بارگاہ مین
اے بے نیاز کل کے شہنشاہ کیا کرون

رستے رہین بند بہیڑ سی ہی بہیڑ ہر طرف ہین
محشر مین اوسکو ڈھونڈنے کی راہ کیا کرون

چھڑواؤن دل کو کیا مین لٹکولے کے زلف
ہمت خدا بڑھائے تو کوتاہ کیا کرون

لائیگا تو نہ دھیان مین کیسا ہی اوج ہو
اے بے نیاز دہر ہوس جاہ کیا کرون

کیا پوچھنا ہے حسن جوانی یار کا +
یارو بیان قدرت اللہ کیا کرون

دن بھر تو مینے آنسوؤن سے زخم دہوئے ہین
اے مہ لقا علاج شب ماہ کیا کرون

کیونکر دعا کو ہاتھ اوٹھا کر سمیٹ لون
بندہ نواز اسد کو کوتاہ کیا کرون

کسطرح میری قبر مین روزن ہو قدرتی
فردوس کی ہوا کے لیے راہ کیا کرون

تنہائی مزا رسے اللہ دے نجات
پرسان حال کوئی نہین آہ کیا کرون

باتین سنا کے اور وہ بھچنے لائیگا
ظالم کو دل کے زخم سے آگاہ کیا کرون

پہونچا دیا نہ منزل مقصود تک مجھے
بخت رسا نہ ساتھ رہا آہ کیا کرون

دل کو نہ دونگا حسن پرستی کا مشورہ
مین اپنے ہم سرشت کو گمراہ کیا کرون

سنتا تو ہوں سنے گا وہ افسانہ عشق کا
ہوتا نہیں کبھی یہ سچ افواہ کیا کروں

مرنا قبول ہے جگر و دل مسوس کے
ہوگا خلاف ضبط شرف آہ کیا کروں

رلوا کے مجھکو یار گنہگار کر نہیں
آنکھیں ہیں تر تو ہوں مراد اس تو تر نہیں

امید وصل سے بھی تو صدمہ نہ کم ہوا
کیا درد جائیگا جو دوا کا اثر نہیں

دن کو بھی داغ دل کی نہ کم ہوگی روشنی
یہ لو ہی اور ہی یہ چراغ سحر نہیں

تنہا چلیں ہیں معرکۂ عشق جھیلنے
انکی طرف خدائی ہے کوئی ادہر نہیں

خالی صفائی قلب سی بہتر ہے داغ عشق
کیا عیب ہی کہ جسکے مقابل ہنر نہیں

قاتل کی راہ دیکھ لے دم بھر نہ زہر کھا
اے دل قضا کو آنے دے بے موت مر نہیں

کیونکر بیان ہو ایک ہی کروٹ پڑا رہوں
ہوگا مقام گور کی منزل ہے گھر نہیں

رن کہیں پڑینگے جب کہیں دم کھلائیگا وہ شکل
بے کشت خون ہوئی یہ مہم ہو کے سر نہیں

آنکھیں جھپک رہی ہیں مری برق حسن سے
پیش نظر ہو تم سے مجھے تاب نظر نہیں

یارو بتاؤ کسطرف آنکھیں بچھاؤں میں
اوس شوخ کی کدہر کو ہے آمد کدہر نہیں

بندہ نواز سب ہیں رکوع و سجود میں
طاعت سے تنے غافل آپکی کوئی بشر نہیں

پریوں کے پاس جاؤں میں کیوں دل کو کھینچنے
سودا جو مول لوں یہ مجھے درد سر نہیں

درد فراق یار سے دونوں ہیں بیقرار
قابو میں دل نہیں متحمل جگر نہیں

راہ عدم میں ساتھ رہیگی تری ہوس
پروا نہیں نہو جو کوئی ہمسفر نہیں

خلوت سرائے یار میں پہونچے گا کیا کوئی
وہ بندوبست ہی کہ ہوا کا گذر نہیں

اوٹھوا کے اپنی بزم سے دل کو مری نہ توڑ
پہلو میں دیکے جا مجھے برباد کر نہیں

ہستی کدہر ہے عالم ارواح ہی کہاں
غفلت زدہ ہوں مجھکو کہیں کی خبر نہیں

زنجیر اوتر گئی ترا دیوانہ مر گیا
سناٹا قیدخانے میں ہی شور و شر نہیں

چندرا کے مجھکو بولے وہ آخر جو شب ہوئی
فق ہو گیا ہے رنگ کسیکا سحر نہیں

برپا ہے حشر و نشر جو رفتار یار سے
یہ کونسا چلن ہے قیامت اگر نہیں

در نجف تو جسم ہی اوس نازنین کا
موئے نجف مین بال پڑا ہے کمر نہین

دیدار کا لگا کے مین آیا ہون آسرا
امیدوار ہون سے مجھے مایوس کر نہین

یاروستم ہوا ہوئی آخر شب وصال
سینہ شرف پہ کوٹ رہی ہین گجر نہین

الٰہی خیر جو شروان نہین تو یہان بھی نہین
تامل اسمین اگر وان نہین تو یہان بھی نہین

کچھ اونکے گھر سے نہین کم ہمارا خانۂ دل
جو آدمی کا گذر وان نہین تو یہان بھی نہین

وہ جان لیتے ہین ہم اونپہ جان دیتے ہین
نصیحتون کا اثر وان نہین تو یہان بھی نہین

مرے مٹینگے ہم ایدل یہی جو چشمک ہے
صفائی مد نظر وان نہین تو یہان بھی نہین

کریگا ناز تڑپنے مین ہمسے کیا بسمل
کمی درد جگر وان نہین تو یہان بھی نہین

وہ تیغ زن ہین تو ہم بھی جگر پہ دینگے
جو احتیاج سپر وان نہین تو یہان بھی نہین

وہ بیخبر ہین جہان سے تو ہم ہین خود رفتہ
زمانے کی جو خبر وان نہین تو یہان بھی نہین

خجل ہین گالون سے اونکے ہماری داغون سے
فروغ شمس و قمر وان نہین تو یہان بھی نہین

تم آئینے ہین یہ کس نازنین سے کہتے تھے
بغور دیکھ کمر وان نہین تو یہان بھی نہین

شب مزار سے کچھ کم نہین ہی شام فراق
اگر امید سحر وان نہین تو یہان بھی نہین

وہ گالی دینگے تو بوسہ شرف مین لی لونگا
لحاظ پاس اگر وان نہین تو یہان بھی نہین

دیا ہے دل اونہین اسیر تہ شمشیر ہوتے ہین
کوئی پرسان نہین ہم قتل بے تقصیر ہوتے ہین

حسینون کو خدا نے حسن کی سانچے مین ڈھالا ہی
حقیقت مین یہ سب آئینہ رو تصویر ہوتے ہین

در دولت پہ بلوایا ہی اوسنے مجھ مقید کو
گریبان گیر جو ہوتے تھی دامنگیر ہوتے ہین

نشانے تجھسے اوڑاتا جو مجھ مین اونکی دل ہوتے
تری ترکش مین اے سفاک جتنے تیر ہوتے ہین

خدا محفوظ ہی رکھے عدالت سی حسینون کی
ستم ہے بیگنہ بھی واجب التعذیر ہوتے ہین

ہوے ہین اوس شکار افگن کے جو نخچیر فریادی
پر اونکے کھنچتی ہین آنکھون مین اونکی تیر ہوتے ہین

ہوس دولت کی رکھتا ہی تو خدمت کر فقیرون کی
انہین لوگون مین اکثر صاحب اکسیر ہوتے ہین

نشانے تاک کر اس اس ادا سے یار اوڑاتا ہی
تماشا دیکھنے والون کے دل نخچیر ہوتے ہین

کسی کی کشتے ہو کر گرد برباد اوٹھتے ہین دنیا سے
شہادت نامے خاک پاک سے تحریر ہوتے ہین

نہین کرتے وہ باتین عالم رویا مین بھی ہمسے
خوشی کے خواب بھی دیکھین تو بے تعبیر ہوتے ہین

پہونچتے ہین جو اونکی بزم مین حسن رسائی سے
وہ خوش اقبال ہوتے ہین وہ خوش تقدیر ہوتے ہین

کبھی تو گوشۂ دامن کے پکڑ لینگے وہ دل اپنا
کہین نالے غریبون کی بھی بے تاثیر ہوتے ہین

نہین پرسش وہ کر سکتے ہی داغ الفت کی
وہان ایسے خرابی ذہ داخل توقیر ہوتے ہین

زمانے بھر مین اوڑتے بھی نشانے کو نہ چھوڑینگے
پری پیکر وہ ہین بیدار اونکے پیر ہوتے ہین

ہمارے بعد لیلیٰ رہیو تو مجنون سے صحرا مین
خدا حافظ ترا ہم رشتۂ زنجیر ہوتے ہین

عمارت کا ہوا ہی ابتو شوق اوس شاہ خوبان کو
شرف لعل و زبرجد کے محل تعمیر ہوتے ہین

چلتے ہین گلشن فردوس مین گھر لیتے ہین
طی یہ منزل جو خدا چاہے تو کر لیتے ہین

عشق کسواسطے کرتے ہین پریزادون سے
کسلیے جان پر آفت یہ بشر لیتے ہین

دیکھنے بھی جو وہ جاتے ہین کسی گھائل کو
اک نمکدان مین نمک پیس کے بھر لیتے ہین

خاک اوڑ جاتی ہے ستھرا ادا دہر ہوتا ہے
نیمچا کھینچ کے وہ یاک جدھر لیتے ہین

ہین وہ بیمار ہون اللہ سے جا کے عیسی
مرے لسخون کے لیے حکم اثر لیتے ہین

یار نے لوٹ لیا مجھ وطن آوارہ کو
لوگ غربت مین مسافر کی خبر لیتے ہین

اسطرف ہین کہ جھروکے مین ادھر بیٹھے ہین
جائزہ کشتون کا اپنے وہ کدھر لیتے ہین

ٹھیک اوس رشک چمن کو وہ قبا ہوتی ہی
ناپ کر جسکی رگ گل سے کمر لیتے ہین

کچھ ٹھکانا ہی پریزادون کی بیرحمی کا
عشقبازون سے قصاص آٹھ پہر لیتے ہین

یہ نیا ظلم ہے غصہ جو اونہین آتا ہے
بیگناہون کو بھی ماخوذ وہ کر لیتے ہین

شہرت اوس صید وفادار کی اوڑ جاتی ہی
تیر مین جسکے لگانے کو وہ پر لیتے ہین

کہتے ہین حورون کی زلفین ترے کشتون کے تئین
اسلیے خون مین نہا کر وہ نکھر لیتے ہین

کسقدر نامہ و پیغام کو ترسایا ہے
بھیجتے ہین خبر اپنی نہ خبر لیتے ہین

دم نکلتے ہین کلیجون سے لہو جاری ہے
سانس اولٹی ترے لفتیدہ جگر لیتے ہین

چل کھڑے ہونگے تو ہستی مین پہر ٹھہرینگے
جانبجان چند نفس دم یہ بستر لیتے ہین

ہی اشارہ بہی سو ہاے مژہ کا اونکی
ہم وہ نشتر ہین کہ جو خون جگر لیتے ہین

سامنا کرتے ہین جسوقت گدا کا تیرے
بادشہ تخت روان پر سے اوتر لیتے ہین

سکۂ داغ جنون پاس ہین رہنا ہشیار
لوگ رستے مین شرف جیب کتر لیتے ہین

غم کا معشوقون سے افشا ہی زبان اچھا نہین
دشمنون مین صدمۂ و غم کا بیان اچھا نہین

یاد ہی رکہنا کہ ہوجائے گی مفقود انجمن
بے ٹھکانے کوچ اے عمر روان اچھا نہین

عالم ارواح کی دنیا مین بے فکری کہان
پہر چلو یارو وہین رہنا یہان اچھا نہین

چاشنی چکھ لی اجل کی ہونٹ اونکے چوم کر
ہم نہ کہتے تھے یہ چسکا ہی زبان اچھا نہین

دل پکڑ لیتا ہون اکثر دفعتہً مرجاونگا
یار سے ظاہر کرون درد نہان اچھا نہین

دور بہاگین گے تلون سے ترے قائم مزاج
دمبدم کا انقلاب ای آسمان اچھا نہین

دم نکلجائیگا نکلے گی نہ پہر آواز بہی
اے دل شوریدہ انجام فغان اچھا نہین

منہ تمہارا چوم لونگا مجہپہ کہینچو گے جو تیغ
جان پر کہیلا ہون میرا امتحان اچھا نہین

خون بلبل کا نہ دے تو مشورہ صیاد کو
اس شگوفے کا تو کہلنا اے باغبان اچھا نہین

تو نہین ملتی تو ہم بہی تجھکو ملنے کے نہین
تفرقہ آپسمین اے عمر روان اچھا نہین

کیجیے پردہ نہ گستاخون سے گستاخی معاف
بیقرارون سے حجاب ای جانجان اچھا نہین

گریۂ شبنم پہ غنچے مسکراتے ہین بہت
اس تبسم کا مآل اے باغبان اچھا نہین

جان کا ڈر ہستئ موہوم کی منزل مین ہے
کیون یہان اوترا ہوا ہی کاروان اچھا نہین

بار رہجائیگا اے دل یاد کر اللہ کو
بیٹھنا رونا یہ ہنگام اذان اچھا نہین

عشقبازی سے نہ کرنا دل کی نسبت ای شرف
بے مروت ہی یہ اسکا خاندان اچھا نہین

ہی بہر اکس بیگنہ کا خون تری شمشیر مین
کون تہا وہ صید جسکے پر لگے ہین تیر مین

تیغ ابرو سا بھلا دم خم کہان شمشیر مین
غیر ممکن ہے جوانی کا جتنا ہو پیر مین

کھینچکر نقشا مصور نے مرے خونریز کا
رنگ گر بدلے لہو بھر بھر دیا تصویر مین

شام کو دروازہ زندان کا کہین ہوتا ہی بند
قفل پڑتا ہی پھر دن سے مری زنجیر مین

حق تعالی یہ بہی قدرت ای مصور دی تجھے
جان بہی پڑ جاے تجھسے یار کی تصویر مین

دیکھتا ہون عالم رویا مین وہ حسن و جمال
دخل یوسف کو نہین جس خواب کی تعبیر مین

آب و تاب اسکی جو دیکھی برق نے مانگی پناہ
کس ستم کی ہے چمک ظالم تری شمشیر مین

اے قدر انداز کہتے ہین لب معشوق سے
چھد گیا ہی دل مرا سوفار ہو کر تیر مین

محو ہو جاتا ہی تم ہوتے ہو جس سے ہمکلام
سحر ہے باتون مین یا اعجاز ہے تقریر مین

جانجان کیا سوچتے ہو رکھ کے گردن پر چھری
ہاتھ کو روکا ہی کیون کیا دیر ہے تکبیر مین

دیکھکر اوسکو جو مین کرتا ہون اطمینان چشم
خون اوترآتا ہے اوسکے دیدۂ تصویر مین

دل دیا تہا مینے اوسکو اوسپر اوسنے جان لی
صاحبو یہ کونسی تقصیر تہی تقصیر مین

اوسنے گلشن کے مرقع کی جو کی سیر ای شرف
بوے گل آنے لگی گلدستۂ تصویر مین

روح قالب مین نہین کوئی ہوس دلمین نہین
جان مجنون مین نہین لیلا جو محمل مین نہین

گل ہین پژمردہ پڑے شہر خموشان ہی چمن
جانجان بیدم ہی مجمع تو جو محفل مین نہین

ہوگئی گھس گھس کے کمزور اب کسی کہڑکا نہین
ای جنون جہنکار کی طاقت سلاسل مین نہین

مجتمع ہین اپنے اپنے خونبہا کے واسطے
لپٹی ہین روحین یہ جوہر تیغ قاتل مین نہین

کیا چہا کر سرخرو ہونگا لب سوفار کو
اک لہو کی بوند بہی اب تو مرے دل مین نہین

کیا کوئی ملک عدم سے لائیگا اوسکی خبر
جس مسافر کا پتا پہلی ہی منزل مین نہین

گرد ہتی تہی لیلی تو یہ کہہ کر سمجہاتے تہے لوگ
خار اک سنبل مین ہی مجنون سلاسل مین نہین

عاشق و معشوق سے ہین صحبتین معراج مین
قدسیون کی بہی رسائی اونکی محفل مین نہین

ہون بہت بیتاب رونے دو نہ سمجہاؤ مجھے
صبر کی اسوقت گنجائش مرے دل مین نہین

نشئہ عشق حقیقی چاپلوسی مین کہان
حق پرستی مین جو کیفیت ہی باطل مین نہین

سنکے کیون چپ ہو رہے جلوہ نمائی کا سوال
دولت دیدار کیا تقدیر سائل مین نہین

ہو رہا ہے سر دوپارے لہو کے چھینٹ چلکے
تم تک آئیگا نہ خون اب ہم بہی بسمل مین نہین

حسن عالمگیر کا سکہ پڑا ہے اے شرف
مہر کی ہے عاشقی نے داغ یہ دل مین نہین

تو نہین جس بزم مین اوسمین کوئی خوشدل نہین
بزم ماتم ای پری پیکر وہ ہے محفل نہین

خیر ہے کیون آج قتل عام اے قاتل نہین
شوق ہے خونریزیون کا سامنے بسمل نہین

زندگانی کا بہروسا کرکے کچھ حاصل نہین
کیا یہ مشکل فن ہے جس فن مین کوئی کامل نہین

اسقدر کاہے جو پردہ اٹھنے نا حسن کو
کیا مری آنکھین تیرے دیدار کے قابل نہین

گل مین خوشبو آرزو دلمین پریزادون مین حسن
روح عیسی جان ہوتے تو کہان داخل نہین

مین نہ مانونگا تڑپنے دو نہ فہمائش کرو
چپ رہو بس چپ رہو قابو مین میرا دل نہین

کسکو راہ عاشقی مین جان اپنی بخشدوست
شوق وہمت کا تقاضا ہے کوئی سائل نہین

خاک سے کشتون کی تیری ہر چمن کی ہے سرشت
کو لینے گل مین شہیدون کا لہو شامل نہین

میرے دلمین آکر اے لیلی کی مجنون جا نہ ڈہونڈہ
اک طلسم حسن کا شیشہ یہ ہے محمل نہین

حضرت موسی تو عاشق ہون مسیحا دم بہرین
ہم ہی مٹجاینگے تم پر کیا ہم اس قابل نہین

سب طرح کی ہے مجہے تیری کرمی سے امید
جہیلنے والے جو ہین اونمین ترا سائل نہین

سو رہا ہون چین سے کہدوا کی تربت دیکھ لو
ہے مری میت امانت نعش گل در گل نہین

سب مسافت گور کی دم بہر مین طی ہوجائیگی
دو قدم کی راہ ہے کوسون کی یہ منزل نہین

دوڑتا پہرتا ہے یہ نخچیر پہیر دو پہر چہری
ہم نہ کہتے تہے ابہی اچہی طرح بسمل نہین

بے وطن ہوکے نہو مایوس اے دل وصل سے
منزل راہ وفا ہے گور کی منزل نہین

انقلاب اوسکے تلون کا مرقع ہے شرف
جسکی الفت مین سوا مٹنے کے کچھ حاصل نہین

پہرا کرتی ہے اوس محبوب کی تصویر آنکھون مین
سمایا ہے ازل سے حسن عالمگیر آنکھون مین

نگاہین جو لڑائین اوس پریرو کی نگاہون سے
لب معشوق ہوکر رہگئے دو تیر آنکھون مین

ہماری حسرت دیدار کے حسن تصور نے
وہ بسمل ہون کہ صورت بھی نہ دیکھی اپنے قاتل کی
غم محبوب مین گھل گھل کے جسکا دل ہوا آنسو
مجھے زور جنون اٹھلا کے اپنا کیا دکھاتا ہے
یہ کس یوسف کا عالم عالم رویا مین دیکھا ہے
نشانہ خود مین ہوتا دیکھتا تیری جو صیادی
وہ گردش مجھکو دکھلاتی ہین حسرت اوسکو دکھلانا
لہو ہو کر نکلتے ہین جو دو آنسو تو آتا ہولت
جمال اپنا کبھی تو مردم دیدہ کو دکھلا دے
جہان مین قاتل عالم سنا ہے ہمنے جسدن سے
نہ آئیگا وہ ظالم اپنی منزل کھوٹی کرتا ہے

کیا ہے ایک پری سی شکل کو تسخیر آنکھون مین
رہا اندھیر کا عالم دم تکبیر آنکھون مین
یہ اوسکے آبروپائی ملی جاگیر آنکھون مین
سماتی بھی نہین مجنون تری زنجیر آنکھون مین
جو مردم آبدیدہ ہین پے تعبیر آنکھون مین
بدل رکھتا اگر رہتے ترے نخچیر آنکھون مین
اگر دو دن کو آرہتی مری تقدیر آنکھون مین
الٰہی کسکے جادو کی ہوئی تاثیر آنکھون مین
یہ دونون ہی کرین تحسین کی تقریر آنکھون مین
ترا دم بھر رہے ہین پھرتی ہے شمشیر آنکھون مین
سفر کر جائیے دم کرتا ہے کیون تاخیر آنکھون مین

کسی محبوب پر بس بس کے سرمہ تم جو ہو جاؤ
شرف تمکو جگہ دین سب جوان و پیر آنکھون مین

رہیگا بلبل سدرہ کو جدای جانجان برسون
ہماری عمر دن کی دھوپ شب کی اوس مین گذری
کہین بھی جب نہ تجھکو عالم ارواح مین پایا
گل شاداب کا صدمہ بجا ہے باغبانون کو
نہ کھا کر دل عنادل کا ہوا صدمہ وہ دونون کو
لحد مین پوچھتی ہین آکے روحین روح میری
رلائیگی کڑھائیگی گھلائیگی ستائیگی
لگائی تو لگائی اک چھری اوسنے کلیجے پر
چھری اوچھی لگانے سے یہی منشا تھا قاتل کا
مری میت کو محشر تک امانت اے زمین کہنا

تری یکتائی کی وہ وہ کہونگا داستان برسون
تلاش کنج مرقد مین رہی بے خانمان برسون
تجھے دنیا مین ڈھونڈھا آگے مینے جانجان برسون
نہین جاتا بشر کے دل سے داغ نوجوان برسون
لہو صیاد نے تھوکا کرا باغبان برسون
بسر کی عالم ارواح سے جا کی کہان برسون
کریگی ایسی ایسے شعبدے عمر روان برسون
کبھی مین اُف نکرتا وہ جو کرتا امتحان برسون
کبھی تڑپون کبھی سسکون کہ ہو تمین نیم جان برسون
مجھے اس سے ہے انس اسمین رہی ہے میری جان برسون

ملی ہی اسکو لذت اوس لب شیرین کی بوسے کی
مزے لوٹا کرینگے ہونٹ جائیگی زبان برسون

نہ تیری جستجو واماندہ کر رکہتی نہ ہم تھکتے
غرض کیا تہی ہمین دنیا سے کیون رہتی یہان برسون

تمنا دل کو ہوگی دم نکلنے کی ضعیفی مین
اجیرن ہوگا اک دن جب ہیگا میہمان برسون

خیانت کی نہین ہوتی جو نیت خاکسارونکی
زمین بہی اونکی رکہتی ہے امانت استخوان برسون

چمن سے سبز پوشی کی گہٹانے کی سیہ پوشی
زمین نے خاک اوڑائی مجھکو رو دیا آسمان برسون

ہمارا آشیان تاراج کرکے ہوگا دیوانہ
گریبان پہاڑ کر تنکے چنیگا باغبان برسون

مقام شہر خاموشان سے آگے بڑہ نہین سکتا
پڑا رہتا ہی اس منزل پہ بیدم کاروان برسون

مجھے دولت سے یا مالک قسمت جو پہونچا دے
گھڑی چومون گھڑی لیٹون نہ چھوڑون آستان برسون

خزان مین جستجو ہوگی گل داغ محبت کی
ضعیفی مین مری ہمت رہیگی نوجوان برسون

نشان میرا مٹا کر حشر تک پہر حشر ڈہائینگے
زمین سے میری تربت کی طلب ہونگے نشان برسون

غبار محو گیسو کی نہ پلٹی صورت اک دن بہی
رہا اس آرزو مین مشک و عنبر کا دہوان برسون

خدائی کارخانے ہین جو بہر مجمع ہی محشر مین
لٹا ہی ہستئ موہوم مین یہ کاروان برسون

عدم کی راہ مین ہرگز ضعیفون کو نہ پائینگے
ہلاک انکی تعاقب مین رہینگے نوجوان برسون

تعشق ہوگا ایک عالم کو اوس گل کی تصویر کا
یہ وہ طائر ہی جو دل مین کریگا آشیان برسون

مرے دل کو اوڑا کر قیمہ ہونگی تیر ترکش مین
کسی گوشے مین پہر لٹکی رہی گی یہ کمان برسون

تری شمشیر کی ظالم چمکتی ہی کس قیامت کی
کبھی دم بہر رہا عالم مین شور الامان برسون

شکستہ چند قبرین ہین شرف اک ہو کا عالم ہی
وہان رہتا ہو لیکن آتا نہین مردہ جہان برسون

کیا خدا ہین جو بلائین تو وہ آہی نہ سکین
ہم یہ کہتے ہین کہ آجائین تو جا ہی نہ سکین

شعلۂ دل کو وہ چاہین تو بہی گل کر دین
کچھ جہنم یہ نہین ہے جو بجہا ہی نہ سکین

دست رنگین کو درا انداز نہ چہونے پائین
خون فاسد کی طرح رنگ جما ہی نہ سکین

لوگ اوڑا لینگے یوسف کا پہٹا پیراہن
جامۂ گل وہ نہین ہے جو چرا ہی نہ سکین

دفتر یار سے ہم لینگے محبت نامہ
فرد اعمال نہین ہے جو منگا ہی نہ سکین

راز دل بھول گئے ہمسے جو وہ کہنے مین
ہو گیا علم لدنی کہ مٹا ہی نہ سکین

بے نشان کرنے حریف آئین جو تربت میری
لوح محفوظ یہ ہو جاے مٹا ہی نہ سکین

تم یہ مرنے کو کہا ہے تو مر بھی سکے تیر
زیست کی بات نہین ہی جو بنا ہی نہ سکین

مستعد ہین وہ مٹانے کو ریاضت میری
دل یہ گل کھاؤن نشان جسکا مٹا ہی نہ سکین

ہوا کر عشق کا سودا تو سعادت جانین
بار عصیان تو نہین ہی جو اوٹھا ہی نہ سکین

شمع سان محفل محبوب مین سے کھلتے کھلتے
اشک کی طرح گرا ہون کہ اوٹھا ہی نہ سکین

یہ تمنا ہے وہ دکھلائین جو دیدار اپنا
غش جو آجائے تو پھر ہوش مین آ ہی نہ سکین

دعوی حسن پرستی سے نہ مجرم ہونگے
عشق کچھ کفر نہین ہی جو جتا ہی نہ سکین

اونکے پہلو مین جو بیجا کے سلا دے تقدیر
نیند ایسی ہمین آئے کہ جگا ہی نہ سکین

داغ ہجران جگر و دلمین نہان رکھینگے
آپکا حسن نہین ہی جو چھپا ہی نہ سکین

شوق دیدار کی اس حسن سے تقریر کرو ت
لن ترانی کو زبان پر بھی وہ لا ہی نہ سکین

مصحف رخ کا شرف عشق کرینگے اظہار
کلمۂ کفر نہین ہے جو سنا ہی نہ سکین

گدائے دولت دیدار یار ہم بھی ہین
ہمین نہ بھولیو امیدوار ہم بھی ہین

جو بندہ پرور و ذرہ نواز یار ہو تم +
تو یہ بھی دھیان رہے خاکسار ہم بھی ہین

شریک خاک عنادل رہیگی خاک اپنی
بہار باغ کا گرد و غبار ہم بھی ہین

جگہہ دو ہمکو بھی رہنے کو طور پر موسے
بشر ہین بندۂ پروردگار ہم بھی ہین

ہزار شکر قلمبند ہین شہیدون مین
زہے شرف کہ ترے جان نثار ہم بھی ہین

پسند آئی ہی پروانون کی جو بیتابی
ادہر بھی دیکھ لو تم بیقرار ہم بھی ہین

تمام عمر ہماری نہ آنکھ جھپکیگی
جوان معرکۂ انتظار ہم بھی ہین

اونہین کی بو سے معطر دماغ ہے اپنا
وہ رشک گل ہین تو بلبل وبہار ہم بھی ہین

لپٹ ہی جاؤگے گلے سے ہمارے خلوت مین
اکیلے تم بھی ہو اسوقت یار ہم بھی ہین

جہان مین تجھ رخ روشن کے تیری پروانے
امیدوار چراغ مزار ہم بھی ہین

کبھی نہ لکھیو اشارہ بھی ہمکو چشمک کا
خبر ہے حسن پرستون کو وہ نوازینگے
غبار دن کو ہین شب کو چمن مین ہین خوشبو
نشانہ تاکے گا کوئی تو دل پکارے گا

جواب لکھنے مین جادو نگار ہم بھی ہین
ہزار شکر کہ امیدوار ہم بھی ہین
عجب دو رنگی لیل و نہار ہم بھی ہین
کسی کے تیر کے قابل شکار ہم بھی ہین

بہار گل ہین شہیدون کی روحین کبھی ہین
شرف مٹے ہوے نقش و نگار ہم بھی ہین

واجب الرحم ہون رحمت کا سزاوار ہون مین
گل سے واقف نہین نادیدہ گلزار ہون مین
مٹ گئے ابھی خاک سی گل ہو کے نمائش کی ہے
درد الفت کہ مرنے کی جو حقیقت ہے سنی
بیقراری سے تجھے سامنے بلوا لیتا
کس پریزاد کی یہ روح ہوئی ہے میری
رحم اونکو جو مرے حال پہ آجائیگا
تیغ ابرو کا اشارہ ہے یہ جانبازون سے
اوسکو حیرت ہے اودھر مجھکو ادھر سکتا ہے
داب و آداب اسیری ہو معاف اے صیاد
اوسکا سودائی ہون گاہک ہے جو میری جان کا
عشقبازون سے وہ ہرجائی کہا کرتا ہے
ہوگی سبقت مری جانب نظر رحمت کی
خون روتا ہون مین آبادی و ویرانے مین
ہون وہ مجرم کہ نوازا ہے تری رحمت نے

پاک دامن ہون نہ مجرم نہ گنہگار ہون مین
ہوش تک مجھکو نہ تھا جب سے گرفتار ہون مین
خون ناحق کے بدولت یہ نمودار ہون مین
خود مسیحا کو تمنا ہے کہ بیمار ہون مین
کیا کرون شرم در انداز ہے ناچار ہون مین
کیونسے زندہ چمن کا گل گلزار ہون مین
پھر مین پوچھونگا کہ کیون ایسی گنہگار ہون مین
تجھسے منہ پھیر کے روپوش وہ بیزار ہون مین
یار تصویر ہے آئینہ دیدار ہون مین
پھر پھڑانے دے ابھی تازہ گرفتار ہون مین
مشتری ہے وہ مرا جسکا خریدار ہون مین
گل تو گلزار مین ہون یوسف بازار ہون مین
پہلے بخشوگے جسے تم وہ گنہگار ہون مین
بستیون مین ہون چمن مین گلزار ہون مین
خاک سے پاک ہوا ہون وہ گنہگار ہون مین

سینے جاتا تھا شرف نرگس اعجاز اوسکو
ہر دم آزار ہے جس چشم کا بیمار ہون مین

تری ہوس مین اگر آپ سے گذر جاؤن
یقین ہے زندۂ جاوید ہون جو مر جاؤن

بلا مین یار وہ شاید مجھے اگر جاؤن
سنبھالون دل کو کہ تھامے ہوے جگر جاؤن

سنا ہی جب سے یہ ملنے کہ وہ پری رو ہین
یہ آرزو ہے کہ دیوانہ ہوکے مر جاؤن

کیا ہے شوق شہادت نے گرد آلودہ
لہو مین تم مجھے نہلا دو تو نکھر جاؤن

بہار مین مجھے تاکے ہوئے ہو کیون صیاد
کدہر چمن سے بچا کر تری نظر جاؤن

ہم عشق مین یارب کرون وہ جانبازی
مری بغل مین چھپین وہ جہان بکھر جاؤن

پچھاڑین کھائے کلیجا پکڑ کے تو صیاد
پھڑک پھڑک کے قفس مین ابھی جو مر جاؤن

کسی گناہ کا یارب نہ مجھکو ہوش رہے
عدم کو جاؤن تو دنیا سے بیخبر ہو جاؤن

وہ رحم دل ہون کہ خونی کہون نہ قاتل کو
خدائی پوچھنے کو آئے تو مکر جاؤن

ہمارے درد کی اوسنے دوا یہ پوچھتی ہی
اثر دکھانے کو جاؤن کہ بے اثر جاؤن

اوٹھی جو لاش ہماری تو آرزو بولی
مجھے بھی لیتے چلو ساتھ مین کدہر جاؤن

سسک رہا ہون چھری جلد پھیر دے مجھپر
ثواب لے ترے قربان ہوکے مر جاؤن

روانہ ساتھ چراغ سحر کے ہونگا مین
کہان مین ڈھونڈنے اسوقت ہمسفر جاؤن

چلون مین نجد کو مجنون سی دل تو بہلے گا
وہین مین چاک گریبان برہنہ سر جاؤن

ہزارون تمنے جو پھکوا دیے ہین پروانے
کہان مین پھنکنے کو اونکے شمع پر جاؤن

نصیب اوسکی جو درگاہ کی زیارت ہو
طواف کو سحر و شام عمر بھر جاؤن

کسی سے عشق مین یارب نہ آنکھ ہو نیچی
کلیم طور پہ جائین تو عرش پر جاؤن

کوئی شریک نہین مر گیا ہے دل میرا
کہان مین کفن کو پکڑے ہوے کمر جاؤن

قفس مین پاؤن جو بلبل کا نامۂ اعمال
بھلا دون پھولون سے غنچے وہ گل کتر جاؤن

جواب دون اونہین ایسا کہ خوب یاد کرین
وہ مین نہین ہون نکیرین سے جو ڈر جاؤن

کوئی بھی ساتھ نہ دیگا عدم کی منزل مین
تلاش کرنے کو کیا خاک ہمسفر جاؤن

چمن مین جاؤن مین کیونکر بھلا نہین جاتا
جو بس چلے تو صبا سے بھی پیشتر جاؤن

تم اوٹھ کے ہاتھ لگا دو شرف کی میت کو

لحد میں شانہ ہلانے کو میں اوترجاون

ہوا ہی طور بربادی جو بے دستور پہلو مین — دل بیتاب کو رہتا ہی نا منظور پہلو مین
عجب دل کو لگی ہے تو عجب ہی نور پہلو مین — کیا ہی عشق نے روشن چراغ طور پہلو مین
کہا جو مین نے میرے دل کی اک تصویر کھیچو اوہ — منگا کر رکھ دیا اک شیشہ چکنا چور پہلو مین
خوشی ہو ہو کی الفت مین جو بار غم اوٹھاتا ہی — دل شیدا ہے یا ہی عشق کا مزدور پہلو مین
ہوس ہے دل کو تیری ہاتھ سے تیر ستم کھانے کی — لگا دے اک چھری ای قاتل مغرور پہلو مین
ہم آغوشی سے جب بیٹھے یار نے پہلو تہی کی ای — اوسی دن سے ہوئی ہے بیکلی مامور پہلو مین
مرا دل جب کبھی درد جدائی مین کراہا ہے — ہزاروں رونے کو آ بیٹھے ہین رنجور پہلو مین
تری تصویر جب مین ڈھونڈنی اوٹھتا ہون شب کو — بٹھا لیتی ہے منت کر کے مجھکو حور پہلو مین
تڑپ جاتا ہی دل تیری جدائی یاد آتی ہے — چمک جاتا ہی یارب کس پری کا نور پہلو مین
تصدق تجھپہ جس دم تجھ مین ہو جائیگا مجنون — جگہ دیگا ترا دیوانۂ مہجور پہلو مین
خدنگ ناز کی آمد پر آمد آہ مین رہتی ہے — یہ باب دلکشا ہے یا کہ ہی ناسور پہلو مین
الٰہی میرے اوسکے وہ ہم آغوشی کی صورت ہو — کہ جیسے دل کی ہے چسپیدگی مشہور پہلو مین
ہوا اس رجہ غلبہ اس پہ ٹھنڈی ٹھنڈی سانسون کا — کہ آخر دل ہمارا ہو گیا کافور پہلو مین
نئی تیر لب معشوق نے کی رخنہ پردازی — تسلط تو کیا دل مین ہوا ناسور پہلو مین
برابر اپنے بیٹھے دیکھا ہی یوسف کو رویا مین — خدا جانے ہے تو آ بیٹھے وہ رشک حور پہلو مین

مسلم اسلئے ہونے کی مشرف تدبیر بتلا دو
پڑا ہے مدتون سے شیشۂ دل چور پہلو مین

ہوسکے سودائی پری زادون کی تصویر کھینچا — کیا خوشی بیٹھے ہین جکڑے ہوئے زنجیرون مین
پر لگاؤنگا مین اپنے جو ترے تیرون مین — دھوم اوڑ جائیگی اوس دن مری نخچیرون مین
جھوٹ ہی حسن جبین کی کہ جھلک ہی رخ کی — طور کی روشنی ہے کونسی تنویرون مین
گفتگو کرتے نگہ تیری کو سکھلائی ہے — کچھ عجب لطف ہی ان دونون کی تقریرون مین
مجھ گنہگار کو رحمت سے جو دیکھا اوسنے — کوئی تقصیر نہ ٹھہری مری تقصیرون مین

مصحف رخ کی ترے ہوگی جدائی عاشق
یہ وہ قرآن ہے کہ تفسیر ہی تفسیرون مین

نظر مہر سے دیکھا ہے مرقع تونے
بوے رحمت ہے گنہگارون کی تصویرون مین

مطمئن دولت دیدار سے ہونگے کہ نہین
کیا لکھا ہے ترے محتاجون کی تقدیرون مین

ہر طرف آج چھری پھرتی ہے نخچیرون پر
جلنے معشوق ہین مشغول ہین تکبیرون مین

عشق صادق ہی جو اندیشہ تجھے خونریزون کا
ذبح ہو جل کے چمکتی ہوئی شمشیرون مین

اپنے مشتاقون کی نامون کو ذرا دیکھو تو
اونکی مہرین یہ نہین آنکھین ہین تحریرون مین

میرے ارمانون مین آتی ہے مہک وس گل کی
بوے یوسف ہے انھین خوابون کی تعبیرون مین

عشق مین روز نئی رہتی ہے آفت مجھپر
بیگنہ بھی مین گرفتار ہون تقدیرون مین

خاک مین اسکو ملادون اوسے برباد کرون
رہتے ہو آٹھ پہر تم انھین تدبیرون مین

ہرطرف سے ترے پروانون نے جھرمٹ جو کیا
شمعین تھرا گئین چھپنے لگین گلگیرون مین

ای پری رو مرے دل پر بھی لگا دیگ اک تیر
یہ تمنا ہے کہ تڑپون ترے نخچیرون مین

فکر کی درد جگر کی جو دوا دارو کی
اے شرف بے اثری حل ہوئی تاثیرون مین

تری گلی مین جو دھونی رمائے بیٹھے ہین
اجل رسیدہ ہین مرنے کو آے بیٹھے ہین

کرو ہماری بھی خاطر نکل کے پردے سے
کہ میہمان ہین تمہاری بلائے بیٹھے ہین

ہماری بغلون مین بوے مراد آتی ہے
تمہارے پہلو مین ہم جب سے آے بیٹھے ہین

دیا جو عطر اونھین عاشقون کو مٹی کا
کہا کہ ہم نہ ملینگے نہائے بیٹھے ہین

اوٹھا کے بزم سے خلوت مین تمکو لیجاتے
یہ سوچتے ہین کہ اپنے پرائے بیٹھے ہین

وہ شب کو بزم مین ہنس ہنس کے پوچھتے تھے ہمین
یہ کون ہین کہ جو آنسو بہائے بیٹھے ہین

ازل سے ہی یہ دوعالم مین روشنی جسکی
اوسی چراغ سے ہم لو لگائے بیٹھے ہین

بہار و نکہت گل ہو سکی ہین نثار اوسپر
چمن مین رنگ وہ اپنا جمائے بیٹھے ہین

یہان بھی چین سے سونے نہ پائینگے افسوس
مزار مین بھی نکیرین آئے بیٹھے ہین

اوٹھا دیے گئے ہین اب کیا تم اپنی محفل سے
ہم آرزو و ہوس کے ہٹائے بیٹھے ہین

بہار مین نئی سوجھی ہی اونکو گستاخی
عروس باغ کا گھونگٹ اوٹھائے بیٹھے ہین

فریفتہ تری اس ترچھی ترچھی چتون کے
چھری کلیجون مین اپنے لگائے بیٹھے ہین

ہمارے دشمن کفن کی کیسا اب کرو تدبیر
خبر ہی ہے تمہین ہم زہر کھائے بیٹھے ہین

یہ کچھ نہ سمجھینگے سودائیون پہ رحم کرو
حواس و ہوش جنون مین اوڑائے بیٹھے ہین

فرشتے دیکھیے کرتے ہین ہمسے کیا پرسش
مرے پڑے تھے لحد مین جلائے بیٹھے ہین

فقیر کیون یہ ہوئے ہین شرف سے پوچھو تو
بھبھوت مل کے جو دھونی رمائے بیٹھے ہین

سنائے کا عالم قبر مین ہے ہی خواب عدم آرام نہین
امکان نمود صبح نہین امید چراغ شام نہین

دل نامے کے شک لے پرزے کیا اے وائے نصیبے کا یہ لکھا
پیشانی پہ اونکی مہر نہین سرنامے پہ میرا نام نہین

جلتے ہین جو اوجڑے زندہ چمن اس باغ جہان کی وجہ یہ ہے
گلزار یہ جنس گلفام کا ہے اس باغ مین وہ گلفام نہین

کچھ جائینگے بلبل آکے ہزارون لوٹ پڑینگے حیل یہ ہے
صیاد گلابی پہنے ہے کپڑے جادر گل ہے دام نہین

اس نجد مین خوف از لیلی مگر اوس غمزدہ کی لے جا کے خبر
مجنون سے ترا وحشی ہے ترا بیچارہ کوئی ضرغام نہین

آگاہ کیا ہے دل کو ہمارے کس نے تمہاری خوبیون سے
انصاف کرو منصف ہو تمہین پھر کیا ہے جو یہ الہام نہین

دل دیتے ہی اونکو کھلنے لگے نظرون مین اجل کے تلنے لگے
آغاز محبت سے یہ کھلا چاہت کا بخیر انجام نہین

عالم ہے عجب گیتی عدم کا چار طرف سے عالم ہو
آسائش جان و روح نہین راحت کا کوئی ہنگام نہین

جاتا ہے عدم کی راہ ہمین ہوتا ہے فنا فی اللہ ہمین

لیتے ہین یہان دم چند نفس ہستی سے ہمین کچھ کام نہین

پھر آنکھ کبھی کھلنے کی نہین نیند آئیگی اک دن ایسی ہمین

ہوتا ہے یہی سوچے ہین جو ہم یہ خواب و خیال خام نہین

جو رنگ نہین کیون کھلتے اب کس کشتے پہ رحم آیا ہو تمہین

خونریزیون کا کیون شوق نہین کیون زیب کمر صمصام نہین

اقلیم خموشان سے تو سدا اک غمزدہ آتی ہے یہ صدا

ہین سیکڑون شاہنشاہ یہان پر حکم نہین احکام نہین

دنیا مین جو تھا تابع تھا جہان معلوم نہین پہونچا وہ کہان

عبرت کا محل کہتے ہین اسے اب گور مین بھی بہرام نہین

بلبل کی فغان پر خندہ زنی غنچون نے جو کی پژمردہ ہوئے

سچ ہے کہ حزین و غمزدہ پر ہنسنے کا بخیر انجام نہین

دیدار کے بھوکے ترسے جو ہین ہی ختم ادہین پہ نفس کتنی

کچھ خواہش و فکر قوت نہین دنیا کے مزے سے کام نہین

تم قبر مین کیون آو تھے بیٹھے شرف آرام کرو آرام کرو

یاران وطن روتے ہین تمہین کچھ حشر نہین کہرام نہین

پری پیکر جو مجھ وحشی کا پیراہن بناتے ہین
گریبان چاک کر دیتے ہین لے دامن بناتے ہین

جنون مین جا بجا ہم جو لہو روتے ہین صحرا مین
گلون کے شوق مین ویرانے کو گلشن بناتے ہین

جنہین عشق دلی ہے وہ تمہارا نام جپنے کو
طہارت سے ہماری خاک کی سمرن بناتے ہین

مرقع کھینچتے ہین جو ترے گنج شہیدان کا
تہ شمشیر ہر تصویر کی گردن بناتے ہین

دعا کرتے ہو تم جس طرح سے بل زلف پیچان کو
مسافر کے لیے یون بھالنسیان رہزن بناتے ہین

حسینان چمن پر خاتمہ ہے جامہ زیبی کا
پھٹا پڑتا ہے جوبن جو یہ پیراہن بناتے ہین

حقیقت رکھتی ہین ایسی حسن قدرت کا
خود اسکی بیچ ہو جاتے ہین جسکا تن بناتے ہین

ارادہ ہے جو شمشیر دو دم کے گلے پہ چڑھنے کا
رہا کرتے ہین وہ دلمین ہرا کرتے ہین نظرون مین
صلاح عشق دی دل کو کسے دیتے ہین خود رفتہ
کوئی جا کے جنگل بلبل کا گلچینون سے پایا ہے
گلون کے ٹہیر لا کے چمن کو آشیان پھونک گئے
مرد تیار ہے گلشن ارم کا کھینچ کے آیا ہے
مرقع کھینچتے ہین باغ کا جو حسن قدرت سے

ترے جانباز جبار آئینہ جوشن بناتے ہین
عطا کرتے ہین نور آنکھون کو دل روشن بناتے ہین
ترے شیدائی دل سے دوست کو دشمن بناتے ہین
نکھرنے کو گل اپنی پیراہن بناتے ہین
قریب بوستان بیداد کر گلخن بناتے ہین
شہید ناز پر رحم آگیا مدفن بناتے ہین
گل شاداب کا کیا رنگ کیا روغن بناتے ہین

تعلق زیب و زینت سے نہین کچھ خاکسارون کو
شرف مٹی مین رنگتے ہین جو پیراہن بناتے ہین

گلزار ہین یہ پھول جو مرجھائے ہوئے ہین
آئے ہین تو سر زانو پہ نہوڑائے ہوئے ہین
مشتاق کو دیدار سے ترسائے ہوئے ہین
اون گیسوؤن پر زہر جو ہم کھائے ہوئے ہین
کاہیکو نکالی تھی کبھی سیان سے اے دل
افسردہ دل اے رشک چمن کو جو بیچ پایا
کب ہیچ گئے وہ آکے لپٹے ہین گلے سے
رخصت ہو گلستان سے بہار چمنستان
معشوق کینگے کر عجب باغ کھلا ہے
معلوم نہین کس پہ ہے غصہ نہین آیا
گھبرا کے ہوا جاتا تھا پہلو سے روانہ
ذکر آئے خوشی کا تو نکل پڑتے ہین آنسو
رہتے ہے محبت مین جو باہر نہین اے دل
صحرا کا نہین سوچ ہے آمد ہے جنون کی

کسکے گل رخسار سے شرمائے ہوئے ہین
کم سن تو ہین کچھ سوچے ہین شرمائے ہوئے ہین
کیا حسن خداداد پہ اترائے ہوئے ہین
موت آئی ہے دو کاکلون پہ لہرائے ہوئے ہین
ہم یار کی تلوار کو چمکائے ہوئے ہین
پھولون مین مرے پھول ہی کمھلائے ہوئے ہین
ہاتھون کو سر شام سے پھیلائے ہوئے ہین
شاداب ہو غنچے تھے وہ مرجھائے ہوئے ہین
ہم بھی جگر و دل پہ وہ گل کھائے ہوئے ہین
برہم ہے مزاج آج وہ جھنجھلائے ہوئے ہین
دل کو تری تصویر سے بہلائے ہوئے ہین
ہم ایسے ستم دیدہ ہین دکھ پائے ہوئے ہین
ہم ہی تو جگر سے تجھے لپٹائے ہوئے ہین
سناٹے کے عالم مین ہین گھبرائے ہوئے ہین

ہر سو سے مرے گھر مین چلی آتی ہے خوشبو | نزدیک کسی باغ مین وہ آئے ہوئے ہین

اے شمع لقا دل نہ جلا دینا شرف کا
پروانون مین خفیہ وہ کہین آئی ہوئے ہین

مکن اوس آئینہ رو کی ہے مجھے تصویر کہان | صاف تو یہ ہے کہ ایسی مری تقدیر کہان
شکر کی جا ہے کہ دلمین لب معشوق ہوا | مین کہان اور قدر انداز ترا تیر کہان
تذکرہ عالم موہوم کا تربت مین کجا | سو گئے جب تو پھر اوس خواب کی تعبیر کہان
تن بدن کا بھی نہین ہوش مجھے کیا جانون | ہون کہان قید پھنسائی ہے مجھے زنجیر کہان
تم ہی منصف ہو جو تم کرتے ہو ناحق بیداد | واجب الرحم کو ملتی ہے یہ تعذیر کہان
خوب ہی گھات تمہین آتی ہے حرافی کی | کسنے سکھلائی ہے سیکھے ہو یہ تدبیر کہان
دیکھکر مجھکو وہ محفل سے اوٹھے جاتے ہین | ہاے افسوس پھری جاتی ہے تقدیر کہان
تیر اوڑتے ہین ترے جسکے پرون سے صیاد | ہاتھ آیا تھا وفادار یہ نخچیر کہان
منزل بیم و رجا مین تو قدم رکھا ہے | دیکھیے اب مجھے لیجاتی ہے تقدیر کہان
پوچھتے ہین جو تڑپتا ہے کوئی دل زخمی | توڑتا ہے جو یہ دم پڑ گئی شمشیر کہان
یار کی باتون سے خاموش ہوا جاتا ہون | کوتہی کرتی ہے گنجائش تقریر کہان
قیس کیا سوک کے لیلی کو کرے گستاخی | ناتوانون مین بھلا طاقت تقصیر کہان
عرش اعظم پہ پہنچی ہے جو شبیہ انسان کی | خود بدولت نے لگائی ہے وہ تصویر کہان
کسطرح یاس مین دل بھر کے اونہین دیکھینگے | اتنی مہلت ہمین ہوگی دم تکبیر کہان
خواب مین بھی نہ کبھی چونکتے دیکھا مینے | سو رہی ہے مری حسرت زدہ تقدیر کہان

خط یہ ظالم جو شب و روز رقم کرتے ہو
اے شرف جاتی ہے لکھکر یہ تحریر کہان

درد دل کہہ نہ سکے ہو گئی وقت شیون - خامشی قفل دہن
سامنے یار کے چپکے سے جھکا لی گردن منھ سے نکلا نہ سخن
چاک ہر گل نے کیا تیرے سے پیراہن - اے مرے غنچہ دہن

روح کی طرح سے نکلنے لگی بوے گلشن - اوڑ گیا رنگ چمن
حسن کی جان ہے بے مثل ہے تیرا جوبن زیب ہی تجھکو پھبن
صد الحمد ترے چاہنے کو جان من دل ہوا ہین ہمہ تن
سالہا سال سے مشتاق پڑا تھا ہین ترا دم نکلتا ہے مرا
آج کھلوا دے جھروکے سے خدا را چلمن جان من دلبر من
دل مرا لوز کی شکلون کا تو پروانہ تھا ہے یہ اندھیر بنا
میری تربت پہ نہین ہوتی ہین شمعین روشن ہاے یہ مجھسے جلن
گل وہ مرجھا گئے نازان تھے جو شادابی پر غم سی پھٹتا ہی جگر
گلخن افروز لیے جلتے ہین پھر گلخن زرد ہین سرو وسمن
مل گئے خاک مین سب عضو ترے کشتون کے خوب چورنگ ہوئے
قابل دفن نہین کوئی نہ کھدوا مدفن کون پہنے گا کفن
شب کو میرا یہ کیا درد جگر نے عالم - ہو گیا ضیق مین دم
نبض نے کوچ کیا ہونے لگا جی سن سن اے مسیحاے زمن
جان کیا ہے جو کوئی راہ عدم مین دم لے حال عبرت کا یہ ہی
زندگی بھر کبھی رستا نہین چلتے رہرو ایسی منزل ہی کٹھن
آرزو عفو جرائم کے اشارے سے رہی - پھر گئی آنکھ مری
ہاے اس موت سے مجھکو نہ ملی جان من مہلت چشم زدن
ہوش اسیری مین سنبھالا ہی نہین اے صیاد کچھ بھی مجھکو نہین یاد
گل کہان کھلتے ہین کیا جانے کہان ہین گلشن کیسی ہوتے ہین چمن
رنگ وبو کا چمنستان مین کہین نام نہین جان بلبل ہی حزین
گل وہ مرجھا گئے تھے جنسے بھبھوکا گلشن لہلہاتی تھے چمن
اے شرف تربت مجنون سے یہ آتی ہے صدا واہ ری اسکی فضا
جسکو اس نجد مین لے آتا ہے دیوانہ پن بھول جاتا ہے وطن

وہ دل کو تاکتے ہین یا جگر کو دیکھتے ہین
کدہر نگاہ ہی اونکی کدہر کو دیکھتے ہین

تجھی کو تاکا ہے ایدل جگر مین تو چھپ جا
اوڑا نہ دین قدر انداز ادہر کو دیکھتے ہین

جنون مین ذوق جو ہوتا ہی لالہ و گل کا
تماشا پہونک کے ہم اپنے گہر کو دیکھتے ہین

ہزار چاہتے ہین رخ تری طرف نکرین
دکھاتی ہے ہمین حسرت ادہر کو دیکھتے ہین

وہ تیر جو چھٹتے ہین دل نشانہ ہوتا ہے
ہم اتفاق قضا و قدر کو دیکھتے ہین

برابر اونکے بہی آنسو ٹپک ہی پڑتے ہین
جو دردمند مری چشم تر کو دیکھتے ہین

خدا ہی جانے اسے غم ہے کس مسافر کا
ہمیشہ چاک گریبان سحر کو دیکھتے ہین

کفن اولٹ کے ہمین قبر کیا دکھاتے ہو
مرے ہوئے بہی کہین اپنے گہر کو دیکھتے ہین

عجیب وقت ہی پروانے تک شریک نہین
خیال کرکے جو شمع سحر کو دیکھتے ہین

بڑھی یہ روشنی آنکھون مین دیکھکر تمکو
کہ اب تو صاف تمہاری کمر کو دیکھتے ہین

شب اس سے ہو چکی رخصت اب اسکی رخصت ہے
مسافرانہ چراغ سحر کو دیکھتے ہین

وہ گہری آج تو ایدل چھری لگائی ہے
کہ خود جھکے ہوئے زخم جگر کو دیکھتے ہین

ہمین بہی عہد جوانی سے یاس ہوتی ہے
جب آفتاب کبھی دوپہر کو دیکھتے ہین

شب وصال سے بہتر وہ دن گذرتا ہی
کبھی کبھی جو ترا اسپہ سحر کو دیکھتے ہین

سمجھتے ہین اسے اپنے جگر کی ہم تصویر
خوشی خوشی جو تمہاری سپر کو دیکھتے ہین

کسیکو ہستی موہوم مین قیام نہین
رواروی مین ہمیشہ بشر کو دیکھتے ہین

ہلاک ہوتے ہین ہوکر مرقع ماتم
بشر جو خاک مین ملتے بشر کو دیکھتے ہین

دلون کو اونکے اوڑاتی ہے تیر ہو ہوکر
جو لوگ یار کی ترچھی نظر کو دیکھتے ہین

مرا تو کام ہوا ہے اونہین تماشا ہے
جو دم بدم مرے زخم جگر کو دیکھتے ہین

چلا ہے لیلئے ترے بزم سے ہزارون داغ
غریب دل کی ہم اس کرّوفر کو دیکھتے ہین

قریب ہی کہ کرے روح اسے شرف پرواز
جو ہمصفیرون کے ہم سشت پر کو دیکھتے ہین

وہ نازنینون مین کل سے نگار صحبت ہین
پری ہی باغ مین باغ و بہار صحبت ہین

خفا جو ملنے لگا وہ نگار صحبت مین
چمن سے چھوٹ کے آئی بہار صحبت مین

قریب ہی شب معراج دیکھئے اسے دل
کسو بلا کے بٹھاتا ہے یار صحبت مین

بہشت مین نہ ملا ہمکو لطف دنیا کا
مزے اوڑاتے تھے اوس یادگار صحبت مین

نہوگا بزم مین اونکی فروغ حسرت دل
جلی نہین کبھی شمع مزار صحبت مین

کہین مفر نہین ترچھی نگاہ سے اوسکی
وہ معرکے مین چھری ہی کٹار صحبت مین

ہوا ہی اونکو مرے بعد اشتیاق مرا
خدائی مین ہے تلاش انتظار صحبت مین

چھٹا نہ خاک سے بھی میری جلسۂ احباب
اوٹھا جو مجھ سے بیٹھا غبار صحبت مین

کہان چھپے کوئی اوسکی دو پیکر ابرو سے
کمان گوشے مین ہی ذوالفقار صحبت مین

ہوا ہے آئینے سے انکو انس دلی
اوسی کی جا ہے خلوت مین پیار صحبت مین

ہمارے گھر وہ گئے ہین ہم اونکی بزم مین ہین
شکارگاہ مین وہ ہین شکار صحبت مین

گلون کی بزم مین صحرا سے اے جنون لے چل
رسائی گر کسی باغ و بہار صحبت مین

کہین بھی بند ہماری زبان نہین رہتی
یہ تخلیے مین ہے طوطی ہزار صحبت مین

حواس و ہوش مرخص ہوکر ضعیفی مین
سحر کا وقت ہی اور انتشار صحبت مین

ہر نگ زلف دل آویزیون پہ نازان تھی
لٹک رہی تھی جو پھولون کے ہار صحبت مین

شرف کا یار کی خاطر جو دل ہوا بیتاب
نہ تخلیے مین نہ آیا قرار صحبت مین

کسکے ہاتھون بک گیا کسکے خریدارون مین ہون
کیا ہی کیون مشہور مین سودا کی بازارون مین ہون

غم نہین جو بیڑیان پہنے گرفتارون مین ہون
تازہ ہوا سیر کہ تیرے ناز بردارون مین ہون

تیرے کوچے مین جو بیہر خون ہوا ہی لالہ رو
سرخرو یارون مین ہون گلزار نگ گلعذارون مین ہون

اسقدر رہوا سے پیدا زور پر جوش جنون
سر سے توڑون قید اگر لوہی کی دیوارون مین ہون

عشق سے مطلب نہ تھا دل زلف مین اولجھا نہ تھا
سمجھا جب آزادون مین پھنسا تو گرفتارون مین ہون

ہوگئی معشوقون کو خواہش مجھ نحیف و زار کی
گل کرینگے آرزو میری مین اون خارون مین ہون

دل کو دھمکاتا ہی دھیان اوس نرگس بیمار کا
جان لیکر چھوڑتا ہون مین اون آزارون مین ہون

پہلے شرف یہ کہنے لگین اوسنے درد عشق
ہاتھون سے دل کو تھام لین جب گفتگو کرین

جسمین تری ہوس ہے اوس دل کو ڈھونڈتے ہین ۔ لیلی سمیت ہمتو محمل کو ڈھونڈتے ہین
خود رفتہ ہو کے اوسکی محفل کو ڈھونڈتی ہین ۔ غربت زدہ مسافر منزل کو ڈھونڈتے ہین
فریاد کی ہوس ہے اب کون داد دیگا ۔ ظالم سے دل لگا کر عادل کو ڈھونڈتے ہین
پروانے ہو رہے ہین سیاری آسمان پر ۔ ثابت نہین یہ کسکی محفل کو ڈھونڈتے ہین
معراج مین ہین جو یان دیدہ آشنا کے ۔ مقبول بارگہ ہین مقبل کو ڈھونڈتے ہین
تیرے کرم سے عالم ایسا غنی ہوا ہے ۔ ملتا نہین ہزارون سائل کو ڈھونڈتے ہین
الفت مین ہو گیا ہے سودا سے سرفروشی ۔ ہم ہین اجل رسیدہ قاتل کو ڈھونڈتے ہین
ایدل جفاکشی تو جوہر ہے عاشقی کا ۔ جو مرد ہین مہم مشکل کو ڈھونڈتے ہین
حسرت ہے نزع مین بھی دیکھین جمال اوسکا ۔ وقت زوال ماہ کامل کو ڈھونڈتے ہین
غش سے کبھی کبھی جو آتا ہے ہوش ہمکو ۔ اوٹھ اوٹھ کے اپنے یار غافل کو ڈھونڈتے ہین
کیا جفاکشی کا ہمکو مزا پڑا ہے ۔ معشوق بے وفا و جاہل کو ڈھونڈتے ہین
جو یار ہین قاتلون مین معشوق رحمدل کے ۔ سودا ہے ظالمون مین عادل کو ڈھونڈتے ہین
اسپر چھری تو پھیری ہے قصد ذبح اوسکا ۔ چارون طرف وہ بروح بسمل کو ڈھونڈتی ہین

دیکھو تو اے شرف تم کیا تفرقہ پڑا ہے
دل ہمکو ڈھونڈتا ہے ہم دل کو ڈھونڈتے ہین

موسم گل مین جو گھر گھر کے گھٹائین آئین ۔ ہوش اوڑ جاتے ہین جیسے وہ ہوائین آئین
چل بسے سوے عدم تمنے بلایا جنکو ۔ یاد آئی تو غریبون کی قضائین آئین
روح تازی ہوئی تربت مین وہ ٹھنڈی ٹھنڈی ۔ باغ فردوس کی ہر سو سے ہوائین آئین
مین وہ دیوانہ تھا جسکے لیے بزم غم مین ۔ جا بجا بچھنے کو پریون کی ردائین آئین
منکر ظلم جو چلا دیتے محشر مین ۔ خود گواہی کے لیے سب کی جفائین آئین
مجرمون ہی کو نہین ظلم کا فرمان آیا ۔ بیگناہون کو بھی لکھ لکھ کے سزائین آئین

اوسکا دیوانہ ہون سمجھاتی ہین پریان مجھکو
سر پہ لانے کو کہان سے یہ بلائین آئین

ترے بندے ہوے کی جلنے لگاوٹ تونے
اے پری رب تجھے کیونکر یہ ادائین آئین

حشر موقوف کیا جوش مین رحمت آئی
زار نالے کی جو ہر سو سے صدائین آئین

لشکر گل جو گلستان مین خزان پر امڈا
ساتھ دینے کو پہاڑون سے گھٹائین آئین

میری تربت پہ کبھی دہوپ نہ آنے پائی
شام تک صبح سے گھر گھر کے گھٹائین آئین

منھ چھپانے لگے معشوق جوان ہو ہو کر
نیک و بد کی سمجھ آئی تو حیائین آئین

خاک اوڑانے جو صبا آئی مری تربت پر
سر ٹپکتی ہوئی رونے کو گھٹائین آئین

بخش دی اوسنے مرے بعد جو پوشاک مری
قیس و فرہاد کے حصون مین قبائین آئین

تھم گیا درد جگر جان بچی دم ٹھہرا
جب دوا خانۂ عیسی سے دوائین آئین

راحتین سمجھے حسینون نے جو ایذائین دین
پیار آیا تو پسند اونکی جفائین آئین

آگیا رحم اوسے دین سبکی مرادین اوسنے
عاجزون کی جو سفارش کو دعائین آئین

سیر صحرا کی زیارت کو ہزارون پریان
روز لے لے کے سلیمان کی رضائین آئین

اے شرف حسن پرستون کو بلا کے لوٹا
ان حسینون کے دنون مین جو دعائین آئین

بجا بزم جہان کو مجلس ماتم سمجھتے ہین
وہ دور اندیش ہین جو اس خوشی کو غم سمجھتے ہین

ترے بندے ہین تجھکو قبلۂ عالم سمجھتے ہین
برہ کعبہ کہنے کو ترا مقدم سمجھتے ہین

رہا کرتے ہین ہر دم مست نغمے مین فقیری کے
ہم اپنے بھیک کے کاسے کو جام جم سمجھتے ہین

ہوئی ہے اسکی سوزش مین ترقی رس قیامت کی
جگر کے داغ کو خورشید محشر ہم سمجھتے ہین

کوئی آراستہ سمجھے تو سمجھے بزم ہستی کو
جو ہین برخاستہ دل وہ اسے برہم سمجھتے ہین

شہید ناز کو چھریان لگاتے ہین مرے پر بھی
لہو زخمون سے جاری ہے وہ اوسکو دم سمجھتے ہین

بھلا ہم کب پگھلتے ہین کسیکی روے روشن پر
ترے آگے پری کو موم کی مریم سمجھتے ہین

کیا ہی استقدر رہا ہے درد دل نے جینے سے
مسیحا کر دلاسے کو بھی اب تو دم سمجھتے ہین

فروغ انکساری ہی تمہارے خاکسارون کو
ذرا سے ذرے کو بھی نیر اعظم سمجھتے ہین

بڑھا ہے اسقدر سودا دل او بہانے کی حسرت مین
کہ پھانسی کو بھی اپنی گیسوے پرخم سمجھتے ہین

سحر دم ہے جو وہ خورشید رو آئی گلگشن مین
طراوت کو گلون کی باغبان شبنم سمجھتے ہین

کبھی جو خون جم جاتا ہی دل کا سینہ کوبی سے
تو ہم زخم جدائی کا اوسے مرہم سمجھتے ہین

حسینون کو جوانی مین سمجھ کیا خوب آئی ہی
کہ اپنے کہنے مین اورون کا مطلب کم سمجھتے ہین

صدا کانون مین آتی ہی جو غوغاے قیامت کی
ہم اوسکو بھی ترے سودائی کا ماتم سمجھتے ہین

ہوا ہون مین غلام اوس بادشاہ ہفت کشور کا
شرف قدسی بھی جسکو قبلۂ عالم سمجھتے ہین

چاہیئین مجھکو نہین زرین قفس کی تیلیان
آشیان جا لون جو ہوویں خار و خس کی تیلیان

ہو گئین بے رنگ جب اگلے برس کی تیلیان
خون رو کر ہمنے کین رنگین قفس کی تیلیان

ہی یہ فولادی قفس مجھ ناتوان کا کیا کرون
کسطرح توڑون نہین ہین میرے بس کی تیلیان

کیا خدا کی شان ہے آتی ہے جب فصل بہار
سب ہری ہو جاتی ہین میرے قفس کی تیلیان

جب کبھی کنج قفس مین کی ہے سینے آہ گرم
موم ہوکر بہہ گئی ہین پیش و پس کی تیلیان

گھر قفس کو مین سمجھتا ہون اسیری کو مراد
جانتا ہون اپنی آہون کو ہوس کی تیلیان

تیلیان میرے قفس کی شاخ گل سے کم نہین
طرح یہ دیکھا نہ دیکھین ایسی رس کی تیلیان

گو بجنے لگتا ہی یہ بھی جب فغان کرتا ہون مین
نصب ہین میرے قفس مین کیا جرس کی تیلیان

دیکھیئے شوق اسیری مین جکڑنے کے لیئے
ہو گئین ریشم کا لچھا سب قفس کی تیلیان

رو رہی ہے دیکھکر لیلی جو اسکو ای شرف
پسلیان مجنون کی ہین میرے قفس کی تیلیان

دل کہو افسوس جوانی ہی جوانی اب کہان
کوئی دم مین چل بسینگے زندگانی اب کہان

آپ او لٹتے ہین وہ پردہ وہ کہانی اب کہان
عاشقون سے گفتگو ہے لن ترانی اب کہان

جب ہمارے پاس تھے اونکو ہمارا پاس تھا
تھی ہماری قدر جب تھی قدر دانی اب کہان

اے پری پیکر ترا سر سے ہی دم تک تھا نیاز
سرخ مو باف و لباس زعفرانی اب کہان

بد مزاجی نوجوانی نے سکھائی ہی او نہین
دشمن جان ہو گئے ہین مہربانی اب کہان

یار آنکلا تھا ادل پھر وہ کیون آنے لگا
ہو گیا اک یہ بھی امر نا گہانی اب کہان

بعد پھر ے پھر کسی نے بھی سنی آواز یار
تھی مجھی تک لن ترانی لن ترانی اب کہان

باغ مین نہرین بھری تھین پھول پھل کا تھا مزا
بند ہین کنج قفس مین دانہ پانی اب کہان

تیری اور اپنی حقیقت جانے غیبی سے کون
اسقدر طاقت بھلا ای ناتوانی اب کہان

شیفتہ جب تک نہ تھی شہرت تھی ضبط وصبر کی
درد تنہائی کی تاب ای یار جانی اب کہان

دلمین طاقت تھی تڑپ لیتے تھے بسمل کیطرح
جان مین حالت نہین وہ جانفشانی اب کہان

گھور لیتے تھے جفا کارون کو جب مفتون نہ تھی
ہو گئے چہرہ زرنگ خود چنگیز خانی اب کہان

اپنی قدرت اوسنے دکھلا دی شب معراج مین
ہو چکی بس میہمانی میہمانی اب کہان

لہلہاتے تھے چمن مفتون گلون پر تھی بہار
لٹ گئی بو باس ای برگ خزانی اب کہان

حال دل لکھواتے تھی جب قاصد آئی جاتے تھے
نامۂ شوق اور پیغام زبانی اب کہان

داغ دل اوسنے دیا تھا دل کو ہمنے کھو دیا
ای شرف اوس بیمروت کی نشانی اب کہان

دل کو لٹکا لیا ہے گیسو مین
جب وہ بیٹھے ہین آکے پہلو مین

ڈبڈبائے ہی آنکھین بھر آئین
کیا ہی حسرت بھری تھی آنسو مین

سرکشی کی جو بوے گیسو نے
چھپ رہا مشک ناف آہو مین

زندگی بھر کرینگے اوسکی تلاش
جل بسینگے اسی تکاپو مین

درد دل روئی سے نہ سکو انا
آگ سے اسطرف کے پہلو مین

کون کہتا ہے خال مشکین ہے
دل ہے کسکا اٹکا طاق ابرو مین

بزم مین اونکی جب گئے ہین ہم
عطر بھر بھر دیا ہے چلو مین

بلبلون مین ہمارا دل ہوگا
روح ہو گی گلون کی خوشبو مین

دل تو تھا اختیار سے باہر
اب جگر بھی نہین ہے قابو مین

بحر غم مین مرینگے ڈوب کے ہم
قبر اک دن بنے گی ٹاپو مین

خون رلاتی ہین انکھڑیان تیری
ایک ہی ہین یہ دونون جادو مین

حورین پاسنگ کی گرینگی ہوئین
تل وہ بیٹھین گے جس ترازو مین

کسکو عشق آگیا ہو چہرہ گورے
کیون بھرا ہے گلاب جلوہ مین

عالم وجد دل کو رہتا ہے
مست ہین نعرہ ہاے یاہو مین

اے شرف جب مزا ہی رونے کا
نکلین لخت جگر بھی آنسو مین

ہون تو اک بندۂ ناچیز مگر پاک ہون مین
سرمہ آنکھون کا بنا وہ جو کبھی خاک ہوئین

حشر کے روز تو دیدار سے خوشدل کردو
آج تک عالم ارواح سے غمناک ہوئین

ہین وہ اے شوخ وفادار ترا کشتہ ہون
سرکاریگا مرا قابل فتراک ہون مین

تیرا گلشن مین جو غنچہ سا دہن دیکھا ہے
شاخ گل کو یہ تمنا ہے کہ مسواک ہوئین

تو سہی مجھکو ملا کے مری خوشبو ڈھونڈو
عطر کھچوا کے لگاؤ جو کبھی خاک ہوئین

قول خاصان خدا سے ہی یہ عریانی کا
تمسنے لوگون کو غریب ہولے وہ پوشاک ہوئین

لامکان مین بھی تمہین جا کے کرونگا دریافت
اوڑکے پہونچونگا وہین طائر ادراک ہوئین

تہا دلایا نہ کوئی بحر کرم کی تیرے
یار اسے پیر کے اوترا ہون وہ پیراک ہوئین

بزم عشاق مین کہتے ہین وہ ہٹ دہرمی سے
لوٹ کے ساری خدائی کو بھی بیباک ہوئین

خوش معاشی یہ بھلا تازہ مجھے کیا ہوگا
اے شرف ہو ودہن گور کی خوراک ہوئین

لکھی جاتی ہے طاعت جو اطاعت اونکی کرتے ہین
وہ زندہ پھر ہو جاتے ہین جو لوگ اونپہ مرتے ہین

دل وجان یار کی فرمائشون مین صرف کرتے ہین
اوسی پر غش ہین ہم ہردم اوسیکا ہم تو بھرتے ہین

اشارے مین کوئی جیتا ہی کوئی جان دیتا ہے
دکھا کر کھیل قدرت کی خدائی وہ تو کرتے ہین

مرے ہین تیری یکتائی کا کلمہ پڑھتے پڑھتے ہم
شہادت نامے پر لوگ اپنی مہر کرتے ہین

وہ کہتے ہین ہوا ہی سرد پر سلہے کہین پانی
دم رقت ہم ایسی ٹھنڈی آہین بھرتے ہین

اشارا ہے یہ اونکی انکھڑیون کا ہم وہ آہو ہین
اوسے سرسبز کردیتے ہین جسکا کھیت چرتے ہین

کہان پائی حنا نے یہ وفا کی بو خوش رنگی
نہین معلوم کسکے خون مین وہ ہاتھ بھرتے ہین

پری سی شکل پر اد نگی یہ گل غش کرکے کہتے ہین
وہ مجھ دیوانے کا دل توڑ کر کہتے ہین سنتے ہو
خدا معلوم اوسنے عاشقون کو کیا ستایا ہے
تہم عشق پر بلوا کے ہمکو آزما لو تم
یہ صابرٹا ہی جوبن نوجوانان گلستان پر

زمانہ ہمیشہ مرتا ہے مگر ہم تم پہ مرتے ہین
پریزاد اور ہونگے وہ جو شیشے مین اوترتے ہین
زمانے کو رولا دیتے ہین جب فریاد کرتے ہین
نہ سٹ جانے کی پروا ہی نہ مرجانے سے ڈرتے ہین
نگاہ و دلمین کہب جاتی ہین یہ ایسا نکہرتے ہین

شرف کس بات کا غم ہی تمہین کیون آہ بھرتے ہو
بتاؤ تو تمہارے دلپہ کیا صدمے گذرتے ہین

بیوفائی ختم ہے اوسکی ادا اچھی نہین
درد دل کی عشقبازونمین دوا اچھی نہین
خوب ہی دنیا دنیا فیہا کی ہمنے سیر کی
کسطرح طی کرسکونگا منزل ملک عدم
اے پری پیکر تری سرکار عالی جاہ مین
دم بھرے جا یار کا سو تنفس ہے تو ہو
بو اوڑا لاتی ہے زلف یار کی ڈرتا ہون نہین
دم نہ او بھا مان کہنا چھوڑ زلفون کا خیال
غم ذکھتا ہے کہ مانگو جان بچنے کی دعا
عالم اسباب مین جو شی ہے وہ ہر لاجواب
منزل تربت پہ مین پہونچا تو آئی یہ صدا
بیٹھکر آغوش مین نادعروسانہ کرو
نوجوانی مین تہی کیفیت بہار عمر کی
تھا چھلاوا وہ پریرو اب کہان اوسکا پتا
چاہیے پرہیز ہی اوس سے نہو جسمین اثر
ظاہر اسکا کچھ ہی باطن مین ہی کچھ اے سبزہ رنگ

ساری دنیا مین کسی سے بھی قضا اچھی نہین
کیا مبارک ہی مرض جسکی شفا اچھی نہین
کوئی شی تیری محبت کے سوا اچھی نہین
سلب ہی طاقت طبیعت اے قضا اچھی نہین
سب کچھ اچھا ہے غریبون پر جفا اچھی نہین
ہوش مین آ غفلت اے مرد خدا اچھی نہین
اتنی چالاکی بھی اے باد صبا اچھی نہین
یہ پریشان فکر اسے طبع رسا اچھی نہین
ہمت دل کہہ رہی ہے التجا اچھی نہین
کارخانے مین خدائی کی قضا اچھی نہین
اے مسافر کیون اوترتا ہو یہ جا اچھی نہین
جا سے شرما یا کرو بے جا حیا اچھی نہین
ابتدا ہی مین مزا تھا انتہا اچھی نہین
پیروی و جستجوئے نقش پا اچھی نہین
بے حقیقت جو دوا ہو وہ دوا اچھی نہین
ہاتھ اوٹھا اس سے دور تنگئی حنا اچھی نہین

دشمنون کو بھی نہو مرگ مفاجات ای شرف
ضیق سے مرنا ہی بہتر یہ قضا اچھی نہین

تجھ قلزم تری قدرت سے ہوئے دریا مین
مچھلیان دشت مین پیدا ہون ہرن دریا مین

تیری یہ چاہ مین ہی اے رشک چمن دریا مین
موج و گرداب ہوئی سرو سمن دریا مین

دل شکستہ ہوئے جاتے ہین جو حیرت سے حباب
کون سا آنے کو ہی عہد شکن دریا مین

خاک اوڑنے لگی دم بھر مین تلاطم ہو جائے
جا کے اوترون جو مین آوارہ وطن دریا مین

نکہت زلف نہانے مین جو مہکی اوسکی
حقتی پھینک گئے مشک ختن دریا مین

اوس شہ حسن نے بجری پہ سے پھینکا جو اوگال
ہر طرف بہنے لگے لعل یمن دریا مین

آبداری سے جو پانی کی تجلی ہے خورشید
کس پریزاد نے دہویا ہی بدن دریا مین

مچھلیون کا جو کبھی تیر سے کھیلے وہ شکار
بحذر سے ڈوب مرے آ کے ہرن دریا مین

غمق اپنا مجھے گرداب جو دکھلاتا ہے
یاد آتے ہین حسینون کے ذقن دریا مین

چودھوین شب کو جو کی چاندنی کی سیر اوسنے
پر سوات مقیش بہا سیکڑون من دریا مین

بیچتا بی یہ جو اینٹھی ہین یہ نازان موجین
کسکی زلفون کا چھلی ہین یہ چلن دریا مین

روے روشن یہ نہانی مین جو لیفین بکھرین
غل ہوا دن کو ہوا چاند گہن دریا مین

آنے لگتی ہے حبابون مین گلون کی خوشبو
گل کترتا ہے جو وہ غنچہ دہن دریا مین

منتین مان کے پروانے جلے ہین تجھسے
ٹھنڈا سیجے ہے تجھے ای شمع لگن دریا مین

ای شرف حکم جو ہے تمکو ڈبو دینے کا
کیا ہوئے اوس شہ خوبان سے سخن دریا مین

بت کے بھی نا آشنا کو آشنا کہتا ہون مین
ڈرتا ہون لیکن اوسکو ناخدا کہتا ہون مین

اسم اعظم سنکے ہمنام خدا کہتا ہون مین
یا علی تمکو خدا سے کب جدا کہتا ہون مین

کہتے ہین تجپر ہمارا خون ناحق ہوئیگا
دردمندون سے جو دل کا ماجرا کہتا ہون مین

آ کے تیری بزم مین بیٹھونگا پہلو مین ترے
کوئی میرا کیا کریگا برملا کہتا ہون مین

کہتی ہے ساری خدائی بلبل سدرہ مجھے
داستان وحدت و توحید کیا کہتا ہون مین

تا تو نینوں کی سیاست سے بچا لینا تجھے
درد دل ان ظالموں سے ای خدا کہتا ہوں میں

محو دیدار اسقدر ہوں ہوش اتنا بھی نہیں
تم مجھے کیا کہہ رہے ہو تم سے کیا کہتا ہوں میں

گوش زد جب سے ہوئی ہے لن ترانی کی صدا
ای شرف اوس دن سے اوسکو کبریا کہتا ہوں میں

غش تو یوسف پہ کیا وصل کی تدبیر نہیں
خواب دیکھا ہے کہ جس خواب کی تعبیر نہیں

بے چھری ذبح کیا ہے مجھے بیتابی نے
میں وہ بسمل ہوں کہ جو واقف تکبیر نہیں

شیشۂ دل میں جو اوترے ہیں پری رو آکر
عشقبازی نے کشش کی ہے یہ تسخیر نہیں

میں وہ شعلہ ہوں جو آگ نہیں سر تا پا ہے
گل ہوں اوس شمع کا جو واقف گلگیر نہیں

جسکا مشتاق ہوں میں حسن مجسم وہ ہے
نور ہی نور ہے صورت نہیں تصویر نہیں

خونبہا کیا تری شمشیر سے مانگے کوئی
یہ وہ خون ہے جسے شرع میں تعزیر نہیں

ناوک عشق نے چھوڑا ہے کسی عالم میں
کونسا دل ہے کہ اس تیر کا نخچیر نہیں

کیا خدائی کے مرقع سے میں دل بہلاؤں
جسکی حسرت ہے مجھے اسمیں وہ تصویر نہیں

نامۂ حسرت دیدار مراد لکھو تو
آنکھ ہے مہر نہیں پلکیں ہیں تحریر نہیں

کیا میں اے یار کہوں دل کی حقیقت تمسے
لڑکھڑاتی ہے زبان طاقت تقریر نہیں

دوستی حسن تصور سے کروں اے آنکھوں
اس سے بہتر کوئی دیدار کی تدبیر نہیں

کہیے تکبیر جو گردن پہ چھری رکھی ہے
کام جلدی کا یہ ہے چاہیے تاخیر نہیں

کیوں میں گھبراؤں مسافت سے رہ غربت کی
کچھ گرفتار نہیں پاؤں میں زنجیر نہیں

واجب القتل میں دل دیکے نہیں ہو سکتا
تم ہی منصف ہو محبت کوئی تقصیر نہیں

اے شرف اسکے اوترنے کی نہ رکھنا امید
زیور عشق ہے سنت کی یہ زنجیر نہیں

کلیجا پھٹ رہا ہے غم کے مارے دم نہیں تن میں
ہمارے دل کو لٹکایا ہے اک بسمل کی گردن میں

جب اونکو پیار آجاتا ہے طفل اشک پر میرے
لٹاتے ہیں اسے معشوق اپنے اپنے دامن میں

تعشق میں پھٹا ہے بیٹھے بیٹھے کس پہ پیرہن تیرے
گرا ہے کیوں گریبان بھی ہجبان ہو ہو کر دامن میں

لیا تو ادھ موا ہی کرکے چھوڑا اوسنے ہر دل کو
تہ و بالا کیا عالم کو جب ضد کی لڑکپن مین

بغل مین یار کے حقہ دماغون مین جھمکتی ہی
وہ گل تھا مین وفا کی بو ہوا آغوش دشمن مین

شہید اوسنے شہید ناز کی اپنے لگائی ہے
صریحاً بو لہو کی آ رہی ہے اسکے روغن مین

مرے طوق گلو کی قدر پھر دیوانہ کیا جانے
اسے پہنے گا مجنون زندگی بھر اپنی گردن مین

نمایان ہو جو اسکے نور کی لو مین سیاہی ہی
کوئی پروانہ جل کے رہگیا ہی شمع روشن مین

ہمارے دل سے پوچھو مرتبہ طوق اسیری کا
یہ وہ زیور ہے پہنا ہی جسے قمری نے گردن مین

کراما کاتبین ہونے لگے اعمال نامے کو
تری رحمت نے ایسا سرفراز امجھکو مدفن مین

حقیقت مین یہ ہی جو پھول مرجھایا وہ مرجھایا
نہیں آتی بہار رفتہ رخصت ہو کے گلشن مین

خدا آگاہ ہی اوس گل نے جب سے تیر مارا ہے
ہوای شوق دونی ہوگئی ہی دل کے ذرات مین

تکلف رفتہ رفتہ ہو گیا ہی ایمین شہپر کا
یہ کسکا تیر پیوستہ سے ہے پیوست جوشن مین

قیامت ہی کسی نے باغ کا دفتر کیا برپا ہے
کھلا ہے آج شیرازہ کتاب گل کا گلشن مین

تمہاری مجلس حیران کی دکھلادین جو کیفیت
نہ ریحان مین یہ قدرت ہی نہ نرگس مین نہ سوسن مین

دل بیتاب کو بھی کیا مزا ہے قتل ہونے کا
کہ مرنے کی ہوس مین رفتہ رفتہ جا پڑا رن مین

بھگا کر ابر کو رقت مری لیتی ہی دم اوسدم
جو روتا ہون تو پھر تو مین برس پڑتا ہون ساون مین

تجھی آغوش ہو کر کیون شرف گھبرائے جاتے ہو
بہار آئے تو گل پھر بیچیو تم اپنے دامن مین

منزل عشق کا حال آپ مین آون تو کہون
دم ذرا لینے دو مین دل کو سنبھالون تو کہون

پوچھتے ہو جو حقیقت مری بیتابی کی
آؤ مین تمکو کلیجے سے لگا لون تو کہون

کیا کہون تجھسے رہائی کے لیے اے صیاد
ہان قفس مین جو پر و بال سنبھالون تو کہون

سرخرو ہونے کی پھر داد مین لون قاتل سے
خوشنما کے لیے مین خون مین نہالون تو کہون

جان دینے کی ابھی وجہ نہ پوچھو مجھسے
زہر جو اسطے کھاتا ہون مین کھالون تو کہون

کیا کہون کیسی ہے اوس شوخ کی ترچھی چتون
اک چھری اپنے کلیجے مین لگا لون تو کہون

خوف جاتا ہی ابھی معشوق اونہین کہتی ہین
کچھ دنون ظلم سہون ناز اوٹھالون تو کہون

کس سے داغون کی چمن کی مین کہون کیفیت
لاکے گلزار سے بلبل کوئی پالون تو کہون

کچھ نہ پوچھو مجھے کیون آگئی رقت یارو
مجھکو رو لینے دو آنسو مین بہالون تو کہون

کون ہے جس سے فسانہ کہون اے دل تیرا
سننے والا کوئی پہلو مین بٹھالون تو کہون

بعد مدت کے بلایا ہے شہ خوبان نے
سرگذشت اپنی ذرا سامنے جا لون تو کہون

کیا خوشی ہوتے ہو سنکر اوسے بیتابون کی
ڈھیر پروانون کا محفل سے اوٹھالون تو کہون

سرمگین آنکھون پہ جنکی مین پسا جاتا ہون
اے شرف اونکی نگاہون مین سمالون تو کہون

اوڑی پرزے جو ہو ہو کر گریبان آستین دامن
ہوی جامے سے کیون باہر گریبان آستین دامن

جنون کے نام پر ہمنے دیے فرہاد و مجنون کو
لٹائی ہو کے ننگے سر گریبان آستین دامن

ہواتی الغور گلگون پیرہن جب زخم چرائی
رہی برسون لہو مین تر گریبان آستین دامن

ہوئی ایسی ترے وحشی کو زیبا پاکدامانی
ہوے چلے دم محشر گریبان آستین دامن

جنون ہو کے بھی صحرا مین شکوہ اپنی کم ہوگی
پھر ہرے ہونگے کانٹون پر گریبان آستین دامن

پھر پرو حیا بجا صحرا مین آنکھون سے لگائی ہین
ترے دیوانون کے اکثر گریبان آستین دامن

جنون مین میرے پھر جانی کی خاطر اک پری رونے
لگا کر دابے ہین پتھر گریبان آستین دامن

خدا سے داد لینگے جا کی اس بیداد وحشت کی
دم ہنگامۂ محشر گریبان آستین دامن

پریزادون نے ڈھونڈا روا کر نقاب چہرہ نورانی
ہوے میرے وہ طالعور گریبان آستین دامن

قیس کا آیا جو صحرا کی تباہی مین
تو میرے ہو گئے لنگر گریبان آستین دامن

وہ گلرو جب رہا شب کو وہ خوشبو پھیلنی پھیلی
گل خوشبو رہے شب بھر گریبان آستین دامن

مرا دیوانہ پن کھل جائیگا میری پری رو پر
اوڑا لیجائیگی صرصر گریبان آستین دامن

جنون کا ہو گیا عالم پری رو نے جو دل پھاڑا
رہے ثابت نہ پھر دم بھر گریبان آستین دامن

نہ تھا جوش جنون جب تک تکلف پیرہن کا تھا
کرونگا کیا مین اب رکھکر گریبان آستین دامن

الٰہی ہو گیا سودا جہان کو کس پری رو کا
یہ کیون پھٹنے لگے گھر گھر گریبان آستین دامن

شرف پھاڑا تو پھاڑا پیرہن کو جوش وحشت مین

لیے پھرتے ہو کیا در در گریبان آستین دامن

گم رہا ہے تحت دل خونناب چشم تر نہین — اشک میرا پارۂ یاقوت ہے گوہر نہین

دوسرا تجھسا خدائی مین جہان پرور نہین — کون ایسا ہے جو تیرا بندۂ بے زر نہین

بلبل سدرہ کو ممکن کوچۂ دلبر نہین — اوڑکے مین جاتا وہان افسوس بے پر نہین

اسلیے رہتے ہین دنیا مین مسافر کی طرح — اک سرا مین آکے اوترے ہین ہمارا گھر نہین

قبر کے اوپر جو پھولون کی مسہری ہو تو کیا — سو رہے ہین ہم جہان تکیہ نہین بستر نہین

رحم کر میرے گلے پر اسکو اے قاتل نہ کاٹ — تیری بانہون کے ہی قابل قابل خنجر نہین

خلعۂ وحشت پڑھے کون مجنون مر گیا — منبر صحرا ہے خالی صاحب منبر نہین

عادت قصر ہوا دارا سقدر اے دل نہ کر — اوس مکان مین جاکے رہنا ہے کہ جسمین در نہین

آئینہ خانہ عجب بیم و رجا کا ہے طلسم — صورتین صد ہا نظر آتی ہین اسکندر نہین

ڈوب ہی جائیگا اے دل پڑکے بحر عشق مین — ہے یہ طوفانی جہاز اسکا کہین لنگر نہین

جستجوے یار مین پھرتا ہون مین خانہ بدوش — زیست بھر رہتا ہون سرگردان کہین بستر نہین

یار نے چاہا لپٹنے کو مگر ہمشکل یار — آئینے ہی مین رہا نکلا کبھی باہر نہین

تمکو دکھلاتا لپٹ کے لن ترانی کا مزا — کیا کہون پردے مین ہو افسوس تم باہر نہین

زخم تو سینے جو لیٹی جھک کر قاتل نے کہا — سر بھی کٹ جانے کی پروا ای بریدہ سر نہین

[illegible] لیلی نجد مین کہتی تھی روح قیس سے — گو رہین بھی تیری ہمراہی سے مین باہر نہین

[illegible] بھی جاتی ہو آکے باغ مین اے بلبلو — خون ٹپکا ہے مرا پھولون کی یہ چادر نہین

لوٹ جائیگا خدا کے واسطے صدمہ نہ دو — شیشۂ نازک مرا دل ہے کوئی پتھر نہین

خوش ہین چھٹنے کی خبر سے سب اسیران قفس — دم نہین صدمہ سے اوس بلبل مین جسکے پر نہین

رحم کر اے وا حسرت نہ غائب کر نہین — یہ تو مجھ حیرت زدہ کے اشک ہین گوہر نہین

آج تم آنے آئیگا وہ رشک عیسیٰ دم نہ توڑ — راہ اوسکی دیکھ لے اے دل ابھی سے مر نہین

لا بچینگے قابو مین ہم اوس بادشاہ حسن کو — فوج جانبازون کی ہمت ہے نہو لشکر نہین

واہ ناز عشق کل تک یار رہتا آغوش مین — آج وہ دن ہے کہ پہلو مین دل مضطر نہین

دیکھتے ہین آئینے کو اے شرف سکتے مین ہم
غم ہے پھر کسکا جو اسکو رنج اسکندر نہین

پھینک دون پیس کے دلکو جو تری یاد نہو
جھوٹ کہتا ہون تو پہلو کبھی آباد نہو

حشر برپا ہو جو لرزان دل صیاد نہو
مرے نالے ہین یہ بلبل تری فریاد نہو

شکوہ زیبا ہے رحیمی ستم ایجاد نہو
دھوم اوڑائی ہے کریمی کی تو جلاد نہو

توکرے ظلم یہ ہر وقت دعا ہے میری
اف کرون مین تو یہ منھ قابل فریاد نہو

اوسکی آنکھون مین اہرون وہ جو نظر بند کرے
قید بھی ہون تو بلا قید ہو میعاد نہو

بوے گل ابتو اوڑتی ہی نہین گلشن مین
اسقدر بھی کوئی آوارہ و آزاد نہو

چاہنے والے جو بستے ہین عدم مین جاکے
یاد رکھتا ہے یہ بستی کبھی آباد نہو

گور مین جب سے ڈھکیلا ہے تری غیرت نے
روح لرزان ہے دوبارا تو یہ افتاد نہو

دل نہین مانے گا تصویر تری بے کھینچے
چہرہ پرداز محبت ہے یہ بہزاد نہو

اپنے سایے سے بھی گلشن مین جھجکتا ہون
دل لرزتا ہے کہ یہ بھی کہین صیاد نہو

اسطرح کیجیو اللہ سے چھپکے چھپکے
گوش زد میرے بھی اے دل تری فریاد نہو

قید جب سے تری الفت نے کیا ہے مجھکو
یہ دعا ہے کہ رہائی ابد آباد نہو

سامنا تیغ سے تیری مرا سینا جو کرے
ہاتھ کٹواؤن جو آئینہ فولاد نہو

جان لیکر نہ گرانا نظر رحمت سے
وحشت قبر کی مجھپر کوئی افتاد نہو

بیکسی گور کو مسمار کیے دیتی ہے
رحم کر رحم مری خاک تو برباد نہو

آرہی ہے جو صدا گور مین لاتحزن کی
کون مژدہ یہ سناتا ہے کہ ناشاد نہو

داغ وہ پھول ہین جو پھول نہون قسمت مین
باغ تصویر ہے گلشن جو خداداد نہو

بو جو اس گلشن ایجاد مین آئی نہ تری
ہو کا عالم ہو کسی پھول کی بنیاد نہو

اے خداوند کریم اوسکی تو مٹی ہے خراب
جسکا حامی ترے محبوب کا داماد نہو

اسقدر ظلم کے سہنے کا مزا ہے مجھکو
تو بھی دے داد تو منظور ہے مجھے داد نہو

زار نالی پہ کسی کے نہین ہنسنا اچھا
اے گلو گریۂ شبنم سے ڈرو شاد نہو

اسلیے شیشۂ شاعت مین حفاظت کی ہی | چاہئے ولے کی یہ خاک ہے برباد نہو
ضبطی داغون کی چمن کی تو بہت مشکل ہی | یہ مرا باغ ہے یہ گلشن شداد نہو
گرد پہر پہر کے گنہگار رہا ہوتے ہین | روح میری بہی ترے صدقے مین آزاد نہو
بکنا ہی یہ مری خون نہ روا اے شمشیر | ہاتھ رک جائیگا نادم کہین جلاد نہو
ٹمیان باغ مین مہندی کی جو ہین اے بلبل | آڑ مین انکی تری تاک مین صیاد نہو
لن ترانی کی صدا نے تو مرا دل توڑا | دم نکلجائیگا بس اور کچھ ارشاد نہو
قصد بہی حسن پرستی مین جو کہلواؤن مین | دم نکلجاے پریزاد جو نقّاد نہو
تیری تصویر کی تصویر کوئی کیا کھینچے | یہ خدا ساز ہے یہ صنعت بہزاد نہو
نزع مین خاک لکہے قیس وصیت نامہ | کیا کرے وہ کہ جو وارث نہو اولاد نہو

ناتوانی سے غش آجاے جو اوسکے درپر
اے شرف سوچ کے گرنا کوئی افتاد نہو

افسردہ دلی کیون کسی ناشاد سے پوچھو | اس یاس کو میرے دل برباد سے پوچھو
ظلم اوسکے نہ مجھ کشتۂ بیداد سے پوچھو | بے جرم چھری پھیری ہے جلاد سے پوچھو
فریادیون مین نام لکھا جائیگا میرا | بیداد نہ مجھ کشتۂ بیداد سے پوچھو
کس شان سے کس شوق سے کٹوائی ہی گردن | اس معرکہ آرائی کو جلاد سے پوچھو
مجنون کا ورق دیکھ کے لیلی یہ پکاری | نقشہ ہی یہ کس شخص کا بہزاد سے پوچھو
دیکھا ہے انہون نے مری وحشت کا تماشا | ہنگامہ وہ طفلان پریزاد سے پوچھو
دیوانہ ہوئن برباد ہوئن ویرانہ نشین ہون | آسائش و راحت وطن آباد سے پوچھو
ہر بار جو رہجاتے ہین ہم کہول کے منقار | منہ کو جگر آجاتا ہے صیاد سے پوچھو
کس کشتۂ جانسوز سے یہ بزم ہوا ہے | کیون موم ہوا جاتا ہی فولاد سے پوچھو
مردان جنون سے ہی اسیری کا تقاضا | زنجیر مین کیا دیر ہے حداد سے پوچھو
پوچھے جو دم قید کچھ آداب اسیری | ظالم نے کہا صاحب میعاد سے پوچھو
کیا دل نے ستایا ہی جو نکلی ہی دہن سے | کیون داد طلب ہے مری فریاد سے پوچھو

صحرا مین جو گذری ہے کرو قیس سے دریافت ۔ کہسار مین ٹکرانے کو فرہاد سے پوچھو
گلچین نے دکھایا ہے مرا دل جو چمن مین ۔ برسون ہی لہو تھوکا ہی صیاد سے پوچھو
جس جس سے مجھی عشق و ارادت ہی نگیرین ۔ محبوب الٰہی کے یہ داماد سے پوچھو
کیا نذر جنون کرتے ہین ہوتا ہی جو سودا ۔ تحقیق کرو قیس سے فرہاد سے پوچھو
قطرہ بھی لہو کا مری گردن سے نہ نکلا ۔ تھین خشک رگین خنجر فولاد سے پوچھو
گلچین سے تو پرسشش ہو کہ توڑا ہی گلون کو ۔ مرغان چمن کیا ہوئے صیاد سے پوچھو
مجھ کشتے کی تربت نہ بنیگی کہ بنے گی ۔ لتد مرے واسطے جلاد سے پوچھو
خود مینے لگائے رگ جان مین کئی نشتر ۔ قطرہ نہ دیا خون کا فصاد سے پوچھو
اوٹھنے نہین دیتی در دولت سے تمہارے ۔ کیون مجھکو گرایا ہے اس افتاد سے پوچھو
گلرنگ رہا کرتی ہین آنکھین جو قفس مین ۔ گھٹ گھٹ کی لہو روتی ہین صیاد سے پوچھو
ہون شوق شہادت سے جھکائی ہوئی گردن ۔ کب آئیگا سر کاٹنے جلاد سے پوچھو
رحم آکے جو رونے پر اونہین آیا ہی غصا ۔ کیون بن کے یہ بگڑی مری روداد سے پوچھو
خود رفتہ مین ہوجاؤن کہ مرجاؤن جنون مین ۔ کیا حکم ہے معشوق پریزاد سے پوچھو
دیوانون نے ہرگز نہ لہو ہونے دیا بند ۔ دم توڑ کے مر گئے فصاد سے پوچھو
اندر کا اکھاڑا ہی مرے شیشۂ دل مین ۔ کیا بزم ہی ایک ایک پریزاد سے پوچھو

آگاہ شرف تم نہین اونکی خفگی سے
اس مرگ مفاجات کو شداد سے پوچھو

ہٹ گیا دنیا سے دل ٹکرے جگر کیونکر نہو ۔ صدمۂ ہمدرد ہے باہمدگر کیونکر نہو
چھت کو آنکھین ہین لگی مرنے کا ڈر کیونکر نہو ۔ یاس مین اللہ پر میری نظر کیونکر نہو
جانجان تونے اسی معراج کے قابل کیا ۔ قدردانی پر تری نازان بشر کیونکر نہو
جب محبت بڑھتی ہے ہوتی ہے دل سے لکو لم ۔ غش ہو نہین اوسیر اوسے میری خبر کیونکر نہو
آندھیان چلتی ہین پہلے بعد آتی ہے خزان ۔ موت سے سوز تنفس پیشتر کیونکر نہو
اوسکو میرے ہاتھ پھیلانے سے آجاتی ہی شرم ۔ صاحبو میری دعا مین پھر اثر کیونکر نہو

آ پڑا ہے معرکہ اک بیوفا کے عشق سے
ایسی مشکل مین شریک دل جگر کیونکر نہو

تو ہی منصف ہو پری سی شکل تیری دیکھکر
ہوش اوڑ جائین تو دیوانہ بشر کیونکر نہو

کہتے ہین ہنس ہنس کے وہ جب غش مین سنتے ہین خبر
غمزدہ غفلت کا مارا بے خبر کیونکر نہو

مر گیا ہون لیکے مین حسرت طواف باغ کی
گرد پھولون کے مرا ایک ایک پر کیونکر نہو

ساتھ والے چل بسے ہے صبح پیری آشکار
کوچ کا وقت آ گیا فکر سفر کیونکر نہو

اے پری رو قدرت اللہ ہے محفل تری
وجد کے عالم مین خود رفتہ بشر کیونکر نہو

جو گریبان پھاڑتا ہے بیٹھ کر مجنون کے پاس
کہتی ہے لیلی کہ صحبت کا اثر کیونکر نہو

روح برہم دل سے ہے دل منحرف ہے سینے سے
یہ خرابی جسمین ہو ویران وہ گھر کیونکر نہو

کیون نہو ارمان مرنے کا شہادت گاہ مین
خلد اس منزل مین ہے شوق سفر کیونکر نہو

غیر ممکن ہے جو ٹھہرے روح پیری مین شرف
صبح ہو جائے تو گل شمع سحر کیونکر نہو

روتے ہی دیکھتے ہین ہم ابر بہار کو
کس گلعذار کا ہے غم ابر بہار کو

برسے گا حشر تک مرے دریای اشک سے
ایسا گیا ہے پر شکم ابر بہار کو

ہوتا جو بس تو قبر پہ رونے کے واسطے
لیجاتے اپنے ساتھ ہم ابر بہار کو

اے عندلیب کر گہر اشک پیشکش
دی نذر بے بہار ستم ابر بہار کو

گردون پہ وہ وہ اپنی چمن بندیان دکھائین
سمجھا مین گلشن ارم ابر بہار کو

ایسا ہمارے سامنے صحرا مین جھک پڑا
روئے گلے لگا کے ہم ابر بہار کو

اک دن کرم یہ گور غریبان پہ بھی کرے
دون کسکی روح کی قسم ابر بہار کو

آتا ہے جھومتا ہوا قبلے کی سمت سے
لاتا ہے اسطرف کرم ابر بہار کو

برگشتہ بخت نے مری ویرانے کی طرف
بڑھنے دیا نہ دو قدم ابر بہار کو

اے جوش گریہ اپنی یہ لگون کو بھول جا
دکھلا دے آنکھون کا ورم ابر بہار کو

بزم خیال و خواب مین ٹوٹا پڑا ہوا
رولوا رہا ہے جام جم ابر بہار کو

آتا ہے شاد و شاد برسنے کے واسطے
گلشن کا دھیان کیون ہو کم ابر بہار کو

اسنے بھی کی تھی گور غریبان سے بیرخی
لایا کشان کشان کرم ابر بہار کو

اوس چشم تر کے فیض کا جویا ہی دل مرا
جسنے دیا ہے یہ حشم ابر بہار کو

کیا کیا چمک چمک کے برستا ہی ای شرف
کسنے کیا ہے برق دم ابر بہار کو

مار ڈالا ہے جو بے جرم قضا نے ہمکو
داد دینے کو بلایا ہے خدا نے ہمکو

رہ گئے دیکھ کے سکتے مین ہم اونکا جلوہ
بیخودی نے نہ دیا ہوش مین آنے ہمکو

دل ہمارا جو دکھاتے تھے وہ خود کرتے ہین
آبدیدہ ہین جو آئے تھے رلانے ہمکو

کوئی بھی بندۂ ناچیز نہ ہمسا ہوگا
بادشہ نے کبھی پوچھا نہ گدا نے ہمکو

نجد مین منزل وحشت جو کبھی بھول گئے
آئی گلشن کی ہوا راہ بتانے ہمکو

آئے تھے عالم ارواح سے کیون دنیا مین
خاک مین مل گئے چھوڑا نہ قضا نے ہمکو

وہ جھروکے مین جو بیٹھین تو کرین ہم فریاد
لوگ نزدیک نہین دیتے ہین آنے ہمکو

واہ ری بزم تری واہ ری مہمانداری
ملک الموت کو بھیجا ہے بلانے ہمکو

وہی ہوتا ہے عنایت جو طلب کرتے ہین
ایسی سرکار بتا دی ہے دعا نے ہمکو

باغ مین رو کے لہو ہمنے اسے سینچا تھا
اس ریاضت یہ بھی پیسا ہی حنا نے ہمکو

تو ہے معشوق تو پھر فرض ہی عاشق ہونا
ہم تجھے جان سکے تو بھی تو جانے ہمکو

تیری خدمت مین رہین ہم بھی ترے بندے ہین
اپنے رہنے کے بتا دے تو ٹھکانے ہمکو

تیری الفت نے جھکایا ہی تری طاعت سے
سرنگون کر دیا تسلیم و رضا نے ہمکو

ای شرف بخشی گئے حشر سے رخصت پائی
خاک سے پاک کیا فضل خدا نے ہمکو

بیٹھے ہین ای قیس اس دیوانے پن مین ہم کہ تو
دیکھین کامل ہوتے ہین وحشت کے فن مین ہم کہ تو

شامت آئی ہے تری تو جان اپنی ورا د تجھ
ہمکو کیا لٹکین سمجھ زلف پرشکن مین ہم کہ تو

کوئی وحشت مین ترا لایا ہمین یا ہم تجھے
آپ سے باہر ہوے ای دل وطن مین ہم کہ تو

دشت وحشت مین کرینگے اپنی حجت قیس سے
دیکھین لیلی کو بلا لیتے ہین بن مین ہم کہ تو

رات بھر بیچین ہم رہتے ہین یا تو بیقرار
تڑپکے جاتے ہین صبا پہلے چمن مین ہم کہ تو

شب کو دل کہتا تھا پروانے سے ہی بزم یار مین
نام روشن کرتے ہین اس انجمن مین ہم کہ تو

کہتے ہین یوسف سے وہ کیا حسن پر ہے تجکو ناز
ہین گل خوبی کلابی پیرہن مین ہم کہ تو

ہم نہین اے قیس یہ وحشت کی باتین جانتے
یہ بتا کامل ہوئی الفت کے فن مین ہم کہ تو

ہم نہ کہتے تھے کہ ایدل اوسکی باتون پر نہ جا
یہ بتا اب تنگ ہین عشق دہن مین ہم کہ تو

کرنے سکہ عاشقی و عشق کا جاری کیا
اے شہ خوبان کھرے ہین اس چلن مین ہم کہ تو

ترک عشق و عاشقی کو پھر نہ کہنا اے شرف
تجھکو کیا ہین مبتلا رنج و محن مین ہم کہ تو

کسطرح تیری یار رہے یاد گفتگو
کرتا ہے روز تو نئی ایجاد گفتگو

ایدل زبان ہلانے بھی پاتا نہین کوئی
سنتا نہین کسیکی وہ جلاد گفتگو

توچاہے داد دے کہ نہ دے اختیار ہے
کچھ چاہتے ہین طالب فریاد گفتگو

دیدار کی ہوس مین سنین لن ترانیان
اب کیا کرینگے تابع ارشاد گفتگو

دم بند ہے مسیح کا تقریر سے تری
کیونکر نہ کہیئے اسکو خداداد گفتگو

کیونکہ نہ غش کرون ترے حسن کلام پر
لہجہ ہے دلفریب پریزاد گفتگو

بلبل پکڑ کے لائے ہین صیاد و باغبان
دونون مین ہوتی ہے پئے بیداد گفتگو

کیا جانئے کیا کلام تجھے ظالم کی دلفریب
ارمان رہگیا نہ رہی یاد گفتگو

جاتے ہین روبکاری لعنت مین دیکھیئے
کرتا ہے کیا وہ بانی بیداد گفتگو

بھیجا پیام وصل تو بولا وہ تندخو
کس نامراد کی ہے یہ ناشاد گفتگو

ہمکو بھی چار باتین بتادو رسائی کی
قائم رہے تری ابد آباد گفتگو

کہدون کھری کھری نہ خوشامد کرونگا مین
آزاد ہون مین ہے مری آزاد گفتگو

نقشہ کبھی جو حسن خداداد کا کھیچے
اسمین نہ کیجیو کبھی بہزاد گفتگو

چہرہ پہ گرد وجد کرے تو اگر سنے
وہ دلفریب ہے مری صیاد گفتگو

سنتے ہین جکڑے جائینگے زنجیر مین شرف

آپس مین کر رہے ہین یہ حداد گفتگو

آزار محبت مین سوا یاس کے کیا ہو — اس درد کی دنیا مین دوا ہو تو دوا ہو
ہم جسم ہین تم روح ہو آپسمین وفا ہو — ہم تمسے جدا ہین نہ تمہین ہمسے جدا ہو
دیدار کا سائل ہون جو مقبول دعا ہو — بندہ ہون تمہارا مری حاجت بہی روا ہو
قدسی بہی کرین غش تم اگر جلوہ نما ہو — صورت ہو وہ تصویر کہ محبوب خدا ہو
اوٹھا ہی جگر مین جو کبہی درد محبت — کی ہے یہ دعا مینے ہوا ہے تو سوا ہو
بندہ مین ترا ہو کے گنہگار رہوا ہون — حاضر ہون سزا دے مجھے جو اسکی سزا ہو
دشمن کی بہی خاطر ہی کرون ہون وہ ملنسار — آغوش مین لے آؤن مجسم جو قضا ہو
نعل ہوتے نہ پاسکے مجھے پہناؤ وہ زنجیر — جب چپ ہو نہ جھنکار ہو جسمین نہ صدا ہو
دنیا مین کہان ڈہونڈنے جائی اوسی کوئی — جس رشک چمن کا نہ ٹھکانا نہ پتا ہو
دکھلا دے مجھے اپنی رحیمی و کریمی — بلوائے جہان معرکۂ بیم و رجا ہو
تم مالک و مختار ہو سب زیر نگین ہین — چاہو جسے لٹوا لو نوازو جسے چاہو
دامن کو نہ چھوڑون گا کرو عقدہ کشائی — آقا ہو مرے ہی جو نصیری کے خدا ہو
رکھو نہ مجھے دولت دیدار سے مایوس — بندہ ہون تمہارا مین تمہین مجکو بنا ہو
مرتا تو ہون مین عالم ارواح سے تیر — لیکن نہ کھلا حال کہ تم کون ہو کیا ہو
سناٹے مجھے آتے ہین پھٹتا ہے کلیجا — اسے قید یہ نند نہ زندان مین گرا ہو

دل زلف مسلسل سے چھڑا لائے تم اپنا
کس پیچ کی باتین ہین نشرف کتنے رسا ہو

چوم لونگا اونکا مکھڑا نازل آفت ہو تو ہو — گر پڑونگا پانون پر برپا قیامت ہو تو ہو
ضبط کیونکر ہو جو بیتابی سے وحشت ہو تو ہو — صبر کی برداشت یا رو دلمین طاقت ہو تو ہو
بے نیازی تم کرو اور آرزوئین ہم کرین — چاہیئے ہمکو وفا تم بے مروت ہو تو ہو
یان حورین پہرین آکے مجاور ہو تو اب — گل نہین ممکن نہون صحرا مین تربت ہو تو ہو
اوس پری پیکر کو کیونکر انس ہو انسان سے — کچھ مروت ہو تو ہو کچھ آدمیت ہو تو ہو

عشقبازون کی کہین دنیا مین شنوائی نہین
ان غریبون کی قیامت مین سماعت ہو تو ہو

دل گرفتہ ہون پہونچکر بارگاہ خاص مین
اس رسائی کی خوشی تیری زیارت ہو تو ہو

یون تو ہونے کا نہین بیڑا گنہگارون کا پار
بندہ پرور موجزن دریاے رحمت ہو تو ہو

سب طرح کی ہی مجھے تیری کریمی سے امید
یاس دل کو ہے تو ہو برگشتہ قسمت ہو تو ہو

دردمندون کی دعائین یون نہونگی مستجاب
دستگیر انکا جو تیرا دست قدرت ہو تو ہو

بیقراری سے شب ہجران کی مشکل ہی نجات
اس بلا سے اتنے چھٹکارا جو رحلت ہو تو ہو

یار پہلو مین نہین آرام آئے کسطرح
استراحت کا مزا جب دل کو راحت ہو تو ہو

دیکھنا تیرا شب معراج مین ممکن نہین
بندہ عاجز ہی یہان تیری مشیت ہو تو ہو

مین تجلی سے صفا ہون کہدون شرف مین صاف صاف
آئینہ ہے دل مرا اونکو کدورت ہو تو ہو

بشر کی جان لے لیتے ہو ایسا آزماتے ہو
تمہین جو چاہتا ہی خاک مین اوسکو ملاتے ہو

تمہارے میہمان ہین کیون ہمارا دل کھاتے ہو
اولٹ دینے دو پردہ بے نیازی کیا جتاتے ہو

جہان مین حشر ہوتا ہی وہ جسدم آہ کرتا ہی
زمانے کو ہلا دیتا ہی جسکا دل ہلاتے ہو

براے بود ہی یہ نام دم کی آمد و شد کا
بشر کے جسم مین تم روح ہو کر آتے جاتے ہو

دعائین مانگ کے روز قیامت کو بلایا ہی
کسے ترسلاتے ہو دیکھین کسے جلوہ دکھاتے ہو

خدا گویائی دے انکو تو پوچھون لالہ و گل کر
شہیدان ادا کے خون مین کیا تم نہاتے ہو

بہانہ نیند کا ہی مین صریحا نیم باز آنکھین
ہمارا دل اولٹ دینے کو تم جادو جگاتے ہو

نہ مجھ مین جان ہوتی ہی نہ دل قابو مین ہوتا ہی
کلیجے پر چھری پڑتی ہی جسدم یاد آتے ہو

سحر تک چھپتے ہو کیسے خال رو و روشن سے
چراغون کی طرح کیون ای ستارو جھلملاتے ہو

حتن حمام ہوتا ہی جو زلفین دھوئی جاتی ہین
نہاتے ہو تو عطر مشک کا دریا بہاتے ہو

جلا دیتے ہو اوسکو دیکھ لیتے ہو جو پروانہ
لگاتا ہی جو لو کیسے چراغ اوسکا بجھاتے ہو

مجھے بھی نگاہون پر تمہاری پیار آتا ہے
کلیجے سے لپٹ ہی جاو کیا شرمائے جاتے ہو

شگوفے سے شگوفے چھوڑتے ہو باغ عالم مین
عجائب رنگ دکھلاتے ہو کیا گل کھلاتے ہو

سمجھتا ہون غم الفت کو مین ارمان سے بڑھکر
بہت محظوظ ہوتا ہون جو میرا دل دکھاتے ہو

شرف کیا نزع مین مجھ رین لگاوٹ سے تسلی کی ہین
ابھی تو دم نکلتا تھا ابھی تم مسکراتے ہو

دلون سے عشق نے چھینا ہی اختیارون کو
خدا ہی ہے جو قرار آئے بیقرارون کو

جہان سے انکو اوٹھالو یہ خاک جہان پہ چلے
بس اپنے ٹھوکرین کھلواؤ جان نثارون کو

سمجھ کے کیجیو غصہ تمہاری رحمت نے
امیدوار کیا ہے گناہگارون کو

شفق جو شام کو پھولی تو یہ یقین آیا
کہ سرخرو وہ کرینگے سیاہ کارون کو

عجب عجب تری قدرت نے رنگ دکھلائے
کہ مشت خاک سے پیدا کیا نگارون کو

شہید ناز ترے خاک اگر ہو جاتے
جہان مین جا ہی نہ ملتی کہین مزارون کو

قمر نے چودہوین شب کو تمہاری افشان کی
تمام رات نچھاور کیا ستارون کو

یہ کیا ستم ہے کہ پرسان کوئی نہین ہوتا
حلال کرتے ہین ظالم خدا کے پیارون کو

خدا ہی حافظ و ناصر ہے بزم گلشن کا
گلون نے دی ہے جگہ پہلو مین خارون کو

نہ مرنے والون کی پروا ہوئی نہ زندون کی
نہ بیخودون ہی کو پوچھا نہ ہوشیارون کو

دلون کو شیفتگان کے کیا تو ہی نخچیر
کڑے ہو گئے ذبح کر گئے جوان شکارون کو

یہ پرورش یہ رحیمی تجھی کو زیبا ہے
دیئے بہشت کے حلے گناہگارون کو

اوسی کے ہم ہین ہمین بھی ہے آسرا اوسکا
نوازتا ہے جو اپنے امیدوارون کو

لرز گیا مین ترے ناز بے نیازی سے
ملا کے خاک مین مٹوا دیا ہزارون کو

پتا نہین ترے دیوانون کے بگولون کا
ہوائے شوق کدہر لیگئی غبارون کو

ستمگرون سے سفارش ہماری کرتے ہین
جزائے خیر دے اللہ دوستدارون کو

ہوا جو گور غریبان سے وسوسہ اونکو
نشان مٹا دیئے گروا دیا مزارون کو

گلون کی سیر کو کہتا ہون تو وہ کہتے ہین
لہو تو روتے ہو دیکھو جگر فگارون کو

مسی تمہاری جو خوشبو تو پھر نہ کمہلائے
بہار و رنگ نے چاہا گلون کے ہارون کو

اجل جو شہر خموشان مین لیگئی ہمکو
نہ ہمسرون کو نہ پہچانا تاجدارون کو

طلب فرشتون سے ہی دفتر قیامت کی
نہ رکھیو دولت دیدار سے انھین محروم
خدا نے یاد کیا ہے گناہگارون کو
بڑی امید ہے تجھسے امیدوارون کو

شرف نکل گیئے گو سون جنون کے عالم مین
جھپٹ کے روک لین دوڑائیے سوارون کو

کیون نہون شاد شاد ہم سُنکے بیان آرزو
اوسکے نیاز مند ہین ہو کہ ہے جان آرزو
اسکی مدد سے ہوئیے ہم دلبر بے نیاز تک
عرش پہ ہمکو لیگئی شوکت و شان آرزو
یار کا جلوا دیکھنا ہو گا نصیب کب ہمین
پوچھتے اتنی بات اگر ہوتی زبان آرزو
چاہ کے تجھکو ہو گئین یار ہزار دن حسرتین
دلمین ہمارے دیکھ لے نکلی ہی کان آرزو
آنکھین نزول کین مری یار کے انتظار مین
دل جو بنا تو ہو گیا جمن کے مکان آرزو
عشق مین یار کہا کے غم کرتے ہین شکر دمبدم
سمجھے ہوئے ہین اسکو ہم نعمت خوان آرزو
دل سے مری جو دوستی کی تھی سو وہ نباہ دی
اور طرف نہ رخ کیا واہ رہی آن آرزو
چار طرف سے ہے یورش حسرت و شوق و ذوق کا
دل ہے مرا گھرا ہوا ابتو سیان آرزو
صاحب فوج داغ دل حسرت عشق سی ہوے
آہ و فغان کو سمجھے ہم طبل و نشان آرزو
ہین جو اوٹھا جہان سے اوٹھ گئی ساتھ عاشقی
بعد مرے نہ پھر رہا نام و نشان آرزو
حسرت و یاس و رنج و غم دھیان مین لائینگے نہ ہم
جان پہ کھیل جائینگے ہم ہین جوان آرزو
جلوہ جب مجھے دکھا دیا رخ سے نقاب اوٹھا دیا
مجھسے بہت وہ خوش ہوے سُنکے بیان آرزو
یار کا دھیان آتے ہی پھر نہ رہی کوئی ہوس
دلمین ہوا مقام ہو ہو کے گمان آرزو
ہوتے ہین باغ باغ وہ آتی ہی بو جو عشق کی
داغ کو گل سمجھتے ہین مرشد ان آرزو
سمجھین قضا کو زندگی اوس پر اگر چھری چھری
ڈھونڈتے ہین تری خوشی شیفتگان آرزو

دل کا کیا تھا حال نظم شعر کہے تھے درد خیز
داد تو دیتے اے شرف ہیتو خان آرزو

بہتے ہین سر زلف گرہگیر مین آنسو
سینے پہ ٹپکتے ہین تو پڑجاتے ہین ناسور
کیا مجھکو جکڑوا ہین گے زنجیر مین آنسو
پانی ہین کہ تیز آب ہین تاثیر مین آنسو

کہتا ہون جو مین عالم رویا کا فسانہ
رقت کے سوا یار کا نظارہ نہین ہے
زندان مین جو اک روز مین دل کھول کے رویا
مانی نے جدا تیرے مرقع سے جو کھینچا
کیون سکتہ وحسرت نے نظر بند کیا ہے
دل اوسکا بھر آیا جو چہری پھرتے مین جیر
حیرت ہی مجھے کیون مری رقت نہین تھمتی
کرتا ہون بیان کثرت رقت کا جو اپنی
مردم کو ہوا حسرت دیدار کا منصب
جب دولت دیدار کی حسرت مین بہائے
تھراتا ہون لیتا ہون جو مین نام خدا کا
افسوس نظر ضعف نے رقت کو لگائی +

یوسف کے ٹپک پڑتے ہین تعبیر مین آنسو
لکھے ہین مری آنکھون کی تقدیر مین آنسو
سیلاب ہوئے خانۂ زنجیر مین آنسو
بھر آئے مرے دیدۂ تصویر مین آنسو
راندے گئے ہین کونسی تقصیر مین آنسو
صیاد کے بہنے لگے تکبیر مین آنسو
کیا بیرے ڈبونے کی ہین تدبیر مین آنسو
آتے نہین گنجائش تقریر مین آنسو
معمور ہوئے آنکھون کی جاگیر مین آنسو
داخل ہوے وہ غیب کی توفیر مین آنسو
دل ہل کے نکل پڑتے ہین تکبیر مین آنسو
آنکھون سے نکلنے لگے تاخیر مین آنسو

فردوس مین روون گا شرفت اتنے ہی تو ہین
بہتے ہین جو بیرے غم شبیر مین آنسو

خدا پہ چھوڑ دو مجھکو مری دوا نہ کرو
کیا ہی عشق کا دعوی حلال کر ڈالو
وہ شب کو کہگئے ہین تم جو ہم پہ مرتے ہو
کوئی غریب جو آئے اوسے دلاسا دو
حجاب اوٹھا دو اولٹ دو نقاب چہرے سے
کرو نہ ضیق مین دم اپنے عشقبازون کا
بڑا کریم ہے یا رو وہی کریگا کرم +
تمہارے گرد رہیگا یہ ہوکے پروانہ
دیا ہے اوس شہ خوبان نے حکم زندون کو

مسیح دم ہی اگر دے تو التجا نہ کرو
گناہگار ہو نہین خوف خونبہا نہ کرو
تو دلمین رہنے دو جو جا تو جا بجا نہ کرو
دعائین لو کسی مظلوم پر جفا نہ کرو
حیا کا سن ہی نہین ہے ابھی حیا نہ کرو
مسیح ہوکے مریضون کو دق کیا نہ کرو
سوا خدا کے کسی سے بھی التجا نہ کرو
قمر کے سامنے معشوقیت ادا نہ کرو
مرے ہوؤن کی طرح عرض مدعا نہ کرو

بلا کے مجھ وطن آوارہ سے نہ چھٹو دل
وفا کی بو نہیں اسمین کبھی نہ ٹھہریگی +
قفس کی جان ہون شکستہ پری ہون کا عاشق
مزا ہے مجھکو بعشق مین جانفشانی کا +
رکھے تمھاری بلا سوگ مرگ عاشق کا

غریب و بیکس و مظلوم سے دغا نہ کرو
پسند شوخی و رنگینی حنا نہ کرو
اسیر شوق و ہوس ہون مجھے رہا نہ کرو
جفا و جور کرو شفقت و وفا نہ کرو
نہاؤ منہدی ملو گیسوؤنمین شانہ کرو

سنبھالو دل کو ذرا اپنی سانس ٹھہراو
شرف وہ آتے نہ ہووین ابھی قضا نہ کرو

جان آرائش وہ گلگون پیرہن کیونکر نہو
گفتگو سے تنگ وہ غنچہ دہن کیونکر نہو
بوئے گل جس سے بسی وہ گلبدن کیونکر نہو
غم مین بلبل کے عزا خانہ چمن کیونکر نہو
کیونکر آنکھون مین نہ کھب جائے نفاست یار کی
کوئی صورت شہر خاموشان مین حسرت کی نہیں
واہ ری خوشبو تری اللہ ری ستھرا مزاج
حق کو ہی منظور اوسکی سرخروئی کی نمود
عاشقون نے جڑ دیے ہین لعلہائے لخت دل
پاک دامانی نے دھبا تک نہیں پڑنے دیا
ہو رہی ہے گرمی رخ سے سیہ چشم اور بھی
مر گیا دل مارے غم کے حسرتین سب لٹ گئین
گور مین تنہا پڑے ہین جشن کرتے تھے وہان
میری تربت مین بچھا ہی قدرتی پھولونکا فرش
کھینچتا ہے روز کانٹونمین مجھے شوق جنون
جس شہید ناز کے زخمون سے جاری ہو لہو

نور کی صورت ہے ہر شے کی پھبن کیونکر نہو
لاجواب اوسکا لقب ہے کم سخن کیونکر نہو
پھول سا مکھڑا ہے غنچہ سا دہن کیونکر نہو
جامۂ گل اوسکی میت کا کفن کیونکر نہو
چاند کا عالم ہے چندن سا بدن کیونکر نہو
ملک ویران ہین پریشان بے وطن کیونکر نہو
اس نفاست پر تصدق یاسمن کیونکر نہو
لالۂ کہسار خون کوہکن کیونکر نہو +
بے بہا اوس نازنین کا لورتن کیونکر نہو
پھر مرا کافور سے اوجلا کفن کیونکر نہو
اس ستم کی دھوپ مین کالا ہرن کیونکر نہو
چل بسے آقا تو برباد انجمن کیونکر نہو
گلشن ایجاد کا رنج و محن کیونکر نہو
گل ہزارون لیٹے ہین گلگون کفن کیونکر نہو
دھجیان اوڑاو لڑکے کے ٹرنے پیرہن کیونکر نہو
قبر مین باغ و بہار اوسکا کفن کیونکر نہو

سرخی و سبزی طلسم حسن و ہر گل دلفریب
بلبل بیتاب شیدا سے چمن کیونکر نہو

دم شہیدون مین نہین ہی خشک زخمونکا لہو
گل جو مرجھائین تو پژمردہ چمن کیونکر نہو

ناز بردار نہین ناز بے نیازی کے ہو نہین
آرزو تیری مجھے اے جان من کیونکر نہو

سیکڑون ہی صید اوس سے روز اوڑواتی ہین دل
پھر قدر انداز وہ ناوک فگن کیونکر نہو

بیکسی نے آب پاشی گور پر ہونے نہ دی
آبدیدہ میرے غم مین گورکن کیونکر نہو

سیکڑون پروانے گرد پیش مین بیدم پڑے
شمع کا لبریز اشکون سے لگن کیونکر نہو

نالہ ہاے بلبل شیدا کی پروا تک نہین
گریۂ شبنم پہ ہر گل خندہ زن کیونکر نہو

خوش نہ آئے میوۂ فردوس جسکے سامنے
ای شرف نایاب وہ سیب ذقن کیونکر نہو

مست ہو ڈہونڈتی ہی اپنے طلبگارون کو
بوے گل پھاندتی ہی باغ کی دیوارون کو

کرچکا ذبح جو صیاد گرفتارون کو
مشت پر اوڑ گئے تم ڈہونڈنے گلزارون کو

اپنے بیگانے مری واسطے برسون روئے
غم حریفون نے کیا داغ رہا یارون کو

چند بلبل کے جو صیاد نے پر نوچے ہین
پاس ہے حسرت پرواز سے پروانون کو

مرحبا ہی ترے نخچیرون کا کیا کہنا ہے
جگر و دل مین جگہ دیتے ہین سوفارون کو

میرے صیاد کی آمد جو سنی گلچین نے
خون بلبل سے رنگا باغ کی دیوارون کو

کون تھی ابر سیہ پوش ہے جنکے غم مین
سالہا سال سے روتا ہی یہ کن پیارون کو

دہوم یہ گرمی بازار قیامت کی جو ہے
میرے یوسف نے بلایا ہی خریدارون کو

بعد لحد اوٹھا پھول سے ہلکا ہو کر
میرے تابوت نے تکلیف نہ دی یارون کو

موت کا بار اوٹھانے کے لیے ہین موجود
ضعف نے دی ہے وہ طاقت ترے بیمارون کو

چٹکیون کے ترے ایسے مرے دلمین ہین نشان
جیسے ترکش مین ہم رکھتے ہین سوفارون کو

جو پڑے سوتے ہین اونکو تو نہین چونکاتے
گور مین بھیج کے سلواتے ہو بیدارون کو

موجد گلشن عالم کی مشیت کیا تھی
پہلوے گل مین جو آباد کیا خارون کو

جوے شیر اشکون سے کیا میرے مقابل ہوگی
کاٹ جائینگے کوئی دم مین یہ کہسارون کو

آمد آمد ہی ترے شہر مین کس وحشی کی
بند رہنے کی جو تاکید ہے بازارون کو

غل سواری مسیحا کا مطب مین جو ہوا
آمد آمد سے شفا ہو گئی بیمارون کو

ایسی الفت تھی تو صیاد نہ چھوڑا ہوتا
رو رہا ہے جو رہا کر کے گرفتارون کو

ایڑیان شربت دیدار کی خاطر رگڑین
مار ڈالا ترے پرہیز نے بیمارون کو

درد دل بھی انھین صیاد نے کہنے نہ دیا
رہ گئے مرغ قفس کھول کے منقارون کو

لین گے شاید وہ کسی کشتۂ بیکس کا قصاص
جابجا باندھ کے لٹکایا ہے تلوارون کو

لوگ اوٹھتے ہوے قبرون سے چلے جاتے ہین
کرنے پرسش کو بلایا ہے گرفتارون کو

رحم آنے کو ہے لاریب اگر دیکھینگے وہ کرم
دیکھتے ہین جو کن انکھیون سے گنہگارون کو

سیکڑون ہو گئین شرم کے نگاہین نیچی
ای شرف پیار سے دیکھا جو ستمگارون کو

صیاد سے کیا خاک کہون سیر چمن کو
پلکین مری ٹکوائین ہین سلوا کے دہن کو

قسمت مین بہار آئی مین پھر جاؤن وطن کو
اللہ کرے بھول مرے داغ کہن کو

ہر سال بہار آکے بساتی ہے چمن کو
اک ہم ہین کہ پھر آنکھ سے دیکھا نہ وطن کو

برسون سے ہین تیرے ہوی اوس نہ دہن کو
اللہ دکھائیگا تو دیکھین گے وطن کو

اے بیوطنی ہم نہ بسائینگے چمن کو
پھٹتا ہے جگر یاد جو کرتے ہین وطن کو

اتنا جو نقاہت نے گھلایا ہے بدن کو
کسطرح سنبھالونگا جو پہنون گا کفن کو

جھنکوائے کوئین سکڑون چاہا جو ذقن کو
ناپید کیا ہمکو دکھایا نہ دہن کو

ہمراہ صبا کے جو ترے کوچے مین آئی
خوشبو سے چمن بھول گئی اپنے چمن کو

بجلی کی طرح آکے کلیجے سے لپٹ جا
دل ڈھونڈ رہا ہے ترے بیساختہ پن کو

شہرت تھی تمھاری اسی ناوک فگنی کی
چوکے تو ہمین تیر جو مارا تو ہرن کو

اک بات ہی عیسی نفسی یار کے آگے
مردون کو جلایا ہے جو کھولا ہے دہن کو

اشکون کے ٹپک پڑنے کا کیونکر ہنو آزار
آنکھون سے اوجڑتے ہوے دیکھا ہی وطن کو

مجھسا بھی ہنوگا کوئی نخچیر وفادار
تیرون کے لیے پر دیے ہین صید فگن کو

اے یار ترے شربت دیدار کے پیاسے
منھہ پھیر لین دیکھین نہ کبھی نہر لبن کو

انبوہ قیامت کو بھی پامال کروگے
سیکھے ہو جوانی سے اس آفت کے چلن کو

کیا شان کریمی ہے ملے خلد کے حلّے
میت مری محتاج تھی دنیا مین کفن کو

دم بھر مجھے آرام دے ای گور کی منزل
ہون تازہ مسافر ابھی چھوڑا ہے وطن کو

ٹھہرے گی نہاکر کسی پروانے کی میت
ہر شمع نے اشکون سے بھرا ہے جو لگن کو

لیجاتے ہین جانسوز چراغ اس سے جلاکر
ابتو یہ ترقی ہے مرے دل کی جلن کو

میت مین جوانی کے نئے روح ہی بیتاب
چہرے سے مرے کون اولٹتا ہی کفن کو

خوش ہوتے ہین غم کھاکے تری چاہنے والی
راحت سے سوا جانتے ہین رنج و محن کو

خوشبو جو مہک جاتی ہے رحمت کی تمہاری
آنکھون سے نکیرین لگاتے ہین کفن کو

کیونکر نہ وہ تھرائین تلون سے تمہارے
پہناکے جنھین تاج چھڑایا ہے وطن کو

دم ہو نہ ٹلو نیہ ہے دو لب جان بخش کا بوسہ
حسرت نہ رہے رکھ لو ہمارے بھی سخن کو

خونریزیون کو کہتے ہین کیا رنگ اوڑا ہے
جانباز ترے دھیان مین لاتے نہین رن کو

لاریب گرا ہے کوئی گل شمع کا اسمین
پروانون کے لشکر نے جو گھیرا ہے لگن کو

دامن مین ہزارون کے بھرے ہین ثمر گل
کس غنچہ دہن نے یہ لٹایا ہے چمن کو

صحرا مین جو یاد آتی تھی خوش چشمی تمہاری
روتا تھا کلیجے سی مین لپٹا کے ہرن کو

قاصد جو لکھے آکے مبارک ہو وہ آئے
بھردون مین شرف موتیون سے اوسکے دہن کو

ہر قطع غم کا دکھلاتا ہو نمین حسرت زدہ دل کو
کلیجے سے لگائے رو رہا ہون نیم بسمل کو

رہیگی اوسکی تربت مین کریگی وقف محمل کو
اولٹ دیگا جنون مجنون کا ای لیلی ترے دل کو

نشان انسان کا رہتا نہین شہر خموشا مین
مسافر خاک مین ملجاتے ہین ملکر کے منزل کو

لہو پر ملجائیگا خونریز کہلاؤ گے عالم مین
نہ چھوڑو نیمجان زیر قدم مرنے دو بسمل کو

ہماری آنکھ کی پتلی جو وقت نزع کھلجاتی
خوشی سے دم نکلتا دیکھ لیتے اپنے قاتل کو

کوئی تھا غش مین بیدم تھا کوئی تھا وجد مین گویا
عجب عالم مین دیکھا ہمنے جاکے اوسکی محفل کو

لپٹ کے تربت مجنوں سے لیلیٰ رو کے کہتی تھی
تری تربت پہ صدقہ کر کے پھینکوا دونگی محمل کو

ہمارے خون ناحق کی خوشی جسدن وہ کرتے ہیں
دیا کرتا ہے حق پھر دولت مبارکباد باطل کو

نہ ٹالے جائینگے زخم اوسکے شاید غنچہ و گل سے
کیا ہے یاد گلشن میں جو اوسنے اپنے گھائل کو

کرینگے دفعتاً تقدیر پر خاتمہ اچھا رحمت کا
وہ جسدم سرفرازینگے گنہگاروں کی محفل کو

کوئی پرساں نہیں میرا خدا جانے [illegible]
نہ ظالم ظلم کرتے ہیں نہ رحم آتا ہے عادل کو

خدا عالم ہے شاہد ہے شب تنہائی کا صدمہ
کھچا سینہ کو آیا ہے مسوسا ہے جہاں دل کو

جمال اسے یار دکھلا جا کہ ہیں دنیا سے رخصت ہم
دم آنکھوں میں ہے انکا سہل کر جا میری مشکل کو

نظر آتی تھی تصویر اوسکو اپنے ذبح ہونے کی
چھری پھیری تھی اوسنے آئینہ دکھلا کے بسمل کو

ہوئی ہے تقویت دل کو شفا کی آس لگتی ہے
یہ کس نے کھینچا ہے مجھ بیہوش و غافل کو

لٹا کر دولت دیدار مالا مال اسکو کردو
مراد دل خوشی ہو ہو کے دیدو لا کے سائل کو

خدا صیاد سے سمجھے اوڑائے اسکو دنیا سے
قفس کے گرد چھریاں رکھ کے سہما یا عنادل کو

نیاز قید دنیا کو چھوڑو ہیچ ہے دنیا
کرو آباد دل سے اے شرف بنیاد منزل کو

خدائی بھر میں جو آئے ہیں کیونکر اپنی قسمت کو
کہاں ڈھونڈوں کدھر کھوئی وہ عطائے خود بدولت کو

نہیں وہ [illegible] لا کے تقدیر [illegible]
کہ اپنی آنکھ سے دیکھا کئی ہیں میری حسرت کو

چلی صحرا میں لیلا ڈھونڈنے مجنوں کی تربت کو
لگا دی آگ محمل کو جگہ دی دل میں وحشت کو

قیامت کا نہیں ہے ناز معشوقانہ آتا ہے
اولٹ دیتی ہو دل برگشتہ کر دیتے ہو قسمت کو

رہونگا عمر بھر ممنون میں حسن تصور کا
لگایا ہے مرے دل میں تری تصویر وحدت کو

تری حسرت میں غنچوں نے گریباں پھاڑ ڈالے ہیں
لٹائے دیتے ہیں سب پھول اپنی اپنی نکہت کو

[illegible] کیا ہے خون میرا درد ہجراں نے
جو عادل ہو تو دکھلا دو مجھے اپنی عدالت کو

ہوا تو ہے تعشق اپنی ہمصورت سے تمکو بھی
نہ دیکھو آئینہ جب جانیں اب [illegible] طبیعت کو

وہ کمسن ہیں ہمیں مردہ سمجھ کے ڈر ہی جائینگی
نہ اونکو دیکھتے دنیا ہمارے نعش کی حالت کو

زمیں کوچۂ جاناں سے نمائش گل جو کرتے ہیں
سپرد خاک وہ کرتا ہے کس کس خوبصورت کو

کسی شی کی جدائی مین کبھی ہمنے نہ خواہش کی
ہوس کی بیقراری کی جو جی چاہا تو رغبت کو

بشر سے خود کھیگا راز اپنی کبریائی کا
یہ محبوب خدا ہوگا خدا راضی ہے خلوت کو

مریضون نے تری زور آزمائی کرکے دم توڑا
الٰہی وہ لہو تھوکین جو توڑین انکی طاقت کو

خبر لینے نہ آیا کوئی بہی گور غریبان کی
جو اوس ظالم نے بہیجا ہی تو بھیجا یاس حسرت کو

تمہارے چاہنے والے پریشان ہین قیامت مین
خبر کوان گنہگارون کی بھیجو اپنی رحمت کو

وہ آکے پھر گئی اسنے نہ میری آنکھ کھلنے دی
کیا مردے سے بدتر مجھکو کیا کوسون مین غفلت کو

ازل سے تھی رحیمی و کریمی تیری خصلت مین
لٹا کے عاشقون کو کیون بگاڑا اپنی عادت کو

ہمارا دل مرقع ہو گیا ہے آرزوؤن کا
خدا جانے کیا ہے پیار کس کس خوبصورت کو

بسر کرتے ہین غم کھا کے ترے دیدار کے بھوکے
تصدق کرتے ہین اس قوت پر وہ خوان نعمت کو

عیادت کو ہی آئے بیرخی ہی تجھسے کرتے ہو
کنایہ ہی تو رخصت کا اشارا ہی تو رحلت کو

گواہ ای جان جان ملتی کیا ہی تیری طاعت کا
تشہد کو اذان کو سجدے کو نیت کو رکعت کو

تمہاری دولت دیدار مین دل بہر گئے لوٹینگا
کبھی تو سرفرازے کی کریمی میری قسمت کو

شرف جو عالم ارواح سے ہستی مین آتا ہی
اجل کو ساتھ کردیتے ہین وہ اوسکی حفاظت کو

آتش افروزی و ضبط سوز ای جانانہ دیکھ
شمع کی سرتابی و جانبازی پروانہ دیکھ

عاشق و معشوق کو دیکھ اور خلوت خانہ دیکھ
کبریا و بندۂ ناچیز کا یارانہ دیکھ

بزم دنیا چھوڑ غافل گور کا کاشانہ دیکھ
جسمین رہنا ہی ہمیشہ چل وہ خلوتخانہ دیکھ

دم جو نکلے پھر نہ رہجائے کسی کی آرزو
چار دن دنیا مین جسکو دیکھ مشتاقانہ دیکھ

نشئے ہو جائین ہرن ای نرگس شیدا ترے
آنکھین کھلجائین جو اوسکی نرگس مستانہ دیکھ

پھول سے قالب کو چھوڑا روح نے تیری لیے
کیا مہم سرکی ہے اسکی ہمت مردانہ دیکھ

شام سے اک دہوم ہے ای دل شب معراج کی
تو بھی پروانون مین چلکے محفل جانانہ دیکھ

راہ کترا کے مری صحرا کی لیلا بھاگ جا
دل اولٹ جائیگا تیرا تو نہ یہ ویرانہ دیکھ

بیقراری دل کی کہتا ہون تو کہتا ہی وہ شوخ
اضطراب بلبل و بیتابی پروانہ دیکھ

تو جگائے تو ابھی خواب عدم سے چونک اٹھون
امتحان ہو جائے تربت مین ہلا کے شانہ دیکھ

اک نئی دنیا ہو پیدا خاک اوڑانے کے لیے
اے پری پیکر اگر تو جانب ویرانہ دیکھ

صدمہ و راحت کا ایک دل ہی جو تجھکو اشتیاق
گل کو خوش دل دیکھ بے بلبل کو بیتابانہ دیکھ

جانجان گلزار ہوگا دل جہان کرتا ہون فغن
خرمن گل ہوگا یہ بوتا ہون مین اک دانہ دیکھ

لعل ہے جو داغ ہی ہر لخت دل یاقوت ہی
عاشقون کا اے شہ خوبان جواہر خانہ دیکھ

کھو دیا ہے اوسنے میرا دل جلانے کے لیے
پھونک دی اے شمع تو جس بزم مین پروانہ دیکھ

اپنی افسون سازیون کی سب کہانی بھول جائے
او لٹی سیفی ہو جو لکھوائے مرا افسانہ دیکھ

پیشکش کرنے جو لایا ہے سکندر آئینہ
اے شہ حسن آنکھ اوٹھا کر تو یہ نذرانہ دیکھ

کیا خطا کی ہے جو اپنی جان دی اے شاہ حسن
اوس سے لے جرمانہ جسکو قابل جرمانہ دیکھ

بولے وہ آئینے مین دکھلا کے مجھکو اپنی شکل
حور اسمین جلوہ گر ہے نور کا کاشانہ دیکھ

جانجان ساری خدائی بھر رہی ہین کی ہو رہے
شہر اوجڑ جائین اگر تو جانب ویرانہ دیکھ

میری بیتابی پہ ہنستا ہے یگانہ ہو سکے تو
اشک آنکھون مین بھرے ہین جانب بیگانہ دیکھ

آدمی جیسا ہو ویسی پاسداری چاہیے
رند ہو کر اوسکی خاطر کر جسے رندانہ دیکھ

لن ترانی دہیان مین ہرگز نہ لا اوس شوخ کی
اے شرف پردہ اولٹ کر تو بھی گستاخانہ دیکھ

ہو ردن کے اشتیاق کا سودا ہی سر کے ساتھ
دنیا مین دم کے ساتھ ہی جائیگا مر کے ساتھ

لطف شب وصال گیا اوس قمر کے ساتھ
یہان گل ہوا چراغ چراغ سحر کے ساتھ

تجویز تا ہون جو تب دوری یار مین
ہوتی ہے اوس دوا کو عداوت اثر کے ساتھ

دہوکا تمہاری نوک مژہ کا جو ہو گیا
یا ہر نکل پڑی رگ جان نیشتر کے ساتھ

صیاد ذبح ہو کے مین پہونچا مرا اعر کو
آوارہ بوئے گل ہی مرے مشت پر کے ساتھ

دنیا ہے ہیچ چند نفس کی ہے زندگی
رخصت ہی ساری بزم بھی شمع سحر کے ساتھ

جیسا جان سکے نوبت کو صبح کی
دنیا سے چل کھڑے ہوی فور آ گجر کے ساتھ

اسپ [illegible] س سے رہیو مرا خط تلف نہو
جائے خدا کی حفظ و امان نامہ بر کے ساتھ

تڑپ کے سے حشر ہے شدنی اے شب وصال
ہمدرد کی جدائی گوارا نہو سکی
عالم فریب ہے تری آنکھوں کی موہنی +
للہ اوڑا کے باغ مین پہونچا دے اے صبا
اک دن گلا کٹے گا مرا تیغ ناز سے
اے دل ہمارے طالع خفتہ جو جو سے نکتے
جاہ وچشم عروس بہار ہی کا دیکھنا
اے دل لٹک لٹک کے چلینگے وہ اور بھی
کہتے ہین وہ جہرو کے سے دے دے کے گھر گیا

نکلیگا آفتاب قیامت سحر کے ساتھ
دل آنسوؤن مین بہہ گیا لخت جگر کے ساتھ
ستہرا او ہوگا چشم ز درد مین نظر کے ساتھ
اتنا سلوک کر تو مرے مشت پر کے ساتھ
ہونا ہے واقعہ یہ قضا و قدر کے ساتھ
سوئے لپٹ لپٹ کے ہم اوس سیمبر کے ساتھ
اے تری ہے آکے باغ مین کس کر و فر کے ساتھ
رہتا ہے ابتو طرہ گیسو کمر کے ساتھ
کیا ٹکٹکی لگائی ہے دیوار و در کے ساتھ

بس شاد ہو چلے غم ہجران سے اے شرف
صدمہ ہے دل کے ساتھ بکا چشم تر کے ساتھ

اوس پری تک جائین جب چاہین مگر کیا فائدہ
جاکے جسکے گہر سے زندہ نامہ بر پہرتا نہین
ہو نہین اے صیاد وہ بلبل نہین جسکا جواب
کیون ملے تھے پہلے تم مجھسے جو اب ملتے نہین
حشر تک بہی اسکا سایہ مجھ تک آنے کا نہین
باب زندان ہے مقفل غل کوئی سنتا نہین
شمع مین کہاں ہے جہوٹی نو شدار و یار کی
دونی رونق ہو جہانمین جلوہ گر باہم جو ہو
کیا ملیگا تمکو کیا اللہ کو دوگے جواب
گل ہی کر دیگی صبا کو رحم آنے کا نہین
فن ہی ہو کے رہیگا داغ کامل کا فروغ
یار آتا ہے پہری جاتی ہے کیون آنکھون سے تو

سفت مین کھیلین جو اپنی جان پر کیا فائدہ
ایسے ظالم کی منگانے سے خبر کیا فائدہ
پرورش کر لو چہنے سے اسکی پر کیا فائدہ
کیا ضرر اب ہوگیا تھا پیشتر کیا فائدہ
گور پر یار و لگانے سے شجر کیا فائدہ
قید یہ ٹکرا رہے ہو تم جو سر کیا فائدہ
دیکھئے کرتا ہے اب اسکا اثر کیا فائدہ
اس جدا رہنے سے اے شمس و قمر کیا فائدہ
باندھنے سے خون ناحق پر کمر کیا فائدہ
جہلملانے سے اب اے شمع سحر کیا فائدہ
خاک تم جو ڈالتے ہو چاند پر کیا فائدہ
اتنی بیتابی سے اے تاب نظر کیا فائدہ

گور مین جانا پڑیگا ہستی موہوم سے
پاؤن پھیلانے سے ہنگام سفر کیا فائدہ

پھڑپھڑاتا ہی جو دل کے واسطے ای دل کہان
صبر کر اب لوٹنے سے ای جگر کیا فائدہ

درد دل کو فائدہ حسرت سے ہونے کا نہین
ڈہونڈنے سے بے اثر شے مین اثر کیا فائدہ

مال و زر راہ خدا مین دو کہ عقبی پاک ہو
ای شرف بیجا لٹا دینے سے گھر کیا فائدہ

پری سی شکل کا تیری ازل سے ہوگیا دیوانہ
گل رخسار کا بلبل ہون شمع رخ کا پروانہ

چراغ حسن کا اوس گل کی جو سنتا ہی افسانہ
پھڑک جاتا ہی دم اوڑ جاتا ہی دل ہو کے پروانہ

جنون ہوتا ہی انسان کو تو خوش آتا ہی ویرانہ
اولٹ جاتا ہی دل جسکا وہ ہوجاتا ہے دیوانہ

جسے کچھ ہوش ہو اوس پر نگاہ قہر ڈالو تم
مین دیوانہ ہون مجھکو دیکھتے ہو کیا حریفانہ

بلالو خاص محفل مین بھی تمسے جان نثارون کو
غریبون کو بھی دکھلا دو شکوہ پادشاہانہ

اگرچہ کشت دفون ہی کوئی قاتل مین تو ہمکو کیا
جو خود رفتہ دلاور ہین چلے جاتے ہین درانہ

کہے اونسے جو دعوت کو عداوت اوسے کرتی ہین
لہو اوسکا گھٹاتے ہین بڑہاتا ہے جو یارانہ

لباس سرخ پہناکے جو مانگ اونکی سنواری ہے
بسی ہی جسم شانہ مین خوشبوئے عروسانہ

نکل پڑتے ہین اکثر ڈبڈباتے آنکھ سے آنسو
چھلک جاتا ہی جب لبریز ہوجاتا ہے پیمانہ

نشیلی چال پر کرتی ہین حسین وہ ادائے قاتل
چھپا دیتی ہے کشتون کو تری رفتار مستانہ

نیا سودا ہی بازار محبت مین جو بکتا ہے
تو اوس سودائی کو داغ جگر ملتا ہی بیعانہ

نہین ملنے کی قدر و منزلت گنج شہیدان کی
رہیگا حشر تک گلزار سے بہتر یہ ویرانہ

سحر تک اونکی محفل مین یہ میرا حال رہتا ہی
ٹپکتا ہون مین سر اپنا تڑپتا ہے جو پروانہ

کریگا مرغ جان پرواز تڑپکے میری محفل سے
بسیرا ہے چمن مین آشیانہ ہے نہ کاشانہ

مشرف ای شرف تم ہوگے مولا کی زیارت سے
خدا کی بھی مدد ہوگی اگر ہمت ہے مردانہ

ہم شبیہ یار ہے تصویر پشت آئینہ
ہوگئی ہے یار کی تسخیر پشت آئینہ

زانوؤن پر اوسنے رکھا ہی اوسی منصب پہ ہے
خاص خلوتخانہ ہے جاگیر پشت آئینہ

کھل گئی قلعی تو قدر اوسکی کسی نے بھی نہ کی / خاک مین سب مل گئے اکسیر پشت آئینہ
طوطی و بلبل بنا کے کیون بنائی صیدگاہ / کاش دل کرتے ہرا نخچیر پشت آئینہ
جا کے اوس خود بین وقت خود نما سے پوچھتا / بولتی ہوتی اگر تصویر پشت آئینہ
دیکھکر مجھکو وہ چھپ جاتے ہین اوسکی اوٹ مین / وائے مین حیران خوشا تقدیر پشت آئینہ
جھانکنے جاتا ہون مین سودائی جب ونکا سنگار / غل مچانے لگتی ہے زنجیر پشت آئینہ
اپنے چہرے کی طرح دکھلا دے مجھکو شکل یار / کونسی ایسی کرون تدبیر پشت آئینہ
واہ واری شان اوسکی واہ ری اوسکا وقار / ہاتھ مین اوس گل کے ہے اس گیر پشت آئینہ
آخرش سمجھے سوا اپنی رگ جان سے اوسے / ایسی دل مین کھب گئی تحریر پشت آئینہ
رکھ لیا جسوقت زانو پر اوٹھا کے یار نے / بخت اسکندر ہوئی تقدیر پشت آئینہ
اسقدر سہما مین نقشہ صیدگہ کا دیکھکر / دل نے یہ جانا کہ آیا تیر پشت آئینہ
آئینہ رکھا جو اوس قاتل نے آڑا بزم مین / ہر رگ کو سمجھے ہم شمشیر پشت آئینہ
تھین ادہر اعجاز کی باتین ادہر آئی صدا / سب سمجھے محویت مین ہم تقریر پشت آئینہ

آڑ تھی معشوق سے قلعی چھڑا کے پھینک دی
خوب سوچے ای **شرف** تعذیر پشت آئینہ

نکلے ہین موج عشق مین اک آشنا کے ساتھ / جاتے ہین ڈوبنے کے لئے ناخدا کے ساتھ
دل پھڑپھڑا رہا ہے جو آہ رسا کے ساتھ / رخصت طلب یہ صید ہے تیر قضا کے ساتھ
روز ازل سے بوے ولا آب و گل مین ہے / کیونکر مری سرشت نہوتی وفا کے ساتھ
اے بوے گل قفس مین تڑپائیو مجھے / معلوم ہو نہ راہ تو آنا صبا کے ساتھ
سمجھے وفا کی بو کو وہ خوشبو سہاگ کی / بھیجا جو خون دل اونہین عطر حنا کے ساتھ
کیا مال سلطنت ہے فقیری کے سامنے / شاہی ہے اوسطرف تو خدا ہے گدا کے ساتھ
کیا اسمین حیات تھی جو یہ کرتی مجھے فنا / ہوتی اگر نہ تیری حکومت قضا کے ساتھ
غافل نہ ہمرہی سے سمجھے اپنے جانیو / واماندگی مین بھی ہون تری نقش پا کے ساتھ
بیدم پڑا ہوا ہون ہوس مین مراد کی / منت کو میری روح گئی ہے دعا کے ساتھ

اس ضیق کے علاج سے مرنا قبول ہے
گھلوا کے مجھکو زہر پلادو دوا کے ساتھ

ستھراو یار چاہنے والو نکا ہو گیا
سو سو نے کی قضا تری اک ادا کے ساتھ

آیا ترس جو غربت و تنہائی پر مری
تربت مین بھی دیا تری حسرت نے آ کے ساتھ

دل لیکے جسنے بات نہ پوچھی مری کبھی
حسرت یہ ہے پھری مجھے اوس آشنا کے ساتھ

سینچا ہے تیرے دم کے لیے اپنے خون سے
لیسے کو یہ ریاض کیا ہے حنا کے ساتھ

دیکھینگے اب کسیکو نہ وہ آنکھ اوٹھا کے بھی
مانوس ہو گئی نظر اونکی حیا کے ساتھ

پوچھا نہ اونکو اوسکی رحیمی نے حشر مین
اعمال بد کیے تھے جو خلق خدا کے ساتھ

کب داغ دل کو میرے کریگا چراغ طور
روز ازل سے لو یہ لگی ہے خدا کے ساتھ

اک بات اسمین پائی جو شوخی یار کی
ہمنے بھی اپنی جان لڑا دی قضا کے ساتھ

نسخہ یہ درد دل کا نہ لگا یا کبھی شرف
تقدیر لائی بے اثری ہر دوا کے ساتھ

مرنا ہے تجھکو ورنہ اپنی قضا سمجھ
اک دن یہ واقعہ شدنی ہی ہوا سمجھ

یکتائی کی جو خوشخبری دی ہے حسن نے
اے یار مجھ غریب کی اسکو دعا سمجھ

اے دل تلاش انجمن یار مین سے تجھے
پروانہ بھی ملے تو اوسے رہنما سمجھ

صحرا مین خوش ہین بھاگ پھرتے ہین شہر مین
دیوانے ہوکے ہو گئی ہے کیا سے کیا سمجھ

کہتے ہین وہ جھروکے سے بیتاب تو نہو
ہم منھ چھپائین تو اوسے شرم و حیا سمجھ

قصد کرکے جان لی مری تمنے شباب مین
کیا ہٹ تمہاری ہو گی جو تم ہو گئے ناسمجھ

اتنا متاع و مال پہ مغرور ہو نہ جا
بندے کو بندہ جان خدا کو خدا سمجھ

تیر نگاہ یار سے دل کو بچا لیا +
افسوس کر گئی ہے کہان پر خطا سمجھ

میرا ریاض کیا ہے ترا کیا سلوک ہے
اے یار اس حساب کو دل مین ذرا سمجھ

تہمت لگا کے ہاتھ سے یوسف کو کہو دیا
چاہت مین ہو گئی تھی زلیخا کی کیا سمجھ

اے دل چمن سے کوچ گلون کا قریب ہے
بلبل کرے فغان تو جرس کی صدا سمجھ

قاتل نے لا [illegible] تجھکو کیا ہے تنگ
تو اے شہید ناز یہی خون بہا سمجھ

صیاد جان بلب ہون قفس مین تمام ہون / دم بھر اسیر اور ہون مجھکو رہا سمجھ
ای دل بتا تو کون بھروسا ہی سانس کا / رک جاتی ہے جو چل کے اسے وہ ہوا سمجھ

ابکی شرف کو جوش جنون سی جو آئے ہوش
پریون مین پھر نہ جائین اگر دیو چند سمجھ

رہیگی غنچے مین رنگت نہ گل مین بو باقی / یہ سب تجھی پہ مٹینگے رہیگا تو باقی
تجھے قسم ہے جو رکھے قصاص تو باقی / چھری نہ روک ابھی نصف ہے گلو باقی
جمال نزع مین ای بے نیاز دکھلا دے / مرے بھی دل کی نہ رہجائے آرزو باقی
ہزار دھوئین وہ تیغ خوش آب کیا ہوگا / رہیگی اوسمین ہمارے لہو کی بو باقی
سوال وصل کیا تھا جواب صاف ملا / ستم ہوا نہ رہی جاے گفتگو باقی
ہمیشہ ناز وہ یوسف سے کرکے کہتے ہین / کنوئین مین گر کے بھی رہتی ہے آبرو باقی
ہوئی ہے روح کو نادیدہ آشنا کی تلاش / مرے یہ بھی ہے تمنائے جستجو باقی
خزان نے آکے قیامت کا قہر ڈھایا ہے / فضا کا نام نہین ہے کنار جو باقی
کبھی کریگا حنا بند یار کا پیوند / کلیجا چھلنی ہے رہجائیگا رفو باقی
خدا کے سامنے زخمون سی ہوگا پھر جاری / رہا سہا جو شہیدون مین ہے لہو باقی
غضب کی ہوتی ہی غیرت اکیلے مدفن مین / حواس ہی نہین رکھتا مقام ہو باقی
عدم سے مانگنا ارمان عشق کی ہے طلب / سمجھ رہی ہے قضا سب سے کو بکو باقی
تمہاری مین جو پرستش کرونگا کعبے مین / جگہ نہ رکھونگا سجدون سے چار سو باقی
خجل کیا مجھے اوس خندہ زن سے برق نے / کچھ آبرو نہ رہی اوسکی روبرو باقی

شرف کو ڈھونڈھ چکے سیر گاہ عالم مین
رہی ہے مجمع محشر مین جستجو باقی

آمد مرے کلیجے مین تیر نظر کی ہے / کیا مہربانی آج قضا و قدر کی ہے
ای دل ترا جو عزم ہے دنیا سے کوچ کا / کس سمت کا ارادہ ہے مرضی کدھر کی ہے
کھل جاتے ہین وہ گور غریبان کو گھور کے / اولٹی ہوئی یہ صف مری ترچھی نظر کی ہے

باد صبا کے ساتھ جو نکلی ہے بوی گل
صیاد اسے تلاش مرے مشت پر کی ہے

کیونکر تمام ہوگی یہ اے دل شب فراق
حالت ہماری شام سے شمع سحر کی ہے

تیری پری سی شکل پہ کیونکر نہ غش کرین
قدرت خدا کی ہے کہ یہ صورت بشر کی ہے

کی ہے جو آ کے شہر خموشان مین بود و باش
کس سمت کی یہ لوگ ہین بستی کدھر کی ہے

اوٹھتا ہے لطف روح کو صبح بہار کا
خنکی مری لحد مین نسیم سحر کی ہے

بیٹھے ہین تیری راہ مین ہوکر فقیر ہم
مسند کی آرزو نہ ہوس مال و زر کی ہے

پروانے مارے یاس کے جلتے نہین ہین یار
رخصت جو بزم یار سے شمع سحر کی ہے

غنچے سے تنگ ہو دہن اوس نازنین کا
باریک گل کی رگ سے گدازی کمر کی ہے

دکھلا دے ایک بار تو دیدار یار کا
اللہ سے دعا یہ مری چشم تر کی ہے

زندہ چمن جلوس ہے تیرا وہ گل ہے تو
بوے بہار گرد ترے رہگذر کی ہے

حسرت نہین ہے نزع مین لیسین سننے کی
دل کو ہوس جو ہے تو تمہاری خبر کی ہے

تشبیہ جانجان رگ جان سے نہ دونگا مین
بندش کھلی ہوئی یہ تمہاری کمر کی ہے

دم بھر مین جانے والے پہونچ جاتے ہین شرف
منزل بہت قریب عدم کے سفر کی ہے

غربت پہ میری نازل رحمت ہوئی خدا کی
رونے لگے ملائک اس عجز سے دعا کی

جو چاہیے تھی الفت شیرین سے وہ ادا کی
جان اپنی دیدی جسدم فرہاد نے قضا کی

دل زلف مین پھنسا کر ابرو کمان کو تاکا
سچ تو یہ ہے کہ ہمنے کتنی بڑی خطا کی

بیدل فروتنی کی کیا قدر و منزلت ہے
پتھر نے سر سے ہوکر آنکھون مین اپنی جا کی

اللہ رے نکالے طوفان غم سے دل کو
افسوس ڈوبتی ہے کشتی کس آشنا کی

معشوق ہون پہ جو میرے دل کیطرح لیے ہے
اک دھوم اڑی ہوئی ہے خونریزی حنا کی

طاعت سمجھ کے تیری کرتے جو ہین اطاعت
عادت پڑی ہوئی ہے تسلیم کی رضا کی

میرے لہو سے بہتر عکس حنا نہوگا
تم سونگھ کے دیکھو بو آتی ہے وفا کی

دنیا کو چھوڑ بیٹھا شاہون کو تاج سمجھے
بالا ہر بیان سے ہے ہمت ترے گدا کی

برہم ہے عاشقون سے وہ بادشاہ خوبان
جلاد کی طلب ہے تدبیر ہے سزا کی

جو گل چمن مین مہکا مرجھاتے اوسکو دیکھا
جب روح تن مین آئی عبرت ہوئی قضا کی

ہین دونون دفن باہم صحرا مین قیس و لیلی
خلقت مین تھی جدائی مٹی تھی ایک جا کی

دنیا سے مجھکو کھو یا لوٹی مری جوانی
دم دیکے زندگی نے مجھسے بڑی دغا کی

ہوتی نہین رسائی اس اوج پر بھی دس تک
شاہون کو آرزو ہے پابوسی گدا کی

غش مین شرف پڑے ہین لیکن ترے ہون مین
آواز آرہی ہے دل سے بیا بیا کی

ہلینگے دل جو یہ روئینگے رفتگان کے لیئے
ارادہ کرتے ہین واماندگان فغان کے لیئے

تباہی لائینگی نیرنگیان جہان کے لیئے
چمن مین ہوتی ہین تیاریان خزان کے لیئے

چمن کو چھوڑ کے سب چل بسے خزان کے لیئے
روانہ ہوگئے گل ہم رہے فغان کے لیئے

جبین رگڑتے جو دیکھا بلا لیا مجھکو
نجات ہوگئی جو سے جو آستان کے لیئے

کسی مزے سے جہان کی خبر نہین ہوتی
مٹا رہے ہین شباب ایک نوجوان کے لیئے

قیامت آئی اوٹھو تربتون سے اے یارو
کسی طرف کو چلو شور الامان کے لیئے

شکار ہونے کی حسرت مین رشتۂ جان کا
شکار ہاہوتی ہین چلا تری کمان کے لیئے

نکل رہا ہے مرا دم پر آس ہے دل کو
اُداس صاحب خانہ ہے مہمان کے لیئے

چمن مین کرتے ہین گلچین بہار کا ماتم
اوڑا رہی ہے صبا خاک بوستان کے لیئے

رہی رہائی کی حسرت پھڑک کے دم نکلا
پھڑک پھڑک کے مرے اپنے آشیان کے لیئے

وہ عشقبازون کی دیکھینگے آج جانبازی
بلائے جاتے ہین جلاد امتحان کے لیئے

کہا تھا چپکے سے مینے کہ تم پہ مرتا ہون
منگائی جاتی ہین چاقو مری زبان کے لیئے

عروس گل کو وہ مہمان بلا لینگے شاید
رنگی گئی ہین گلابی چھتین مکان کے لیئے

پہونچ کے قتل ہوے کوی یار مین عشاق
قیامت آگئی منزل پہ کاروان کے لیئے

دل و جگر جو گئے دفن اپنے کشتون کے
بنا دین قبر پہ دو تربتین نشان کے لیئے

لگا کے سرمہ نگاہین جو ترچھی ترچھی کین
تو وہ ادلی ہوئی چھریان ہوئین جہان کے لیئے

بناؤں میں ترے گھر میں کبھی اے صیاد
ہما کے پر مجھے لا دے جو آشیاں کے لیے

اوڑا دوں چمن کے صیاد سے میں بلبل کو
ثواب ہوگا جو بولو نگا بے زباں کے لیے

رہیگا داغ او نہیں مجھ ناتواں کی نیت کا
بہت کراہینگے وہ اس مشت استخواں کے لیے

کہے تو روح ہو تازی سنتے تو وجد کرے
یہ رہتے ہیں تری دلچسپ داستاں کے لیے

شکار ہونگے عنادل لٹینگے غنچہ و گل
بہار آئی ہے صیاد و باغباں کے لیے

ستا رہے ہیں نکیرین آکے تربت میں
عجب طرح کی قیامت ہے میہماں کے لیے

بسا ہے خانۂ دل میں تصور اوس گل کا
خدا نے بھیج دیا وارث اس مکاں کے لیے

یہ اوسکو نام سے ہم خلاص کے تنفر ہے
سہاگ کا نہ لیا عطر عطرداں کے لیے

جو ہمکو چاہیے تھا حق دوستی وہ کیا
شرف مٹی مٹے اک انیج مہرباں کے لیے

بہت دشوار ہے وابستگی زلف معنبر سے
شب قدر ای دل بیتاب ملتی ہے مقدر سے

بہار رفتہ لاتی ہے گھٹا گھنگور او ترے سے
الٰہی ہے ویرانے میں یہی پھولوں کا بستر سے

ترا زانو جو چھڑایا ہو گئے برگشتہ مرے سر سے
ہم آغوشی کو ترسا میں خدا سمجھے مقدر سے

جہرو کے سے جھلک ظالم دکھا جا شام ہوتی ہے
ترے دیدار کا مارا تڑپتا ہو چھپر دن بھر سے

جمائی جاتی ہیں یا غوغیں نو چمن لالہ و گل کی
صبا کے جھونکے آتے ہیں عروس گل کے بستر سے

پھلے پھولے جہاں میں جسنے تربت پر چڑھائی ہے
ہماری روح تازی ہو گئی پھولوں کی چادر سے

رسائی شاہ خوباں تک نہونے دی نہونے دی
زمانے سے ہمیں کھویا خدا سمجھے مقدر سے

مری تربت پر آنکھوں میں کہیں آنسو نہ بھر لانا
جو روؤگے تو چھوٹ جائیگا سر دیدۂ تر سے

نکل جائیگا دم تن سے لہو کیا سیراب ہوگا
رگ جاں تو رگ مژگاں جاں سے گئے لپٹی ہے نشتر سے

نہیں معلوم اوس ظالم نے کسکو مار ڈالا ہے
جگر پھٹتا ہے ماتم کی صدا آتی ہے گھر گھر سے

ذرا دم لینے دو منکر نکیر آرام کرنے دو
تھکے ماندے مسافر ہیں چلے آتے ہیں باہر سے

شہید ناز بھی ہوں غنچہ لب کا ہوں بلبل بھی
لہو زخموں کا میرے چھپ گئے پھولوں کی چادر سے

کفن میں بس گئی ہے قبر کے اندر مہکتی ہے
ریاض خلد کی آتی ہے بو پھولوں کی چادر سے

نئی شوخی حسینون کی سنو خوش رنگ ہوئی کو
حنا کو باغ مین سجواتے ہین خون کبوتر سے

نرالا رنگ ہی ان نازنینون کی سیاست کا
حنا کو باغ سے لالے کے لپواتے ہین پتھر سے

ترس کھا کر کہین بہلا دو طفل اشک کو مردم
نکلتا ہے جنازہ لخت دل کا دیدۂ تر سے

گریبان پھاڑ کر گھبرا کے مین صحرا مین جا بیٹھا
خیال آیا جو مدفن کا تو نفرت ہوگئی گھر سے

قیامت ہوگی جب تخت عدالت پر وہ بیٹھینگے
سزا شہباز کو دلوائی جائیگی کبوتر سے

بڑھیگا تشنگی شربت دیدار کا غلبہ
نہین بجھنے کی جنت مین بھی یہ پیاس آب کوثر سے

مری آہون سے ہوتا ہی یہ نقشہ اونکے چہرے کا
رخ گل پر ہوائی جسطرح چھٹتی ہی صرصر سے

گلون کو کرکے رخصت ہی یہ صدمہ باغبانون کو
کوئی روتا ہی لپٹا سرو سے کوئی صنوبر سے

شہید ناز ہون مین غرق ہون خون مین تحتہ ہوئی دو
فرشتے دینگے مجھکو غسل بہت آب کوثر سے

گلون کو زیر کف پھر دیکھون یا رب مجھے رخسارون کو
پڑی اوس اس خزان پر حکم ہو گلشن مین ابر تر سے

ہوئی لاریب اپنے وقت کی آتش بھی فردوسی
خدا بخشے زبان دہوئی ہوئی تھی آب کوثر سے

مرا ہمدرد تھا اسپر ہوا احسان لیلا کا
شرف کفنانے مجنون کو مری تربت کی چادر سے

خدا ہی ہے جو وہ نادیدہ آشنا ملجاے
جہان سے جاؤن تو شاید کہین پتا ملجاے

تمام دولت دیدار دلربا ملجاے
کرے وہ رحم تو پھر مجھکو کیا سے کیا ملجاے

چلین ہین بزم مین اوس بے نیاز کی اے دل
بہشت ہو جو کہین بیٹھنے کو جا ملجاے

سلام قیس کو میرا بہت بہت کہنا
جو وہ تجھے کسی صحرا مین اے صبا ملجاے

ہجوم حشر سے پھر جاؤن اپنی تربت مین
کہین یہ بھیڑ چھٹے مجھکو راستہ ملجاے

زمین مین تو مری ہڈیان نہ گڑوانا
تلاش کرکے کھلانا جہان ہما ملجاے

چمن کی روح ہو بس جاے اوسمین وہ خوشبو
کبھی جو جامۂ گل سے تری قبا ملجاے

تم آئینے سے کرو دل لگی مبارک ہو
بگڑ نہ جانا کسی سے جو دوسرا ملجاے

کھلیگا تخت عدالت پہ جب وہ بیٹھین گے
مری بھی داد مجھے آج کبریا ملجاے

سنبھال لے مری کشتی جو آشنا ہو مرا
بلا سے ڈوبکے کوئی جو ناخدا ملجاے

بیٹے جو حسن پرستوں کو دولت دیدار
مین مستحق ہوں زیادہ مجھے سوا ملجائے

پڑا ہوا ہے پریشاں گلوں مجموعہ
ورق ورق ہے جدا فرک یا خدا ملجائے

چراغ جلتے ہی پروانہ بن کے جاونگیت
جس انجمن مین شب وصل کا پتا ملجائے

لگائین ہاتھوں مین ہم بھی وہ شوخ کہتا ہے
کہین جو خون کی سینچی ہوئی حنا ملجائے

وصال یار کی جا کے مراد لے آوین
کشادہ مجھکو جو دروازۂ دعا ملجائے

کمند زلف مین میرا گلا نہ پھنسنے دے
جو بیکسی مین کوئی آشنا رسا ملجائے

لگا دو اسکو بھی ٹھوکر مرا نشان نہ رہے
لحد بھی خاک مین مانند نقش پا ملجائے

کہوں کہ ٹھوکرین کھلوا رہی ہے کیوں مجھکو
شرف جو راہ گلی مین کہین قضا ملجائے

دہائی دوں مین کیوں اے دل خدا کی
مین اوسکا کیا ہے کیا اوسنے جفا کی

اوڑا لاتی ہے بو زلف رسا کی
یہ چوری اب کھلی باد صبا کی

عجب گل سے تھے شہیدان ادا بھی
خزان مین آرہی ہے بو وفا کی

مٹا ڈالا جو ہستی کا مرقع
مشیت مین یہ کیا آیا خدا کی

زیارت سب نے کی مجھ تک نہ آئی
تری تصویر بھی مجھسے کھنچا کی

خدا اسعلوم عشق و عاشقی مین
کسی نے ہمسے کیا کی ہمنے کیا کی

کیا ہے کام تیری آبرو نے
محبت ہو کے میرے دل مین جا کی

ملے بوسہ جو اوس عناب لب کا
دوا ہو جائے درد لا دوا کی +

عروس گل جو قدموں سے جدا ہے
بلائین لے رہی ہے نقش پا کی

ازل سے تا ابد اجڑا کیا دل
ہمیشہ اسکی بربادی ہوا کی

ہمارا دم بھی نکلا مسکرا کے
چمن مین سونگھ کے غنچہ قضا کی

ہمیشہ رہتی ہین نیچی نگاہین
قیامت پاسداری ہے حیا کی

جوانی پر کبھی نازاں نہ ہونا
ازل سے اسکو عادت ہے دغا کی

عجب مردانگی سے جان دیدی

اشرف کیا بات ہے رحمت خدا کی

جانبجان سیر چمن دید کے قابل ہو جائے
غنچہ و گل مین ترا رنگ جو شامل ہو جائے

تم بلاؤ تو مزا زیست کا حاصل ہو جائے
بڑھ کے اے یار کلیجے سے سوا دل ہو جائے

بھول کر بھی نہ کبھی اوسنے خبر لی میری
اسقدر بھی نہ کسی سے کوئی غافل ہو جائے

جلد پھر چمک کہین اے تیغ مری گردن پر
ہو نہین بے جرم پشیمان نہ قاتل ہو جائے

سوز غم جلد گھلادے مجھے فرصت پائے
پانی پانی کہین آنسو کی طرح دل ہو جائے

تیغ تم کھینچو تو مین دوڑ کے بوسہ لے لون
آبرو اپنی بچانا تمہین مشکل ہو جائے

آرزو ہے کہ بڑھے جائے جگر کا صدمہ
چاند ہو جائے اگر داغ یہ کامل ہو جائے

خون کی چھینٹین پڑینگی نہ تڑپنے دینا
چھوڑنا تب اسے جب سر دیہ بسمل ہو جائے

چادر گل وہ چڑھا دین جو مری تربت پر
روکش باغ مری گور کی منزل ہو جائے

ذکر سن پائے جو خاطر شکنی کا تیری
صاحب دل بھی جو ہووے تو وہ بیدل ہو جائے

جوش وحشت مین نہ پہنائین جو مجھکو زنجیر
میری رگ رگ مرے پاؤن مین سلاسل ہو جائے

دیکھتا ہون جو ترے خال کو مین حسرت سے
چاہتا ہون کہ مری آنکھ کا یہ تل ہو جائے

کی جو ہے خال نے زہرہ کی شباہت پیدا
کیا عجب ہے جو ذقن بھی چہ بابل ہو جائے

پھنس گئے زلف مین کیا بس ہے اشرف کیا کیجے
ناگہانی جو بلا آن کے نازل ہو جائے

صحبت اوس شوخ سے گرم آٹھ پہر کب ہوگی
اک مہم برسون سے درپیش ہے سر کب ہوگی

ہم جو کہتے ہین نقاب اولٹو تو مکھڑا دیکھین
ہنس کے کہتے ہین تمہین تاب نظر کب ہوگی

ہوگا کس روز سفر گور کی اندھیاری سے
پوچھئے کس سے کہ اس شب کی سحر کب ہوگی

طرۂ زلف کو بل دیکے جو لٹکایا ہے
متحمل تری نازک یہ کمر کب ہوگی

حشر کے دن بھی نہین آنکھ ملاتے ہمسے
اب بھی چشمک ہے تو پھر سیدھی نظر کب ہوگی

تیغ کو تولے ہوئے ہین وہ تو اجل کہتی ہے
فوج عشاق یہان سینہ سپر کب ہوگی

ہیچ ہین چند نفس دم کا بھروسا کیا ہے
اس کم اوقات کی دنیا مین بسر کب ہوگی

نزع میں یار کو بلوا کے جو رخصت لیتی
اتنی مہلت نہیں ہنگام سفر کب ہو گی

ہوش تک درد جدائی میں نہیں ہے باقی
شام کب ہو گئی کیا جانے سحر کب ہو گی

نور کے تڑکے سے حاضر ہوں در دولت پر
شام ہوتی ہے مری اونکو خبر کب ہو گی

یار کے عشق میں کیا شوق کروں پیراہنکا
پھول سا جسم رگ گل سی کمر کب ہو گی

گل نے کی ہے جو خیانت تری خوشرنگی کی
روبکاری تری اے نکہت جگر کب ہو گی

صبح اسے نیند کی متوالے ہوئی جاتی ہے
او سطر بت شام سے کروٹ ہے ادہر کب ہو گی

حالت نزع میں کیا پاس کا عالم ہو گا
جان دینے کے سوا شکل مفر کب ہو گی

درد ہجراں میں دوا کرتے ہو کیا ہمدم اب
ای قیس مجھکو تمنا سے اثر کب ہو گی

کیوں نہوں کونین میں مشہور تری امداد کے
کاف و نون دو کارکن ہیں قدرتی ایجاد کے

دفعتاً پڑھنے لگے اقرا کو بے استاد کے
ہو رجوع قلب سے موجد خدا کی یاد کے

کون پوچھیگا گلے کا قوت مجھ ناشاد کے
قید ہونے میں چھٹا ہوں ہاتھ سے صیاد کے

عمر بھر حامی رہے مجھ بیکس و ناشاد کے
گور میں آ ہی کی مدد قربان اس امداد کے

لے چلا ہے کھینچکر جو رنگ ہونے کا جو شوق
خوب ہی ارمان نکلیں گے کسی جلاد کے

ظلم کرتے تو کیا رد مظالم کی غرض
جان دی شیریں نے اپنی نام پر فرہاد کے

مخلصی تربت سے ہو گی صور محشر پھونک کر
چھوٹ جائیں قید سے دن ہو چکیں میعاد کے

خشک ہو جائے لہو کھولے جو مجھ وحشی کی فصد
ہاتھ کٹواؤں جو دم میں دم رہے فصاد کے

یاد رکھنا حشر کو اے رحمت پروردگار
ہم بھی ہیں امیدواروں میں تری امداد کے

سارے دنیا کے بکھیڑوں سے چھڑاتا ہے مجھے
سر جو کٹ جائے تو قدموں پر گردن جلاد کے

جا بجان تو بھول جا میں بھولتا ہوں کب تجھے
یاد ہے سکے پڑے ہیں دل پہ تیری یاد کے

کون دیتا ہے کسیکا شہر خاموشاں میں ساتھ
بھاگ جاتا ہے قدم رکتے نہیں ہمزاد کے

جان چھوڑو لکھ چکو بس اے کراماً کاتبین
چند دفتر ہو گئے ابتو مری روداد کے

بلا غم سے کیونکر نہ نکلوں میں گریباں پھاڑ کر
ہو گیا پریوں کا سایہ سائے میں شمشاد کے

یار کے کوچے مین گر کے ہم جو اوٹھ سکتے نہین
امتحان ہوتے ہین ہمسے عشق کی افتاد کے

فاختہ کا کیا ہی نازک خوبصورت طوق ہی
ای شرف یہ ہتکھڑی ہین کو تسے حداد کے

کون سی میرے گلِ زخم سے بو آتی ہے
روح تک جسکے مہکنے سے مہک جاتی ہے

اس سے شوخیٔ حنا اونکو پسند آتی ہے
آپ پیس پیس کے ہزارون کو پیسواتی ہے

قیس کو دیکھ کے محمل مین جو چھپ جاتی ہی
تازہ عاشق ہی تو لیلی ابہی شرماتی ہے

ڈھونڈتا ہی شب ہجران مین جو آرام کوئی
نیند لیجا کے اوسے گور مین سلواتی ہے

تیری خوشبو ہی سے جاندار بشر ہوتا ہے
روح ہو کر یہی قالب مین سما جاتی ہے

کسطرح کہئیے وہ آغوش مین آ بیٹھین گے
جب یہ عالم ہے کہ آئینے سے شرم آتی ہے

واہ کیا مہر ہے قربان تری رحمت کے
یہ تو امید گنہگارون کی برلاتی ہے

بس چلے اسکا تو اوڑ جائے یہ بلبل ہوکر
روح ایسی قفس جسم مین گھبراتی ہے

مین وہ بلبل ہون کہ دم توڑ کے رہجاتا ہون
پنکھڑی بہی جو کسی پھول کی مرجہاتی ہے

میرے دامن کی جو صد چاک کلی ہوتی ہے
نجد مین قیس کی اولجھن کو وہ سلجہاتی ہے

پیار کرنے کو جو کہتا ہون تو وہ کہتے ہین
ایسی باتون سے طبیعت مری گھبراتی ہے

غنچہ و گل جو رہا کرتے ہین نکھرے نکھرے
صبح تک شام سے شبنم انہین نہلاتی ہے

اے خداوند کریم اسکی رہائی ہو جلے
روح میری قفس جسم مین گھبراتی ہے

اک دن اے موت چھری تجھپہ بہی پہر جائیگی
خاک مین مجھکو ملا کے عبث اتراتی ہے

کون ہوگا تری حسرت کے برابر ہمدم
رات دن یہ دل بیتاب کو ہلاتی ہے

لاشریک اوسکو جو کہیے تو اوسے ہی زیبا
شان وحدت جو ہی اوسکی صفت ذاتی ہے

ای شرف جان لیے لیتی ہی امید وصال
دل کو ترسا چکی اب روح کو ترساتی ہے

بلبل کا دل خزان کے صدمہ سے جل رہا ہی
گلزار کا مرقع مٹی مین مل رہا ہے

عالم مین جسنے جسنے دیکھا ہی عالم اونکا
کوئی تو ہمسے کہدے قابو مین دل رہا ہے

رخصت بہار کی ہے کہرام ہی چمن مین | غنچے سے غنچہ بلبل بلبل سے مل رہا ہی

ہرگز شباب پر تم نازان شرف نہونا
ملنے کو خاک مین ہی جو پھول کھل رہا ہے

اسقدر کا صدمۂ و غم ہے جوانی کے لیئے | بد دعا کرتے ہین اپنی زندگانی کے لیئے
روتے روتے کڑھتے کڑھتے ناتوانی کے لیئے | ہوگئے مایوس مضمون روانی کے لیئے
جانفشانی کی ہی جب حاصل ہوا ہی داغ عشق | ایڑیان رگڑی ہین برسون اس نشانی کے لیئے
تیرے دیوانون کا سودا ہی عجب باغ و بہار | خار صحرا روندتے ہین خونفشانی کے لیئے
بن چکیگا جب مزار اونکے شہید ناز کا | ہوئینگے قدسی مقرر پاسبانی کے لیئے
عشق ہو جائیگا میری داستان عشق سے | رات بھر جاگا کرینگے اس کہانی کے لیئے
غنچہ و گل خوف کے مارے کہین کمھلا نہ جائین | گلخن افروز آئے ہین برگ خزانی کے لیئے
کبریائی مجھکو وہ دکھلا رہے ہین وقت نزع | حلم پر حلم آرہے ہین جانفشانی کے لیئے
چین سے بیٹھے ہین گھر مین ہم بلاؤ دو انہین | کون جائے امتحان لن ترانی کے لیئے
کیا بجھائیگا مرے دل کی لگی وہ شعلہ رو | دوڑتا ہے جو لگا کے آگ پانی کے لیئے
اوس پہ نازان جو تھے کس حال مین برباد ہین | کیا پریشانی ہے گرد آسمانی کے لیئے
کھینچکر تصویر تیری جب غش آیا ہے اوسے | زندگی کی منتین مانی ہین مانی کے لیئے

راہ لو فردوس کی دنیا کو چھوڑو اے شرف
پانون کیا پھیلا رہے ہو زندگانی کے لیئے

مرتے ہین بیان صدمۂ ہجران نہین کرتے | کیا درد مرے کا ہی کہ درمان نہین کرتے
بلوا کے تو اے یار نہ دیدار کو ترسا | افسردہ و غمگین دل مہمان نہین کرتے
بس بعد فنا دیکھ لی یارون کی محبت | رخ بھی طرف گور غریبان نہین کرتے
چھٹتا ہی نہین ملک عدم کا کبھی قیدی | چنوا کے کشادہ در زندان نہین کرتے
کیون خاک مین ملواتے ہو زندہ مجنون کو | چھوڑے ہوئے گلزار کو ویران نہین کرتے
لیلی نے تو مجنون کا عجب حال کیا ہے | انسان کو اتنا بھی پریشان نہین کرتے

ڈرتا نہ یم اشک سے اے مردم دیدہ
تیر اک تو اندیشۂ طوفان نہین کرتے

صیاد نے اس چین سے رکھا ہے قفس مین
بھولے سے کبھی یاد گلستان نہین کرتے

دشمن بھی مرے حال پہ سر پیٹ رہے ہین
اک تم ہو کہ افسوس مری جان نہین کرتے

بسمل جو ہوا ہے تو نہ اتنا تڑپ اے دل
بس سرد ہو قاتل کو پشیمان نہین کرتے

دیوانون بہار آئی ہے ہشیار رہو ہشیار
کیا دیر ہے کیون چاک گریبان نہین کرتے

اک بات ہے عیسی نفسی آپ کے نزدیک
پھر کسلیئے زندہ مجھے اے جان نہین کرتے

افسوس ہے حسرت کوئی پوری نہین ہوتی
الفت مین ترا کونسا ارمان نہین کرتے

خلقت مین ہماری ہے ملنساری کی عادت
تلوون سے جدا خار مغیلان نہین کرتے

کسطرح کرون پوشش رقت مین کمی مین
منظور مرے دیدۂ گریان نہین کرتے

عشاق کو تم کوچے سے اپنے نہ اوجاڑو
بستی جو بساتے ہین تو ویران نہین کرتے

جسطرح تم اک اک کا گلا کاٹ رہے ہو
کافر بھی تو یون خون مسلمان نہین کرتے

بسمل ہین مگر پاس ہے بدنامی کا تیری
رنگین جو ترا خون سے دامان نہین کرتے

کس کام پھر آئیگا **شرف** داغ جگر کا
کیون اسکو چراغ شب ہجران نہین کرتے

گھستے گھستے پاؤن مین زنجیر آدھی رہگئی
آدھی چھٹنے کی ہوئی تدبیر آدھی رہگئی

نیم بسمل ہو گئے مین تڑپا تو وہ کہنے لگے
چوک تجھسے ہو گئی تعزیر آدھی رہگئی

شام سے تھی آمد آمد نصف شب کو آئے وہ
یاوری کر کے مری تقدیر آدھی رہگئی

نصف شہر اوس گیسوے مشکین نے دل البتہ کیا
خسرو تاتار کی توقیر آدھی رہگئی

چودھوین شب نامبارک ماہ کامل کو ہوئی
نصف منصب ہو گیا جاگیر آدھی رہگئی

تیز کب تک ہو گی کب تک باڑھ رکھی جائیگی
ابتو اے قاتل تری شمشیر آدھی رہگئی

آدھے دھڑ کا دم نکلتا تھا کہ آیا خط شوق
پڑھتے پڑھتے مر گئے تحریر آدھی رہگئی

رنگ بھرنے بھی نہ پایا تھا کہ خود رفتہ ہوا
بنکے مانی سے تری تصویر آدھی رہگئی

نصف شب تک دی تسلی پھر وہ یوسف کھو گیا
خواب حسرت کی مری تعبیر آدھی رہگئی

خود کہا قاتل سے مینے پھر دوبارہ ذبح کر
کٹ گئی جب گردن دم تکبیر آدھی رہ گئی

وہ پھر رات آچکی جب گفتگو کی عشق کی
یار سے آدھی ہوئی تقریر آدھی رہ گئی

امتحان مین کندنی رنگ اڑنکا دونا ہو گیا
اوڑتے اوڑتے سرخئ اکسیر آدھی رہ گئی

اسے پیر جلد زندان مین شرف کی بے خبر
ٹکڑے ٹکڑے کر کے پھینک دی زنجیر آدھی رہ گئی

بھری ہوئی ہے مرے دلمین آرزو تیری
یہ غنچہ وہ ہے مہکتی ہے جسمین بو تیری

تمام عمر نہ بیٹھے کہین ٹھکانے سے
لیئے پھری ہمین دنرات جستجو تیری

مین ناتوان ہون اکیلا ہر کہ ہر دوڑون
خبر سنی ہے کہ آمد ہے چارسو تیری

جگر سے اسلیئے دل کو لگائے رکھتا ہون
کہ میرے واسطے کرتا ہے آرزو تیری

یہ وجہ ہے جو یہ دونون ہین عاشق و معشوق
ہماری روح ہے بلبل مین گل مین بو تیری

ستم کریگی تری بدمزاجیان ظالم
خدا بچائے کہ بگڑی ہوئی ہے خو تیری

ہماری آنکھون نے دریا بہا کے چھوڑا ہے
کبھی تلاش جو کی ہے کنار جو تیری

خدا ہی ہے کہ جو دریا سمائے کوزے مین
ذرا سا دل ہے بہت سی ہے آرزو تیری

ملائکہ مین کہان مادہ تھا پرستش کا
یہ سب سکھائی پڑھائی ہے گفتگو تیری

لگاوٹ اس سے ہی اے تیغ یار لازم ہے
فریفتہ ہے ازل سے رگ گلو تیری

بنا جو دل تو ہوئے گل سے رخ کے شیدائی
بدن مین روح جو آئی تو سمجھے بو تیری

ہر ایک چاک پہ پھٹ پھٹ پڑا ہے حسن گل
کتان نور ہے پوشاک بے رفو تیری

وہ بیچ فا نظر انداز کر نہ دی اے اشک
خدا ہی رکھ لے یہ موتی سی آبرو تیری

ہمارے بعد کسی سے نہ کچھ غرض رکھی
لحد پہ بیٹھ رہی آ کے آرزو تیری

ہوس یہ ہے گور مین سونے کو جاؤن مین جسدم
کہانی حورین کہین میرے روبرو تیری

نگاہ و دل مین کھبا ہو ازل سے رنگ ترا
بسی ہوئی ہے مرے پیرہن مین بو تیری

ہوا فریفتہ کین تو نے جس سے دو باتین
بھڑک گیا وہ سنی جسنے گفتگو تیری

مرا قدم نہ کسی سرزمین پہ ٹکنے دے
ہوس ہے دم بھی نہ لینے دے جستجو تیری

وفا سرشت شرف ہین جفا سرشت ہو تو
نہ اونکی خو ہے تجھی مین نہ اونمین خو تیری

اوجھل کبھی تو ہوگا جو اے یار نظر سے
آنکھین مری ہوجائینگی بیزار نظر سے

ہو کشف و کرامات جسے وہ تجھے دیکھے
نظارہ نہوگا کبھی زنہار نظر سے

رد لوا کے جو پہلو مین جگہ مجھکو نہ دیگی
گر جائیگی ظالم تری دیوار نظر سے

ہر دم تپ حسرت کو جو ٹوٹکے کا مسیحا
کاہے کو بچیگا ترا بیمار نظر سے

تو جان کا گاہک جو ہوا روئے یہانتک
مایوس ہوے تیرے خریدار نظر سے

محشر کی بھی آمد مین قیامت یہ نہ دیکھی
گذری ہے جو اوس شوخ کی رفتار نظر سے

مشتاقون کو سہما کے جب اوس شوخ نے تاکا
دو تیر سے پہلو سے مرے چار نظر سے

تیغ اوسکی چمکتی ہے جھپکنے سے بچانا
اے مردم دیدہ رہو ہوشیار نظر سے

بے یار جو گلزار مین پڑتی ہے گلون پر
کیا کہیے جو ہوتا ہے ہمین خار نظر سے

قسمت سے جگر مین لب معشوق ہلوا ہے
اوجھل نہوا اس تیر کا سوفار نظر سے

آنکھین جو لگی ہین ترے بیمار کی چھت کو
کس یاس کا عالم ہے نمودار نظر سے

شہباز قضا اوسکو مین سمجھا ہون پریرو
گذرا ہے ترا تیر جو پردار نظر سے

پھرتی ہین دم نزع جو آنکھین تری جانب
اسوقت بھی پیدا ہے ترا پیار نظر سے

ناوک نے اگر اوس شہ خوبان کے خطا کی
جائیگا کہان بچ کے گنہگار نظر سے

بے طرح رولاتی ہے تجھے حسرت دیدار
اے چشم پر آشوب خبردار نظر سے

اوس جان کے گاہک کا زمانہ ہی خریدار
گذری نہین یہ گرمی بازار نظر سے

آنکھ آکے شرف خدائی مین جو کھولی
مانوس ہوئی حسرت دیدار نظر سے

خاک مین وہ مل گئے جو وارد دنیا ہوئے
مر مٹے نابید ہونے کے لیے پیدا ہوئے

اے پری پیکر ترے جس روز سے شیدا ہوئے
گھر چھٹا دل مر گیا سودا ہوا رسوا ہوئے

عاشقی مین اس مزے سے دل کو کھایا یار نے
درد جن جن سے کہا وہ عاشق ایذا ہوئے

فصد پن کہولو جا ہو دم دیدے کی تنقیے کرو
قیس سے لیلی ملی شیرین ملی فرہاد سے
جا در گل گورکن سے کہکے بچہولے نہین
اے پری پیکر ہزارون بند شین باندھی گئین
عشق کرکے خوب اوٹھا یا عشقبازی کا مزا
زیور گل تو مزیب اوس پری رو کو ہوا
تزئین کس باغ مین تیرے شہیدون کی ہوئی
عاشقی و عشقبازی کی ہوئی جب دم رشت
کشتۂ تازہ نہین ہون یار کی رفتار کا +
جس جگہ ترا پا ترا زخمی وہ جا گلشن ہوئی
اپنی قدرت آزمائی دلِ تلون نے تری
جن پریزادون نے دیکھی تیرے دیوانے کی لاش
خاک مین بہی مجھکو ملواکے نہ لی تمنے خبر

موسم گل مین نہین رہتی ہین بے سودا ہوئے
جانجان ہم تم نہ اک دن ہی کبھی اک جا ہوئے
ساتھ جو احباب آئے تھے ہمارے کیا ہوئے
دل دیا تجھکو تو ہم اپرا فری کیا کیا ہوئے
دلمین درد ایسا ہوا دو روز مین مردا ہوئے
اور جتنے داغ تھے دل کو مری زیبا ہوئے
ستی کس کس نے اونہین دی دفن وہ کس جا ہوئے
غش ہوئی بلبل گلون پر ہم تری شیدا ہوئے
اس قیامت کو تو برسون ہوگئے برپا ہوئے
اک لہو کی بوند سے گل سیکڑون پیدا ہوئے
باغ صحرا ہوگئے گلشن جو تھے صحرا ہوئے
ساتھ چلنے کو برہنہ سر برہنہ پا ہوئے
جانجان میری طرف سے ایسے بے پروا ہوئے

دو نون ہاتھون سے جگر کو اب سنبھالو اے شرف
یار نے دل لے لیا دل سے تو بے پروا ہوئے

شہرت اولڑی ہر کسیکے بھبوکا سے گال کی
صورت جو چشم یار نے پائی غزال کی
کیا اوسکے رخ سے چودہوین کا چاند بچتا
دیکھا ہے تجھے تو یار کھلا حال برق و شمع
لکھا ہے خط مین آنے کا انکار یار نے
ہی بارہوان برس او نہین آغاز دیکھئے
اے دل مہم عشق کو طے کرکے چھوڑیو
برہم ہوا تھا شمع سحر سے فروغ حسن

رنگت جو قمقمے مین چھپی ہے گلال کی
چتون نے بے چھری مری گردن حلال کی
نازان وہ جسپہ تھا وہی شب تہی زوال کی
پرچھائیان یہ ہین ترے حسن و جمال کی
افسوس موت آئی نہ ٹھہری وصال کی
کیا کرتی ہے یہ سالگرہ ابکی سال کی
تجھکو قسم ہے یار کے جاہ و جلال کی
رحم آگیا چراغ جلے پھر بحال کی

مر جائینگے نہ دیجئے صدمہ فراق کا — دل کو ہمارے تاب نہین ہے ملال کی

اٹکھیلیون سے لیلی و شیرین بہت چلین — اے جان جان نہ آئی ادا تیری چال کی

یہ حال اتہو درد جدائی مین ہو گیا — بیتابیون نے سانس بہی لینا محال کی

پٹیون مین باندھ کے لاتے ہین عشقباز — یاقوتیان بناتے ہین اونکے اوگال کی

شرم آتی ہے دعا جو کبھی مانگتا ہون مین — مین کیا کرون مجھے نہین عادت سوال کی

مراہم پذیر ہی نہین ہوتا جگر کا گھاو — افسوس کوئی شکل نہین اندمال کی

آنکھون سے حسن یار کا دیکھا نہ جائیگا — برداشت لا سکینگے نہ اوسکے جمال کی

کجلوائی اوس پری نے جو بنوائی ہی شرف — جڑوائی ہین نکال کے آنکھین غزال کی

ہمارا دل تری محفل مین یون درانہ آتا ہے — کہ جیسے جان پر کھیلے ہوئے پروانہ آتا ہے

بیابان سے جو اٹھلاتا ہوا مستانہ آتا ہی — یہ ہے مجذوب سالک یا ترا دیوانہ آتا ہے

نہین پھر یاد رہتی کچھ کہانی دین و دنیا کی — کسی شب کو جو سننے مین ترا افسانہ آتا ہے

نیا سودا ہی مین برخاستہ دل ہون گلستان سے — دل آبادی سے گھبراتا ہے خوش ویرانہ آتا ہے

بیان کی ہے حلاوت اس سے اے دل کسکے پستے کی — کلیجا منہ کو رہ رہ کے جو بیتابانہ آتا ہے

فرشتے چھپتے پہرتے ہین تلاطم ہی دو عالم مین — قیامت کی ہے آمد یا ترا دیوانہ آتا ہے

یہ سب شمعین سحر تک کسکی دلسوزی پہ روئی ہین — تری محفل مین شب کو کونسا پروانہ آتا ہے

سنگایا ہی مرا دل مول لینے کو حسینون نے — اگر قسمت لڑی تو کچھ نہ کچھ بیعانہ آتا ہے

عنایت مجھکو ہوتی ہے طلب کرتا ہون جس شی کی — کریمی اونکو آتی ہے مجھے شکرانہ آتا ہے

کوئی اوس بیوفا سے رسم الفت کیا بڑہائیگا — نہ جسکو ربط بہاتا ہو نہ خوش یارانہ آتا ہی

کہا کرتے ہین اکثر ہم یہ طفلان پریرو سے — ہمارے پاس دیکھین کون گستاخانہ آتا ہے

بڑی شہرت سنا کرتے تھے ہم شہر خموشان کی — یہان تو ہو کا عالم ہے نظر ویرانہ آتا ہے

تشفی ہی کریگی قیس کی لیلے تو کیا ہوگا — کہین سمجہانے سے بھی ہوش مین دیوانہ آتا ہی

کہین کا پھر نہین رکھتے لگاوٹ جسسے کرتے ہو — قیامت کا تمہین بہی ناز معشوقانہ آتا ہے

مبارک ہو وہ پلوائینگے شربت عشقبازونکو
صراحی پینے کی یاقوت کا پیالہ آتا ہے

کیا ہے سرفراز اوس شمع رو نے عشقبازون کو
تمہارے بھی طلب کو ای شرف پروانہ آتا ہے

یون بہار عالم ایجاد سجائی نہ تھی
یہ گل بہار زندہ چمن اسمین خزان آئی نہ تھی

خاک لیلی کے لیے بیو اسطے چھائی نہ تھی
یہ بھی اک مجنون کی دانائی تھی نادانی نہ تھی

لن ترانی لن ترانی تھی شب معراج مین
آزمائش کبریائی کی تہی مہمانی نہ تھی

جسقدر اٹھا ہے عالم مین مرا دریائے اشک
نوح کے طوفان مین بھی ایسی تو طغیانی نہ تھی

یاس کے عالم مین گردن خم تہی دم مین دم رہا
مر رہا تھا تمکو مجھ پر تیغ چمکانی نہ تھی +

حسن قدرت تھا مرقع عالم ایجاد کا
کر لیتی تقدیر تہی اسمین جولاثانی نہ تھی

حشر تک رکھا ہی اوجلا تیرے کشتے کا کفن
قبر مین بہی اس سے غافل پاک دامانی نہ تھی

قلزم رقت مین پڑ کر کیون نہ وبالا ہوی
چشم تر میری کوئی کشتی تو طوفانی نہ تھی

وادئ وحشت مین استے کیا سمجھ کے جان دی
قیس تو سودائی تھا لیلی تو دیوانی نہ تھی

ابتدا سے نزع سے اوج سلیمان پست تھا
چھا گئی تہی مردنی شان سلیمانی نہ تھی

قبر لیٹی تو مین سمجھا تہی بہن کی میری خاک
پہلے یہ بنیاد منزل مینے پہچانی نہ تھی

میری بے پیری کا کچھ بھی رنج قاتل کو نہ تھا
بلکہ ہٹ دھرمی زیادہ تہی پشیمانی نہ تھی

نغمہ سازی حسن کے اوسکی مرگیا سر دھن کے مین
روح کش جادو بیانی تہی خوش الحانی نہ تھی

جسنے میرے دل کے دو ٹکڑے کیے ہین ای شرف
وہ نگاہ ناز تھی تیغ صفاہانی نہ تھی

تلاش قبر مین یون گھر سے ہم نکل کے چلے
کفن لبغل مین لیا منہ پہ خاک مل کے چلے

ہوا کھلائی تہی دنیا کی میری میت کو
اوٹھانے والے جو کاندھا بدل بدل کے چلے

جگہ نہ دی انہین اوس شمع رو نے پہلو مین
ہوس بہلانے کو آئے تھے اور جل کے چلے

اوٹھا کے بزم سے ہم لیچلے جو خلوت مین
قدم قدم پہ وہ لوٹے مچل مچل کے چلے

یہانتک آئے ہین طی ہم دو منزلہ کر کے
تمہاری بزم مین پہونچے ہین آج کل کے چلے

چٹا کے خاک شفا بولی سنکھیا ہو جا ے
کھلا نے آئے تھے اکسیر زہر او گل کے چلے

نہ ہمدم اسکو سمجھ سالس کا بھروسا کیا
ہوا تو ہے کہیں ایسا نہو نہ چل کے چلے

شہید ناز کی میت جو دیکھی گل در گل
کفن کھسوٹ جو آئے تھے ہاتھ مل کے چلے

اوٹھا میں زہر جو کھا کے تو یار نے پوچھا
یہ سنکھیا تھی کہ ہیرا تھا کیا نگل کے چلے

اوٹھے جو محفل عشاق کر کے وہ برہم
سسکتے تھے جو تنگے اونہیں کچل کے چلے

کوئیں میں خاک جو پھینکے مری وہ شوخ حسین
تو پارہ دین کے اوسے ڈہونڈنے اوبل کے چلے

ہمیشہ کوچہ قاتل سے آتی ہے آواز
یہ پل صراط ہی ہے یہاں سنبھل کے چلے

نہ ڈگمگائے نشیب فراز الفت میں
جما جما کے جو رکھے قدم سنبھل کے چلے

کمند کاکل پیچاں سے دور دور رہے
قضا ٹلے جو شرف اس بلا سے ٹل کے چلے

تڑپنے میں مقابل کیا کوئی ہو گا مرے دل کے
ہمیشہ تیز رہتا ہے یہ بیتابی میں بسمل سے

نہیں چھٹنے کی ہمسے دم نے صحبت حسینوں کی
جو پروانے ہیں وہ زندہ نہیں جاتے ہیں محفل سے

ٹھکانا ہی نہیں رکھتا سفر شہر خموشاں کا
مسافر کا پتا ملتا نہیں پہلی ہی منزل سے

خدا کی شان ہے وہ ذبح کرنے مجھکو آئے ہیں
چھری جو ہاتھ سے چھوتی نہ تھی ڈرتی تھے بسمل سے

رہیگی عمر بھر قیدی سے بدتر روح قالب میں
بدن میں اسکا آنا سہل تھا نکلیگی مشکل سے

نہو بیتاب دم جو جسم خاکی سے نکلتا ہے
خوشی کی جا ہے اے دل حق جدا ہوتا ہے باطل سے

اثر تشنج ہے عالم میں ہماری بھی جوانمردی
نہیں مرنے سے ہم ڈرتے لپٹ جاتے ہیں قاتل سے

عجب پر درد اس مجنوں کا نالہ ہے حقیقت میں
جہاں سن لیتی ہے لیلی نکل پڑتی ہے محمل سے

سوال دید کرتا ہے غریب اسکو دلا سا دو
کریمی اپنی دکھلا دو ذرا منہ پوش سائل سے

گواہی سے خدا کے اوسکو راضی نامہ لکھ دینگے
ہم اپنے خون کا دعوی نہیں کرنے کے قاتل سے

یہ دنیا چند روزہ ہے دل آزاری سے باز آؤ
نہ اتنا ظلم ڈھا او سامنا ہونا ہے عادل سے

حقیقت میں محبت کی حلاوت کوئی کیا جانے
عجب دلچسپ لذت ہے اسی [illegible] مرے دل سے

خدا حافظ ہے تیرا یار نے برخاست کی اے دل
بڑہی جاتی ہیں شمعیں لوگ اوٹھ جاتے ہیں محفل سے

چراغ حسن کا اوسکے یہ پروانہ جو ہو جاتا
نہوتی ناموافق جو دہوین شب ماہ کامل ہے

لگا یا جائیگا اوس بادشاہ حسن کا بجرا
شرف ڈبوا نہ دے تمکو کنارہ کشتی ہو ساحل ہے

شادابی گلشن کی ہوا اور ہی کچھ ہے
سچ ہے کہ جوانی کا مزا اور ہی کچھ ہے

معشوقون مین معشوق مرا اور ہی کچھ ہے
ناز اور ہی کچھ ہے تو ادا اور ہی کچھ ہے

بیمار محبت ہون اطبا ہین سعا یچ
آزار ہے کچھ اور دوا اور ہی کچھ ہے

اس منزل دل مین ہی عجب نور کا عالم
ہے اونکی گذرگاہ یہ جا اور ہی کچھ ہے

طفلی مین اک آفت تھی قیامت ہی جوانی
جب اور ادا تھی اب ادا اور ہی کچھ ہے

کیا سنتے ہو اسیر یہ کریگی تمہین بیچین
عاشق ہون مری آہ رسا اور ہی کچھ ہے

گل سونگھ کے سونگھو جو مرے غنچۂ دل کو
خود کہنے لگو یہ وفا اور ہی کچھ ہے

دیدار کے سائل نے دعا دی تو وہ بولے
رحم آتا ہے اسپر یہ صدا اور ہی کچھ ہے

اورون کے تعشق مین کہان کشف و کرامت
اے جان جہان عشق ترا اور ہی کچھ ہے

آئی ہے بہار ابر کرم جھوم رہا ہے
نیرنگ گل و ناز صبا اور ہی کچھ ہے

جو عرض مین کرتا ہون وہ کر لیتے ہین مقبول
مجھ بندۂ عاجز کی دعا اور ہی کچھ ہے

شداد کا ہوگا نہ گذر باغ ارم مین
وہ سوچا ہے کچھ حکم قضا اور ہی کچھ ہے

آغاز مین معشوق بگڑتے ہین و بگڑین
ایدل مگر انجام وفا اور ہی کچھ ہے

اے جان جہان تیرا فسانہ جو سنتا ہے
دل وجد مین ہی حال مرا اور ہی کچھ ہے

راحت مین سمجھتا ہون جو تم دیتے ہو ایذا
الفت کا مزا ہے یہ جفا اور ہی کچھ ہے

معشوق کے کوچے سے شرف تم نہ نکلنا
فردوس کا طبقہ ہے یہ جا اور ہی کچھ ہے

وہ شکل ہو اس رہنے کی آزار سے کوئی
آنکھین مری اب روشن کرے دیدار سے کوئی

سفاکون سے کیا ڈر ہے یہ سب ہین مرے معشوق
نتھ چوم لون دہمکائے جو تلوار سے کوئی

اے غیرت عیسی یہ دوا سے مری پرہیز
یون آنکھ چراتا نہین بیمار سے کوئی

لوٹا ہے مزا چاشنیٔ خون جگر کا
اس چاٹ کو پوچھے لب سوفار سے کوئی

پہر جائیگی اک روز چہری پیک اجل پر
ہرگز نہ بچیگا مرے خونخوار سے کوئی

جو رنگ کرے چاہے تو گردن ہی کو کاٹے
ہوگا نہ مزاحم تری تلوار سے کوئی

اے یار کبھی ساغر کوثر بہی نہ لون مین
بدلے جو ترے شربت دیدار سے کوئی

لالی کا جمانا اوسی معشوق پہ ہے ختم
سیکھا ہے جو اوسکی لب سوفار سے کوئی

تو جان کا خواہان ہی جو سودائی ہے تیرا
یہ ناز بہی کرتا ہے خریدار سے کوئی

زندان مین جو رقت ہی یہ رخصت ہی کسی کی
ملتا ہے گرفتار گرفتار سے کوئی

جھنجھلا کے ہزارون پہ چہری پہیر دی صیاد
اولجھائے جو پر کھل کے منقار سے کوئی

جلاد کو بلوا کے نکلوائین گے آنکھین
جہانکے نہ اونہین روزن دیوار سے کوئی

اے جان جہان غنچۂ دل گوندھ دیا ہی
اتنا تو کرے عشق ترے ہار سے کوئی

کیا کیا تری رحمت نے سرافراز کیا ہے
چار آنکھ نہ کرتا تھا گنہگار سے کوئی

زخمون سے نہو اسقدر اے روح پریشان
شوقین بہی گہبراتا ہے گلزار سے کوئی

اندھا ہی وہ ہو جائے شرف آنکھین بہی از
دیکھے جو اوسے میرے سوا پیار سے کوئی

جو رنگ بہی ہو کے وہ چشم ہے
تسلیم کو تیری تیغ خم ہے

دراصل بڑا کریم ہے تو
کیا رحم ہے واہ کیا کرم ہے

دم بھر مین ہے طی مسافت قبر
منزل کا ہے نام دو قدم ہے

جی چاہتا ہے جگر کھلا دون
مہمان یہ دل مین کسکا غم ہے

متوالا ہون اوسکے عشق کا مین
چھلکا ہوا جسکا جام جم ہے

کھوتی ہے شباب کو ضعیفی
ہونے کو ہے صبح رات کم ہے

ردکی ہے یہ کسنے آفت حشر
کس شہر کا بیچ مین قدم ہے

ٹوٹا کوئی ٹانکا زخم دل کا
خونریز جو تیری چشم نم ہے

کرتی ہے وفا ہلاک مجھکو
اکسیر بہی میرے حق مین سم ہے

کس عرش پر اک لگی ہے تصویر — کیا لوح ہے واہ کیا قلم ہے
دنیا مین بڑھائیے ربط کس سے — جو ہے وہ مسافر عدم ہے
اللہ رے عشق قیس و لیلی — قبرون کی زمین تنگ بہم ہے
ٹپکا ہے یہ کس شہید کا خون — مقتل ہے کہ گلشن ارم ہے
سینے پہ پیسے نہ دل کو چھوڑتا تم — تمکو بھی خدا ہی کی قسم ہے

روئے ہو شرف یہ کسکے غم مین
آنکھون پہ تمہاری کیون ورم ہے

عشق دہن مین گذری ہے کیا کچھ نہ پوچھیے — ناگفتنی ہے حال مرا کچھ نہ پوچھیے
کیا درد عشق کا ہے مزا کچھ نہ پوچھیے — کہتا ہے دل کسی سے دوا کچھ نہ پوچھیے
محشر کے دغدغے کا مین احوال کیا کہون — ہنگامہ جو ہوا سو ہوا کچھ نہ پوچھیے
جب پوچھیے تو پوچھیے کیا گذری عشق مین — ہمسے تو اور اسکے سوا کچھ نہ پوچھیے
کیا کیا یہ سبز باغ دکھاتی ہے نزع مین — دم دے رہی ہے جو جو قضا کچھ نہ پوچھیے
پوچھا جو ہمنے گور غریبان کا جا کے حال — آئی یہ تربتون سے صدا کچھ نہ پوچھیے
قسمت سے پائیے جو کبھی اوسکو خوش مزاج — کیا کچھ نہ کہیے یار سے کیا کچھ نہ پوچھیے
رگڑی ہین ایڑیان تو ہوئی ہے یہ مستجاب — کس عاجزی سے کی ہے دعا کچھ نہ پوچھیے
چھوڑا جو مردہ جانکے صیاد نے مجھے — کیونکر اوڑا مین ہوکے رہا کچھ نہ پوچھیے
ترسا کیا مین دولت دیدار کے لیئے — قسمت نے جو سلوک کیا کچھ نہ پوچھیے
الفت کا نام لے کے نظر بند ہو گئے — پائی جو پیار کرکے سزا کچھ نہ پوچھیے
کیا سرگذشت گور غریبان کی مین کہون — احوال بندگان خدا کچھ نہ پوچھیے
خوشبو نے آپکی جو سرافراز اوسے کیا — کس ناز سے چلی ہے صبا کچھ نہ پوچھیے

پوچھا شرف کے مرنے کا اونسے جو ماجرا
آنکھون مین اشک بھر کے کہا کچھ نہ پوچھیے

ہزار دل سٹ گیا ہے سیرا ہوا ہے گرد نہین گئی ہے

خزان رسیدہ ہے گو یہ غنچہ وفا کی خوشبو نہین گئی ہے
تلاش عمر گذشتہ جیسی جہان مین ہر سمت کی ہے مینے
بہار رفتہ کو ڈہونڈنے یون صبا بھی ہر سو نہین گئی ہے
بتا ئین کیا تجھکو اے صبا ہم جنون کے عالم مین ہم کہان تھے
وہان اوڑاتے تھے خاک سر پر جہان کبھی تو نہین گئی ہے
کہان سے پائی مہک بہر اوسنے مہک رہا ہے جو شکنافہ
بسی ہے کس شے کی اوسمین خوشبو جو بوی گیسو نہین گئی ہے
ترس رہے ہین ہزارون بلبل پہڑک رہے ہین چمن کی خاطر
کئی برس سے گلون کی انکے دماغ مین بو نہین گئی ہے
اگرچہ روکے ہین ہاتھ اپنا وہ عشقبازون کے کشت خون سے
لہو کے پیاسے ہین دشمنی کی مزاج سے خو نہین گئی ہے
ضرور بلبل پہ رحم کرتے یہ حال اسکا جو دیکھ لیتے
گلون مین شاید یہ پر بریدہ شکستہ بازو نہین گئی ہے
خودی پہ نازان ہین آدمی وہ نہین سمجھتے ہین آدمی کو
وہ بیوفا ہین مروت اونکے مزاج مین چھو نہین گئی ہے
شگون گریہ نہین ہے اچھا خدا بچائے بہار گل کو
غضب ہوا ہے چمن مین شبنم بہانے آنسو نہین گئی ہے
غلوے الفت وہی ہے ابتک غلوی ہمت وہی ہے ابتک
مٹے ہوئے ہین مگر محبت تری ہلاکو نہین گئی ہے
شرف کی تربت پہ وحشیو تم نہ آب پاشی کا حال پوچھو
وہ کونسی ہے پری وہان جو بہانے آنسو نہین گئی ہے

عالم ارواح سے آنے کی یہ تقدیر ہے عاجزی بیشک عجب شے ہے عجب تسخیر ہے		کوئی دم مین گود مین جیوانے کی تدبیر ہے کرتی ہے کیا کیا رجوع قلب کیا تاثیر ہے

کیون چھری روکے ہوئے قاتل دم تکبیر ہے
کام جلدی کا ہے بسم اللہ کیا تاخیر ہے

کلمہ پڑھتا ہے ترا کرتا ہے تحسین کلام
جانجان کیا بات ہی تقریر کیا تقریر ہے

عالم ایجاد مین کس کس کی صفتون ہو جیئے
اس مرقع مین تو جو صورت ہی وہ تصویر ہے

عمر بھر دیکھا یہی اس ہستی موہوم مین
کوئی مرتا ہے کسی کے دفن کی تدبیر ہے

یار تک جنکی رسائی ہے خوشا انکے نصیب
یہ بھی اے دل اپنی اپنی خوبی تقدیر ہے

جب فغان کرتا ہون غل کرتی ہی یہی زنجیر ساتھ
مین تو سودائی ہون دیوانی مری زنجیر ہے

خود پسندون کو یہی ہے انسان کی صورت پسند
عرش اعلی مین لگائی ہے یہ وہ تصویر ہے

چار دن کی چاندنی ہے پھر اندھیرا پاکھ ہے
خواب بھی وہ خواب ہی دنیا کہ بے تعبیر ہے

کون کہتا ہے لئے ہے خون بھری شمشیر یار
ہاتھ مین جلاد کے مریخ کی تصویر ہے

دم نہ لو ہستی مین وقت نزع کہتی ہی اجل
خواب تھا جیسا پریشان ویسی ہی تعبیر ہے

خاکسارون کی ترے عالم کو ہی مٹی عزیز
یہ وہ پارس تھے کہ جنکی خاک بھی اکسیر ہے

اس ادا سے آج ترکش یار نے خالی کیا
جابجا دل مین لب معشوق ہے جو تیر ہے

جسم کا ہیدہ ہی میرا زعفران زار اے شرف
ٹھنڈی سانسین لین جہان ٹھنڈی مری تاثیر ہے

فردوس مین پہونچا ستم والا کی ولا سے
کیا خاک مری پاک ہوئی خاک شفا سے

آزار محبت مین ہوئی یاس شفا سے
تاثیر نے پرہیز کیا میری دوا سے

ہی جوش جنون مین مجھے ضعف اسقدر اے سال
کانٹا بھی نکالا نہین جاتا کف پا سے

آنکھون سے بجالاؤنگا جو حکم کروگے
بندہ ہون مین باہر نہین تسلیم و رضا سے

جو عرض مین کرتا ہون مراد آتی ہی دل کی
کیا بات مرے ہاتھ لگی ہے یہ دعا سے

اوس قاتل عالم کی جو مرضی یہ چلی ہے
تلوار بری ہو گئی خون شہدا سے

اک رنگ پر ابدل نہ مزاج اونکا رہیگا
سیکھے ہین تلون وہ دو رنگی حنا سے

کوچے مین تمہارے ہین جہان دفن ہوا ہو
اے جان من اوٹھی تھی مری خاک اسی جا سے

صورت نہ دکھائی مجھے مدہوش ہی ہو کر
نشے کا بھی پردہ نہ ہوا فاش حیا سے

اے جان جہان ساری خدائی ہو جلو مین
اس دغدغہ محشر مین رہے کیسے کا کہان تک
کا ہیکو کسی سے کبھی چار آنکھ کرینگے
کہولی ہے کمر قتل سے پائی ہے فراغت
ایسا تو مجھے درد محبت کا مزا ہے

اک دن تو برآمد ہو تم اس نشو و نما سے
فرصت ہے مجھے کب دیجئے گا بیم و رجا سے
نیچی جو نگاہین کیے رہتے ہین حیا سے
تلوار کو دہلواتے ہین خون شہدا سے
خوش ہون مرض عشق سے ناراض شفا سے

وہ بخشنے والا ہے شرف بخش ہی دیگا
امید قوی ہے یہ مجھے ذات خدا سے

جبتک الفت تری اے شوخ ستمگار نہ تہی
لڑکہڑانے کی بہی طاقت نہ رہی تہی مجھ مین
واہ اے ترچھی نظر والو بڑی منصف ہو
جوش وحشت نہین کہان مین لہو رویا تہا
اوسطرف یار تہا پڑہتا تہا ادہر عکس اوسکا
شرم نے اوسکی مرے ساتھ اوسے سونے نہ دیا
جس سے دو باتین وہ کرتا تہا غش آ جاتا تہا
مدت العمر مین مشتاق نہ تہا کب تیرا
روبکاری محبت تو ذرا کی ہوتی +
غل اوسے اپنی اسیری کا سناتا کیونکر
محبس عشق سے کسطرح نکلتا کوئی
دل مین ہو کر لب معشوق لہو جاتا تہا
یار تو نشئے مین متوالا نہ تہا رہزن تہا
خاک اوڑی تہی نہ شیرین تہی نہ سیرابی تہی
ہجیان اسکی نہ صحرا مین اوڑاتا کیونکر

جبین مین جان تہی آفت مین گرفتار نہ تہی
اس سبب سے مری زنجیر مین جہنکار نہ تہی
پہلے تمنے وہ صفت اولٹی جو گنہگار نہ تہی
کونسی جا تہی بیابان مین جو گلزار نہ تہی
میری دانست مین تصویر تہی دیوار نہ تہی
یار شب باش تہا قسمت مری بیدار نہ تہی
داستان سحر کی تہی یار کی گفتار نہ تہی
کونسے وقت مجھے حسرت دیدار نہ تہی
خالی بخشش کی تمنا سے گنہگار نہ تہی
بے صدا تہی مری زنجیر مین جہنکار نہ تہی
قید سے چھٹنے کی میعاد گرفتار نہ تہی
خون کی بوند وہ تہی سرخی سوفار نہ تہی
بیٹھا الشی اولجہی ہوئی تہی لٹ ٹیڑی دستار نہ تہی
بعد فرہاد کے پہر رونق کہسار نہ تہی
ننگ وحشت تہا مرے جیب مجہے دستار نہ تہی

حشر ڈہاتا تہا شرف ناز سے پہرنا اوسکا

اک قیامت تھی بپا شوخی رفتار نہ تھی

بڑی ہی تو یہ خوشی ہے ہمکو بزم یار مین آئے
کہ جس گلزار کے بلبل تہے اوس گلزار مین آئے

پہنچ کر موت سے جسوقت کوئے یار مین آئے
خزان بھی ساتھ ساتھ آئی جو ہم گلزار مین آئے

در شہوار سے بڑھکر وہ سمجھا میرے اشکون کو
یہ وہ خوش رو گہر ہین جو نگاہ یار مین آئے

بڑا ہی ہے حد جو قصر یار کی گور غریبان تک
مری تربت بھی یارب پشتۂ دیوار مین آئے

کہین رستا نہین ہے جائینگے جدہر جدہر کے کانٹے ہین
کہان لایا جنون کس وادی پرخار مین آئے

لب معشوق ہی ہے تیر اس ادا سے کھینچ اے قاتل
جگر پیکان مین دل لپٹا ہوا سوفار مین آئے

کہا پڑھ پڑھ کے مینے ادہر ہی اپنے دل کا افسانہ
جدہر پروانہ جہرست کرکے بزم یار مین آئے

اسیری کاٹ کے چھڑاؤ ہمصفیران چمن مجھکو
قفس کو لے کے اوڑ جاؤ اگر منقار مین آئے

ابھی تو جا کے اے دل سفت تجھکو بیچ ڈالون مین
جو کوئی خوبصورت مشتری بازار مین آئے

گل داغ جگر کو میرے سب پہولون پہ طرہ ہو
کوئی گل رو جو اوسکا ہو ہوئی دستار مین آئے

خدا شاہد ہے اوسکو مین کمین صیاد کی سمجھون
حیا اونکو جو اٹھلاتی ہوئی رفتار مین آئے

جو اپنی ہاتھ سے ہم پہوڑ ڈالین اپنی آنکھون کو
ذرا بھی جو تفاوت حسرت دیدار مین آئے

گذر رکھا ہیکو ہوگا ہم سے دیوانون کا بستی مین
دکانین بند کرلین سب جب بازار مین آئے

نئی صورت سے قصر یار مین ہمنے رسائی کی
تمنگا بنکے رستے روزن دیوار مین آئے

وہ ٹہنی بہت پڑی جسپر ارادہ تہا نشیمن کا
لگی ہر سمت خاک اوڑنے جو ہم گلزار مین آئے

جتا کر عشق زندہ بھی چھٹینگے یا نہ چھوٹین گے
خدا ہی جانے کیا اوسدم مزاج یار مین آئے

ابھی تو گرد قصر یار بیتابی پہراتی ہے
قرار آئے تو شاید پہلوی دیوار مین آئے

تری بندہ نوازی کی سنی تھی دہوم عالم مین
لگا کر آسرا ہم بھی تری سرکار مین آئے

یہی دو لفظ اے یار سے آواز آتی ہے
محبت مین جو مٹ جائے وہ اس سرکار مین آئے

شرف اخلاص سے پاس اونکی جا بیٹھے تو وہ بولے
مرا زانو دبلتے ہو تم ایسے پیار مین آئے

در پیش اجل ہے گنج شہیدان خرید لے
تربت کے واسطے چمنستان خرید لے

سودا پکارتا ہے یہ فصل بہار مین ۔۔۔ گلشن نہ مول لیجیئے زندان خریدیے
بازار مین یہ کرتی ہین غل بیری بیڑیان ۔۔۔ سوہین ہمارے کاٹنے کو یہان خریدیے
رفت و گذشت بہی ہوا وحشت کا ولولہ ۔۔۔ سوزن برائے چاک گریبان خریدیے
لے لیجیے مرا دل صد چاک مفت ہی ۔۔۔ شانہ برائے زلف پریشان خریدیے
بازار مصطفے ہے خریدار ہے خدا ۔۔۔ خود بکئیے یہان نہ کچھ کسی عنوان خریدیے
جسوقت جا نکلتے ہین بازار حسن مین ۔۔۔ ہمت یہ کہتی ہے کہ پرستان خریدیے
حلہ کوئی منگائیے جان دی ہی آپ پر ۔۔۔ خلعت ہمارے واسطے اے جان خریدیے
تربت پہ میری ہوگی تکلف کی روشنی ۔۔۔ کافور بہر شمع شبستان خریدیے
کرتے ہین شور گنج شہیدان مین گلفروش ۔۔۔ چادر برائے گور غریبان خریدیے
وحشت مین خاک کی نہ رسد مفت لیجیئے ۔۔۔ سودا ہی بوے کاکل پیچان خریدیے
ہوتا ہے شوق عشق مین رہ رہ کے ولولہ ۔۔۔ مجنون سے داغ دل سر میدان خریدیے
ہر سو عمل جنون کے قلمرو مین چاہیے ۔۔۔ ڈہونڈہوا کے ایک ایک بیابان خریدیے
ہوتے ہین جذب عشق سے پریون کے جمگھٹے ۔۔۔ اک ملک مثل ملک سلیمان خریدیے

چو رنگ کہیلنے مین حریفون کے ای شرف
بیچے تو تیغ رستم دستان خریدیے

گہبرا رہی ہے روح جو تن مین سفر کرے ۔۔۔ حکم خدا ہے رنج و محن مین سفر کرے
سجدے کرین حریف کہین سے خبر جو آئے ۔۔۔ انسان وہ بات کرکے وطن مین سفر کرے
غفلت مسافرت مین اجل سے نہ چاہیے ۔۔۔ کچھ زاد راہ رکھ کے کفن مین سفر کرے
یوسف کو ہی کنوئین مین جو گرنے کا ولولہ ۔۔۔ کنعان سے اشتیاق دہن مین سفر کرے
جب یوں سے گفتگو کے لیے یون لبشر نہ جاے ۔۔۔ تعویذ حب وہا کے دہن مین سفر کرے

شب کو مقام کا ہے شرف اسلیئے رواج
جسمین نہ کوئی چاند گہن مین سفر کرے

ہزار موج سے بھاگا ہوا حباب سے چلے ۔۔۔ کبھی جو عمر روان کی طرح شتاب چلے

زمانہ حسن پرستون سے برخلاف تھو
خدا کرے نہ یہان زور انقلاب چلے

جہان ملاحظہ ہون بیقراریان دل کی
وہین یہ معرکہ آراے اضطراب چلے

کسی مزے سے جہان مین کبھی خبر نہوئی
مٹا مٹا کے یہان صفت مین شباب چلے

مجال سبھ بھی نہ پوچھا کسی نے دنیا کا
خدا کے فضل سے جنت مین بےحساب چلے

یہانتک اے شہ خوبان عروج ہو تیرا
نشان بنکے جلو مین یہ آفتاب چلے

طلب ہوئے ہین گنہگار بخشنے کے لیے
بحال ہونے کو مستوجب عتاب چلے

جواب دے نہ سکا کوئی لن ترانی کا
حقیقتاً ہین یہ فقرہ وہ لاجواب چلے

خدا نہ لائے لبون اب دلکو میرے یہانتک
ادھر کی راہ نہ وہ خانمان خراب چلے

جدھر وہ جائینگے غش سیکڑون کو آئینگے
چلے جو ساتھ تو لیتا ہوا گلاب چلے

جگر کا داغ جو قندیل مین بلند کرون
طواف کے لیے فی الفور ماہتاب چلے

قدم نہ چھوڑے جو حسرت مین سرخروئی کی
حنا کو دیکھے وہ رنگین ادا خطاب چلے

دکھانے جاتے ہین کس کس جوان کو ابر سیاہ
کہان لگا کے یہ پیر فلک خضاب چلے

جہان مین اے شرف افسوس آنکھ بند ہوئی
عدم سے آئے تھے بیدار محو خواب چلے

ہمارے ساتھ وہ کھل کھیلے بےحجاب چلے
پڑی حیا تھی اوٹھائے ہوئے نقاب چلے

پڑھائے کون سبق منطق محبت کا
کسی کو علم ہوا سکا تو یہ کتاب چلے

رولا کے بزم سے اپنے اوٹھا دیا اوسنے
نہانے عطر مین آئے تھے آپ آب چلے

سر کس گل کی قلمرو مین پارہ جائیگا
چمن مین لوٹ کے صبا خیمۂ حباب چلے

تمہارے ہاتھ بھلا کیا سمجھ کے سر جبین
چکا دو دل کی جو قیمت تو پھر حساب چلے

جلا کے بھی نہ کیا عاشقون کا دل ٹھنڈا
جلون کو اور جلایا جگر کباب چلے

ہم اونکو لے جو چلے انجمن سے خلوت مین
عجیب ادا سے وہ کرتے ہوئے عتاب چلے

چلے وہ گور غریبان پہ فاتحہ پڑھنے
جو تھے عذاب مین وہ لوٹتے ثواب چلے

چلے جو یار کے زخمی تو یہ کہی پھبتی
کہان لگا کے یہ بہروپیے شہاب چلے

خدا بچائے محبت مین دم اولجھنے سے | کسی کی زلف کا اسیر نہ ہو بیتاب سے چلے

ہو اسوار جو وہ نیزہ دار توسن پر
قدم قدم پہ شرف جو ستے رکاب چلے

بیقراری اور درد دل فزون درکار ہی | ہجر کی شب مین کسی صبر و سکون درکار ہی
چاہیے فصاد پھر اخراج خون درکار ہی | پھر مری رگ رگ کو نشتر اے جنون درکار ہی
اشک خونی سے لباس لالہ گون درکار ہی | فصل گل ہے سرخ پوشاک اے جنون درکار ہی
تیغ ابرو سے صفین عشاق کی ہوتی ہین صاف | کیا او نہین تلوار پھر کشتہ خون درکار ہی
چھوٹون وہ قاتل جو پوچھے لوگ بوسہ تیغ کا | کھل جائین جان پر پیچ پیچ کہون درکار ہی
زیر خنجر بھی نہ پوچھا مجھسے اوس جلاد نے | کیا ہوس ہے کیا تجھے اے سرنگون درکار ہی
نقش حب کو لیکے جاؤن کیا کرون اے عاملو | وہ فسون ساز آئے جس سے وہ فسون درکار ہی
جان اک شیرین ادا پر دی ہی تیشہ مار کے | قبر کو جا در میان بیستون درکار ہے
نامۂ اعمال دکھلا دو کراما کاتبین | پھر تو بہ یاد افعال زبون درکار ہے
اک پری رو کے در دندان کا دیوانہ ہون | سر کے ٹکرانے کو ہیرے کا ستون درکار ہی
خط کا پہنچانا نہین آسان اوس عیار تک | نامہ بر بھی ہوشیار و ذو فنون درکار ہے
نشتر مژگان کی تلخی ہین مجھے خونریزیان | چند قطرہ اے رگ جان تیرا خون درکار ہے

اے شرف کیفیت سیر چمن سے مست ہون
اب صراحی نے شراب لالہ گون درکار ہی

پریزادون نے بھی اکثر کیا ہی عشق مردم سے | مگر چشم مروت کا نہ لطف اوٹھا ہمین تمسے
ہماری طرح کوئی کیا کریگا عاشقی تمسے | قمر سے جو فروغ آسمان ہی کب ہی انجم سے
مرے تم پیر تو اوس سے تم ارادہ شکار رکھتے ہو | بھلا پھر کیا کوئی امید رکھے خیر کی تمسے
نہین رکھتے جواب اپنا جو غنچے مسکرانے مین | ہوئی یہ بات او نہین حاصل تری حسن تبسم سے
نہ کیجے گریہ میرے حال پر دل میرا کڑھتا ہی | ستم ہی ڈھائیے مین باز آیا اس ترحم سے
خدا آگاہ ہی مرنے کا اپنے غم نہین ہمکو | یہ صدمہ ہی کہ تم ہمسے چھٹے ہم چھٹ گئے تمسے

گلون کو حال آیا ابر رویا جام سے چھلکا
چمن مین شاخ گل پھٹ پھٹ پڑی انکی ترنم سے

ابھی وہ ہین مرے ماتم نشینون کی تواضع مین
کرینگے قبر پر تکیہ فراغت پاکے جہلم سے

ڈبویا تھا غم تنہائی نے پھر وصل کی گھڑی
مری کشتی بچائی ہے خدا نے کس تلاطم سے

نقاب رخ اولٹتے ہو تو غش آتا ہے موسی کو
مسیحا دم بخود رہجاتے ہین اکثر تکلم سے

پریرو رشک کر باگ اک ذرا تم جہک کے دیکھو تم
کوئی بیتاب لیٹا ہے تمہارے رخش کے سم سے

تکلف زندگی مین ہے فقط نادر لباسی کا
کوئی مردے کو کفناتا نہین سنجاب و قاقم سے

شرف کو قتل مین وہ بٹھا کے آج کہتے تھے
گلا ہی کاٹ دونگا مین تمہارا تم اگر ہے تمسے

ترسائیو نہ شربت دیدار کے لیے
پرہیز زہر ہے ترے بیمار کے لیے

پوچھا نہ مجھ غریب کو اے بادشاہ حسن
کیا کیا ترقیان ہوئین سرکار کے لیے

کیونکر نہ کہیے یار کو معشوق لاجواب
گویا زبان ہوئی ہے اس اقرار کے لیے

ٹپکی جو میرے روزن دل سے لہو کی بوند
سفاک لیگئے لب سوفار کے لیے

دیوانہ ہو کے قید سے پہلو تہی نہ کر
اے دل یہ سوچ چاہیئے ہشیار کے لیے

دم بھر نہ پھر وہ عالم ارواح مین ٹھہین
روحین جو بیقرار ہوئین یار کے لیے

اوس لالہ رو کو زیور گل کا ہوا جو شوق
لوٹے ہزارون غنچۂ دل ہار کے لیے

غصے سے اوس پری کا ہوا منھ جو لال لال
سو سو فساد ہو گئے رخسار کے لیے

آجاتا ہے غریب پہ زر دارون کو ترس
کرلیتے ہین بے نیاز بھی نادار کے لیے

دل کر چکے دو نیم مری جان چھوڑ دیے
جو رنگ ڈھونڈھیے کوئی تلوار کے لیے

ظالم کہین جھروکے سے صورت دکھا بھی
آنکھین ترس گئین ترے دیدار کے لیے

زیر محل اسی سے لپٹ کر مین پڑ رہون
پروانگی دو پہلوے دیوار کے لیے

اے شاہ حسن تو نے جو کی ہے نگاہ شت
زندان بھی دلکشا ہے گرفتار کے لیے

آیا جو پاس اپنی رحیمی کا یار کو
وا جب ہوئی نجات گنہگار کے لیے

حسرت ہی رہگئی نہوئی قلبس کو نصیب
سر دھن کے مرگیا مری دستار کے لیے

دل بیچنے کو آئے تھے بازار حسن مین
سودائی ہو گئے ہین خریدار کے لیئے

زنجیر میرے بعد نہ کھڑکائیگا کوئی +
سنسان ہین یہ تیری جھنکار کے لیئے

گرتا ہون پاؤن پر مرے دل کو بچائیے چل
اٹھکھیلیون کا واسطہ رفتار کے لیئے

پیش نظر خیالی مرقع ہے یار کا +
نقشہ یہ دل نے کھینچا ہی دیدار کے لیئے

ہر جان بلب کے واسطے عیسی نفس ہی یار
باتین دعای زیست ہیش بیمار کے لیئے

لیتی ہے ہر قدم پہ قدم شوخی و ادا
یہ ناز ختم ہے تری رفتار کے لیئے

بلبل کی پیاری باتون سے صیاد خوش ہوا
بوسے دلاسے دیکھے جو منقار کے لیئے

کوسون مکان یار ہے کسطرح جائیے
طاقت کہان سے لائیے رفتار کے لیئے

گھٹ گھٹ کے جان دیگا رہائی کا نام لے
کیا خوب قید ہی یہ گرفتار کے لیئے

لازم نہین ہجوم تری بزم خاص مین
یہ اژدہام چاہیئے بازار کے لیئے

بیچیے خراج عاشق گیسو کو اے شرف
پروانہ جائیے خسرو تاتار کے لیئے

خاک مین مل کے مری روح کو فرحت ہوگی
عطر مٹی کا خجل ہوگا وہ نکہت ہوگی

یار سے آرسی مصحف کی جو صورت ہوگی
آئینہ سکتے مین ہوگا مجھے حیرت ہوگی

آمد یار کی محشر مین جو شہرت ہوگی
دوسری اور قیامت مین قیامت ہوگی

روح جو شوق ملاقات مین رخصت ہوگی
جسکو تم سونگھو گے اوس پھول مین نکہت ہوگی

میرا پہلو نہ مرے دوست سی خالی ہوگا
روح پہلے شب تنہائی مین رخصت ہوگی

یار کے سونگھے ہوی پھول بچھا آونگا
اپنے دل کی مجھے معلوم جو تربت ہوگی

داستان کیفیت عشق کی کیا کہتا ہون
تم بھی سن لوگے تو اک وجد کی حالت ہوگی

نقشۂ حسن کا نظارہ جو ممکن ہوگا
اوسکی تصویر سے بڑھ کے مجھے حیرت ہوگی

اپنی جانب متوجہ اوسے ہم کر لینگے
آئینے کی جو طرح ہمسے ہی خلوت ہوگی

درد تنہائی کا دل بھر کے مزا اوٹھیگا
اور اگر چند نفس اپنی نہ رحلت ہوگی

ہای یہ ضعف آج کہ آنکھین نہین کھولی جاتیں
کل مین دم توڑونگا دم بھر میں نہ طاقت ہوگی

راہ لیتا ہون بیابان کی جو گھبراتا ہون
کسطرف جاؤنگا جب قبر مین وحشت ہوگی

سب ڈراتے ہین مجھے گور کی اندھیاری سے
کیا بلا ساتھ وہان بھی شب فرقت ہوگی

تاب رہنے کی نہین بھوک کی پرواؤن کو
غم سے کھلجائیگی شمعون مین وہ قوت ہوگی

مٹ گئی بوسے وفا ساتھ مرے داغون کے
اب وہ گل ہون گے نہ پیدا نہ وہ نکہت ہوگی

منزلت پائی ہے مرکے وہ ترے کشتون نے
حشر کے دن بھی تمنا ہی شہادت ہوگی

وصل کی شب جو شب قدر کا دہوکا دیگی
سجدۂ شکر سے تا صبح نہ مہلت ہوگی

داستان اپنی شرف لکھکے جو چھپوا دونگا
عاشقون کے لیے دلچسپ حکایت ہوگی

ترے کوچے مین رہکر صاحب ادراک ہوتا ہے
یہان کی خاک بھی چھانے تو دامن پاک ہوتا ہے

یہ کیا قدرت ہے اوسکی نور کی صورت ہو انسان کی
حقیقت پوچھیے اسکی تو مشت خاک ہوتا ہے

پھٹا جاتا ہے دل شوق محبت کے چھپانے سے
حفاظت کرنے نامہ کی لفافہ چاک ہوتا ہے

شہیدون کا لہو بہتا ہے سر لٹکائے جاتے ہین
تری توسن کا گلگون اسلیئے فتراک ہوتا ہے

بہار گل کو رخصت کرکے گلچین خاک اوڑاتے ہین
چمن کے غم مین ہر غنچہ گریبان چاک ہوتا ہے

مزیب ہے اگر کہیے پھٹا یوسف کا پیراہن
لباس گل یہ اس خوبی سے کیونکر چاک ہوتا ہے

جہان سے لامکان تک دہوم اوڑیگی نغمہ سنجی کی
مبارک ہو مرا دل بلبل ادراک ہوتا ہے

نکلتا ہے ترا دیوانہ کوہستان سے یون اکثر
برآمد جسطرح خورشید بے پوشاک ہوتا ہے

خبر ہے کشت خون کی عشقبازون کو مبارک ہو
جہان مین دہوم ہے اک نازنین سفاک ہوتا ہے

نہ کہایا جائیگا غم اس سے ہرگز لن ترانی کا
ترے دیدار کا بھوکا تو کم خوراک ہوتا ہے

کراما کاتبین پر کی ہے تاکید اوسکی رحمت نے
گناہون سے گنہگارون کا دفتر پاک ہوتا ہے

کبھی آنکھون مین پھرتی ہو کبھی دلمین در آتی ہو
تمہین نسبت ہو ایسا بھی کوئی بیباک ہوتا ہے

دم رقت یہ عالم تھا نحیفان محبت کا
پریشان جیسے دریا مین خس و خاشاک ہوتا ہے

بلا شک کربلا طبقہ ہے تیرے باغ رحمت کا
اگر مجرم خاک سے اس سرزمین مین پاک ہوتا ہے

چھڑاتے ہین جو منھ دہونے مین وہ سرخی گلوری کی
گل شاداب سا پیارا گل مسواک ہوتا ہے

کرو اشکون کی طغیانی سے خوف ای مردم دیدہ
کہ اکثر ڈوب بھی جاتا ہے جو پیراک ہوتا ہے

کہا ہنس ہنس کر اوسنے وصل کی شب کچھ جو رویا مین
سنو تو کوئی خوشوقتی مین بھی غمناک ہوتا ہے

ہمارے خط کو پہونچانے کا بیڑا جو اوٹھاتا ہے
چھلاوے سے نظر سے تیر سے چالاک ہوتا ہے

کرم کر ابر انگورون کی بیلین زرد ہوتی ہین
بھلا پھولا ذخیرہ تاک کا بے تاک ہوتا ہے

نگاہ و دلمین کھبتا ہے نکہر نا شاہد گل کا
شرف ایسا یہ جامہ زیب خوش پوشاک ہوتا ہے

دم توڑتا ہون اوس گل رعنا کے سامنے
بے موت مر رہا ہون مسیحا کے سامنے

کھبجولتے ہین وہ مجھکو جو اترا کے سامنے
تصویر ہو نہ جاؤن کہین جا کے سامنے

پتھرا کے پھوٹ جائینگی آنکھین تو پھوٹ جائین
جھپکاؤن کیا پلک مین تجھے پا کے سامنے

ایدل یہ تیغ ناز کے چرا رہے ہین زخم
راحت کی اصل کیا ہے اس ایذا کے سامنے

پایا نہ آفتاب قیامت نے کچھ فروغ
مٹ مٹ گیا ترے رخ زیبا کے سامنے

بو باس مین کسی نے تری ہمسری نہ کی
گلشن سے گل بھی آئے تو مرجھا کے سامنے

محبوب ذو الجلال کی اسمین سرشت ہے
کیا اصل ہے بہشت کی دنیا کے سامنے

کچھ پاس ہے تجھے جو مرے شوق و ذوق کا
اے جذب دل بٹھا دے اونہین لا کے سامنے

آنکھین مری پھرین تو اونہین کچھ نہ بن پڑی
چلکے سے آکھڑے ہوئے گھبرا کے سامنے

بے پردہ بھی مکان مین گیا ہون جب اونکے پاس
سرکا لیا ہے آئینہ شرما کے سامنے

لیلی کہین نہ دیکھ لے دم توڑتا ہے قیس
جلدی قنات روک دو صحرا کے سامنے

برہم ہوا جو دیکھ لیا مجھکو جھانکتے
تلوار رکھ لی یار نے جھنجھلا کے سامنے

قاتل نے بھی جنازے کی روکر پڑھی نماز
بیست جو لیگئے مری نہلا کے سامنے

ایذائے درد ہجر کو دل مانتا نہین
دلوائیے سزا اسے بلوا کے سامنے

خوش ہونگے وہ کھلیگا مرا غنچۂ مراد
جاؤنگا مین جگر یہ جو گل کھا کے سامنے

پایا نہ چین چند نفس کی حیات مین
کیا کیا بکھیڑے آئے ہین عقبا کے سامنے

کہنے لگا جو یار سے الفت کی سرگذشت
ہوش و حواس بھی نہ رہے جا کے سامنے

منظور ہے ان آنکھون کی حسرت جو دیکھنی
دو پھول رکھ لو نرگس شہلا کے سامنے

آئے ہین غش پہ غش مجھے مر گیا ہو مین
اس ناز سے ہوئے ہین وہ بیمار کے سامنے

ان لن ترانیون کو نہ مانونگا مین کبھی
پردے سے نکلو بات کرو آ کے سامنے

کیا ہونگا مستمند مین اوس بے نیاز کا
قطرے کی کیا بساط ہے دریا کے سامنے

اگلے زمانے مین بھی وجاہت تھی ای شرف
یوسف ہوے اسیر زلیخا کے سامنے

جہان تو جائے یہ اوڑکر ہوا ای تیر مین آئے
وہ یارا دم جو جان جان تری نخچیر مین آئے

برابر اپنی مسند پر نہ تم مجھکو بٹھاؤ تو
سر اپنا کاٹ ڈالون فرق اگر توقیر مین آئے

تڑپتے ہین جدائی مین امید وصل کیا کہین
تسلی کا بھلا کیونکر یقین تقدیر مین آئے

اوٹھاؤن استراحت کا مزا مین ذبح ہو کر مین
الہی نیند غفلت کی مجھے تکبیر مین آئے

مرقع دیکھکر اپنے مریضان محبت کا
جسے اچھا کہو تم جان اوس تصویر مین آئے

کمی اونکو ہے کیا عاشقون کی سکۂ دل کی
جو دس جرمانون مین آئی تو سو توقیر مین آئے

رولاتے ہین مجھے وہ عالم رویا مین دیکھا کر
اخر رویت کا یارب خواب کی تعبیر مین آئے

کسیکو جان سے مارا سکتا رہگیا کوئی
نظر قدرت کی کھیل اے یار تیری تیر مین آئے

گلے عشاق کٹوائین سلامت تو رہے قاتل
قیامت تک لہو کی بو تری شمشیر مین آئے

طلسم حسن مین تو ہی وہ بلقیس ای پری پیکر
سلیمان بھی بہت عاجز تری تسخیر مین آئے

کہو میری حقیقت جلکے جلد اوس تک عیسیٰ سے
جنازہ بھی نہ پاؤگے اگر تاخیر مین آئے

نہ لیگا نام بھی کوئی تری وحشت کا ای مجنون
قدم جسدن ہمارے حلقۂ زنجیر مین آئے

ہوئی نازو ادا کی بادشاہت جو حسینون کو
جنون و عشق میری منصب و جاگیر مین آئے

موا ہو تم پہ جینے کا نہین عیسیٰ کے تم تم سے
جو تم ٹھکراو تو دم عاشق دلگیر مین آئے

شرف کھانا وہان کھاؤ یہان پانی پیو گے
یہ مژدہ مجھکو یارب یار کی تحریر مین آئے

تمہاری دید کی قدرت بشر نہین رکھتے
نظر تو رکھتے ہین تاب نظر نہین رکھتے

قفس میں بند ہیں گلزار سے ہمیں کیا کام
گئی بہار کہ آئی خبر نہیں رکھتے

کٹھن ہی منزل اول کیے نہ نیک اعمال
جہان سے کوچ ہے زاد سفر نہیں رکھتے

خدا کریم ہے سب کچھ انہیں بھی دیتا ہے
جہان میں لوگ جو کوئی ہنر نہیں رکھتے

وہ بوسے رکھے جو پاتے اونکو گال پہ گال
سنو کتاب کو قرآن پر نہیں رکھتے

جواب بھی در دندان کا آب و تاب میں ہے
چمک دمک بھی کبھی ایسی گہر نہیں رکھتے

خدا پرست جو ہیں اونکے مستقیم ہیں دل
پل صراط کا وہ کچھ خطر نہیں رکھتے

جہان میں کوئی بھی اون سا نہ نازنین ہوگا
کہ جتنی چوٹی ہے اتنی کمر نہیں رکھتے

یہ تمکنت ہے ترے بوریا نشینوں کو
قدم بھی مسند شاہانہ پر نہیں رکھتے

نہ سونگھیں یار کی خوشبو گلوں کی بو سونگھیں
دماغ ہم یہ نسیم سحر نہیں رکھتے

جو مرنے والے ہیں اے یار تیغ ابرو کے
وہ زخم کھاتے ہیں منہ پر سپر نہیں رکھتے

ٹپکنے پائیں جو چوٹ پہ تیری کم ہو جائے
دوا سے جائے وہ ہم درد سر نہیں رکھتے

اندھیرے گھر میں جو مجھکو نہ جائے دیتے تھے
چراغ بھی وہ کبھی قبر پر نہیں رکھتے

محل یار میں کرتے ہیں دن کو مزدوری
دکان میں رات کو پڑتے ہیں گھر نہیں رکھتے

جو نوک جھوک ہے اے یار تیری مژگان کی
کسی کے تیر بھی توڑا اسقدر نہیں رکھتے

سن اونکا کیا ہے جو پہچانیں عشقبازوں کو
ابھی زمانے کی وہ کچھ خبر نہیں رکھتے

یہ ضد بہار میں ہوتی ہے باغبانوں کو
کہ عندلیب کا گلشن میں پر نہیں رکھتے

لگا کے نخل محبت بہت نہال ہوئے
ملا یہ پھل کہ امید ثمر نہیں رکھتے

چمک دمک جو ہے اون پیارے پیارے گالوں میں
شرف یہ حسن تو شمس و قمر نہیں رکھتے

کی قدمبوسی ہوئی توقیر میرے پاؤں کی
قدر داں ہے اے جنوں زنجیر میرے پاؤں کی

مٹنا اوس ظالم کے کوچے میں قدم رکھا تھا
کھال کھینچی اوسنے بے تقصیر میرے پاؤں کی

آسمان چکر میں آیا میری گردش دیکھکر
ہو گئی رفتار پر تاثیر میرے پاؤں کی

کیا مبارک تھی یہ تیری سبز قدمی اے جنوں
عشق پیچاں ہو گئی زنجیر میرے پاؤں کی

میں وہ دیوانہ ہوں جیتی جی نہ چھوڑیگی مجھے
ای جنون عاشق ہی یہ زنجیر میرے پاؤن کی

جو قدم اوٹھتا ہی پڑتا ہی وہ صحرا کی طرف
نجد میں رہتی ہے کیا تقدیر میرے پاؤن کی

اسقدر بہاگا ہوا جاتا ہوں اونکو ڈہونڈنے
گرد ہو سکتا نہیں ہی تیر میرے پاؤن کی

بے اجازت کیون تمہاری بزم میں رکہا قدم
کاٹ ڈالو ہی یہی تعذیر میرے پاؤن کی

چہپ گئی خون کف پا سے خلش ہر خار کی
منزلون گردش ہوئی تحریر میرے پاؤن کی

عمر گذریگی مری صحرا نوردی میں شرف
بادیہ پیمائی سے جاگیر میرے پاؤن کی

گل سا بدن تو خاک ہو اکسمین جان رہی
اوجڑ چکا ہے آشیانہ یہ بلبل کہان رہی

تلوار کھا کے بہی یہ کہینگے کہ بوسہ دو
ممکن نہیں جو بند ہماری زبان رہی

وہ نام کر کے عشق میں مر جاؤن تو سہی
عالم میں یادگار مری داستان رہی

وہ زخم دل پہ کھا تری شمشیر ناز کا
جسپر وہ تا حیات رہی نیمجان رہی

آوارہ روح سوز نفس میں یون ہوئی
جسطرح سے ہوا میں پریشان دہوان رہی

دنیا سے بارگاہ ارم میں بلائیے
اس میہمان سرا میں بہت میہمان رہی

عاشق سمجھ کے ہوتے ہو ہمسے تو ہمکلام
پردہ بہی درمیان میں نہ ای جان جان رہی

بڑھ بڑھ گیا عدم کو ضعیفون کا قافلہ
ہم جو جوان تھے وہ پس کاروان رہی

عالم میں تیرے ہاتھ سے لاکھون گلے کٹیں
تو سرخرو رہے مرے قاتل جہان رہی

وہ عندلیب تھی کہ چمن میں جو مر گئی
صیاد اود اس سوگ نشین باغبان رہی

کیسے بشر رسائی نہو قدسیون کی بہی
اتنا بلند یار ترا آستان رہے

ہم خاک میں ملے وہ پہ پردہ نہ جب ملا
غائب رہا جو یار تو ہم بے نشان رہی

یارب ہوا ہے ابر بہاری سے دل شگفت
ایسی ہی اب تو کیفیت آسمان رہی

کیا بیٹھے درد ہجر بیان کرتے ہو شرف
پاؤ غنیمت اسکو جو قالب میں جان رہی

خوشی تو ہماری سہی یار رنج شر نہ سہی
ہٹا چکو یہ شمشیر در گذر نہ سہی

ہم اپنی جان مٹا دینگے راہ الفت مین
نہ دینگے ساتھ ہمارا دل و جگر نہ سہی

چلے ہی آو لہو گھٹنون گھٹنون بہتا ہے
نہین ہے فوق شہیدون کا تا کمر نہ سہی

تپ جدائی کا کچھ تو علاج کرا ے دل
دوا تو کر نہ کریگی دوا اثر نہ سہی

ملال کیون مین کرون جان شام سے دونگا
نہ ہوئیگی شب تنہائی کی سحر نہ سہی

ہماری روح رہیگی گلون کے غنچون مین
چمن مین رہنے نہ پائین گے مشت پر نہ سہی

انہین کے واسطے گذرا ہون آدمیت سے
نہین سمجھتے پری رو مجھے بشر نہ سہی

متاع و مال لٹا دینگے عشقبازی مین
نہو نہو جو نہو گا یہ کر و فر نہ سہی

ہمارے پاس تو بیٹھے تسلی دلکو تو دی
وہ آئے تو نہ رہے آ کے رات بھر نہ سہی

ارم سے بڑھ کے مین سمجھونگا دشت الفت کو
نکل کے گھر سے نہوگا نصیب گھر نہ سہی

غریب ہون تو خدا مجھ غریب کا بھی ہے
نہ لے کوئی نہین لیتا مری خبر نہ سہی

کبھی نہ ہاتھ رکے گا غنی ہے دل میرا
لٹاؤنگا نہ رہیگا جو مال و زر تو سہی

کسیکی زلف کی خوشبو سنگھا دو مرتا ہون
نہین ہے لخلخہ عنبر و اگر نہ سہی

شہید ناز ہون قاتل سے سرخرو تو مین ہون
نہین نصیب ہے گور و کفن اگر نہ سہی

وہ تیغ کھینچے تو ہرگز شرف نہ ڈرنا تم
تمہارا سینہ تو موجود ہے سپر نہ سہی

کہ ہر سجدہ کرون اللہ نے یہ دن دکھایا ہے
کہ جسپر جان جاتی ہے مجھے اوسنے بلایا ہے

دل و جان و جگر دونگا اونہین مین رونمائی مین
کہ مجھ بیتاب کو گھونگٹ الٹ کے منھ دکھایا ہے

مراد عشق آئی ہے یہ داغ دل سے روشن ہے
خدا کا گھر ہے سنت کا چراغ اسمین جلایا ہے

کیا الماس کا غل اچھے اچھے زخم کھا کھا کے
تڑپ کر جا بجا قاتل کا دل کیا کیا بڑھایا ہے

نہین کچھ اصل اے یارو طلسم باغ دنیا کی
یہ تمکو خواب بیداری مین غفلت نے دکھایا ہے

سحر تک کی ہے پروانون سے جھگڑا اسنے جانسوزی
کسی محفل مین اوسنے دل جو میرا آزمایا ہے

ہوس مین دید کی آیا ہون تم اپنی ہی کہتے ہو
سنو میری جو مجھکو پاس پردے کے بلایا ہے

پتنگون کو جلا کے شمع روشن نے سر محفل
پری سی شکل مین دھبا سیاہی کا لگایا ہے

گل شاداب جنت کا ہی عالم ہر جراحت میں
تمہاری رہگذر میں کسقدر برعیا ہوں دیکھو تو
نکھرتا کون دیکھیگا جوانان گلستان کا
عجائب معرکہ ہی امتحان ہی ظلم و الفت کا
ازل سے جسکے نظارے کی حسرت ہی خدائی کو
ملا کے خاک میں عاشق کو وہ غصے میں بیٹھے ہیں
جزائے خیر دے تو اے خداوند کریم اسکو
چڑھائی ہو رہی ہے حسن عالم گیر کی جھپیر

ترے کشتے کو صد رحمت ہی کیا کیا زخم کھایا ہی
لگی ہیں کشتیاں آنکھوں سے وہ دریا بہایا ہی
سحر تک شام سے ہر گل جو شبنم میں نہایا ہی
وہ شمشیر آزماتے ہیں یہاں دل آزمایا ہی
وہ خوش رو نازنیں اپنی نگاہوں میں سمایا ہی
کوئی پوچھے تو کیوں نام و نشان اسکا مٹایا ہی
مرا معشوق ہی جسنے مرے دل کو ستایا ہی
پریزادوں نے میرے دل کے ٹکڑے کو دیا ہی

شرف کی آنکھ کھلنے کی نہیں شور قیامت سے
وہی چونکائے تو چونکیں نہیں جسنے سلایا ہی

سلامت سے دل اور جگر ہے ہیں ہمیشہ جانیں لیا کرینگے
یہا کرشمے ہوا کیے ہیں یہی کرشمے ہوا کرینگے ++
ہمیں جو سب سے ہم پوچھتے ہو یہ جانتے ہو کہ کیا کرینگے
خدا نے چاہا تو سرمہ ہوکر تمہاری آنکھوں میں جا کرینگے
نہ رہنے دینگے کبھی جدا باہم تپاک دیکھیں کے انمیں جسدم
بدن سے خارج کرینگے جان کو جگر سے دل کو جدا کرینگے
جہاں سے اٹھیں تجلیاتہ یہ بیقراری ہے عاشقانہ
مزا اوٹھائینگے درد دل کا کبھی نہ اسکی دوا کرینگے
بڑھا تو ہے ربط ہمسے تمسے خدا نے چاہا تو دیکھ لوگے
تمہارے پہلو میں یار دل کی طرح ہمیشہ رہا کرینگے
کسی کا احسان ہم نہ لینگے کسی کو تکلیف کچھ نہ دینگے
خدا نے پیدا کیا ہے ہمکو خدا ہی سے التجا کرینگے
جب آئینگے وہ [illegible] عیادت تو ہوگی دل کو امید صحت

زمانہ مجھکو دعا کریگا مسیح میری دوا کرینگے

نہین خوش اعمال اگر نہین ہون فرشتے تربت مین خشمگین ہون
خدا کی رحمت سے مطمئن ہین یہ کیا کرینگے وہ کیا کرینگے

تمام ہوتے ہین دیکھ جاؤ جمال آکے ہمین دکھاؤ
تمھارے غم مین لبون پہ دم ہے کوئی گھڑی مین قضا کرینگے

رہیگی یاد اونکی خوشخرامی مرا سخن ہے یہ لا کلامی
قدم نہ پردے سے وہ نکالین مری نظر مین پھرا کرینگے

رولائے جاتی ہے اونکی حسرت چلی ہی آتی ہے مجھکو رقت
رہین گی کاہیکو میری آنکھین جو یون ہین آنسو بہا کرینگے

ملا ہے آرام آشیان کا نہین کچھ اندیشہ باغبان کا
رہا بھی ہون گے تو آکے اکثر ہم اس قفس مین رہا کرینگے

کہین ٹھکانا نہین ہمارا تمھاری شفقت کا ہے سہارا
غریب ہین دو ہمین دلاسا تمھارے حق مین دعا کرینگے

لرز رہے ہین ستانے والے خدا کے آگے گئے ہین نالے
گریز اسنے کریگا محشر یہ وہ قیامت بپا کرینگے

اگر چھٹے بہی قفس سے بلبل کریگی برباد حسرت گل
رسائی ہوگی نہ آشیان تک چمن مین تنکے چنا کرینگے

قبول ہوگی دعا ہماری کرینگے جبدم ہم آہ و زاری
کبھی نہ جائیگی اوپر اوپر ہماری حاجت روا کرینگے

نگاہین اونپر جو ہمنے ڈالین اونہون نے آنکھین شرف نکالین
ستم یہ ڈھایا ہے کم سنی مین جوان ہوکے وہ کیا کرینگے

دولت یہ ملی لیلی جو داس سے تمھاری انسان نے کی حسن رسائی سے رسائی	آنکھین ہوئین روشن رخ روشن سے تمھارے واقف نہ فرشتے ہوئے مسکن سے تمھارے

اک داغ دل اک داغ جگر سے تو ہین آگاہ
دو پھول لیے جاتے ہین گلشن سے تمہارے

فرقت مین جب سر کے لٹکنے کا مزا تھا
میت بھی لپٹ جاتی جو توسن سے تمہارے

گیتی کو کیا چاٹتے ہین مجالس حیران
لب ہین مسی آلودہ جو سوسن سے تمہارے

رحمت کے سوا کچھ بھی تمھین بن نہ پڑیگا
جسوقت لپٹ جاؤنگا دامن سے تمہارے

شعلے سے عیان داغ ہوا شمع کے دلکا
لو اسنے لگائی رخ روشن سے تمہارے

بجلی کی تڑپ گرد ہوئی گشت سے اسکی
روپوش چھلاوہ ہوئے توسن سے تمہارے

چلاّ کے جو ہم روئے تو گھبرا کے وہ بولے
منھ کو جگر آجاتا ہے شیون سے تمہارے

سقائی کی صورت کی جو مشتاق ہوئے ہم
فی الفور برامد ہوئی جوشن سے تمہارے

خورشید جو دنیا کی طرف منھ نہین کرتا
چھپتا ہے یہ شاید رخ روشن سے تمہارے

خونریزی و شب خون پہ کمر تمنے جو باندھی
دنیا کا ہوا خاتمہ رن کھن سے تمہارے

پژمردہ پڑے ہین جو زمین پر گل و لالہ
مرجھائے ہین شرما کے یہ جوبن سے تمہارے

اپنے ہین اسیران قفس تم بھی نکل جاؤ
ہوش اڑ گئے صیاد کے شیون سے تمہارے

سو جا سے گلا کاٹو چھری شوق سے پھیرو
احسان تو اوترین مری گردن سے تمہارے

ہم کہتے تھے حسرت نکرو زلف کی یارو
آخر دم او بجھنے لگے الجھن سے تمہارے

گھبرا کے نہ سر کو نہ اوڑاؤنگا لہو مین
لو دور تڑپتا ہون مین دامن سے تمہارے

بسمل سے چھری رکنے کی برداشت نہوگی
نکلین گے نہ مطلب مری گردن سے تمہارے

کچھ شک نہین بخشتے گئی لاریب ترت تم
فردوس کی بو آتی ہے مدفن سے تمہارے

حیران ہون کہ تاکتی ہے چشم تر کسی
ہرجائی ہو کے ڈھونڈھ رہی ہے نظر کسی

کیا کیا خدنگ ناز کے چرا رہے ہین زخم
اے یار ہے لغیب یہ درد جگر کسی

یہ دہوم دھام محفل معراج کی جو ہے
کون آئیگا دکھائیگا کروفر کسی

صیاد افترا لتہ اسیرون پر اب نہ کر
جان اوڑ رہی ہے ناز ہے پرواز پر کسی

پروانہ ہے نہ کوئی نہ محفل نہ رات ہے
دکھلا رہا ہے یاس چراغ سحر کسی

صحرا مین کوئی گوئی کہین چھانتا ہی خاک
سودا یہ کون مین تیرے خوش آتا ہی گھر کسی

پتھرا گئے جب یہ آنکھین مری پھوٹ جائینگی
پھر تیرے انتظار کی ہوگی نظر کسی

لاکھون کو تم جو روز ملاتے ہو خاک مین
دکھلا رہے ہو شان قضا و قدر کسی

پرہیزگار کون ہی مجرم ہین کون کون
علمی کسے وہ سمجھے ہین اہل ہنر کسی

قدرت نے روح ڈالی ہی اک مشت خاک مین
ذرہ نوازیون سے کیا ہے بشر کسی

غربت زدہ جو منزل ہیم و رجا مین تھی
بھیجا ہے تمنے کسکو ادھر اور ادھر کسی

تربت مین بھی چلی ہی مرے ساتھ معصیت
اعمال نے کیا ہے مرا ہمسفر کسی

الفت کسے سفید ہوئی کسکو نا سفید
بخشا اثر کسے نہ دکھایا اثر کسی

سب غش مین ہون گی یار جب آئیگا سامنے
دل بھر کے دیکھنے کی رہے گی خبر کسی

درد شب فراق ہلاکو سے کم نہین
نازل کیا ہے تمنے مری جان پر کسی

رہ رہ کے غش جو آتے ہین موسی کو دمبدم
کیا جانئے یہ دیکھتے ہین جلوہ گر کسی

آئی صدا جو ہونے لگی ہم لحد مین خاک
تم تو چلے سپرد کیا اب یہ گھر کسی

ناسور پڑ گیا ہے کلیجے مین عشق کا
سینہ شگاف کرکے دکھاؤن جگر کسی

حورین یہ مجھسے پوچھتی ہین سچ کہو شرف
دنیا مین تمنے پیار کیا عمر بھر کسی

گل و لالہ ہین پژمردہ ہوا ہی بوستان بدلی
کریگا گلشن افروزا کے تیری باغبان بدلی

بہار منزلت ناران ہی خانہ باغ پر اوسکے
کرم گسترده گل ہے چومتی ہے آستان بدلی

نباہا بات کو راہ وفا مین بات پر آکے
نہ یہ کوچہ کبھی بدلا نہ پھر ہمنے زبان بدلی

ہزارون زخم کھائے خندہ پیشانی سے ای قاتل
رہے ہم سرخرو تیوری نہ وقت امتحان بدلی

بہار گل کی کیفیت مبارک ہو تجھے بلبل
چمن پر چھائی ہی گھیرے ہی تیرا آشیان بدلی

چمک سی تیری شمشیر دودم کی مہر تابان ہے
زمین پر دھوپ ہی گردون پہ ہی اک نوجوان بدلی

ہنسا ای شوخ تو جسپر تو بجلی گر پڑی اوسپر
کلیجون پر چلین چھریان نظر تیری جہان بدلی

ہماری دلگی کو بھیجدو حورون کو مدفن مین
نکیرین آئے ہین جلدی کرو ای جانجان بدلی

نهین راه وفا مین کچهه قیام اونکی طبیعت کو
یهان بدلی وهان بدلی وهان بدلی یهان بدلی

ازل سے کس شهید ناز کا هے سوگوار گردون
جو یه پوشاک نیلی پهر نه تو نے آسمان بدلی

بگولے آکے هر سو سے اوترتے هین گلستان مین
چمن سے کاروان گل کی کرتی هے خزان بدلی

نه بلبل چهچهائیگی نه یه گهر گهر کے آئیگی
بهار گل هے رخصت چار دن هی میهمان بدلی

کریگا خاتمه تڑپا کے سر ٹکرانے والونکا
نهونے دیگا جیتے جی تمهارا آستان بدلی

نه آئی صبح تک نیند اونکو جاگنے کی قصون مین
کهانی پر کهانی داستان پر داستان بدلی

رهے پیکان ترا قائم بهے دل خون هو هوکے
کرے اس صاحب خانه کی جلدی میهمان بدلی

رهے وه حسن پر نازان یه نازان قول الفت پر
نه کی غنچون نے گویائی نه بلبل کی زبان بدلی

کسی مظلوم کا برسا کے منهه گهر اسنے ڈهایا هے
پڑا هی اسپر صبر اوسکا جو هے بے خانمان بدلی

لپٹ کر بیت مجنون سے لیلی روکے کهتی تهی
نهین عرصه سے کروٹ تو نے کیون اے ناتوان بدلی

تلون نے ترے مارا مریضان محبت کو
گهڑی بهر مین جگه بدلی نظر بدلی زبان بدلی

خمیده هوگئے عمر روان کو کرکے هم رخصت
خطا کی همنے شمشیر جوانی سے کمان بدلی

محبت کی در محبوب پر باتین جو کرتا هون
نهین بهر وجه کے عالم مین کرتی پاسبان بدلی

معاذ الله کیا شهر خموشان بهی هے نا پرسان
هزارون هی شهنشاهون کی حیثیت یهان بدلی

هماری فصد کهلوا کے یه جلدی گهر کے جاتی کی
ابهی تو خون کی رنگت نهین اے جانستان بدلی

فراق یار مین اندهیر کیون مجهپر یه ڈهایا هے
روندها هے دل مرا گهر سے هے میرا کیون مکان بدلی

شرف رونے کو یه چهائی تو هر گور غریبان پر
کریگی سیکڑون هی تربتون کو بے نشان بدلی

جبتک بلائیگا نه وه خلوت نشین مجهے
تنهائی مین نه چین پڑیگا کهین مجهے

سمجهے هو لوٹ کر اندوهگین مجهے
وه دل غنی هون مین که ذرا غم نهین مجهے

آزرده کیون هو یاد جو کرتے نهین مجهے
اتنا مین پوچهتا جو وه ملتا کهین مجهے

تو بے نیاز هے مین ترا هون نیازمند
تحسین لاکهه لاکهه تجهے آفرین مجهے

شهرت جو هے برا خورشید حشر کی
دکهلانے کو هے یاد رخ آتشین مجهے

خوشدل ہون سنکے آمد محبوب کی خبر
بس بس نہ اب کہو کوئی اندوہگین ہے مجھے

حسرت سے اسلیے مین اوترتا ہون قبر مین
ملتی ہے جان دیکے یہ دو گز زمین ہے مجھے

محبوب بے نیاز کو سجدہ کرون جو مین
اے شوق ذوق اوٹھانے نہ دینا جبین ہے مجھے

اک شاہ حسن کا ہون مین رسیا گناہگار
دربار عام مین بھی اجازت نہین ہے مجھے

کندہ ہے اسم ذات مرا دل وہ مہر ہے
تقدیر سے مری یہ ملا ہے نگین ہے مجھے

شہرت تری اوڑائی ہے اے بادشاہ حسن
ممتاز ہون خطاب ہو روح الامین ہے مجھے

ایسے کی کیا سرشت مری بھی اسی سے ہی
آغوش کھول کے لیگی زمین ہے مجھے

دیکھا جگر کا گھاو تو بندش کے واسطے
جلاد نے اوتار دی اک آستین ہے مجھے

رخصت جو کوچ کی نہین دیتا ہے نزع مین
رو کے ہوے ہے کیون یہ دم واپسین ہے مجھے

پوچھا جو آئینے سے نہ فرصت کی وجہ کیا
بولا کہ چھوڑتا نہین اک نازنین ہے مجھے

مجھسا نہ کوئی چاہنے والا ترا ہوا
تجھسا ملا نہ کوئی جہان مین حسین ہے مجھے

جب سے تری گلی مین بچھایا ہے بوریا
تسلیم کرنے آتے ہین مسند نشین ہے مجھے

عالم مین اک سے ایک پری شکل ہے تو ہو
تیرے سوا کسی کی تمنا نہین ہے مجھے

شیدا ہو ترا دتر کے چہرے کو ہی رو گتی
کیا کیا بچا رہی ہے تری آستین ہے مجھے

دنیا مین آکے یار ترے انتظار مین
سوجھا نہ پیش و پس نہ یسار و یمین ہے مجھے

اک دھوم تھی قران مہ و مشتری ہوا
شب کو کیا جو یار نے پہلو نشین ہے مجھے

ذرہ مین تھا شرف یہ ملا مین شرف ہوا
پہونچا دیا ہے تمنے کہین سے کہین مجھے

وہان سے جب کبھی نکیرون کی پکار آئی
تو صید گہ مین اجل کھیلنے شکار آئی

کھلا نہ رنگ دکھایا تمہاری محفل کا
نکھر نکھر کے ہزارون جگہ بہار آئی

کبھی جو یار کو دیکھا تو خواب مین دیکھا
مری مراد بھی آئی تو مستعار آئی +

تمہاری خاک سمجھ کے چھپی وہ گلشن مین
جہان مین کوئی آندھی جو پر غبار آئی

کسی چمن نے دکھایا نہ رنگ اوس گل کا
ہزار پھول کو سونگھا نہ بوئے یار آئی

موت دامنگیر ہوتی ہے شب تنہائی میں
خاتمہ بالخیر کر لے ہے جدائی آپکی

دیکھ لینے کی دعا تھی دیکھتے ہی مر گئے
الٹی سیفی ہوگئی جلوہ نمائی آپکی

پاک داماں نے بھی جھلکی کبھی دکھائی نہیں
پارسا ملنے لیے تہمت پارسائی آپکی

دل کو انساں کے تڑپنے سے نہیں دیتی نجات
جان لیکے چھوڑتی ہے بیوفائی آپکی

لن ترانی آج ہی کل کیجیے گا اختلاط
ناز معشوقانہ ہے بے اعتنائی آپکی

ذبح کرنے بھی جو بیٹھے مجھکو تو منہ پھیر کے
انتہا کو آج پہونچی کج ادائی آپکی

گھلتے گھلتے جسم آخر استخواں کھلنے لگے
کاہش جاں ہوگئی بے اعتنائی آپکی

حشر تو برپا کیا دیدار بھی دکھلائیے
جانجاں مشتاق ہے ساری خدائی آپکی

کیا ہوا اچھا مجھکو منہ کیا سمجھ کے دل دیا
شہرۂ آفاق تھی بے اعتنائی آپکی

گل کہیں کھلتے ہیں مٹتی ہیں کہیں نقش و نگار
ہے رجا و بیم قدرت آزمائی آپکی

کون پہونچاتا مجھے اوس بادشاہ حسن تک
اے شرف حسن رسا سے ہے رسائی آپکی

وہ رنگت تو نے اے گلرو نکالی
نچھاور کو گلوں نے بو نکالی

رواج بوئے سنبل کرکے موقوف
صبا نے نکہت گیسو نکالی

نہ تھی جانے کی اوس تک راہ دل کی
چھری سے چیر کے پہلو نکالی

نکاسی جب نہ دیکھی یاس دل کی
بہانے کے آٹھ آٹھ آنسو نکالی

ہماری روح اک رشک چمن نے
سونگھا کے پھول کی خوشبو نکالی

مرے صیاد نے بلبل کی میت
قفس سے توڑ کے بازو نکالی

کیا اوس سے جو خوش چشمی کا دعوی
تری حیا نگی آنکھ آہو نکالی

سلیمانی دکھادی شان تو نے
پریدہ مانگ وہ خوشرو نکالی

نکالا حسن کا ارمان تو نے
مری حسرت نہ اے دلجو نکالی

چمن میں بھینی بھینی بو نے ادرکی
نہ لینے دی گئی خوشبو نکالی

دہان زخم سے تلوار جو می
یہ شکل بوسۂ ابرو نکالی

قیامت کا شباب اوسنے نکالا
شرف چنگیز خانی خو نکالی

نا دیدہ آشنا بھی ہے نا آشنا بھی ہے
معشوق بیوفا بھی وہ ہر با وفا بھی ہے

آمد مسیح کی ہے مگر دعا بھی ہے
جلنے سے یاس بھی ہے امید شفا بھی ہے

تربت پہ بیکسی بھی ہے چادر گلون کی بھی
ہو کا مقام بھی ہے مقام قضا بھی ہے

تنہا ہے کون جسکی رفاقت مین ہم رہین
بندہ نواز اور کوئی دوسرا بھی ہے

کیونکر نہ خوش ہون تربت جلوہ خانے کے اسیر
کوسون فضا بھی ہے یہ مکان دلکشا بھی ہے

نکلا ہے قتل عام کو اک بادشاہ حسن
تلوار اوگل رہی ہے جلو مین قضا بھی ہے

ایسا وقار ہے مرے مرشد کے واسطے
بندہ کسیکا ہے تو کسی کا خدا بھی ہے

کیونکر نہ دل پسین کف رنگین یار پر
بالکل مرا لہو ہے کچھ اسمین حنا بھی ہے

مجھ تک سمجھ کے آئیو اے منکر و نکیر
تنہا نہ جانیو مجھے ذات خدا بھی ہے

اچھا کیا جو تمنے رگڑ والیئن ایڑیان
ان جانفشانیون کا ہمین کچھ مزا بھی ہے

ملنا گلون کا خاک پہ دیکھا نہ جائیگا
اوجڑے چمن تو جان ہماری ہوا بھی ہے

مریخ بن کے آج وہ بیٹھا ہے طیش مین
غصے سے منھ بھی سرخ ہے گلگون قبا بھی ہے

بھر دونگا موتیون سے مین انکے سہرے کا
کہتا ہے دیکھے خط کچھ انہون نے کہا بھی ہے

جی چاہتا ہے جسمین شربت دیدار بھر کے پی
جمشید کا بھی جام ہے جام گدا بھی ہے

پہلو مین دل تو دل ہے جرس کاروان مین بھی
تیرے فغانیون مین بھی ہے بے صدا بھی ہے

جب جی چاہو امتحان کرو جبر و ظلم کا
اے یار مجھکو عادت صبر و رضا بھی ہے

تنہا چلے ہین جھیلنے الفت کا معرکہ
یہ حوصلہ کسیکو شرف کے سوا بھی ہے

میرے لہو سے نا بھی ہے بوسے وفا بھی ہے
لبے سونگھئے حنا بھی ہے عطر حنا بھی ہے

یہ بے حجابیان کہ ہے زانو پر آئینہ
بیباک اسقدر تو نہو کچھ حیا بھی ہے

جی چاہتا ہے چل کے حسینون سے پوچھیے
اتنا بتا دو تم مین کوئی باوفا بھی ہے

مردانہ وار حاضر و غائب ہین شیفتہ — اخفا ہی راز عشق نہین برملا بھی ہے

آمد خزان کی ہے چمنون مین ہی تہلکہ — کھلا رہا ہے کوئی جو غنچہ کھلا بھی ہے

مرجھا رہے ہین پھول بہڑکتے ہین عندلیب — سنبل الجھ رہے ہین پریشان ہوا بھی ہے

آواز تک نکلتی نہین مارے ضعف کے — کیا درد دل کہون مرے منھ مین زبان بھی ہے

کیونکہ نہ حشر ہو ترے کشتے کے ساتھ ساتھ — اس اژدہام سے کوئی تابوت اوٹھا بھی ہے

مطلب کسی کو حسن پرستون کے درد سے — جسکے مریض ہین اوسے فکر دوا بھی ہے

راہ وفا مین دل کی اطاعت ہی چاہیے — رہزن [illegible] اب یہی ہے یہی رہنما بھی ہے

سرمے کی طرح عشق نے پیسا ہے جب سے ذل — مد نظر بھی ہین [illegible] آنکھون مین جا بھی ہے

تم ہو فریفتہ جو حسینون پہ اے شرف
یہ تو بتاؤ انمین کوئی با وفا بھی ہے

ناز پھر کون اوٹھائیگا ادا کیا ہوگی — مرنے والے جو نہونگے تو قضا کیا ہوگی

سرخرو میرے لہو سے تو حنا کیا ہوگی — شوخ رنگت ہے تو ہو بوے وفا کیا ہوگی

سنتے ہین یار نے پہنی ہے گلابی پوشاک — عالم اوس شوخ پہ کیا ہوگا قبا کیا ہوگی

درد ہجران مین لہو تھوک کے مرجاؤنگا — ضیق مین جان ہے ہر سو سے شفا کیا ہوگی

عادت حسرت دیدار نہین جانے کی — مے پرید نظر آنکھون سے جدا کیا ہوگی

پھول سا جسم مرا خاک مین ہوگا معدوم — روح تو بو ہے تمہاری یہ فنا کیا ہوگی

مری آواز جو سنتا ہے وہ رو دیتا ہے — اسطرح کی کوئی پر درد صدا کیا ہوگی

قالب انسان کا نہین ہے قفس تربت ہے — روح پھنس جائیگی ایمین تو رہا کیا ہوگی

خوب تقدیر ملی رہنے کی اس دنیا مین — دم بھی باقی نہ رہا اور سزا کیا ہوگی

آنکھ تسکین و تشفی سے کھلی بھی تو کہا — درد تنہائی جو ہے اسکی دوا کیا ہوگی

کچھ کبھی درد مین ہوتی ہے تو دل کڑھتا ہے — جان آزار محبت سے شفا کیا ہوگی

شام سے آکے رہینگے وہ ہمارے گھر مین — رات پھر آج خوشی وصل کی کیا کیا ہوگی

گل مین تو نگا مین جنم یا کہ کسی بلبل مین — دوسری شکل مری بعد فنا کیا ہوگی

رو کے عیسی نے کہا اسکو کہیں بٹھلاؤ
بیٹھنے والے سے قضا کی یہ دوا کیا ہوگی

سن ہو گیا ادھر وہ گیا دل کا دکھانا جانیں
ہو گی جب ہو گی ابھی اونسے جفا کیا ہوگی

جان اوڑی جاتی ہے عبرت سے مری ہستی پر
اے خدا خاک مری بعد فنا کیا ہوگی

آئینے کو بھی تو صورت نہ دکھائی تم نے
اور اب اس سے سوا شرم و حیا کیا ہوگی

آئیگی جبکہ صدائے لمن الملک الیوم
وقت کیا ہوگا سر شوکت شان خدا کیا ہوگی

آتے ہیں ترے کے وقت کو وہ اٹھ کے شام سے
ہم ایسے منھ لپیٹ کے پڑتے ہیں شام سے

دل سے وہ بر خلاف ہیں خود جا کے لائینگے
سر ہو گئی یہ مہم نہ مارا الہام سے

بھر بھر گیا گلال سے دامن نسیم کا
یہ رنگ گل اڑا مرے گلرو کے نام سے

مرتا ہوں یار پر مجھے سمجھا نہ اے اجل
تو اپنا کام کر تجھے کیا میرے کام سے

تم نے کسی جگہ جو کسی کو کیا شہید
پیدا ہوئے بہشت کے پھول اوس مقام سے

تیری خوشی تو ہے جو قفس میں مٹیں گے ہم
مطلب سلف سے تھا نہ غرض ہے دوام سے

میرا جنازہ دیکھ کے بولے وہ ناز سے
جی اوٹھیں یہ پکارو اگر میرے نام سے

آتی نہیں ہے بو تری جبتک دماغ میں
رہتی ہے میری روح کشیدہ مشام سے

دل سے کبھی گئی نہ اسیری کی آرزو
کنج قفس کا ذوق رہا عشق دام سے

موجد جو عشق کا ہے اوسے چل کے ڈھونڈیے
پیری مریدی چاہیے اپنے امام سے

خورشید کر رہا تھا جو چڑھتے فلک پہ ناز
رفعت میں وہ بھی پست ہوا تیرے نام سے

ساری خدائی میرے جنازے کے ہے جو ساتھ
کسنے مجھے اوٹھایا ہے اس دھوم دھام سے

دنیا ہے ہیچ چند نفس رہ کے کیا کروں
جلدی ہے مجھے بلاؤ میں گذرا قیام سے

چپ رہتے ہیں خدا نے جنہیں دی ہے آبرو
آتی نہیں صدا کبھی لبریز جام سے

چڑھتے فلک پہ جا سے دماغ مسیح ہے
عیسی نفس ہوئے ترے حسن کلام سے

ہم نیم جان ہوئے جو کہی اونسے آدھی بات
ظالم نے جان لی سخن ناتمام سے

مارا ہے بیگنہ ملک الموت نے مجھے
دم دیکے جان لی ہے مری تیرے نام سے

خونریزیون کا شور تری انجمن مین ہے
کس دہوم سے بہار کی آمد چمن مین ہی

یوسف کی طرح دہر مین ہر دل جو ہی عزیز
خوشبو کہان کی گل کے پھٹے پیرہن مین ہی

حنظل سے بہی سوا ہی مجہے میوۂ بہشت
نیت لگی ہوئی ترے سیب ذقن مین ہی

کہنے لگا وہ شوخ مجہے غش مین دیکھکے
زندہ ہی منھ لپیٹکے مردہ کفن مین ہی

گل کہاکے دی جو ہی کسی گلرو پہ اپنی جان
مرنے کے بعد پہولون کی خوشبو کفن مین ہی

اک گل کو اگلے سال کیا تھا گلے کا ہار
بو باس اوسکی آج تلک پیرہن مین ہی

خوشبو ہی زلف یار کی اسقدر کی سرکشی
جو نافہ ہی چرائے ہوے دم ختن مین ہی

حورون نے لا کے عطر ملا ہے بہشت کا
تربت مہک رہی ہی وہ خوشبو کفن مین ہی

ساری خدائی مین تری یکتائی کی ہی دہوم
چرچا اسی کا آٹھ پہر مردون مین ہے

دم بہر مین جسکو چاہو مسیحا النفس کرو
کیا بات ہے وہ حسن کرامت سخن مین ہی

چپ ہو گیا ہون یار سے کیا حال دل کہون
قیدی زبان ہے قفل خموشی دہن مین ہی

مطلب ہی دل کو حسن پرستی سے رات دن
پروانہ انجمن مین ہی بلبل چمن مین ہے

ترچھی ادا جو چاہیے معشوق کے لیئے
زیبا تجہی کو ہی وہ تری بانکپن مین ہی

راہ وفا مین یار سے ملنے کی ہے امید
پہر جائین ہم جو سو ہی وطن کیا وطن مین ہی

لیلی جو منھ لپیٹ کے پڑتی ہی شام سی
افسردہ دل ہے قیس بہی [illegible] مین ہی

کچھ دل ہی لطف اوٹھاتا ہی سن سنکی اے بشر
وہ درد وہ مزا ترے شعر و سخن مین ہی

آخر ہے شب وصل قیامت کی گھڑی ہے
بیٹھا ہے مسیحا یہ اجل سر پہ کھڑی ہی

دیدار کا سائل ہو مین اے بادشہ حسن
مایوس نہ کرنا مجہے امید بڑی ہے

بلبل سے دلی بغض ہوا ہی جو گلون کو
کیا جانئے کیا باد بہاری نے جڑی ہی

اے یار کسی طرح یہ رخصت نہین ہوتی
آنکھون مین تری دیکھنے کو جان اڑی ہی

اے بلبل شیدا گل و لالہ نہ سمجھنا
تیرے لیئے خونریز یہ فوج آکے پڑی ہی

کہنے لگا وہ مجہکو جو روتے ہوئے دیکھا
اے شخص یہ رقت ہی کہ ساون کی جھڑی ہی

لپٹا ہوں تو قاتل نے دیا ہے مجھے بوسہ
جان آج لڑا دی ہے تو تقدیر لڑی ہے

دم راہ عدم میں کوئی لینے نہیں پاتا
زندہ نہیں رہتا کوئی منزل وہ کڑی ہے

گویا یہ دہن ہے کہ یہ ہے غنچۂ گویا
سوسن ہی شگفتہ کہ یہ مسی کی دھڑی ہے

لے خوش ہو مبارک ہو تجھے قاتل عالم
دو ٹکڑے کلیجا ہے وہ تلوار پڑی ہے

آخر ہی شب وصل چراغ سحری ہوں
محبوب سے افسوس بچھڑنے کی گھڑی ہے

نظروں میں سماتا ہی نہیں حسن کسیکا
اوس شوخ پہ جبسے مری آنکھ پڑی ہے

اوٹھوا دے خدا کے لیے اے بادشہ حسن
دروازے پہ میت کسی بیکس کی پڑی ہے

دو وقت جھروکے میں جو وہ آتے ہیں روتے
کس شخص کی میت پس دیوار پڑی ہے

کس حسن سے روتا ہوں میں دیکھو تو شرف کم
اشکوں کی لڑی ہے کہ یہ موتی کی لڑی ہے

شنوائی نہ کی اوستم ایجاد کسی کی
بلوائے غریبوں کو نہ دی داد کسی کی

سر پھوڑنے کو ہم تھے سو فرہاد نے پھوڑا
روداد ہماری ہوئی روداد کسی کی

گلشن کی بنا ہی ترے کشتے کے لہو سے
پھیلے نہ کہیں گل تجھے نہ بنیاد کسی کی

معشوقوں کو عشاق کے پہلو میں نہ پایا
آغوش نہ دیکھی کبھی آباد کسی کی

آندھی نے اوڑایا کبھی پانی نے بہایا
کیا خاک ہوئی مفت میں برباد کسی کی

ہم تو ترے دیوانے ہیں اے حسن تصور
کیا شکل دکھائی ہے پریزاد کسی کی

امید رہائی ہے اسیران قفس کو
چھوڑے جو کبھی جان بھی صیاد کسی کی

پہنے ہیں شہیدوں کے جو کپڑے گل و لالہ
پوشاک لٹاتا ہے وہ جلاد کسی کی

دل ڈھونڈھ رہا تھا کوئی رقت کا بہانا
اچھا ہوا یاد آ گئی بیداد کسی کی

رویا ہوں میں پہروں ہی کلیجے سے لگا کے
تصویر بھی دیکھی ہے جو ناشاد کسی نے

للہ مجھے قید اسیروں میں نہ رکھنا
مجھسے نہ سنی جائیگی فریاد کسی کی

دعوے سے خدائی کے ترے کچھ بھی نہ ہوگا
معبود سے چلتی نہیں شداد کسی کی

دنیا سے جو اوٹھیں کے تو ٹھیرینگے نہ دم بھر
سنتے کے نہیں بندۂ آزاد کسی کی

بسمل کوئی تڑپا ہے تو تڑپا ہوں برابر
خون رو دیا ہوں سن لی ہے جو فریاد کسی کی

صدموں سے نہ مہلت ملی افسردہ دلوں کو
دم بھر بھی طبیعت نہ ہوئی شاد کسی کی

لکھواؤں گا میں سورۂ اخلاص تجھی سے
تیری سی کتابت بھی ہے صداد کسی کی

کہتا ہوں سمجھاتے ہیں مرے گر پڑتی ہیں آنسو
سنتا ہوں کسی سے جو میں افتاد کسی کی

مشتاقوں کے سر کاٹے ہیں کیوں پھوڑی ہیں آنکھیں
پٹی بھی تو سر کی نہ تھی جلاد کسی کی

کوچے میں ترے حشر ہے دیوانوں میں کہرام
میت لیے جاتے ہیں پریزاد کسی کی

بیٹھے ہی نہیں ای شرف الفت کی گرفتار
اس قید میں ہوتی نہیں میعاد کسی کی

اک داغ اوٹھا کے اوسکی ہم انجمن سے نکلے
پژمردہ پھول لیکے زندہ چمن سے نکلے

تیرے لیے سب اپنے اپنے وطن سے نکلے
پروانے محفلوں سے بلبل چمن سے نکلے

انگارا کوئی صحرائی لالہ سمجھا
کیا کیا شگوفے میرے داغ کہن سے نکلے

اندوختہ کیا تھا کیا پاک دامنی نے
اوٹھے جو حشر کے دن چلے کفن سے نکلے

خلوت سرا میں ہمنے عریاں کیا جو اونکو
گل بو لوٹن سے زیادہ دل پیرہن سے نکلے

پریوں کے تخت اوتریں صحرا میں خاک اوڑا کر
زنداں سے جان چھوٹے گردن رسن سے نکلے

بوسہ طلب کیا ہے وہ کیا کہیں کہ لے لو
دشوار بات کیونکر نازک دہن سے نکلے

جس جس کا امتحان ہو تسمہ رہی نہ باقی
جو ہاتھ یار نکلے اس بانکپن سے نکلے

خوش ہوگئے فرشتے پڑھ کے جواب نامہ
آنکھیں بچھائیں جسدم صرف کفن سے نکلے

یوں اوسکے غم میں نکلا پہلو سے دل ہمارا
غربت زدہ مسافر جیسے وطن سے نکلے

کی ہے حصار سوز الفت نے آزمائش
خود پھونک دوں جو میرا دل اس جلن سے نکلے

نگاہیں لگانے کو جو وہ تیر خوش نگاہی
نرگس نشانہ ہوئی پہلے ہرن سے نکلے

محفل سے اوسنے اپنی برخاست کی ہماری
پروانہ ہوکے زندہ کس انجمن سے نکلے

اک بیوفا نے یاروں دم دیکے لیا ہی
دل کسطرح ہمارا اوس دلشکن سے نکلے

افسردہ ہوکے میرا دم اسطرح سے نکلا
آفت زدہ مسافر جیسے وطن سے نکلے

پہر درد مین چمک ہی پہر دلمین گہاؤ ہوگا
تو پہر لہو کے قطرے زخم کہن سے نکلے

سیری زبان ہوئی ہے قفل در خموشی
آوازا ونکے اگے کیو نکر دہن سے نکلے

کس کہلکے باغ عالم پہولا پہلا بسایا
اعجاز ایسے ایسے اونکے سخن سے نکلے

زمزم مین جاکے یوسف سو اونکا مین ڈہونڈہ ان
اے یار دل جو میرا چاہ ذقن سے نکلے

کیا ناتوان مشرف کو جہہ یان لگائین تمنے
دو خون کے نہ قطرے جسکے بدن سے نکلے

عشق مین اُف نکرینگے کبھی نالے کیسے
ہمتو بندے ہین تری چاہنے والے کیسے

تازہ عاشق ہون ابھی زیست کے لالے کیسے
جانتا بھی مین [illegible] ہوتے ہین نالے کیسے

بلبل جان کی عوض خلد وارم پائے ہین
دفترون مین ہے مرا نام قبالے کیسے

فوج خونریز سے ترکون کی نہ ہٹنا ایدل
لالہ و گل ہین قزلباش رسالے کیسے

جسکے مریخ لرزتا ہی ترے رن کہن کو
ہونگے اوس معرکے کے جھیلنے والے کیسے

دل مرا وادی سودا مین وہ من ہی نایاب
جسکے عاشق ترے گیسو ہوی کالے کیسے

مستعد رحم دلی پر ہے کہ جلادی پر
ہتکھنڈے اوسنے جوانی مین نکالے کیسے

منزلت ہی تری سرکار جنون مین ایدل
دیکھین ہوتے ہین تجھے داغ حوالے کیسے

کیا بچایا ہی عنادل نے ریاض گلچین
رو کے اشکون سے چمن بھر دیئے تہالے کیسے

حوصلہ کیا مین کرون قیس کی ہمراہی کا
میرے تلوؤن نین تو ناسور ہین چھالے کیسے

نور کے لوگ ترے گرد رہا کرتے ہین
ہان یہ ہالے ہین مہ و مہر کے ہالے کیسے

کاہش جان ہوئی اولجھن شب تنہائی کی
زیست کے لالے ہین ایدل ترے لالے کیسے

جبکہ تجھے منزل مقصود مین پایا ہوگا
خوش ہوی ہونگے تری ڈھونڈھنے والے کیسے

کچھ نہ قابو جگر و دل پہ رہا تھا بارے
تم ہی انصاف کرو ہمنے سنبھالے کیسے

کیون تری بزم مین سوزان ہین پری سی شکلین
داغ شمعون کے دلون مین ہین یہ کالے کیسے

سلطنت چھوڑ کے میدان جنون پکڑا ہی
اک سپاہی بھی نہین ساتھ رسالے کیسے

اوس پریزاد نے ہی پھر تو سلیمانی کی
حسن نے مانگ کے ارمان نکالے کیسے

تازہ ایذا سے تو راحت کا مزا ملتا ہے
جا سے ہیں ظلم ترے ناز نرالے کیسے

دو فرشتوں نے ستایا تھا ہمیں مدفن میں
سچ بتا ہمنے ترے نام سے ٹالے کیسے

کس نے شیرازۂ مجموعۂ گلشن کھولا
جمع کے جمع پریشان ہیں رسالے کیسے

عارضہ درد جدائی کا جنہیں ہوتا ہے
سانس بھی وہ نہیں لیتے ہیں سنبھالے کیسے

حشر برپا ہی کیا اوسکے غضب سے ڈریئے
اوڑ رہے ہیں یہ فلک روئی کے گالے کیسے

ای شرف تمکو حسینوں نے جو بلوایا تھا
داغ کیسے دیئے ارمان نکالے کیسے

پھر کے آئے نہ تری بزم کے جانے والے
کیا ہوئے باغ میں پھولے نہ سمانے والے

دل کو ٹھہراتے ذرا جان میں جان آجاتی
چین دم بھر ہمیں دیتے جو ستانے والے

جو کہا اے مردم دیدہ ہی سمجھ کے رونا
ڈوب بھی جاتے ہیں دریا میں نہانے والے

لیگئے دل وہ اوڑا کے تو تعجب کیا ہے
کاجل آنکھوں کا چراتے ہیں چرانے والے

اتنا چونکا دے کہ برسوں ہوے سوتے سوتے
رحم کر طالع خفتہ کے جگانے والے

دل دکھا کے ہمیں آمادۂ رقت جو کیا
اتنا ہم روئے کہ روتے ہیں رلانے والے

چین لینے نہ دیا قبر میں بھی میت کو
مرحبا اے مرے شانے کے ہلانے والے

دوڑتے دیکھی نلاہٹ جو مرے زخموں پر
خوش ہوئی زہر میں شمشیر بجھانے والے

پڑھی جائیگا کوئی تیر میرے ہی دل پر
تاک ہی لینگے نشانے کے اوڑانے والے

ہمسفر ہو کہ نہو نور کے تڑکے اوٹھکے
راہ لیتے ہیں چلے جاتے ہیں جانے والے

تیرے کشتوں سے مسیحائی جو اونکی نہ چلی
دم بخود ہو رہے مردے کے جلانے والے

زندگی شرط ہے ای دل وہ کہاں جاتے ہیں
مجھ تلک بھی اونہیں لے آئینگے لانے والے

بحث مجھ سے نہ کریں منع کرو موسیٰ کو
کون ہوتے ہیں یہ الفت کے جتانے والے

عطر عنبر سے معطر ہیں ہوا کے جھونکے
بال کھولے ہیں وہ شاید ہیں نہانے والے

ای شرف منھ سے نکالا جو کبھی دل دیکر
جان بھی دوگے تو پھر وہ نہیں آنے والے

ہوس گلزار کی شل عنادل ہم بہی رکہتے تہے
کبہی تہا شوق گل ہمکو کبہی دل ہم بہی رکہتے تہے

قضا بہی تیرے ہاتہون چاہتے تہے تجہکو کیا کہیے
نہین تو تیغ دم کے ساتہ قاتل ہم بہی رکہتے تہے

خطا ہی عشق پر ہمپر نہ اتنا بہی ستم ڈہاؤ
اگر چاہا تو چاہا کیا ہوا دل ہم بہی رکہتے تہے

خدا کو علم ہے زندہ ہی یا جل بہن گیا کشب کو
دل اپنا تیرے پروانون مین شامل ہم بہی رکہتے تہے

مری جانباز یون پر گورمین ستم یہ کہتا ہی
نہ تہے ایسے جری گرچہ شرکا دل ہم بہی رکہتے تہے

علاقہ عشق کا لیتے یہ سونچے ہونگے بربادی
وگرنہ نقد جان و سکہ دل ہم بہی رکہتے تہے

خدا کے سامنے ہوگی جو پرسش عشقبازون کی
کہین گے آہ ہم اتنا عشق کامل ہم بہی رکہتے تہے

تمنا ہی ہمین بہی تری صحبت دیکہہ لینے کی
کہ پروانے تہی شوق ذوق محفل ہم رکہتے تہے

بڑی عقدہ کشا تہے تم تو سہل اسکو بہی کر دیا تہا
مہم عشق سر کرنے کی مشکل ہم بہی رکہتے تہے

تلاش یار مین خفیہ گئے عشاق دنیا سے
خبر بہی کی نہ ہمکو شوق منزل ہم بہی رکہتے تہے

کوئی لحظہ جدائی مین تڑپنے سے نہ فرصت تہی
کبہی پہلو مین دل مانند بسمل ہم بہی رکہتے تہے

جنون کا زور تہا دلمین جگہہ کرلی تہی وحشت نے
غرض پیش نظر لیلی و محمل ہم بہی رکہتے تہے

جگہہ دل کی طرح پہلو مین دی ہوتی ہمین تمنے
لیاقت اس سرافرازی کے قابل ہم بہی رکہتے تہے

اوسے کیونکر نہ کہتے ہم کہ یکتا ہی خدائی مین
شناسا تہی تمیز حق و باطل ہم بہی رکہتے تہے

خدا نے جان چہڑوائی شرف وہ خود کر بیٹہا
حقیقت مین عجب معشوق جاہل ہم بہی رکہتے تہے

ہوتا ہے کون عشق مین ممتاز دیکہیے
کرتا ہے کسکو یار سرافراز دیکہیے

اوڑ اوڑ کے بزم یار مین جاتا ہی روز دل
بے بال و پر کی کثرت پرواز دیکہیے

مر مٹیے جلکے نرگس جادو ہے یار پر
علیسی کا آنکہ اوٹہا کے نہ اعجاز دیکہیے

حسرت ہی رحم آنکہون پہ تاب نظر کرے
دل بہر کے حسن یار کا انداز دیکہیے

صبا دسے پرون کو کتروا نہ دے کہین
کیا کرتی ہے یہ حسرت پرواز دیکہیے

قسمت کی یاوری سے جو معراج ہو نصیب
پردہ اولٹ اولٹ کے ترے ناز دیکہیے

علیسی جلا رہے ہین مین کشتہ ہون آپ کا
دم دے رہے ہین مجہکو یہ دمباز دیکہیے

تفریح دل کی لا کے دوا اوسکو دیجیے
بیمار کا مزاج جو تا ساز دیکھیے

بھولے سے بھی نہ جائیے پھر صیدگاہ مین
دل پر مرے اوڑا کے جو شہباز دیکھیے

دل بھائیے کہ یار کلیجا سنبھالیے
انداز دیکھیے کہ ترے ناز دیکھیے

آنکھین ہی کھول دینگے جو بولا نہ جائیگا
کشتون کو اپنے دیکھیے تو آواز دیکھیے

منھ پھیر کے جگر پہ نہ چھریان لگائیے
بندہ نواز جانب جانباز دیکھیے

ہوتے ہو تم کلیم سے یا ہم سے ہمکلام
کرتے ہو جا بجان کسے ہمراز دیکھیے

دیتا ہے جو ای شرف انجام ہو بخیر
کرتا ہی کیا یہ عشق کا آغاز دیکھیے

ترے شہید کی تربت جو لالہ زار مین ہی
خزان مین تکیۂ گل ہی چمن بہار مین ہی

لہو کی بو تری شمشیر آبدار مین ہی
جبھی قضا و قدر اسکے اختیار مین ہی

نظر مین یار کی صورت فراق یار مین ہی
حصول دولت دیدار انتظار مین ہی

نہ جانیو گہر اشک کو نظر انداز
جو آب و تاب ہی اسکی نگاہ یار مین ہی

سمان بہشت کا ہونے کو ہی کوئی دم مین
خدا کے دوست کی آمد مری مزار مین ہی

شفق نہین یہ ریاضت ہی مجھ جفاکش کی
شریک خاک گلون کی مرے غبار مین ہی

زمین قبر کی لپٹی ہے میری میت سے
عجب مزا ہے محبت کی بو فشار مین ہی

کہان سے گور غریبان مین دردمند آیا
کراہنے کی یہ آواز کس مزار مین ہی

پلک جھپکنے کی حالت نہین ہی آنکھون مین
یہ جان نثار کا حال اتنے انتظار مین ہی

کہان کہان نہین نیرنگ حسن کا تیرے
یہ دلفریب تو ہر نقش و ہر نگار مین ہی

جلو مین جب سے یہ رہتا ہی اوس پریرو کے
عجیب نور کا عالم مرے غبار مین ہی

اوسی کے حکم مین چلنا ہے جسکا ہوتا ہی
برہنہ تیغ کی عادت یہ جان نثار مین ہی

ترے سپرد کی اسکو نہ اے زمین چھونا
امانتاً مری میت ابھی مزار مین ہی

ہلا رہا ہے جگر بیکسی و حسرت کا
پڑا ہوا جو کوئی استخوان مزار مین ہی

بھلا دیا ہے مزا اسنے من و سلوی کا
وہ چاشنی ترے کھیلے ہوئے شکار مین ہی

کیا ہے خلد کا وعدہ کسی کی رحمت نے
اوسی سے عشق ہی مجھکو اوسی کا بندہ ہوں
یقین کسی کو نہین ہے قیام دنیا کا
کروگے وجد سنو زمزمے مری دل کے
کسے لگاتے ہو چھریان عتاب ہی کسپر

گل نجات کی خوشبو گنہگار ہین ہی
حیات و موت مری جسکے اختیار مین ہی
یہ دھوم تیرے تلون کی روزگار مین ہی
کہ لاجواب یہ بلبل کبھی ہزار مین ہی
نثار بھی وہ ہوا دم بہی جان نثار مین ہی

نہ عطر کی ہے حقیقت نہ گل بہشتی مین
شرف وہ بوے خداداد جسم یار مین ہی

جدائی آئی مراد پر جب امنگ جاتی رہی بشر کی +
نصیب ہوسکتے ہی چودھوین شب شکوہ رخصت ہوئی قمر کی
وہ شوخ چتون تہی کس ستم کی کہ جسنے چشمک کہین نہ کم کی
کسی طرف کو جو برق چمکی تو سمجھے گردش اوسے نظر کی
ترا ہی دنیا مین ہے فسانہ ترا ہی شیدائی ہے زمانہ
ترے ہی غم مین ہوئین روانہ نکل کے رو عین خدائی بھر کی
نہ آسمان ہے نہ وہ زمین ہی مکان نہین وہ جہان کہین ہی
پیمبرون کا گذر نہین ہے رسائی ہے میرے نامہ بر کی
کھنچا جو طول شب جدائی اندھیری مدفن کی یاد آئی
نگاہ و دل پر وہ یاس چھائی امید جاتی رہی سحر کی
جو عشقبازون کو آزمایا لگاکے چھریان یہ قہر ڈھایا
یہان یہانتک لہو بہایا کہ نوبت آئی کمر کمر کی
گرے جو کچھ سرخ گل زمین پر کہا یہ بلبل نے خاک اوڑاکر
ہوا ہے وعدہ مرا برابر یہ صورتین ہین مرے جگر کی
مقام عبرت ہی آہ اے دل خدا ہی کی ہے پناہ اے دل
نہین ہے کچھ زاد راہ اے دل عدم سے تاکید ہی سفر کی

یہ ہمنے کیسا سفر کیا ہے مسافروں کو رولا دیا ہے
اجل نے آغوش مین لیا ہے خبر بھی ہمکو نہین سفر کی
وہ جلد یارب انہین کو تاکے لگا دے دو تیر اپنے آکے
یہ دونو رہجائین پھڑ پھڑا کے مین دیکھون لاشین دل جگر کی
کسیکا معشوق چھوٹتا ہے سحر کا وقت اوسکو لوٹتا ہے
کوئی یہ سینے کو کوٹتا ہے نہین ہے آواز یہ گجر کی
کھچا ہے زرتار شامیانہ جگنون سے آتی ہے بو شہانہ
دکھاکے قدرت کا کارخانہ لحد نے حسرت بھلا دی گھر کی
غشی کا عالم وہ زور پر ہے مزاج صحت سے بیخبر ہے
دوا کا غفلت زدہ اثر ہے خبر دوا کو نہین اثر کی
شباب نے خود نما بنایا یہ نازخوش رولی نے جتایا
حیا مین جو کچھ فرق آیا تو اونکے مکھڑے سے زلف سرکی
ہوا ہون چو رنگ تیغ حسرت کہ دفن کی ہر مری یہ صورت
کسی طرف کو ہر دل کی تربت کہین ہر تربت مری جگر کی
جو اوسنے فصد کی تو آفت آئی دہائی دینے لگی خدائی
قیامت اوس بیوفا نے ڈھائی ادہر کی دنیا شروع ادہر کی

خدا معلوم کسکی چاند سے تصویر مٹی کی
نوازی سر فرازی روح نے تصویر مٹی کی
حقیقت مین عجائب شعبدہ پرداز دنیا ہی
جسے رویا مین دیکھا تھا ملایا خاک مین اوسنے
مزارون مین دکھاکر استخوان حسرت یہ کہتی ہی
یہ ناحق برہمی ہے خاکسارون کی غبارون سے
وہ وحشی تھا کہ مرکے بھی نہ میدان جنون چھوٹا

جو گورستان مین حسرت ہی گریبان گیر مٹی کی
خوشا طالع خوشا قسمت خوشا تقدیر مٹی کی
کہ جو انسان کی صورت تہا وہ ہی تصویر مٹی کی
مقدر نے ہمارے خواب کی تعبیر مٹی کی
کوئی پرسان نہین انکا یہ ہی توقیر مٹی کی
خرابی آندھیون نے کی ہی بے تقصیر مٹی کی
مری میت رہی صحرا مین دامن گیر مٹی کی

نہ لی تربت کو گلشن میں جگہ لی بھی تو صحرا میں
ریاضت سب ہماری تو نے ای تقدیر مٹی کی

مرے صیاد نے جس جس جگہ تو دہ بنایا تھا
وہان جا جا کے بولیتے پھرے نخچیر مٹی کی

ازل کے روز سے غش ہین جو انسان خاکساری پر
سرشت انکی ہی مٹی سے یہ ہے تاثیر مٹی کی

یہ عالم ہو گیا ہے جمتے جمتے گرد صحرا کی
کہ مجنون پوچھتا ہی کیا یہ ہے زنجیر مٹی کی

ہمارے خاک کے تودی کو نابود آ کے کردینگے
نشانی بھی نہ چھوڑینگے تمہارے تیر مٹی کی

اجازت سے تمہاری گفتگو کی سنگریزون نے
برابر سننے والون نے سنی تقریر مٹی کی

گلی مین یار کی ایسے ہوئے ہو کر [illegible]
کہ بالکل ہو گئے ہوای شرف تصویر مٹی کی

نوازی سر فرازی روح نے تصویر مٹی کی
خوشا طالع خوشا قسمت خوشا تقدیر مٹی کی

نہ دی دو گز زمین کی بے نیازی اپنے کشتے سے
کرم جنبر کیا اونکے لیئے اکسیر مٹی کی

ہماری پاکدامانی سے کافور جہان ہوگی
کریگی منزلت یہ چادر تطہیر مٹی کی

لحد مین جبکہ چمکا داغ عشق اوس ذرہ پرور کا
فروغ طور سے بڑھ بڑھ گئی تنویر مٹی کی

گڑھاتی ہے جو حیرانی تو مین دل کے تشفی کو
اوٹھا لاتا ہون اک حسرت زدہ تصویر مٹی کی

مرے پر بھی کیا رسوا صبا سے خاک اوڑوا کر
ہوا مٹی تو ظالم نے مری تشہیر مٹی کی

شہیدان ادا کو بیگنہ اسنے مٹایا ہے
عدالت کیجیے کچھ سوچیے تعذیر مٹی کی

ہمارا دیکھکر خون ایسی اوسپر مردنی چھائی
کہ تھی صیاد کی رنگت دم تکبیر مٹی کی

سند چاہی جو مٹ جانے کی اوسپر خاکسارون نے
شہادت نامون پر ہونے لگی تحریر مٹی کی

نہ اپنی روسیاہی کو مٹایا بزم عالم مین
عزیز اک شمع کی تو نے بنا ہی گلگیر مٹی کی

جہان مین ای پری پیکر اسی اوڑنے دیا ہوتا
ہماری شیشۂ ساعت مین کیون تسخیر مٹی کی

پڑی ہے چادر گل کی طرح سے میری تربت پر
ہوا مٹی تو دیوانی ہوئی زنجیر مٹی کی

کشیدہ ہو زمانے سے تری کشتی کی تربت پر
بہادر تھا حفاظت کرتی ہی شمشیر مٹی کی

ہماری جان لی اچھا کیا میت تو اوٹھوا دو
بس اب غصے کو جانے دو کرو تدبیر مٹی کی

جو پوچھا میت مجنون کو لیلی نے یہ کیا شے ہی
کہا سب نے پڑی ہی اک یہان تصویر مٹی کی

تری ذرہ نوازی کو جو مسکینون پہ رحم آیا
جہان مین سنگ کو پارس کیا اکسیر مٹی کی

نہ چھوڑیگی ہمارے ڈھیر کو پاس اشرف سے
لکیرون کی طرح پابند ہے زنجیر مٹی کی

ہمیشہ اک شرف ہے سوا اوڑھی ہی خاک دنیا مین
عجب گلزار گیتی ہو گئی جاگیر مٹی کی

نظر آتا نہین جس نظر ہر بار رہتا ہے
مری آنکھون مین اک پردہ نشین سردار رہتا ہے

حسینون سے سوال شربت دیدار رہتا ہی
یہ وہ نسخہ ہی جسکا اک جہان بیمار رہتا ہی

عجائب سیر ہے جس سرزمین پر یار رہتا ہی
جدھر جاؤ جہان دیکھو وہان گلزار رہتا ہی

خدا کے فضل سے وہ آزمودہ کار محشر ہون
کہ ہر دم سر پہ اک ہنگامہ رفتار رہتا ہی

بتاؤ تو یہ غصہ دل ہی دل مین کس پہ کرتے ہو
یہ کیون گلگون تمھارا پھول سا رخسار رہتا ہی

یہ نفرت بلبل دل کو ہوئی ہی باغ ہستی سے
کہ اوڑ جانے کو پر تولے ہوے تیار رہتا ہی

سلف سی سیرگاہ یا یہہ ہے باغ جہان کسکا
ہزارون رنگ مٹ جانے پہ بھی گلزار رہتا ہی

ہمارے زخم دل نے منزلت پائی ہی ترکش کی
کہین پیکان رہتا ہی کہین سوفار رہتا ہی

پھرا کرتے ہین دل کے مول لینے والی آنکھون مین
نگاہون مین ہمارے حسن کا بازار رہتا ہی

شکوہ عرش اعلی منزلت ہی خانۂ دل کی
خدائی کر رہا ہی اسمین وہ سردار رہتا ہے

نگاہون سے ہماری آئینہ خانہ نچھوٹیگا
کہ اک معشوق اسمین قابل دیدار رہتا ہی

جگر مین درد ہوتا ہی تو سو سو شکر ہوتی ہین
کشیدہ تندرستی سے ترا بیمار رہتا ہے

وہ معشوقانہ ہوتی ہی کشش شہر خموشان کی
کہ جب دیکھو مسافر اک نہ اک تیار رہتا ہی

تمنا ہے گلون سے درد دل کہنے کی بلبل کو
جو بیتابانہ یہ کھولے ہوئے منقار رہتا ہی

نہ جھپکے گی پلک آتی ہوئی نیند انمین چونکی گی
یہ وہ آنکھین ہین جنمین انتظار یار رہتا ہی

مرتب کیا کریگا کوئی تیرے حسن کا کاغذ
کراماکاتبین سے بھی تو نا تیار رہتا ہی

مرے آنسو نکل پڑتے ہین اسکے آہ کرنے سے
ترے زیر محل یہ کونسا بیمار رہتا ہی

عدم سے قافلہ دنیا مین کیون آتا ہی رہتی کو
مسافر جو یہان رہتا ہی وہ بیکار رہتا ہی

وہ بچ جاتا ہی غش آتا ہی جسکو اوسکی جلوہ سے
قضا آتی ہے اوسکی جو ذرا ہشیار رہتا ہی

تڑپتا ہون دہان زخم کا منھ چوم لینے کو
لب معشوق ہو ہو کر لب سوفار رہتا ہے

پیامی کوئی آتا ہی جو اوس رشک مسیحا کا
نہ درد دل ہی رہتا ہی نہ پھر آزار رہتا ہے

صبا پردہ بہی اولٹیگی تو کیونکر اونکو دیکھینگے
کہ مسند کے برابر آئینہ دیوار رہتا ہے

حقیقت مین جہان مین تندرستی لاکھ نعمت ہے
خدا محفوظ رکھے ضیق مین بیمار رہتا ہے

کلیجے کٹ کے بہ جائینگے جسدم جا کے چہڑو گے
نمکدان مین نمک رہتا تھا اب زنگار رہتا ہے

کہا مجنون کی آرائش کو لیلی سے تو وہ بولی
یہ دیوانہ ہے بے پیراہن و دستار رہتا ہے

رہا نیرنگ حسرت ای شرف یون دل [illegible]
چمن مین جیسے مہمان موسم گلزار رہتا ہے

ڈبڈبانے کو ہین آنسو چشم تر ہونے کو ہے
دل بھر آتا ہے کیا پانی جگر ہونے کو ہے

مہربان وہ گل نہوتا تھا مگر ہونے کو ہے
عشقبازی بے اثر تھی اب اثر ہونے کو ہے

وصل کی شب چل بسی آمد ہے روز حشر کی
پھر نہ جسکی رات ہوگی وہ سحر ہونے کو ہے

معرکے مین عشقبازی کے مٹا جاتا ہے دل
جسکی شہرت تھی وہ مفقود الخبر ہونے کو ہے

مرنے والے مر مٹے ہی بزم دنیا بھی تمام
جل چکے پروانے گل شمع سحر ہونے کو ہے

اک پری روکی ہوئی ہے میری آنکھون کو تلاش
جستجو کے واسطے رخصت نظر ہونے کو ہے

اوڑ رہی ہے خوف سے رنگت گل شاداب کی
کوسنے بلبل کا تفقدہ جگر ہونے کو ہے

مستعد ہے ساری دنیا ساتھ جانے کے لیے
حشر کا سامان ہے کسکا سفر ہونے کو ہے

ڈرتے ڈرتے کی تو ہی ہمنے دوای درد دل
شدت بیم و رجا ہے کیا اثر ہونے کو ہے

قدرتی عالم جو اسمین ہی طلسم نور کا
کس پری کا شیشۂ دل مین گذر ہونے کو ہے

صلح کو اوس بادشاہ حسن کا خود ہی پیام
ہو چکا رن کھن مہم عشق سر ہونے کو ہے

اک خدنگ ناز نے دونون کا کام آخر کیا
دل تڑپ کر مر گیا بیہم جگر ہونے کو ہے

طرۂ کاکل سے لچکے گی کبھی بل کھائیگی
نازکی پر یار کی نازان کمر ہونے کو ہے

بعد مردن بھی مرغ تائید کی پرواز نے
اوڑ کے قربان چمن ایک ایک پر ہونے کو ہے

عرش سے تا فرش یہ شہرت جو ہی معراج کی
جلوہ گر بزم خدائی مین بشر ہونے کو ہے

مر گئے جانباز اونکی کشت خون اب ہو چکا
بند تعلیقے مین شمشیر و سپر ہونے کو ہی

زخم ہین رونے کو ہم دم توڑنے کے واسطے
دل لہو ہونے کو ہی ٹکڑے جگر ہونے کو ہی

کسکے ضبطی کی خبر ہے کسکو لٹوائیگا یار
کوٹنے مظلوم کا برباد گھر ہونے کو ہی

سرمہ آنکھون مین لگانے کو طلب ہی آئینہ
جسکو دیکھا ہے وہ منظور نظر ہونے کو ہی

یار کی آمد ہی ابتو وہ قیامت مین شرف
دوسرے محشر کا ہنگامہ کدہر ہونے کو ہی

یار سے مجھسے ملاقات نہو کیا معنی
مین تو مٹ جاؤن مری بات نہو کیا معنی

عرش اعظم کے مقابل مین اسی پایا نہو
خانۂ دل مین تری ذات نہو کیا معنی

حشر کے دن دہن زخم گواہی دینگے
خون ناحق مرا اثبات نہو کیا معنی

دفعتاً درد قلق جسکے جگر مین اوٹھے
اوسکو پھر مرگ مفاجات نہو کیا معنی

غیر ممکن ہے پریزادون سے راحت ملنا
آدمی سوزد آفات نہو کیا معنی

ناز کرتے وہ چلے آتے ہین جہرت مارے
عشقبازون سے کوئی گھات نہو کیا معنی

آئینے سے بھی سوا صاف کیا ہی دل کو
پھر مجھے کشف و کرامات نہو کیا معنی

چاہنے والون کی اپنے وہ کرینگے خاطر
میہمانون کی مدارات نہو کیا معنی

تری آنکھون کو ہی ناوک فگنی کا لپکا
صید کو خوف اشارات نہو کیا معنی

مطمئن گور کی منزل مین ہون تنہائی سے
میرے ہمراہ تری ذات نہو کیا معنی

یاس ہو دولت دیدار سے جسکے دل کو
رنج و تشویش اوسے دن رات نہو کیا معنی

عشق صادق مین کری روح جدا ہی تحلیل
پُر اثر اوسکی مناجات نہو کیا معنی

قدرت کاملہ عالم مین جو لائی ہے بہار
باغ جنت کی یہ سوغات نہو کیا معنی

لائی ہے عالم ارواح سے خواہش اوسکی
ہمسے اور اوس سے ملاقات نہو کیا معنی

جان پر کھیل کے پریون کو کرینگے تسخیر
ای شرف رد مہمات نہو کیا معنی

ٹھنڈی ٹھنڈی ہم جو پہونچے وہ ہوا کھانے گئے
دو دنی وحشت ہوگئی کیون دل کو بہلانے گئے

ہوگیا نور آگ تمہارا حسن عالم آشکار
چھپ کے بھی جس انجمن مین آگئے پہچانے گئے

عشق لیلی مین کسی کی کچھ نہ مجنون نے سنی
خاک اوڑا کے رہ گئے جو لوگ سمجھانے گئے

لے گیا ہر کسطرف کو شوق اونہین جو رنگ کا
کسکی موت آئی لہو مین کسکو نہلانے گئے

کی ترقی حسن عارض کی مٹا کر آپ کو
پھول گندھ کر تری ہارون مین شرمانے گئے

سوتے سے جو شب ہجران کا مارا چونک اٹھا
رحم بھی آیا تو منھ اشکون سے دہلوانے گئے

سرمگین آنکھین جو دیکھین سحر دل پر ہوگیا
روگ اوس چتون کا ہوا جب لٹ سلجھانے گئے

عاشقون کی خاک اونہون نے جسطرف اوڑتی سنی
تو دہ ہوا سے [illegible] منھ تیرون کا برسانے گئے

بسملون سے بھی تو بدتر اونکو دم بھر مین کیا
عشقبازون مین [illegible] بھی وہ تو تڑپانے گئے

زیر قصر یار آ کے جو کراہا دردمند
آٹھ آٹھ آنسو اوس سے وہ اور رلوانے گئے

خاکساری ہوگئی اکسیر اونکے واسطے
عمر بھر تیری گلی مین خاک جو چھانے گئے

مجمع محشر خلائق کے سعقدر سے ہوا
قاتل عالم جو تھے وہ آج پہچانے گئے

یاس مین ملتے ہمین امید رحمت کی رہی
بے رخی کی اتنے لیکن ہم تمہین مانے گئے

رفتگان نے مدفنون مین کسلیے کی بود باش
کیون یہ دنیا سے عدم مین چھاؤنی چھانے گئے

کیا تمہارا کام تھا صحرا ے مجنون مین شرف
کیا تمھین سودا ہوا تھا تم جو گھبرانے گئے

آگ لگا دی پہلے گلون نے باغ مین وہ شادابی کی
آئی خزان گلزار مین جب گل برگ سے گلخن تابی کی

کنج لحد مین مجھکو سلا کے پوچھتے ہین وہ لوگون سے
نیند انہین اب آگئی کیونکر کیا ہوئی جو بدخوابی کی

سوچ مین ہین کچھ پاس نہین کسطرح عدم تک پہونچین گے
آگے سفر درپیش ہوا ہے فکر ہے بے اسبابی کی

ابر ہے گریان کسکے لیے ملبوس سیہ ہے کیون اسکا
سوگ نشین کسکا ہے فلک کیا وجہ ہے عباے آبی کی

زیر محل اوس شوخ کے جاکے پاؤن جو ہمنے پھیلائے
شرم و حیانے اوٹھنے نہ دی چلمن جو چھٹی مہتابی کی

دل کا ٹھکانا کیا مین بتاؤن حال نہ اوسکا کچھ پوچھو
دور گرد ہوگا وہ کہین گلیون مین اوسی ہرجائی کی

دل ہوا پہلے جو بسمل لوٹنے سے کیا مطلب تھا
دہوم تھی جب خوش باشیون کی اب شہرت ہے بیتابی کی

شمعون کا آخر حال یہ پہونچا صبر پڑا پروانون کا
کوتے اوٹھا کے لے گئے دن کو پائی سزا سرتابی کی

نقشے تجل ہین ذکر سے اوسکے تنگ دہن ہے ایسا اوسکا
نام ہوا عنقائے زمانہ دہوم اوڑی نایابی کی

پتھر سے لگائے لوگون نے لاکے اونکے برابر ہونٹون کو
اشکون نے میرے راہ وفا مین آج تو وہ سیلابی کی

خط نہین پڑتا میرے گلے پر تشنۂ حسرت مرتا ہون
تیغ تری بے آب ہوئی تھین آرزو مین خوش آبی کی

رحم ہے لازم تجھکو بھی گلچین دل نہ دکھا تو بلبل کا
نکہت گل نے اوس سے کشش کی تاب نہ تھی بیتابی کی

نزع مین یارب خندہ جبین ہون روح جو نکلے خوش نکلے
پیش نظر آئین جو فرشتے صورت ہو اعرابی کی

کلغی کی جا پر تاج مین رکھ لے ذوق رہی پابوسی کا
پائے اگر بلقیس کہین تصویر تری گرگابی کی *

پڑھ کے وظیفہ عشق کا اوسکے تم جو تڑپ کر روتے ہو
روح نہو تحلیل شرف حسرت سے کسی وہابی کی

اوڑکر سراغ کوچۂ دلبر کسطرح دونون بازوؤن مین پر لگائیے

اک تیر دل پہ اک جگر پر لگائیے
حصہ لگائیے تو برابر لگائیے

پھولون مین تو ہے مجھے نازک دماغ ہون
للّٰہ اس لحد مین نہ پتھر لگائیے

جب بزم یار مین ہی تکلف رسائی کا
خلوت سرائے خاص مین بستر لگائیے

ہر دم کیا کرے رگ جان مرحبا کا شور
اس نوک جھونک سے کوئی نشتر لگائیے

برسون سے بیقرار ہے تسکین کے لیے
جھکیے ذرا جگر سے مرے سر لگائیے

کیا بستنی قفس کی یہ بلبل کو بھیجیے
حصے مین اوسکے پھولون کی چادر لگائیے

جا اپنے دلمین دیجئے مجھ صاف قلب کو
آئینے مین شبیہ سکندر لگائیے

یا در نصیب ہو تو حسینون کو چاہیے
دل اپنے آز[illegible] کے مقدر لگائیے

اکثر وہ کہتے ہین کہ جو بوسہ طلب کرے
اس گفتگو پہ منہ اوسے کیونکر لگائیے

آئے دہان زخم سے آواز اور اور
اس اس ادا و ناز سے خنجر لگائیے

پرزے مرے اوڑائے بھیجا ہی مینے خط
بے جرم کیون کباب کبوتر لگائیے

صورت جو ایک ایک کی تکتا ہے آئینہ
حسرت یہ ہے سراغ سکندر لگائیے

ہین آپ تو تمام خدائی کے ناخدا
میرا جہاز بھی لب کوثر لگائیے

بہم مزاج ہوکے وہ برگشتگی کرے
دفتر مین جسکے فرد مقدر لگائیے

دولت جو مجھ غریب کی لوٹی ہے آپنے
کیا آپ کیجیے گا حصۂ لشکر لگائیے

جتنون کی جانین لین ہین اونہین جو بہانے
پورا حساب دیکھ کے دفتر لگائیے

اوس گل کی آہی جائیگی خوشبو دماغ مین
چلیے ریاض عشق مین چکر لگائیے

افشا کیا جو عشق تو جھنجھلا کے بولے وہ
لکھوا کے اشتہار یہ گھر گھر لگائیے

سوجا سے دل پھٹا ہی کلیجا ہی چاک چاک
پیوند پھاڑ پھاڑ کے چادر لگائیے

پھر اوٹھ کے تیرے ہاتھ سے کٹوائیے گلا
کیونکر دوبارا جسم مین پھر سر لگائیے

ساتھ اسقدر ہین اوس شہ خوبان کے سرفروش
برسون حساب کثرت لشکر لگائیے

کہتے ہین سخت دل کو وہ بازار حسن مین
سودا یہ میرے اردو سے باہر لگائیے

مجھسے لگاوٹ آپ کی شمشیر کرتی ہے
مرتا ہون اس پہ اسکو مرے سر لگائیے

سیلاب اشک نے مری رستے کیے ہین بند
کشتی منگ کے متصل ور لگائیے

خلعت شہید ناز کو بھجواتے ہین جو آپ
کشتی مین پہلے پھولون کی چادر لگائیے

پہونچا کے خط جلال ہوا ہی یہ ای شرف
آنکھون سے لیکے خون کبوتر لگائیے

غش اونسے روح وقت قضا ہو تو جانیے
شرط وفا جو ہے وہ ادا ہو تو جانیے

معشوق کی جدائی کا کیا جانین آپ رنج
آئینہ سامنے سے جدا ہو تو جانیے

فاقے سے پڑ رہے اجل آئی تو مر رہے
ایسا غریب کوئی گدا ہو تو جانیے

آزاد ہوتے ہونگے اسیران ذوق شوق
قالب سے اپنی روح رہا ہو تو جانیے

کسطرح اوس تک اپنی رسائی کا ہو یقین
اک روز بھی قبول دعا ہو تو جانیے

سنتے ہین بچ بھی جاتے ہین آزاری فراق
اس عارضے سے ہمکو شفا ہو تو جانیے

آنکھین غشی موت مین بھی ہین تری طرف
ایسا فریفتہ جو ترا ہو تو جانیے

دل بٹ رہا ہے کشف وکرامات پر تو کیا
مقبول بارگاہ خدا ہو تو جانیے

کیا جانین آپ درد کسی دردمند کا
صدمہ جو دشمنون کو ہوا ہو تو جانیے

بہتا ہے گرد رحمت پروردگار کے
کوئی گنہ سے بڑھ کے رسا ہو تو جانیے

غنچے ہمارے دل سے مقابل ہوئے تو کیا
پیدا کسی مین بوسے وفا ہو تو جانیے

آئینے کو دکھائی نہ اونسے پری سی شکل
ایسی کسی کو شرم وحیا ہو تو جانیے

میری طرح لٹائے تو دولت حیات کی
ایسا غنی جو کوئی گدا ہو تو جانیے

باغ و بہار بعد فنا ہے جہان تو کیا
اپنی مزار پر جو فضا ہو تو جانیے

اکسیر کا خواص جو ہر شے مین ہی تو ہو
کچھ اپنے درد دل کی دوا ہو تو جانیے

غم بھی ہے زرفشانی بھی ہی شوق ذوق بھی
سب کچھ ہی دلمین یار کے جا ہو تو جانیے

سجدہ کرے تو ساتھ ہی ہر استخوان ہو موم
ایسا کسی کو خوف خدا ہو تو جانیے

تا حق جو ہمسے کرتے ہین لطف سخن مین بحث
ایسا کسی کے دل کو مزا ہو تو جانیے

برسوں سے اتحاد کی حسرت ہی ای شرف

جب ملتفت وہ اہل جفا ہو تو جانیئے

جنون سے ہوش آجاتا اگر تقدیر پھر جاتی
وہ گل پھولوں کی بدھی بھیجتا زنجیر پھر جاتی

جو اوسکا نامہ معشوقانہ کوئی اور بھی لکھتا
خط آتے آتے مطلب سے مری تحریر پھر جاتی

اگر کچھ بھی کسی نخچیر کی بیست مین دم ہوتا
دو بارا روکنے کو دل پر اوسکا تیر پھر جاتی

برہنہ دیکھ کے جسدم لپٹنے کو جھپٹتا مین
چمکنا بھول جاتی میان مین شمشیر پھر جاتی

نہ زندہ پھر کے آتا بزم قاتل مین اگر جاتا
کلیجے پر چھری حسرت کی بے تقصیر پھر جاتی

قلق ہے جسقدر مجھکو نگاہ یار پھرنے کا
نہ اتنا رنج [illegible] کرتا اگر تقدیر پھر جاتی

بیابان مین جو مردان جنون سے معرکہ پڑتا
دہائی دیکے غل کرتی ہوئی زنجیر پھر جاتی

نہ دیتے جان اگر اونپر نہ مدفن کو زمین پاتی
ابد آباد کو ملتی ہوئی جاگیر پھر جاتی

ارادہ بھی جو کرتا مین جواب لن ترانی کا
زبان تک آکے دل کی دل ہی مین تقریر پھر جاتی

جو کثرت کے لیے تو وہ مرا صیاد بنواتا
وہان بھی خاک ہو کر بیست نخچیر پھر جاتی

کدہر ہے کشتۂ ابرو جو کوئی پوچھتا آکے
اودہر قبلہ نما ہوکر تری شمشیر پھر جاتی

وہ آزاری ہو مین سو بار دن بھر مین اگر کہتا
نہوتا کچھ اثر تاثیر سے اکسیر پھر جاتی

چمن مین جاکے وہ برہم اگر گلگشت ہی ہوتا
بہار باغ سے رت ای جوان دیر پھر جاتی

نظر آتا جو اوسکا حسن عالمگیر رؤیا مین
تو یوسف کی نگہ دیتی ہوئی تعبیر پھر جاتی

نہ رحم آتا جو اونکو میری غربت پر تو کیا ہوتا
سزا دیتے تو ایذا سے مری تعذیر پھر جاتی

جو رکھتے اسکو رو گردان ہی تم پڑجاتی جان آئینہ پر
تمہارا رخ جدہر ہوتا مری تصویر پھر جاتی

تامل تمکو ہو جاتا جو میرے ذبح کرنے مین
اجل حسرت زدہ ہو کے دم تکبیر پھر جاتی

حصارون سے نہ رکتی روح میری بزم خوبان تک
کسیکو کچھ نہ بن پڑتی کوئی تدبیر پھر جاتی

امید سرفرازی مین اگر وہ قتل بھی کرتے
ہماری خاک پھر ہونے کو دامنگیر پھر جاتی

جدہر خالی وہ کرتے صیدگہ مین اپنی ترکش کو
اوسی جانب تڑپ کے بیت نخچیر پھر جاتی

بہنے کو جو مین جھنجھلا کے بڑھتا ہوش حشمت میر
الٰہی الامان کہتی ہوئی زنجیر پھر جاتی

اثر اپنا جو مجھکو حسرت دیدار دکھلاتی +
پری سی شکل ان آنکھون مین تسخیر پھر جاتی

حسینون کا مرقع دیکھنے کو ہم اگر جاتے
نہ پھر تصویر خانے مین کوئی تصویر پھر جاتی

پڑے ہوتے جو غش مین کیون ٹھہرتا نامہ بر انکا
تمنا جسکی برسون سے تھی وہ تحریر پھر جاتی

شرف کا تو رہے نے سر اوسکے چھینکا راہنو جاتا
دوبارا اوس سے بہاری دوسری زنجیر ہو جاتی

حسرت جسکی وصال کی تدبیر کے لیئے
آئینہ ہو گئے تری تصویر کے لیئے

غمگین ہے یار عاشق دلگیر کے لیئے
صیاد سوگوار ہے نخچیر کے لیئے

فطرس نے پھڑپھڑا کے جگر سے لگا لیا
بسمل نے جان دی تری تخجیر کے لیئے

لاتا ہی روز شوق اسیری نیا بہی دو
دوڑا رہے ہو کیا مجھے زنجیر کے لیئے

دلمین مرے ہوا لب معشوق الہی شکر
قسمت لڑا رہا تھا اسی تیر کے لیئے

کس بادشاہ حسن کو دیکھا ہی خواب مین
یوسف جو دوڑے آتے ہین تعبیر کے لیئے

باتین سنا چکے تو کیا بے چھری حلال
چپ بہی ہوئے تو نیت تکبیر کے لیئے

بجلی کی طرح سے جو تڑپتی ہے سیر آہ
بیتاب و بیقرار ہے تاثیر کے لیئے

پیدا کیا جو تمنے تلون مزاج نیت
کیا کیا کرم ہوے مری تقدیر کے لیئے

اے یار سب سے پہلے اوڑا دوجو دل مرا
دیتا ہون اپنے پر مین تمہین تیر کے لیئے

چربی جو دل کے خون مین حل کر رہی ہین ہم
روغن بناتے ہین تری تصویر کے لیئے

کہدو ملائکہ سے کہ مجھکو سزا نہ دین
بلواؤ اپنے سامنے تعذیر کے لیئے

نکلے نہ جا کے ہم جو گلستان یار سے
اوس دن سے مشورت ہوئی تحریر کے لیئے

جلدی جو ذبح صید کی منظور اوسنے کی
شرعًا ممانعت ہوئی تاخیر کے لیئے

دل پر مرے عتاب ہی اک شاہ حسن کا
فطرس سے بڑھ کے حکم ہے تعذیر کے لیئے

ذکر دہان تنگ یہ کرتے ہو مجھکو قتل
لیتے ہو جان اتنی سی تقصیر کے لیئے

خونریزیون کا ہوش نہ مریخ کو رہا
سیفی پڑھا کیا تری شمشیر کے لیئے

تعویذ اد نے مانگا ہے کس درد مند نے
بسمل کے خون سے حکم ہی تحریر کے لیئے

حسن کلام سورۂ یوسف سے کم نہین
یہ بات ختم ہے تری تقریر کے لیئے

بولا وہ شوخ رقت وسرد آہ پر مری
آب وہ ہوا یہ چاہیے کشمیر کے لیے

سیلتے جو ہین یہ سکہ داغ جنون شرف
رکھے ہین کس خزانے کی توقیر کے لیے

آفت کی یاد زلف مین تعذیر ہوگئی
اوجھن کمند ہو کے گلوگیر ہوگئی

دم کی جو بازگشت مین تاخیر ہوگئی
اے ہمدمو کچھ اور ہی تدبیر ہوگئی

بسمل کیا مجھے جو ہوا مجھسے ہمکلام
کی اوسنے بات بھی تو وہ تکبیر ہوگئی

وہ رنگ وحسن اوسنے نکالا شباب مین
پرچھائین تک بھی نور کی تصویر ہوگئی

آواز غل مچا کے سنائی ہے یار کو
دیوانگی میرے پاؤن کی زنجیر ہوگئی

حسرت کی شان بعد فنا اسقدر بڑھی
بیت مکان قبر مین تصویر ہوگئی

صد پا خدنگ ناز سے دل کی اوڑی دھوم
اک تیر پڑ کے شہرت نخچیر ہوگئی

ترسا ہے مجھکو یار نظر بند کس لیئے
چاہا اگر تو کونسی تقصیر ہوگئی

زخمون کے خون سے مری دامن کی ہر کلی
گلرنگ ہو کے باغ کی تصویر ہوگئی

حسرت گلون کی جوش جنون مین جو ہنس کی
پھولون کی بدھی بخیہ مین زنجیر ہوگئی

کیون اوسنے چاک چاک کیا پڑھ کی خط شوق
کیا بات بیجا اسی مین تحریر ہوگئی

افسوس ہے کہ اوٹھ گئی یوسف جہان سے
تا پید خواب حسن کی تعبیر ہوگئی

کیون ہم کہین کسی سے جو اوسنے کہا کہا
تنہائی مین جو ہوئی تھی تقریر ہوگئی

رقت جو آگئی ہمین ظالم معاف کر
قابو نہ دل پہ تھا جو یہ تقصیر ہوگئی

ظالم نے شعر سن کے مری دل پکڑ لیا
مضمون درد خیز تھے تاثیر ہوگئی

معلوم بھی ہوئی نہ مری دولت حیات
کیا جانے کس دفینے مین توفیر ہوگئی

جہانی تھی ذوق وشوق مین اوسکی جو مینہ خاک
بعد فنا مرے لیے اکسیر ہوگئی

دل بھر کے پینے دولت دیدار لوٹ لی
مانوس یاوری سے جو تقدیر ہوگئی

امید دل پر آ کے پڑا ہے خدنگ یار
میری مراد بھی ہدف تیر ہوگئی

طے کر سکا نہ منزل مقصود اے شرف

وا ماندگی مرے لیے زنجیر ہو گئی

بشر تو منزل حسرت سے کیا نکل جاتے
یہ راہ وہ ہے فرشتون کے پر بھی جل جاتے

تمہاری بزم مین اسواسطے نہ تڑپے ہم
سسک رہے تھے جو پروانے سب پگھل جاتے

بھلا ہوا نہ ملی اوسنے بزم مین مہندی
پسے ہوؤن کے کلیجے بہت سے مل جاتے

نہ ہمدم اسکو سمجھ سانس کا بھروسا گیا
ہوا تو ہے اسے کیا چاہیے بدل جاتے

خدا نے خیر کی تلوار اوسنے کھینچی تھی
قیامت آتی جو دو چار ہاتھ چل جاتے

فسانہ سوز جگر کا بیان مین کب کرتا
جو موم دل تھے تری بزم مین پگھل جاتے

الٰہی گلشن ایجاد کا ہے مالک کون
کہان ہین اس چمنستان کے پھول پھل جاتے

کہا جو مینے کہ ہم تم یہ زہر کھالین گے
تو ہنس کے بولے کہ پھر کیون نہین نگل جاتے

کیا تو ذبح ہمارا بھی ضبط دیکھ لیا
وہ ہم نہ تھے جو چھری کے تلے اوچھل جاتے

ہوا ہمین جو وہ دیجاتے اپنے دامن کی
غشی اجل کی بھی ہوتی تو ہم سنبھل جاتے

جو کوہ قاف بھی ہوتا تو سنگ سرمہ ہوتا
اوسے بھی توڑ کے آنسو مرے نکل جاتے

لہو بھی رو کے تمہاری صفت ہی کرتے ہم
جگر بھی منھ کو جو آتا تو لعل اوگل جاتے

بھلا ہوا نہوا اوسکی انجمن مین گذر
کسی چراغ پہ پروانہ ہو کے جل جاتے

ہما بھی آ کے مری ہڈیان جو کھالیتی
جہان کی تھی مری مٹی وہان اوگل جاتے

شرف کوئی نہین ہوتا ہے جن یتیمون کا
وہ بادشاہون کے آغوش مین ہین پل جاتے

تمنا ہے شہادت مین جو پیراہن بنایا ہے
تری تلوار کے رومال کا دامن بنایا ہے

گلون کا حسن قدرت نے جو پیراہن بنایا ہے
تکلف ہے کہ ایسا چست بے سوزن بنایا ہے

کیا ہے میرے داغ عشق کو بدرالدجا اوسنے
چراغ طور سے بڑھکر اسے روشن بنایا ہے

مرقع باغ عالم کا کھچا جاتا ہے نظرون مین
عجائب گل کھلائے ہین عجب گلشن بنایا ہے

کہین صیاد کی ہے گردش چشم سیہ اوسکی
یہ جادو نے اس آہو کو شکار افگن بنایا ہے

کیا ہے آشیان تیار تنکے چنکے بلبل نے
عزا خانہ برائے گریہ و شیون بنایا ہے

تجھی کو زیب ہی جامہ رحیمی و کریمی کا
خدائی جسکے سلنے مین ہی وہ دامن بنایا ہی

کیا ہی ملنے خون اوسمین شریک اپنے کلیجے کا
کسی نے جب تری تصویر کا روغن بنایا ہی

قضا جو لاگ رکھتی ہی تمہاری جان نثارون سے
تمہین نے ان غریبون کا اسے دشمن بنایا ہی

مبارک ہو تجھے اے دل ترے زخمون مین بہرنے کو
نیا سوفار اوس نے اپنا توم کر دامن بنایا ہی

لپٹ جاتی ہی لیلی باندھتا ہی جب وہ بازو پر
یہ کسکے استخوان کا قیس نے جوشن بنایا ہی

نگاہ شوق نے میری کئے ہین اسقدر رخنے
کہ جسپ پردے مین ہی محبوب اوسی چلمن بنایا ہی

ہوا فرفر چلی آتی ہے جنت کے گلستان کی
ہماری قبر مین حورون نے کیا روزن بنایا ہی

ارم مین دفن ہی میت کہ گلزار حضوری مین
کہان تمنے شہید ناز کا مدفن بنایا ہے

اندھیری قبر تھی کی ہی شب قدر اسکی اندھیاری
یہ گھر تھا بے چراغ اعمال نے روشن بنایا ہی

عدم سے اوسنے بھیجا ہی جسے ہستی کی منزل مین
اجل کو اوس مسافر کے لیے رہزن بنایا ہی

کہا قاتل نے تصویرین جو دیکھین اپنے کشتون کی
شہید خاص یہ ہی جسکو بے گردن بنایا ہی

ترا اجب یہ پہرتا ہی تو بجلی کوند جاتی ہی
چھلاوا ہے کہ قدرت نے ترا توسن بنایا ہی

حسینون کے ورق مین چہرہ پرداز خدا نے
صراحی دار کیا کیا نقش گردن بنایا ہی

شرف سوز و طپش کی اسمین جھونکا جھونک کر آذر
حسینون نے ہمارے دل کو کیا گلخن بنایا ہی

نظر اونکی جو مشتاقون سے بے تقصیر پھر جاتی
ہزارون گردنون پر بے اجل شمشیر پھر جاتی

نہ کرتا ہمسے تو اے یار غمزہ چشم پوشی کا
ترے سرمے کی آنکھون مین اگر تحریر پھر جاتی

اگر اوس زلف پیچان کا نہ سودا مول لیتے ہم
بگڑ جاتے جنون سے سعت مین زنجیر پھر جاتی

جو ہوتا ناموافق وہ تو فوراً زہر کھا جاتا
مین اس ہستی سے پھر جاتا اگر تقدیر پھر جاتی

نہ آتا رحم اگر اونکو تو مین گھٹ گھٹ کے مر جاتا
ستم ہوتا جو میری آہ سے تاثیر پھر جاتی

تماشا دیکھنے جاتے جو ہم گنج شہیدان کا
جگر پر تیر پڑتے حلق پر شمشیر پھر جاتی

قمر کا چودھوین شب کو اگر کرتا مین نظارا
مری آنکھون مین اوسکی چاند سی تصویر پھر جاتی

چھری سے پہلے آنکھین تجھسے مین اپنی نکلواتا
نظر جو تیری جانب سے دم تکبیر پھر جاتی

مری دہوم اوسکی نجیرن مین اوڑتی سرخروئی کی
بلا سے مردنی چہرے پہ کہاکے تیر پہر جاتی
یہ دولت آرزو کی عشق کو جو سترد کرتا +
مرے دلخواہ یہ ملتی ہوئی تو فیر پہر جاتی
دم آسانی سینے نکلا ہی جو ہوتا نزع کا عالم
خود اپنی آنکہ کرتی کہلنے مین تاخیر پہر جاتی

اگرچہ اے شرف برسون جواب خط نہ لکہتا وہ
برابر شوق کی تحریر پر تحریر پہر جاتی

عالم مین وہ چراغ تمہارا شباب ہی
پروانہ جسکا چاند ہے گل آفتاب ہی
ہمنام ذوالجلال وہ عالی جناب ہی
مشکلکشا خدا لئے نصیری خطاب ہی
صیاد سے حمایت بلبل کرینگے ہم
ظالم سے بیگنہ کو چہڑانا ثواب ہی
کیا گذری اونکی چاہنے والون پہ تیرے بعد
خوشدل جہان مین کون ہی کس پر عتاب ہی
اتنا مین کہکے حشر سے ہو جاؤنگا بری
مین کس شمار مین ہون مرا کیا حساب ہی
پروانے کیا مجال کرین تیرا سامنا
لرزان مری تڑپنے سے خود اضطراب ہی
کیا برہمی ہوئی جو چمن مین عرق عرق
کسواسطے گلون سے کشیدہ گلاب ہی
کس کس پہ غش مین عالم ایجاد مین گرون
جو پہول اس چمن مین ہی وہ انتخاب ہی
سخت جگر گلون کے عوض مین بہرے ہوے
لیکن مری سحر کا مجاور ثواب ہی
بیچین اسقدر ہی یہ کیہلی کی جان پر
لیلی کو قیس سے بہی سوا اضطراب ہی
برہم ہین وہ جنازے کی پڑہتے نہین نماز
اک بے وطن غریب کا مردہ خراب ہی
ناحق کٹا ہے تشنۂ دیدار کا گلا +
اسکی گواہ تو تری تیغ خوش آب ہی
کیونکر پڑی چمن کی روش کی گلون پہ گرد
ہر وقت آب پاشی کو حاضر سحاب ہی
بلبل کے چہچہون نے جلایا ہے اسقدر
صیاد و باغبان کا کلیجا کباب ہی
آئی بہار سنتے ہین گل بلبلون کی جان
طاؤس کے شکار پہ نازان سحاب ہی

کیا سو رہے ہو قبر مین برپا ہے روز حشر
اوٹہو شرف یہ کونسا ہنگام خواب ہی

کیون اسقدر گریہ ہوئی چشم تر ایسی
روتا ہون لہو سینے لگائی نظر ایسی

جب جانے کہ آنسو کی طرح نور نظر ہو
پیدا تو کرے پیار کی صورت گہر ایسی

چھٹ جائیگا جسدم تو لہو ہوکے بہیگا
کرتا ہی مرے دل سے محبت جگر ایسی

شرمندہ ہی تیر لب معشوق کی آمد
پڑتی ہے تمہاری نگہ ناز ادہر ایسی

ہین چاہنے والے طلب اللہ کرین خیر
ہون سکتے کے عالم مین سنی ہی خبر ایسی

ہر عضو ترا نور کے سانچے مین ڈھلا ہی
پریون کی یہ صورت ہی نہ شکل بشر ایسی

خوش رو ہی تو ہولاے گی بلقیس کہان سے
آنکھ ایسی جبین ایسی دہن ایسا کمر ایسی

فردوس مین جائے جو کرے کوچ عدم کا
کرتا ہے مسافر کی مدد یہ سفر ایسی

ہو صاحب معراج کرے عرش پہ اجلال
منظور خدا کو ہے شکوہ بشر ایسی

بلبل کی سنائی نہ مرے دل کو سناؤ
کہتے نہین ہمارے سے یارو خبر ایسی

تخفیف ذرا بھی نہوئی درد جگر مین
اکسیر بھی کھائی تو ہوئی بے اثر ایسی

میت کے اوٹھانے کی ہوا کرتی ہے تدبیر
بیہوشی رہا کرتی ہے دو دو پہر ایسی

دیکھی نہ کبھی خواب مین بھی شکل وطن کی
افسوس ہوئی بیوطنی ہمسفر ایسی

سمجھا وہ پری رو مرے مرنے کو قیامت
دیوانون کی اک بھیڑ ہوئی گور پر ایسی

آجاتی ہے مجھ کشتے کے اوٹھے تری رحمت
پیدا کسی جانباز نے کی ہے سپر ایسی

اس حسن سے لیلی کی کبھی زلف نہ لٹکی
رفتار سے بل کھائے تمہاری کمر ایسی

اللہ ہی پہ نچنے سے بلبل کو بچائے
ہوش اوڑتے ہین سن سن کے اوڑی ہی خبر ایسی

اقلیم شہادت مین شرف کی ہی رسائی
رحمت ہی خدا کی کہ مہم کی ہے سر ایسی

حسرت تری رہے نہ کسیکی خبر رہے
پتھرا گئین آنکھین ہی تو تجھی پر نظر رہی

افسردہ دل فراق مین ہم عمر بھر رہے
ہر وقت دم لبون پہ رہا چشم تر رہی

ہم ایسے حشر و نشر مین بھی بیخبر رہے
یہ بھی خبر نہین کہ وہ کب جلوہ گر رہی

داغون نے کی ہی چار طرف دلمین کشمکش
تسکین کی سمائی کہان ہے کدہر رہی

مین نے سنا ہی شان کریمی دکھائیگے
امیدوار ہون کہ مری بھی خبر رہی

نفرت ہوئی حیات سے دل مین کہا جو مر
روشن ضمیر ہو کے چراغ سحر رہی

دشمن زمانہ ہو کے ہمارا کریگا کیا
تو مہربان رہے تری سیدھی نظر رہی

الفت کے معرکے سے بچا تا رہی اسے
ہر دم جگر کو چاہیئے دل کی سپر رہی

تربت ہماری دیکھ کے برہم نہ ہو جیئے
مٹی یہین کی تھی جو یہان آ کے مر رہی

اندھیاری قبر مین مرے کام آ گئی دل کی داغ
کچھ پھول کچھ چراغ ہوئے کچھ قمر رہی

وہ دن تو ہو کہین ترا سودائی مین ہو
سجدے کرون جنون مین اگر درد سر رہی

دامان ناز سے جو کبھی گر پڑے وہ گل
صبح بہار ہو کے چراغ سحر رہی

معشوق کہتے ہین مجھے جانباز و سرفروش
لازم ہے مجھکو بھی کہ ہتھیلی پہ سر رہی

اعمال سے ہی گور کی منزل مین دغدغہ
تنہائی کے سفر مین یہ کیون ہمسفر رہی

پیرو لے بزم خاص مین آتے ہین جسطرح
امیدوار ہون کہ مرا بھی گذر رہے

رقت سے تیری غم نے کسیکو نہ دی نجات
آنسو رہے جو چشم صدف مین گہر رہی

کس ناز سے کسی پہ مرے قتل کر لیے
محفوظ چشم زخم سے تیری کمر رہے

اے چودھوین شب اسقدر نہ ہو بھی ناز
تیری سلامتی مین کہن مین قمر رہی

گلچینون کو ریاض سے کچھ مل نہ جائیگا
اترانے کو گلون کی ہتھیلی مین زر رہی

شاید کرون جو دل سے کھہرنے کا مین علاج
برسون ہی ہر دو اسے کشیدہ اثر رہی

بلبل نے مر کے لوٹ لی کیفیت بہار
بو ہو کے گل مین روح رہی گرد پر رہی

آ سکے نہ کوئی جو رط نکیرین کی شرف
مشکلکشا کا سایہ لحد مین سپر رہی

بعد حشر اونکو گنہگارون کی حیات پھر ہوئی
ہر طرف شان کریمی کی کرامت پھر ہوئی

ترک تھی جس سے ملاقات اوس سے لعنت پھر ہوئی
جان آفت سے چھٹی تھی اسیر آفت پھر ہوئی

مر گئے آخر ترس کے تندرستی کے لئے
عشقبازی کا مرض ہو کر نہ صحت پھر ہوئی

پس چکا ہون گور مین محشر مین کیون ہی یاد زیر
وہ قیامت کیا نہ تھی جو یہ قیامت پھر ہوئی

عشق لیلی لے گیا مجنون کو ایسا ناتوان
زندگی بھر پھر نہ زور رہا یا نہ طاقت پھر ہوئی

سر کٹا کسکا کیا کس کس کو بسمل میرے بعد
پھر چھری کس پر پھری کسکی شہادت پھر ہوئی

کونسی حسرت جوانی کی ضعیفی مین نہ کی
بنو ٹھن گئین سیکڑون ویسی نہ صورت پھر ہوئی

مختصر ہی دوستو بربادی صحرا کا حال
پہلے مجنون چل بسا لیلا کی رحلت پھر ہوئی

اوسکی رحمت نے کیا گلزار میری قبر کو
پہلے مشت خاک تھی تصویر جنت پھر ہوئی

کسنے مدفن کو بسایا ہو گئے جب خاک ہم
پھر یہ گھر کسکو ملا کسکی سکونت پھر ہوئی

ہر طرح اونکو رہا اپنے گنہگارون کا پاس
پہلے آزردہ ہوی رحمت پہ رحمت پھر ہوئی

غسل صحت کر کے پہونچا مین تو وہ کہنے لگے
میرے گھر تک آ گئے تم مین اتنی طاقت پھر ہوئی

اوسنے آندھی کے محول کیون کیا میرا غبار
وہ تو ہے مجھسے آئینہ سکھاؤن کدورت پھر ہوئی

اوسکی عبرت نے کیے آنسو نظر بند اے شرف
ہو گیا جو وقت سکتا سلب رقت پھر ہوئی

تری گلی مین اک افسانہ جانجان رہجاے
جنازہ اوٹھ کے جو روح روان یہان رہجاے

یقین نہین کہ ترا زندہ نیمجان رہجاے
یہ دم کو توڑ کے رہجائیگا جہان رہجاے

مرا غبار تڑپ کے جو بند سے اوٹھے
زمین شگاف ہو تھرا اٹھے آسمان رہجاے

ذرا جو منھ سے کہون بخت دل کی سوزش مین
کباب ہو کے دہن مین ابھی زبان رہجاے

تمام عمر میری بیکسی بیان کرے
جلا کے منھ مین زبان ہو کے استخوان رہجاے

روا روی جو ہمارے غبار کی دیکھے
طواف کے لیے چکر مین آسمان رہجاے

عدم کی راہ کی دیکھو تو شعبدہ بازی
ضعیف ہو کے تو بڑھ جاے نوجوان رہجاے

اسیر ہونے کا اے بلبلو مزا ابھی یہ ہے
قفس مین گھٹ کے مرے داغ آشیان رہجاے

بہار گل کو نہ رہنے دیا گلستان مین +
خزان جو پھولی ہے جب جائین اب خزان رہجاے

کوئی مقام ہو ویرانہ ہو کہ بستی ہو
سمان خدائی کا ہو جاے تو جہان رہجاے

مزا تو جب ہے تری بندگی مین گلنے کا
کہ نرم موم سے ہو کر ہر استخوان رہجاے

یہ حسرت ہے یہی دلمین خاک اوڑا اوڑ کر
کہ جیسے لٹ کے بیابان مین کاروان رہجاے

چھری وہ پھیر کہ تڑپون تمام عالم مین
ٹپک ٹپک کے لہو منزلون نشان رہجاے

ضعیف کو مرض الموت اگر کرے رخصت
ڈرے قضا سے سلامت جو نوجوان رہجائے

چمن اجاڑنے کو تو نے پھول توڑے ہین
خدا کرے کہ ترا ہاتھ باغبان رہجائے

لپٹ کے چھین لون چلا جو تجھ پہ کھینچ کے تیر
تمہارے ہاتھ مین اور تری ہوئی کمان رہجائے

یہ منشا نصفت گلا کاٹنے سے تھا او نکا
کہ نیچ بھی جائے جو بسمل تو نیمجان رہجائے

سوال دید ترا کوہ طور پر ہو قبول
خدا کرے کہ تری بات اے زبان رہجائے

قفس لیاتے جو بلبل گل سے اڑ جاتے
مسوں کے جگر و دل کو باغبان رہجائے

بدن مین صاحب خانہ نہوگی روح اے دل
اسی کو جان غنیمت جو میہمان رہجائے

جلاکے دیکھ تو مجھکو اگر خدا چاہے
تم ہو کی آنکھون مین کاجل مرا دہوان رہجائے

دعا ہی بزم مین تیری جو بیٹھ جائے دل
نہ آئے اوٹھنے کی طاقت یہ ناتوان رہجائے

چمن کے پھول خزان جھونکتی ہی گلخن مین
خود آگ جاکے لگا دون جو آشیان رہجائے

شرفت سنا ہی کہ وہ اتنے دور رہتے ہین
کرے جو عزم تو رستے ہی مین گمان رہجائے

پھاڑتے ہین باغ مین غنچے گریبان کیسلیئے
ہنس رہی ہے کس پہ گل شبنم ہی گریان کیسلیئے

دلمین رہ رہ کر خلش کرتا ہی پیکان کیسلیئے
صاحب خانہ سے آزردہ ہی مہمان کیسلیئے

کیا گنہ اسنے کیا تھا کیون اوڑا یا اے صبا
خاک کو میری کیا تو نے پریشان کیسلیئے

گھل رہا ہون کیسلیئے کسواسطے ہی رنگ زرد
سرد ہی سب جسم میرا دل ہے سوزان کیسلیئے

کونسا غم ہے اوسے اسکو ہوئی ہی کیا خوشی
ابر گریان کیسلیے ہی برق خندان کیسلیئے

آمد آمد قاتل کو کونسے گلرو کی ہے
ہوتی ہی آراستہ گور غریبان کیسلیئے

مردۂ ناچیز ہون ناحق ہی تیاری کی فکر
چل کے مٹی دیجیے دو کرتے ہو سامان کیسلیئے

کیا کریگی اے گنہگار و تمہارا معصیت
بخشوا لیگا تمہین ہے رحم یزدان کیسلیئے

کیا ہوا کیا تھا سمجھ مین میری کچھ آتا نہین
پہلے کیون روح آئی تہی ہوتا ہون بیجان کیسلیئے

کیا کہون یارو کیا ہی کس پر یر فنے تنگ
کچھ نہ پوچھو پھاڑ ڈالا ہے گریبان کیسلیئے

کسکو دکھلاتا ہی اپنا جائے حسن آفتاب
مشرق سے تا غرب ہی پھیلائے دامان کیسلیئے

سوچ کیا اسکو سکندر رکھا ہی سکتے ہین جو ہی / صورت تصویر ہی آئینہ حیران کیلئے

بھر کے دامن مجھسے گا گیا مرگ دریا ہے اشک / پانون پر یہ لوٹتا ہی ابر نیسان کیلئے

کیا مشیت ہی خدا کی حال کچھ کھلتا نہین / بستیان صدہا ہوئی جاتی ہین ویران کیلئے

تنگ ہو کر قیس کی وحشت سے لیلی کہتی تھی / اے خدا تو نے کیا تھا اسکو انسان کیلئے

کیا قیامت ہی گلون کی اوڑھ رہی ہین کیون ورق / ہو رہا ہے باغ کا دفتر پریشان کیلئے

معصیت کا پیرہن گر جامہ او تر دامانہ تھا / پھر کفن پر پیرہے لکھوایا تھا قرآن کیلئے

تو وہ بنتا ہی کہین کوئی بنا لیتا ہی خاک / خاک میری ہو رہی ہے دستگردان کیلئے

پیرہن پہنو شرف رخصت ہوئی فصل بہار / ہوش کی باتین کرو پھرتے ہو عریان کیلئے

حسرت و رقت کی ہے تدبیر کسکے واسطے / آبدیدہ ہو کے ہون تصویر کسکے واسطے

کس زمانے مین کوئی بیتاب پوچھا جائیگا / اوٹھ رہی ہے عشق کی تاثیر کسکے واسطے

آمد آمد کسکی ہے آنکھون مین کیون اٹکا ہے دم / بیدمی کرتی ہے اب تاخیر کسکے واسطے

کو لسنے دل کے نشانے کی ہی انکو جستجو / اوڑتے پھرتے ہین تمہارے تیر کسکے واسطے

کسنے رویا مین رولایا ہے نہین یہ بھی خبر / پوچھئے یوسف سے پھر تعبیر کسکے واسطے

خاک ہوتی ہے مری کیون شیشہ ساعت مین بند / کرتی ہے حسرت اسے تسخیر کسکے واسطے

چاہنے والے پہ ظلم اور آئینے سے اختلاط / واہ واکس سے ہو خوش تعذیر کسکے واسطے

روز اک بستی اوجڑتی ہے اوجڑواتا ہے کون / جان دیتے ہین جوان و پیر کسکے واسطے

کس مرقع سے جدا کھنچنے کا اسکو سوچ ہی / حسرت افزا ہے مری تصویر کسکے واسطے

آمد آمد کس پری پیکر کی ہے معراج مین / ہو رہی ہے وصل کی تدبیر کسکے واسطے

روشنی دکھلائیگی کسکو شب معراج مین / ہی مسلط طور پر تنویر کسکے واسطے

چاہنے والا قیامت مین طلب ہی کون سا / حشر برپا ہے یہ بے تقصیر کسکے واسطے

کیا مین دیوانہ ہون یوسف کا جو نظارہ کرون / اے پری رو ہی تری تصویر کسکے واسطے

لکھتے ہین دفتر کے دفتر کیون کراماکاتبین / ہو رہی ہے اسقدر تحریر کسکے واسطے

کس پری رو کو جتاتی ہے مرا دیوانہ پن
غل مچایا کرتی ہے زنجیر کسکے واسطے

صید گاہ عشق مین لایا ہی کسکا عشق نہین
بیخبر ہین نیمجان نخچیر کسکے واسطے

جمع ہے ساری خدائی ذبح ہونے کے لیئے
تیغے کی ہے نیغ تکبیر کسکے واسطے

غم مین کس گل کے ہوئی ہی بند بلبل کی زبان
ہوگیا ہی جب یہ خوش تقریر کسکے واسطے

جستجو مین رہتی ہے کس پادشاہ حسن کے
رات دن گردش مین ہی تقدیر کسکے واسطے

کونسا دیوانہ کہڑکا ئیگا اسکو زیر عرش
اے خدا لٹکی ہی سر زنجیر کسکے واسطے

دیکھ لی تصویر کسکی سہج کسکا ہو گیا
ہوگئی حسرت گریبان گیر کسکے واسطے

کوچہ محبوب مین صدہا پڑی ہین میتین
خاک اوڑاتے جاتی ہین رہگیر کسکے واسطے

شرح ہے مد نظر کس مصحف رخسار کی
کرتے ہو قرآن کی تفسیر کسکے واسطے

تھی خبر مشہور اسیری کی ہوا مجنون اسیر
پہنی کسلئے آئی تھی زنجیر کسکے واسطے

قبر کیون ہوتی ہی خالی خاک کیون ہوتا ہے تن
ضبط ہوتی ہے مری جاگیر کسکے واسطے

کون برہم ہوگیا ہے زار نالی سے مری
منحرف ہی آہ سے تاثیر کسکے واسطے

کیون ٹپکتا ہے لہو دم خم سے اسکی سیر کے بعد
خون روتی ہے تری شمشیر کسکے واسطے

کیون اوڑاتی ہے خدائی میری تربت کی خاک
کرتی ہے حسرت اسے تشہیر کسکے واسطے

دولت داغ وفا دل نے جو بہر لی ہی شرف
جمع کی ہے اسنے یہ توقیر کسکے واسطے

کسی کے بہی نہ جلنے مین شب کہلنے مین قدم ٹہرے
تری بزم ستم مین شمع کے مانند ہم ٹہرے

تمہین کچھ روح جب سمجھے تو پہر ہم تم بہم ٹہرے
نہ ہمسے دور تم ٹہری نہ تمسے دور ہم ٹہرے

گئے زکہ زکہ کے گل اوسنے جو زخم اپنے شہیدون کے
زیادہ زخم ہی تجھسے چمن مین پھول کم ٹہرے

ریاض البیا کیا روح القدس کی ہمسفیری کی
ترے باغات مین بہی بلبل باغ ارم ٹہرے

حسینی فوج مین محشر مین اپنا نام لکہوالیا
قیامت مین بہی جا کے زیر دامان علم ٹہرے

ہوس ہی سہمان داری کرون اپنی حسینون کی
کہ برسون میری محفل مین نہ دور جام جم ٹہرے

کرونگا زندگی بہر سجدۂ شکر یہ کعبے مین
گمان تہا سجدہ گاہ ہونگا تری نقش قدم ٹہرے

کلیجے سے لگا یا پھینک دی تلوار قاتل نے
ہم اس انداز سے مقتل مین گردن کر کے خم ٹھہرے

ترے دیدار کا بھوکا تو اوس عالم مین رہتا ہے
نہ جسمین نفس کش ٹھہری نہ آسودہ شکم ٹھہرے

غبار کوے جانان سودۂ الماس ہو جائے
جسے اکسیر ٹھہراؤن وہ میرے حق مین سم ٹھہرے

مجھے امید راحت تھی اونہون نے ذبح کر ڈالا
رحیم اونکو مین سمجھا تھا وہ بانی ستم ٹھہرے

بہت جلد اوسنے محشر سے ہماری رستگاری کی
اونہین کو پہلے بخشا جن گنہگارون مین ہم ٹھہرے

ازل سے عمر رفتہ کی ہے فو بو شان و شوکت مین
خدا کا شکر کچھ دن جو یہ جاہ و حشم ٹھہرے

زبردستی ہمین دنیا مین بھیجا خاک ہونے کو
کیا تھا کیا کہ جو ایسے گنہگارون مین ہم ٹھہرے

نہ ٹھہرینگے کہین بے طی کیے منزل محبت کی
جو ہوتا ہے وہ ہو جائے نہ ٹھہری جا جو دم ٹھہرے

یہ چل کے رہ گئی وہ جا کے پہونچے پہلی منزل تک
ترے کشتے تری تلوار سے بھی تیز دم ٹھہرے

سلیمان قبر مین اوترے تو پوچھا اونسے حسرت نے
جلوس اب کسطرف جائے کہان طبل و علم ٹھہرے

برش تیغ دو دم کی پل ہے دریاے محبت کا
ستم کی آبداری ہے یہان کیونکر قدم ٹھہرے

کراہین کیون نہ روز و شب کیونکر وہ لہو تھوکین
دلون مین جنکے برسون کا ہشن جان کا غم ٹھہرے

ابھی جو اے شرف پہلو مین وہ گلفام آ بیٹھے
نہ کوئی داغ پھر ٹھہرے نہ پھر رنج و الم ٹھہرے

تمہارے انجمن سے رات کو باہر جو ہم ٹھہرے
کبھی تڑپے کبھی سسکے نہ آنسو کوئی دم ٹھہرے

نظر انداز اپنے آنسوؤن کو ہم تو سمجھے تھے
نگاہ یار مین آئے یہ موتی وہ رقم ٹھہرے

مرے گھر مین وہ آتے ہین نہ ذکر بدشگونی ہو
نہ اب غمگین یہان ٹھہری نہ کوئی چشم نم ٹھہرے

طلب اوسنے کیا جسدم گنہگاران الفت کو
یہ جا کے صف جما کے زیر دامان کرم ٹھہرے

اگر تیرے کرم دم بھر نہ لکھے جائین عالم مین
جہان سے دفتر اوٹھ جائین نہ دنیا مین قلم ٹھہرے

فسانہ حسن رخ کا لکھ کے افسون ساز کہلائے
صفت آنکھون کی لکھینچی تو ہم جادو رقم ٹھہرے

ڈرایا ہمکو کیا منزل شوق شہادت نے
لہو کی بو لگی آ لے جہان لینے کو دم ٹھہرے

ید بیضا ہی ہاتھ آئے تو اوسکو بھی لٹا ہی دون
وہ حاتم ہون کہ وہ بھی میرے آگے اک درم ٹھہرے

نہ دی ہمکو زمین قبر دین اورون کو جاگیرین
معافی دار سب ٹھہرے گنہگارون مین ہم ٹھہرے

پری سی شکل مجھ حسرت زدہ کو تم جو دکھلا دو
نہ رقت ہی نظر آئی نہ آنکھوں کا ورم ٹھہرے

شب تنہائی میں تا صبح سینہ میں کوٹتا ہے
کہیں ایسا نہو پہلو سے نکلے میں ورم ٹھہرے

ترے مجروح کو سوزش نفس مار ڈالے گا
لہو زخم جگر کا بند کروا دے کہ دم ٹھہرے

نہ تھا دنیا میں دم لینے سے مطلب خاکساروں کو
فنا فی الله ہو لینے کو یہ شائق عدم ٹھہرے

خدا کے فضل سے ہمنے وہ اپنی روبکاری کی
کہ ہنگام قیامت ہم سزا وار کرم ٹھہرے

عدم تک لائی تیری جستجو اٹھے جو دنیا کر
کہیں بھی ہم نہیں تیرے ہی قدموں کی قسم ٹھہرے

کروٹ رفتہ رفتہ ای شرف منزل محبت کی
سمائے سانس سینے میں ذرا جان آئے کہ دم ٹھہرے

باغ میں لا کے رہا کر گیا صیاد مجھے
ایسی اس سال مبارک ہوئی فریاد مجھے

اے شہ حسن کیا عشق نے برباد مجھے
تجھسے فریاد کو آیا ہوں ملے داد مجھے

خود فراموش حسینوں نے کیا ہے ایسا
دل دیا ہے کسے اتنا بھی نہیں یاد مجھے

سالہا سال وہاں سے میں نہیں اٹھ سکتا
جب گراتی ہے کہیں عشق کی افتاد مجھے

قید ہوتا ہوں لحد میں تو چھوٹوں گا کس دن
کس سے پوچھوں کہ بتا دے مری میعاد مجھے

عرس ہوتا ہے مرا بھی جو بہار آتی ہے
باغباں بیٹھے ہیں روتے ہیں صیاد مجھے

دمبدم دم یہ ضعیفی میں کہا کرتا ہے
حق میں بخشا جیکا اسے کیجئے آزاد مجھے

کہہ رہی ہے یہ مری خاک مری تربت پر
اے شرف مفت صبا کرتی ہے برباد مجھے

رخصت روح ہے سامان عزا حاضر ہے
آمدہ ہیں سب احباب قضا حاضر ہے

واجب الرحم و سزاوار عطا حاضر ہے
پرورش چاہیے جسکی وہ گدا حاضر ہے

کون اوس گل کی کچہری میں ہمیں پوچھیگا
ایک سے ایک وہاں کار روا حاضر ہے

اے نکیرین مرا پڑھ لو شہادت نامہ
جس پہ کرتا تھا عمل میں وہ لکھا حاضر ہے

اسقدر تجھسے ہے محجوب گنہگار ترا +
عذر خواہی کے لیے رد بلقفا حاضر ہے

تیری رحمت سے جو کرتی ہے اجابت لقریب
کو لئے بندہ بیکس کی دعا حاضر ہے

حکم ہے گلشن ایجاد کی بربادی کا
اس مرقع کے مٹانے کو فنا حاضر ہے

رنگ پھیکا ہے حنا کا تو نہ کیجے غصہ
خون دل کی جو کمی ہے تو سوا حاضر ہے

متقی کوئی نہ جنت کی خوشی مین ٹھہرا
تیری خدمت کو گنہگار نرا حاضر ہے

بعد مردن بھی طواف در دولت کو ترے
خاک حاضر ہے جدا روح جدا حاضر ہے

منزلت دیکھ اسیری مین ہماری صیاد
بوے گل لیکے گلستان کی ہوا حاضر ہے

ہمدمون نے جو مرے دفن کو اونسے پوچھا
رو کے بولے کہ مرے باغ مین جا حاضر ہے

دل مرا لینے کی اوس شوخ نے پرسش کی اگر
حشر برپا ہے گواہی کو حنا حاضر ہے

کوئی سفاک شہادت کا جو موجد ہو گا
سب سے پہلے مین کہونگا کہ گلا حاضر ہے

ہم نہ بھولینگے کبھی کعبۂ مقصود کی راہ
رہنمائی کے لیے قبلہ نما حاضر ہے

پر بچہ و مرغ تو کیونکی حقیقت کیا ہے
اوس شہ حسن کے صدقے کو ہما حاضر ہے

کوئی اوس گل کی ہوائی کا تکلف دیکھے
آنکھ مین مہر نہین شرم و حیا حاضر ہے

رو بکاری محبت کو وہان جاتا ہون
حق رسائی کو جہان بیم و رجا حاضر ہے

پیرہن پھاڑکے مجنون نے جو پھینکا پھینکا
کیون برہنہ وہ رہے میری قبا حاضر ہے

آمد آمد ہے گلستان مین کسی گلرو کی
خیمۂ ابر لیے باد صبا حاضر ہے

شامیانہ جو نہین ہے تو نہو تربت پر
سائے کے واسطے گھنگھور گھٹا حاضر ہے

درد تنہائی کے درمان سے ہے ضیق مین دم
غیر حاضر تو ہے تاثیر دوا حاضر ہے

عرض کرتا ہے یہ اوس بادشۂ خوبان سے
کہدو اک بندۂ ناچیز خدا حاضر ہے

بعد مردن کوئی دیکھے مری شان حسرت
قبر پر خاک اوڑانے کو وفا حاضر ہے

دم جو اوکھڑا شب ہجران مین تو آئی آواز
اب نہ گھبرائیے شرف آپ قضا حاضر ہے

اجل ارم کا مرقع دکھائی جاتی ہے
پڑا ہون غش مین فقط سانس آتی جاتی ہے

زمانے بھر سے نرالی ہے شمع کی رقت
کہ جنکو روتی ہے اونکو جلاتی جاتی ہے

گلون سے بڑھکے شگفتہ دماغ ہونگا مین
کہ اسمین یار کی خوشبو سماتی جاتی ہے

بچائیو کہیں اسکو قضا جو ملنے آئے
تری خبر کو مری روح آتی جاتی ہے

غرور ہوگا انہیں شان بے نیازی کا
خودی مزاج میں اونکے سماتی جاتی ہے

ہزاروں دل وہ کھلونوں کی طرح توڑینگے
یہ کمسنی اونہیں شوخی سکھاتی جاتی ہے

چلے ہیں خود وہ لحد میں اوتارنے کے لیے
جو آگہی مرا شانہ ہلاتی جھلاتی ہے

سواری جاتی ہے کس گل کی باغ عالم سے
جو ساتھ ساتھ صبا خاک اوڑاتی جاتی ہی

ہوا ہی یار کو دعوی جو لن ترانی کا +
پری سی شکل یہ باتیں سکھاتی جاتی ہی

خوشی یہ کرتی ہی تیرے چمن میں بسنے کی
جو کھلتی ہے وہ کلی مسکراتی جاتی ہے

جو ساتھ ہیں اونہیں بجلی لگی ہوئی ہی شرف
یہ کیوں انہیں مری میت رولاتی جاتی ہے

ندائے لن ترانی سنکے ٹھہرے ہی تو کیا ٹھہرے
زبان بے زبان ٹھہرے وہاں بے صدا ٹھہرے

ہمارے پیشوا کا قدسیوں سے بڑھ گیا رتبہ
ولی اللہ کے ٹھہرے نصیری کے خدا ٹھہرے

نہ بھولے گا کبھی ہم کعبۂ مقصود کا رستہ
اودھر کی راہ لی ابرو جدھر قبلہ نما ٹھہرے

جنازے کو ہمارے کوچۂ محبوب میں رکھدو
یہیں سے خاک اوٹھی ہی یہیں مدفن کو جا ٹھہرے

بحل نامہ لکھے دیتا ہوں اپنے خون ناحق کا
کہ جسمیں سرخرو قاتل مرا پیش خدا ٹھہرے

کسی نے مرکے اتنا بھی نہ پوچھا ہم یہ کیا گذری
ملا کر خاک میں ہمکو نہ دم بھر آشنا ٹھہرے

کرے منظور جان بخشی اگر وہ اپنے بندوں کی
عدم زندہ چمن ہووے نہ ہستی میں قضا ٹھہرے

زمیں اوگلی خزانے صرف کرنے کی تمنا میں
دفینوں نے قدم چومے جہاں تیرے گدا ٹھہرے

رہا کرتا ہوں میں اس سوچ میں تصویر حیرت کی
خدا جانے کہ کیا صورت مری بعد فنا ٹھہرے

ہمارا استخواں اوفتادہ حق ہی حسرت کا
اوڑیں ہوش اوسکے عبرت سے جو پاس اسکے ہما ٹھہرے

تلاطم ہے جہاں میں کوئی مظلوم آہ کرتا ہی
الٰہی رحم کر اپنا یہ طوفانی ہوا ٹھہرے

بدن ٹھنڈا ہوا جاتا ہی جسکے دل کو ہول آتا ہی
اوٹھے جاتے ہو تم پہلو سے مرے سینے میں کیا ٹھہرے

چمن سے تم جو پھر جاؤ تو عالم ہو کا ہو جاوے
گلوں میں بو نہ پھر دم لے نہ گلشن میں صبا ٹھہرے

نکلوایا جو اوس گلرو نے دفتر حق رسائی کا
ریاض خلد کے قابل شہیدان ادا ٹھہرے

یہ عالم ہمنے دیکھا شوخی رفتار کا اوسکی
جہاں آیا کوئی جو یاد اوسکے نقش پا ٹھہرے

لحد مین اسطرح رکھنا ہمارے پاکدامانی
کہ حلون سے نفاست مین کفن میرا سوا ٹھہرے

یہ کہکے پہر گئے وہ چاہنے والون کی محفل سے
یہان چرچا ہی الفت کا یہان میری بلا ٹھہرے

بچہائیگا وہ گل ماتم کی صف گور غریبان پر
گھٹا رونے کو آئے سر پٹکنے کو صبا ٹھہرے

ہوئی ہے دشمنی تسکین سے درد جدائی کو
بھلا پھر میرے دلمین کیونکر امید شفا ٹھہرے

حقیقت میرے دل کی سینے کی وہ شوخ پوچھیگا
گواہی کیلئے سرمہ شہادت کو حنا ٹھہرے

برابر امتحان عشقبازی مین رہے دونون
شرف ثابت قدم ٹھہرے وہ ثابت آشنا ٹھہرے

کہتا آیا ہو دل جاکے مرا تیر کہان سے
کیا جانئے یہ ہلو آیا ہے نخچیر کہان سے

ہر جلوہ نما ہمین جو اک نور کی صورت
دل کھینچ کے لایا ہے یہ تصویر کہان سے

جاتا ہے مجھے لیکے کدہر شوق اسیری
دیکھون مین کشش کرتی ہو زنجیر کہان سے

کس گوشے سے خفیہ وہ اوڑاتے ہین نشانے
کرتے ہین کلیجے ہدف تیر کہان سے

دیکھو تو ذرا جھک کے مرے زخم جگر کو
اوتری ہے کہان گذری ہو شمشیر کہان سے

حسرت ہی مرے پر یہی کہ بسمل ہون دوبارا
لاؤن وہ چھری اور وہ تکبیر کہان سے

اس نور کی صورت پہ جو لہراتی ہوا ی شمع
آتا ہو ترے واسطے گلگیر کہان سے

بے گور و کفن عالم غربت مین پڑا ہون
دیکھون مجھے اوٹھواتی ہے تقدیر کہان سے

مجرم ہون مین کسکا جو ستایا ہو قضا نے
آئی ہے یہ دینے مجھے تعذیر کہان سے

خوش ہین ید بیضا کی تجلی سے جو موسیٰ
ہاتھ آگئی یہ چاند سی تصویر کہان سے

رہتا تہا ترا عالم ارواح مین مشتاق
کرتا تھا ترے ملنے کی تدبیر کہان سے

رویا مین ہی اک بادشہ حسن کو دیکھا
یوسف کو مین لاؤن پئے تعبیر کہان سے

اعجاز کی باتون پہ جو نازان ہین مسیحا
سیکھی ہے انہون نے تری تقریر کہان سے

کس نور کا جلوہ ہی جو غش کرتے ہین موسی
اس طور پہ کھنچتی ہے یہ تنویر کہان سے

کیا جیری طرح سے کوئی تاکے کا نشانہ
اوڑتے ہوئے لائیگا کوئی تیر کہان سے

جب بہری گلگشت سے بہرہ ہوئی بوئے بہار
مفت سونگھی حسن کے بازار مین خوشبوئے زلف
حضرت یوسف نے دلوائی اسیری سے نجات
بلبلون مین غل ہوا روح گلستان لے چلے
کال جس سودے کا تھا ہم اوسکو ارزان لے چلے
قید سے چھڑوا کے میرے رشتہ دان لے چلے

گر دم تم جو پھر رہے ہو اس محلے مین ہر کون
ای شرف آج اپنے گھر مین کسکو مہمان لے چلے

اب نشیمن ہی نہ مجھکو آشیان درکار ہے
تنکے چننے کو چمن ای باغبان درکار ہے

سجدہ کرنے کو مجھے وہ آستان درکار ہی
جسکی خاطر زینہ نہ آسمان درکار ہے

کوئی حسرت ہی نہ اب ہیچ روان درکار ہے
مر مٹا ہون تجھ پہ او ای جانجان درکار ہے

ڈھونڈتا ہون قدردان گلہای داغ عشق کا
باغ اوجڑتا ہے میرا اک باغبان درکار ہے

قبر کو مسمار کر دے گی برس کی بیکسی
وادی حسرت کو میرا استخوان درکار ہے

کیا ہے کیون مین اسقدر حسرت زدہ ہون
مجھکو کسکی آرزو ہی کیا یہان درکار ہے

بستنی کمخواب کی زرین قفس مین کیا کرون
مجھکو لے صیاد اپنا آشیان درکار ہے

قتل کی حسرت مین ہم بھی بس کرینگے پیرہن
تیرے کشتے کا لباس خونفشان درکار ہے

بزم ماتم سے جہان مین کوئی جا خالی نہین
جسطرف جاؤ وہان اک نوحہ خوان درکار ہے

بیٹھے مین فردوس مین قصر زبرجد کیا کرون
جسمین تم رہتے ہو مجھکو وہ مکان درکار ہی

ذوق نغمات محبت کی جو اتنی ہے ہوس
چاشنی کس شے کی تجھکو ای زبان درکار ہی

رفتگان او ترسے ہین جا کے تیری حسرت مین جہان
مجھکو وہ مہمان سرائے کاروان درکار ہی

یاس سمجھاتی ہے کل دو گز زمین قبر کو
حرص کہتی ہے مجھے سارا جہان درکار ہے

ہر طرف سنتا ہون مین دل کی خریداری کی دھوم
لینے والا کون ٹھہرا ہے کہان درکار ہے

تو نے تاکا ہے مجھے چلا چڑھانے کے لیئے
مجھکو اے ناوک فگن تیری کمان درکار ہی

بھیجدی لکھوا کے مجھکو بلبل سدرہ کے ہاتھ
دل کے بہلانے کو تیری داستان درکار ہی

جب مین کہتا ہون بیان کر مژدۂ فصل بہار
باغبان کہتا ہی بلبل کی زبان درکار ہے

کلمہ پڑھوانے کو ہی مجھسے وہ اپنے عشق کا
لندا پھر اوسکو میرا امتحان درکار ہے

کیا کریمی ہے لحد مین اوسکی رحمت کہتی ہے
ہمسے لے جو کچھ تجھے ای میہمان درکار ہے

ہو رہا ہے کیون دو عالم کا یہ مجمع حشر مین
کونسے یوسف کو اپنا کاروان درکار ہے

دیکھنے کو اوس مسیحا کی سواری کا جلوس
ای شرف مجھکو چہارم آسمان درکار ہے

دل جو لٹکا ہوا اوس زلف گرہگیر مین ہی
یہ گرفتار بلا کون سی تقصیر مین ہے

دہوم اسکی چمن حسن جہانگیر مین ہے
کونسے پھول کا روغن تری تصویر مین ہی

جان لینے کو وہ ہر مین اوسے کرنے کو ہون نثار
اوسکی مین فکر مین ہون وہ مری تدبیر مین ہے

کونسا صید وفادار وہ تھا اے صیاد
جسکی یہ طاقت پرواز ترے تیر مین ہے

اور معشوق جو مجھسے نہین ملتے نہ ملین
جسکو مین چاہتا ہون وہ مری تقدیر مین ہے

خود بخود آئیگا وہ ہوگی ملاقات اوس سے
شدنی ہے مگر ایدل ابھی تاخیر مین ہے

نقشہ تیرا سا دو عالم کی مرقع مین کہان
کار پردازی قدرت تری تصویر مین ہے

ہاتھ کیون روک لیا رکھکے چہری گردن پہ
وجہ کیا ہے جو تامل تمہین تکبیر مین ہے

حشر کے دن بھی رفاقت مین ہی سفاکی کی
بو مری خون کی ابتک تری شمشیر مین ہے

کوئی رویا ہے لتعشق کا صلہ کیا دیگا
دخل یوسف ہی کو اس خواب کی تعبیر مین ہے

کون مجھسا ہے اسیرون مین اسیر ای صیاد
رگ و پے تک مری وابستہ تری تیر مین ہے

اسکی جھنکار سے ٹھہر اینگے شیر اسے مجنون
مری زنجیر کا لوہا تری زنجیر مین ہے

چاشنی عشق و محبت کی سمجھ کر چکھیو
ہے تو اکسیر مگر زہر یہ تاثیر مین ہے

ہمدمی حبس دمی کرتی ہے دم گھٹنے مین
اسے شرف جب سے گلا طوق گلوگیر مین ہے

کم سن ہین طبیعت مین ہے بیداد ابھی سے
کرتے ہین قیامت کو وہ ایجاد ابھی سے

لائی ہمین جہان مین ابد آباد کی حسرت
افسوس مٹی جاتی ہے بنیاد ابھی سے

مرنا ہے کسی دن نظر زیست سے گر کے
اک چوٹ لگاتی ہے وہ افتاد ابھی سے

شنوائی تو رکھی ہے قیامت پہ خدا نے
کیون داد طلب ہے مری فریاد ابھی سے

مرجاؤں تو پھر طوق گلوگیر اوتارے ۔ سنت نہ بڑھائے مری جلاد ابھی سے

کیا کھینچیگا نقشہ ترے آئینہ رخ کا ۔ خود سکتے کے عالم مین ہے بہزاد ابھی سے

محشر مین تو ہستی کا نشان بھی نہ رہیگا ۔ کرتے ہین جہان کو جو وہ برباد ابھی سے

طفلی مین بھی روتے تھے تو سمجھاتی تھی دایہ ۔ وہ کون ہے کرتے ہو جسے یاد ابھی سے

دم بھر مین غش آئیگا لہو دیکھ کے میرا ۔ سکتے کے عالم مین ہے فصاد ابھی سے

آغاز محبت مین مروت ہے کہ جیون مین ۔ منظور جو ہو کیجیے ارشاد ابھی سے

خونریزیون کا سن ہے نہ شبخون کے دن ہین ۔ کیا جانے وہ کیونکر ہوئے جلاد ابھی سے

جب ہوونگا گرفتار تو کیا حال کریگا ۔ سہما تا ہے تو مجھکو جو صیاد ابھی سے

زندان ہی مین رہتا ہے فقط گذرے ہین دو دن ۔ دشوار ہوئی ہے مجھے میعاد ابھی سے

جسکا مین گنہگار ہون آ لینے دے اوسکو ۔ گردن نہ جدا کر مری جلاد ابھی سے

سن لین تو نکیرین کلیجے سے لگا لین ۔ کرتا ہون مین ہر دم وہ سبق یاد ابھی سے

وعدہ بھی برابر تو ہوا ہی نہین اسکا ۔ کیون روح ہوئی جاتی ہے آزاد ابھی سے

آتی ہے خزان باغ اوجڑتے نہین دیکھین ۔ چل مجھ پہ چھری پھیر دے صیاد ابھی سے

جب تیر و کمان لائیگا جب تاکیو مجھکو ۔ للہ نہ سہما مجھے صیاد ابھی سے

اسید تو تھی سر کے نکلنے کی شرف کو ۔ دل توڑ کے تم کرتے ہو آزاد ابھی سے

مجھ پہ بے اذن ترے حکم قضا کیا کرتی ۔ ملک الموت مری جان ہوا کیا کرتے

درد الفت مین تمنائے شفا کیا کرتے ۔ ایسے آزار مبارک کی دوا کیا کرتے

رکھ کے دو پھول بجز آہ و بکا کیا کرتے ۔ اور تربت پہ عزیز و رفقا کیا کرتے

بے نیازی کے شہنشاہ ہین پروا کیا ہے ۔ بیکے وہ ہمسے غریبون کی دعا کیا کرتے

فکر کی دامن رحمت سے لپٹ جانے کی ۔ اور تدبیر نجات اسکے سوا کیا کرتے

کیون ہم اس زخم محبت کا چھڑاتے پھاہا ۔ ایسے پیارے کو کلیجے سے جدا کیا کرتے

پاسداری تھی رحیمی و خطا پوشی کی ۔ وہ گنہگارون کی تجویز سزا کیا کرتے

دیکھتے وہ مری حسرت جو ہم آغوشی کی
دوڑ کر مجھسے لپٹ جاتے حیا کیا کرتے

رنج کرتے ہین جو مٹنے کا تو دل کہتا ہی
تمکو پیدا ہی نہ کرتا جو خدا کیا کرتے

جبتلک اک درد رہا سیکڑون تدبیرین کین
ہو گیا خون کلیجا تو دوا کیا کرتے

جسم تھا خاک کیا خاک مین اسکو معدوم
روح تو روح تھی اونہین کی وہ فنا کیا کرتے

تم مکرتے جو مرا خون خدا کے آگے
بول اوٹھتی جو زبان ہو کے خفا کیا کرتے

مرتبہ تیری حضوری سے نہ بڑھکر ہوتا
شان شاہی وکرامات گدا کیا کرتے

اپنے قاتل کو بتایا دکہیکو ہمنے
چاہیتے تجھ اوسے انگشت نما کیا کرتے

موت نے قید تعلق سے چھڑایا مجھکو
جان چھوڑی نہ جنھون نے وہ رہا کیا کرتے

کھل گئے شربت دیدار کی جب حسرت مین
ہو گئی یاس تو صحت سے دوا کیا کرتے

لاکے اے یار حضوری مین تری پہونچایا
ڈوری اور رہے بخت رسا کیا کرتے

کوئی محبوب سی حسرت نہ اوٹھانے دیتی
پٹیون پر مرے منہ لاکے ہوا کیا کرتے

زندہ ہوتے جو شرف سالگرہ مین اونکی
بزم آرائی کا سامان وہ کیا کیا کرتے

در پردہ ہو گئی خلوت معراج کی خبر ہی
سرکار کبریا مین مہمان نئے لیے ہے

کیا حسن کا سمان ہے کس نور کی سحر ہی
گلشن مین تڑپکے تڑپکے [illegible]

دل ڈہونڈھتا ہی جسکو دل ہی مین اوسکا گھر ہی
پہلو نشین ہی لیکن پوشیدہ جلوہ گر ہے

گلزار ہو رہا ہے جسکے لیے زمانہ
وہ کون ہے پریرو جسکا یہان گذر ہے

دم توڑتا ہی مجنون لٹتا ہے باغ وحشت
محمل اوجڑ گئی ہے لیلی برہنہ سر ہے

سنتے ہین بلبلون پر ناحق چھری پھریگی
یارب یہ جھوٹ کرنا اوڑتی ہوئی خبر ہے

مجنون کی دوستی مین دیوانہ ہو گیا ہون
کہتی ہے ہنس کے لیلی صحبت کا یہ اثر ہے

کیا ذوق حق پرستی پہونچا ہے انتہا کو
پتھر اسکے پر ہین آنکھین آئینہ پر نظر ہے

طوفان لہو کا آیا قاتل نے قہر ڈھایا
خون اوسکے بسملون کا ہر سو کمر کمر ہے

صیاد رو رہے ہین سر پیٹتے ہین گلچین
کہرام ہے چمن مین بلبل جو نوحہ گر ہے

دل ہی بھرا ہوا ہے سمجھاؤ اب نہ یارو — رونے دو مجھکو پانی پانی مرا جگر ہے

سنسان ہوگا منزل مین ہو کا عالم — بھاگے گی روح جس سے در پیش وہ سفر ہے

کس شب کا غم ہے اسکو پھاڑا ہے جو گریبان — کیا ہی دریدہ دامن کسو واسطے سحر ہے

مشتاق ہوکے تیرا جھپکاؤن کیا پلک مین — پیش نگاہ تو ہے تیری طرف نظر ہے

رقت گنہ نہین ہی ماخوذ مین نہ ہونگا — دامن تو تر نہین ہی ہان ہونے دو چشم تر ہے

لو توڑ دو نہ میرے دل کو گلزار عاشقی مین — ہون نونہال حسرت مجھ مین ابھی ثمر ہے

کس حال مین کیا ہی دنیا سے کوچ ہمنے — ہمراہ بیکسی ہے تنہائی کا سفر ہے

کیا اڑ سکینگے اوڑکر کنج قفس کے قیدی — کوئی شکستہ بازو کوئی شکستہ پر ہے

آئے ہین جسکی خاطر انبوہ حشر مین ہم — اسے قد سہی تباد وہ جلوہ گر کدھر ہے

سائے مین دفن اسکے تمنے کیا ہے مجھکو — اس بیکسی مین بڑھکر طوبی سے یہ شجر ہے

کسلئے لحد مین بسیار تم کیون کراہتے ہو
کیا حال ای شرف ہی کیا صدمۂ روح پر ہے

حسرت ہے گرم خلوت جانانہ کیجیے — معشوق بے نیاز سے یارانہ کیجیے

ہو پینا تو ذکر حنا کا نہ کیجیے — دل کو بڑھا کے خون کلیجا نہ کیجیے

لینی ہے میری جان تو افشانہ کیجیے — یہ باتین دلمین رکھتے ہین چرچا نہ کیجیے

جب یار کے بناو کا افسانہ کیجیے — لاکھون دلون کو پہلے سے دیوانہ کیجیے

دنیا وہین کی جان جہان جاکے ہو رہی — رخ آپ جو کبھی سوئے ویرانہ کیجیے

کہتا ہی دل جو لاش کوئی دیکھتا ہون مین — عبرت کا ہے مقام تماشا نہ کیجیے

دل سے ہمارے لیجیے الفت کی خدمتین — بلبل سحر کو شام کو پروانہ کیجیے

اسکی رکھائی مین وہ مزا ہی جو بس چلے — تیری چھری مین سیکڑون دندانہ کیجیے

کہتی ہے بزم یار مین دل کی ہمار ہمی — سنئے بلے جلوس جو دیرانہ کیجیے

جو لطف پر ابنے اوسنے نکلنے دیا ہو سر — کعبے مین چلکے سجدۂ شکرانہ کیجیے

کیونکر جگر سے ہجر مین دلکو چھڑائیے — کسطرح اس یگانے کو بیگانہ کیجیے

محفل کو لا کے وجد مین دل کو جھمائیے
جی چاہتا ہے نعرۂ مستانہ کیجیے

شاید کرے وہ ہمسے مرادون کی باز پرس
اے دل بیان کیجیے کیا کیا نہ کیجیے

محتاج جان سے کیا وہین رحم آہی جائیگا
چلیے سوال دید فقیرانہ کیجیے

رکھیئے نہ میرا سوگ پریشان نہو جیئے
سرمہ لگا کے گیسوؤن مین شانہ کیجیے

آئینہ ہم ہین آپ سے صاف آپ ہمسے ہین
ان سے حجابیون مین تو پردا نہ کیجیے

دو دن مین آپ کو بھی نہ پہچانین گر شرف
بس بس اب اسقدر بھی نہ دیوانہ کیجیے

چھین سے پہلو ہی ہی کیا کرون دل کے لیے
اسقدر خود رفتہ ہی یہ کسکی محفل کے لیے

دم نکلتا ہی مرا مرتا ہون قاتل کے لیے
اور سینے حق مٹا جاتا ہی باطل کے لیے

خاک اوڑاتا ہون نکل سے اوسکی محفل کے لیے
وہ مسافر ہون کہ ہون برباد منزل کے لیے

آبدیدہ کیون ہو کسکو نخلے بہائے ہین
دل پکڑ لیتے ہو کس بیہوش غافل کے لیے

جانثاران رحمت خدا کی خوب ہی لوٹا لوٹا
نیت اللہ اکبر کرکے بسمل کے لیے

حسن کو غارت مراد نوجوانی نے کیا
چودہوین شب نے کیا کیا ماہ کامل کے لیے

دیکھیے کس دھوم سے اوٹھتا ہی اب تابوت قیس
حکم لیلی نے دیا ہے اپنی محمل کے لیے

محفل خوبان مین حسرت نے کیا جو اہتمام
یار کے پہلو مین کی تجویز جا دل کے لیے

خون روتی ہی چھری کو خون لہو کا فرش ہے
کیا یہ صفت بچھی ہی ظالم تیرے گھائل کے لیے

نزع کے عالم مین بہی اپنا ہی بہروتے ہو دم
واہ وا یہ ہوشیاری مجھ سے غافل کے لیے

کھولنا دیوانہ کہڑکا ئیگا یہ زنجیر عرش
کسکو تجویزا ہی تونے اس سلاسل کے لیے

کیا ہوا پلٹی صبا جو خانۂ صیاد مین
نکہت گل لیکے آئی ہی عنادل کے لیے

عشقبازون سے کیا جب عشقبازون نے سلوک
رقت آنکھون کے لیے دی آرزو دل کے لیے

جو چھری دلمین درائی شکر کا سجدہ کیا
مرتے مرتے کی دعا ہی خیر قاتل کے لیے

قبر مجنون سے صدا آتی ہی لیلا سے کہو
استخوان حاضر ہین تیاری محمل کے لیے

مدتون سے ہون پریشان ای خداوند کریم
مطمئن کر اب تو اطمینان دی دل کے لیے

روح کی تحلیل جب نام خدا تمنے لیا
منھ سے بسم اللہ ہی نکلی تو بسمل کے لیئے

یا خدا کاٹین گی تیر اپنی اپنی گردنین
اس ادا سے قبلہ رو بیٹھے ہو بسمل کے لیئے

کیا ارادہ ہی ملا دینے کا مٹی مین اسے
خاک کا قالب جو بنتا ہی مرے دل کے لیئے

بیقراری مین بھی کیا کیا ہمری کا پاس تھا
دل جگر کے واسطے تڑپا جگر دل کے لیئے

غنچہ و گل بھی چمن مین سہم کے کمہلا گئے
جب قفس آیا گلستان مین عنادل کے لیئے

کیون کہین جائے کسی شی کی وہ کیون خواہش کرے
دولت حسرت ہی کیا کم تیرے سائل کے لیئے

گور مین دم بھر بھی چین ہی روح ملنے کا نہین
ڈھونڈھ لا مشکل کشا کو جا کے مشکل کے لیئے

بیٹھے کو ہین وہ مسند پر لگا کے آئینہ
پاسداری کی ہے فکر اپنے مقابل کے لیئے

میری میت کے لیے دیتے ہو حکم قبر تنگ
جا بجان کم وسعتی کرتے ہو منزل کے لیئے

ای شرف دم بھر مین ہو بیخودی خدا کے فضل ر
کسلیے گھبرا رہے ہو پہلی منزل کے لیئے

جنون کرتا جو آمیزش مری تقدیر سی پہلے
وہ گل کھیلوں کی بڑھتی پہچتا زنجیر سے پہلے

رسائی کی ہے پہنے صید گہ مین تیر سی پہلے
مجھے تو ای پر پیروتا کیو نخچیر سے پہلے

چھری تمنے جو پھیری اسکو بھگوا ز و قیمت تھین
ہلاکت کی تمنائین تھین اس تقدیر سے پہلے

کیا صیاد نے بسمل عجب ایذائین دے دیکر
گھڑی بھر تک گلا گھونٹا مرا تکبیر سے پہلے

نہ ہو رین تھین نہ پریان تھین نہ تھا آئینہ یو تجھسا
کوئی صورت نہ مورت تھی تری تصویر سی پہلے

جگر حاضر ہی ڈھونڈھو شوق سی پیکان کو اپنے
چھری ہے سے چاک پھر کرنا کریدو تیر سے پہلے

خدا پوچھیگا تجھسے پیشتر اے ستقی مجھکو
مری تقدیر چمکیگی تری تقدیر سے پہلے

حقیقت مین نہ چرچا تھا کہین جادو بیانی کا
نہ تھین دنیا مین یہ باتین تری تقریر سی پہلے

مبارکباد دیگا قیس مین جسوقت پہنونگا
صدا آئیگی بسم اللہ کی زنجیر سے پہلے

مری قسمت سے شاید تیر اُنکا یہ پڑ جائے
لپٹ جانے دے او ظالم مجھے نخچیر سے پہلے

ہم آغوشی حسرت بھی نکل جائیگی پھر اے دل
دبا لے یار کا پہلو کسی تدبیر سے پہلے

لکھا تونے جو مجھکو حکمنامہ اپنی طاعت کا
ترا کلمہ پڑھا میں نے تری تحریر سے پہلے

مرقع کشتۂ خون کا پھر خدا کے پاس بھجوایا
ہوا شوق شکار اونکو تو کہیلے کہیل قدرت کے
صفات مصحف رخ کرکے شرح عشقبازی کی
کسی صورت سے سرگشتہ اسے ہوئے شدہ دیتا ہین
اوسے مجسے سوا کیا آرزوئین تہین اسیری کی
کریمی و رحیمی نے نوازا مین وہ مجرم ہون
کباب اے یار کرتے ہو جو مجھ نخچیر زندہ کو
حقیقت حسرت دیدار کی لکہنے جو بیٹھا ہین
مٹا برگ خزانی سے چمن مین بیشتر غنچہ
مرا صیاد کرتا ہی جو نیت ذبح کرنے کی
چھٹیکا دودھ آئیگا زبان پر اسکے ای شیرین
کرا ہون بہی نہ مین اے جذب شوق اوسکو جو آئے
قضا کی ہینے زندان مین اوڑی پہر خاک صحرا مین
جنون رخصت ہوا مرتا ہون سید ہر پانون ہوجائے
اوسی کے حسن کی یہ طور پر ہی چہوٹ اے موسی
چہری گردن پہ رکھ کے پہرنے مین کیون تامل ہے
فسانہ اسطرح کہتا ہون اوس یوسف کی آمد کا

لہو اپنا چہڑا ڈالا تری تصویر سے پہلے
ہزارون دل اوڑانے کو بنائے تیر سے پہلے
کلام اللہ پڑھنا چاہیے تفسیر سے پہلے
خدا پیدا اگر کرتا مجہے تقدیر سے پہلے
بنا کیون طوق قمری کا مری زنجیر سے پہلے
معافی باغ جنت کی ہوئی تقصیر سے پہلے
چھڑکیو پھر نمک کو چو کلیجا تیر سے پہلے
لگا دی آنکھ خط شوق مین تحریر سے پہلے
ستم ہی نوجوان کو مرتے دیکھا پیر سے پہلے
پرون کو پھینکتا ہے نوچ کے تکبیر سے پہلے
بہے گا کوہکن کا خون جوئے شیر سے پہلے
اثر تو ہی دکہا دے آہ کی تاثیر سے پہلے
لٹی جاگیر میری قیس کی جاگیر سے پہلے
اوترا دو جو میری بیڑیان زنجیر سے پہلے
یہان آیا گیا ہوگا جو اس تنویر سے پہلے
تری نیت مین تو جلدی تھی اس تاخیر سے پہلے
بیان کرتے ہین جیسے خواب کو تعبیر سے پہلے

تہم عشق مین دلین شرف رہ رہ کے آتا ہے
شہادت گاہ مین چل بیٹھے شمشیر سے پہلے

مٹے اوسپر تو اوسکو بہی مروت آہی جاتی ہے
کسی دیدار کے بھوکے پہ جب دم یار ہنستا ہے
مسافر فاتحہ پڑھجاتے ہین گور غریبان پر
زمانے مین ہم جب عاشق و معشوق ہوتے ہین

تہم عشق مین آڑے محبت آہی جاتی ہے
برابر زہر کہا لیتا ہی غیرت آہی جاتی ہے
کہین سے چادر گل پہر تربت آہی جاتی ہے
اسی اوسکی اوسے اسکی مروت آہی جاتی ہے

جب آنکھیں ڈبڈباتی ہین تو پہر آنسو نہین تہمتی
جو دلمین درد ہوتا ہی تو رقت آہی جاتی ہی

صبا لا کے جب تقسیم کرتی ہے خدائی مین
مرے حصے مین بہی اوس گل کی نکہت آہی جاتی ہی

ہزار آئینون سی بڑھکر سمجھتا ہون تصور کو
کہ اسمین دیکھنے مین اوسکی صورت آہی جاتی ہی

لحد ہی بند ہر سو سے پر اوسکی کیا کوئی ہے
کہ اسمین بہی ہواے باغ جنت آہی جاتی ہی

کلیجا خون ہوجاتا ہی ناحق کی سیاست سے
دکہاتا ہی کوئی دل کو تو رقت آہی جاتی ہی

نہ منھ سے مین نکالونگا کہ تمکو پیار کرتا ہون
مگر کہنے مین بات ای بیمروت آہی جاتی ہی

نہین ہوسکتی یارو نزع کے عالم مین ہشیاری
مقام بیخودی ہی اسمین غفلت آہی جاتی ہی

ہزار اسے ہمدمو ہین خود فراموشی کا مارا ہون
مگر یاد اوس پری پیکر کی صورت آہی جاتی ہی

خداوند دو عالم جسپہ رہتا ہے توکل مین
مرے بہی واسطے نعمت سی نعمت آہی جاتی ہی

مسیحا کی تو آمد مردنی کو پہیر دیتی ہے
شفا ہونے کو ہوتی ہے تو راحت آہی جاتی ہی

عجب اک نور کی تصویر ہے روی صفا ت ہی اوسکا
جو اس آئینے کو دیکھے تو حیرت آہی جاتی ہی

جسے اے جانجان دم بہر دم عیسی بتاتی ہو
اوسے مردہ جلانے کی کرامت آہی جاتی ہی

کیا ہے جسنے اجلاس اس دشت خوبان کی پہلو مین
بغل مین اوسکی بوے بادشاہت آہی جاتی ہی

گل شاداب اکثر بلبلون کا خون کرتے ہین
جو انکو جوانی مین حرارت آہی جاتی ہی

کوئی ہمدرد پوچھے تو نہین پہر ضبط ہوسکتا
بیان کرنے مین بیتابی وحسرت آہی جاتی ہی

بیان کرتا ہی جو افسانہ اپنی تن نزاری کا
زبان پر اوسکی میری بہی حکایت آہی جاتی ہی

لٹاتے تم جو پہلو مین تو شادی مرگ ہوتا مین
کہ اکثر نیند وقت استراحت آہی جاتی ہی

غضبناک اوسکو کرتا ہی گنہگارون پہ قہر اوسکا
پر اوسکی جوش پر اسپر بہی رحمت آہی جاتی ہی

بسایا ہے جہان کو ای شرف جس گل کی خوشبو نے
مرے بہی پیرہن مین اوسکی نکہت آہی جاتی ہی

مرے صیاد نے رکھکر مرا سر پاؤن کے نیچے
کیا بسمل دبا کر بازو کو پر پاؤن کے نیچے

قیامت ہی جو سر رہتے تھے معشوقون کے زانو پر
وہ گورستان مین آجاتے ہین اکثر پاؤن کے نیچے

نہ کر پامال اسکو واسطے اس خوشخرامی کا
مرا دل آگیا ہے اوستمگر پاؤن کے نیچے

ہم ایسے با مروت ہین نہ اوسکو بھی سرکوبین
کوئی دشمن بھی رکھوا دے جو نشتر پاؤن کے نیچے

لرز جاتا ہون تھراتا ہون گورستان مین ہر گام
کسی تربت کا آتا ہے جو پتھر پاؤن کے نیچے

قصاص حسرت دیدار کس سے یار لیتا ہے
ملے جاتے ہین کسکے دیدۂ تر پاؤن کے نیچے

وہ ظالم مل چکا جسدم مری آنکھین نکلواکر
کچل ڈالا دل بیتاب و مضطر پاؤن کے نیچے

مرے صیاد کے قدمون سے پر لپٹے ہین بلبل کے
دبایا تھا خدا معلوم کیونکر پاؤن کے نیچے

زمین تنگ تجھ سودائی سے ہموار ایسی تھی
چبھا کانٹا نہ آیا کوئی کنکر پاؤن کے نیچے

معاذ اللہ جسدم وہ پری رو حشر ڈھائیگا
زمین اوسوقت ٹھہریگی نہ دم بھر پاؤن کے نیچے

چھری گردن پہ پھروائی ہوس تھی مین سرخروئی کے
دکھائی ہمنے مظلومی کے جوہر پاؤن کے نیچے

دم تکبیر ایسا کون بسمل تڑپا تھا
یہ کسکے رہگئے ہین لوٹ کر پر پاؤن کے نیچے

چڑھائی کفر پرکی پیر مرشد نے جو کعبے مین
خدا سرپر رہا دوش پیمبر پاؤن کے نیچے

نہین یہ بھی خبر کیونکر وہ پیارا ذبح کرتا تھا
خوشی کے مارے تھا مین خود تڑپ کر پاؤن کے نیچے

اڑائیگا لہو بسمل سے جھنجھلاکے وہ کہتے ہین
تڑپنے بھی نہ دونگا اب تجھے مر پاؤن کے نیچے

ٹھہر کر اسلیے لٹکے ہوئے وہ چال سے چلتے ہین
کہ آجاتے ہین گیسوے معنبر پاؤن کے نیچے

ہمارے دل پہ اوس ظالم نے یون قبضہ کیا
کہ جیسے ذبح کرتے ہین کبوتر پاؤن کے نیچے

ارادہ کوے قاتل مین کرے کیا کوئی جانے کا
اودھر جائے تو رکھوا دے وہ خنجر پاؤن کے نیچے

ہوئی ہے کسکو نفرت اے شرف نظارہ بازون سے
یہ کیون آنکھین ملی جاتی ہین گھر گھر پاؤن کے نیچے

الفت کرے تو جان سے گزرنا ہی چاہیے
معشوق لاجواب پہ مرنا ہی چاہیے

بیمار عشق ہون وہ معالج نہین نہو
دم اوس مسیح کا مجھے بھرنا ہی چاہیے

جلاد بنتے ہین کبھی ہوتے ہین بے نیاز
معشوقون کے مزاج سے ڈرنا ہی چاہیے

اقبال کسطرح وہ کرین عاشقون کا خون
ہٹ دھرمی کہتی ہے کہ مکرنا ہی چاہیے

کتنا ہے دل یہ ڈوب کے دریاے عشق مین
اسمین سے جسطرح ہو اوبھرنا ہی چاہیے

تو بے نیاز ہے مین ترا ہون نیاز مند
نظرون پہ تیری چڑھ کے اوترنا ہی چاہیے

مشہور ہوگیا ہون مین دیوانہ شیر دل
اے دل مہم عشق پہ جانی ہے میری جان
لشکر بھی گھیر لے تو بپھرنا ہی چاہیئے
سر جسطرح سے ہوا سے کرنا ہی چاہیئے

اوٹھو کرو بناو اوتارو شرف کا سوگ
تم نازنین ہو تمکو نکھرنا ہی چاہیئے

کسکی بو لے نکلے دماغون مین ہی آنے کے لیئے
وجد مین بیٹھے ہین بلبل چہچہانے کے لیئے

روح ہی بیچین پھر قالب مین آنے کے لیئے
کون بیٹھا ہی مرا مردہ اوٹھانے کے لیئے

سر بھی پھوڑا پر نہی ٹوٹے ہوگئی آخر ہلاک
اسقدر پھڑکے قفس مین آشیانے کے لیئے

سامنے اوس گل کے کوئی گل نہ کھلنے پائیگا
اب غنچے ترسین گے چمن مین مسکرانے کے لیئے

چند دیوانون نے سر پھوڑا ہی قبر قیس پر
اوترے ہی محمل سے لیلی خاک اوڑانے کے لیئے

اسقدر گھبرا گئے وہ غش جو مجھکو آگیا
اپنے دامن کی ہوا دی ہوش آنے کے لیئے

دیکھکر خوشیان سے لگے کرنے مرا زخم جگر
آئے تو ہنسنے کی خاطر مسکرانے کے لیئے

سنتا ہی جگر پانی ہوا جاتا ہے دل
شاید آنکھون مین ہین آنسو ڈبڈبانے کے لیئے

آکے جب [illegible] تلقین اوس پر رونے پڑی
یوسف اوترے قبر مین شانہ ہلانے کے لیئے

خانۂ صیاد مین آیا جو مین ہوکر اسیر
بوئے گل آئی قفس پر ابسانے کے لیئے

بیٹھے ہین بگڑے ہوئی دل حال میرا دیکھکر
خود وہ روتے ہین ہمی ہین رولانے کے لیئے

یاد مین اوسکی تڑپ کر خاتمہ دل کا ہوا
اب کلیجا مستعد ہی تلملانے کے لیئے

بے نیازی وخودی سکھلا رہا ہی اونکو حسن
آئینہ جاتا ہی خود بینی جتانے کے لیئے

سرمہ ہوکر ملنے کی ہی ترچھی نظرون مین جگہ
بس گیا ہون ان کنکھیون مین سمانے کے لیئے

میری میت کے اوٹھنے کی جو تیاری ہوئی
جائیۂ حسن اوسنے بھیجا شامیانے کے لیئے

کام اس محشر مین کیا ہمسے گنہگارون کا تھا
آئے ہین تیری رحیمی آزمانے کے لیئے

واہ ری اسکی سمائی واہ ری بندی کا ظرف
دی جگہ دلمین خدائی کارخانے کے لیئے

میرے تنکے چننے پر رونے لگا رحم آگیا
دے گیا گل گل گلچین آشیانے کے لیئے

رات دن رہتا ہی دنیا مین یہی کوچ و مقام
کوئی آنے کے لیئے ہے کوئی جانے کے لیئے

دل بھر آتا ہے اونکا حکم رونے کو نہین
کیا بہاتا تا کیجیے آنسو بہانے کے لیے

حسن کی دولت لٹاتی ہے جوانی یار کی
جاؤ اپنی اپنی قسمت آزمانے کے لیے

بوے گل آتی ہی جو انکو نہین ہوا کی اے شرف
شاید اوسنے بال کھولے ہین نہانے کے لیے

زندگی کو ہے خوشی موت کو مایوسی ہی
اوس مسیحا کی جو دل بھر کے زبان چوسی ہے

نرگسی چشم تری نرگس جادو سی ہے
گل کی رگ ہی تو مگر ہے نظر آہو سی ہے

ہی تو یہ بات پہ شبنم مری ہمگر یہ ہے
اسکے ہر قطرے کی صورت مری آنسو سی ہے

حسن تو لینگے مرے مردم دیدہ اسکا
دونون آنکھون کی جو تصویر ترازو سی ہے

دست انداز چمن مین تھی خزان اے بلبل
شاخ گل بھی تری ٹوٹی ہوئی بازو سی ہے

جا کے اے دشمن جان کس پہ گلا رکھدو مین
کونسی تیغ جہان مین تری ابرو سی ہے

سانپ لہراتے ہین سنبل کی دل آویزی پہ
یہ لٹک کون لٹے معشوق کے گیسو سی ہے

اولٹے دیتا ہی جو تو پردۂ محمل اے قیس
اسمین لیلی کی تو رسوائی و ناموسی ہے

کر رہا ہے جو وہ گل چشم کشودہ آرام
یہ ادا اوسکی جگاتے ہوئے جادو سی ہے

کیون نہ موجد ہو یہ چتون قدر اندازی کے
ہر پلک یار تری تیر سے پہلو سی ہے

کونسا زاغ مرا داغ جگر لائیگا
فاختائی ہے نہ طوطی ہی نہ طاؤسی ہے

لن ترانی سے نہ افسردہ ہو خوش ہو اے دل
یہ صدا تو مرے محبوب پریرو سی ہے

غنچۂ دل کو جگر سے جو لگا رکھا ہے
اسکی خوشبو دہن یار کی خوشبو سی ہے

جب سے ہے شربت دیدار کی حسرت اسکو
دل مین اک جوت کی صورت مری چلو سی ہے

مری تربت پہ تو پانی نہ گیا تھا چھڑکا
کون رویا ہی ترائی جو لب جو سی ہے

گھونٹتا ہے یہ گلا کونسا غم اے بلبل
تری نالون مین جو اولجھن مری اچھو سی ہے

کیا یہ دیوانہ کسی چشم سیہ کا ہوگا
کیون یہ وحشت دل بیتاب کو آہو سی ہے

کونسی بوٹیت بسا ہے ترا موباف سفید
بھینی بھینی یہ مہک کس گل شبو سی ہے

نزع کے وقت تسلی جو مجھے دیتے ہو
چاپلوسی ہے مری جان کہ ما تو سی ہے

نظر انداز وہ کردیتے ہین اوس موتی کو
ای شرف جسکی شباہت مری آنسو سی ہے

محافظت مین مری رہتی ہے قضا میری
وہ شمع ہون مین کہ پروانہ ہی ہوا میری

چمن مین حرص عنادل کرینگے کیا میری
مری بہار مری بوے گل صبا میری

پسند آئی جو ظالم تری ادا میری
مری نگاہون مین پھرنے لگی قضا میری

کیا جو عجز تو اوسنے گنہ معاف کیے
مرے خدا کو پسند آئی التجا میری

کریم تم ہو تمہین واسطہ رحیمی کا
کرو قبول کہ مایوس ہے دعا میری

پکار رہی کی مری میت تمہارے کوچے مین
یہین اوتار دو مجھکو یہی ہے جا میری

زمانے بھر سے اوڑا کے چمن مین لاتی ہی
وہ خاک ہون کہ ہوا خواہ ہی صبا میری

کرو بھی اپنے اسیران عشق کو آزاد
کہ روح ہو قفس جسم سے رہا میری

نگاہ نزع مین پڑتی ہے کس پہ رہ رہ کر
یہ کس پہ روح ہوئی جاتی ہی فدا میری

الٰہی شکر کہ دل مین تجھی سے کی فریاد
خدائی مین نہ کسی نے سنی صدا میری

کریگا وادی حسرت مین دفن کون ہمین
او گل رہے ہین یہ کیون ہڈیان ہما میری

ہمیشہ میری نگہداشت کے مخالف نے
تمام عمر محافظ رہی قضا میری

غضب ہی کیون مجھے تو خاک مین ملاتا ہی
گنہ کیا ہے ترا کیا خطا ہے کیا میری

مزار کی تو شب قدر ہوگی تاریکی
وہان بھی دیگا مرادین مرا خدا میری

مریض عشق ہون دل بھاگتا ہی صحت سے
گریز کرتی ہے تاثیر سے دوا میری

خیال زلف مین زنجیر عرش کھڑکا دی
ترے کرم سے یہ قسمت ہوئی رسا میری

جہان مین ہون مین وہ مسکین ترے بندہ دلبر
غریبی دیکھ کے رو دیتے ہین گدا میری

عزیز جان و جگر ہے مرض محبت کا
نثار ہوگی اس آزار پر شفا میری

مری طرف سے نکل کے وہ دلمین کہتے ہین
پتا نہ دے کہین شوخی نقش پا میری

قریب مرگ ہون لیکن وہ زندہ دل ہون مین
کہ میری باتون پہ غش کرتی ہی قضا میری

ہوس ہے عشق مین وہ کام کرکے مرجاؤن
ہوا کرے ابد آباد واہ وا میری

وہ میرے بعد شرف یاد کرکے روئینگے
مری تباہی مری حسرتین وفا میری

لٹاتے ہین وہ باغ عشق جاہے جسکا جی چاہے
گل داغ تمنا لوٹ لائے جسکا جی چاہے
چراغ یاس و حسرت ہم ہین محفل مین حسینون کی
جلائے جسکا جی چاہے بجھائے جسکا جی چاہے
کسی معشوق کی کوئی خطا ہمنے نہین کی ہے
ستانے کو زبردستی ستائے جسکا جی چاہے
بحل شوق شہادت مین کیا ہے ہمنے خون اپنا
ہمارے شوق سے پرزے اڑائے جسکا جی چاہے
دو عالم مین نہین اے یار مجھسا شیفتہ تیرا
محبت یون جتانے کو جتائے جسکا جی چاہے
خوشی و ناخوشی موقوف ہے اپنی حسینون پر
ہنسائے جسکا جی چاہے رلائے جسکا جی چاہے
صدائین سرخروئی دیتی ہے گنج شہیدان مین
لہو کا مینھ برستا ہے نہائے جسکا جی چاہے
جو ہو جائیگا پروانہ چراغ حسن کا اوسکے
کریگا نام روشن لو لگائے جسکا جی چاہے
عجائب لطف ہین کوے توکل کی فقیری مین
خدائی ہے یہان دھونی رمائے جسکا جی چاہے
کوئی غنچہ نہ پہونچے گا ترے حسن تبسم کو
سرِ میدان چمن مین مسکرائے جسکا جی چاہے
جگہ اوس شمع رو نے دی ہی پروانون کے لشکر کو

سرسیدان چمن مین تسکر اسلئے جسکا جی چاہے
جگہہ اوس شمع رو نے دی ہے پروانون کے لشکر کو
بلا قید اوسکی محفل مین ہے جانے جسکا جی چاہے
بتیان غنچہ و گل ہونگے میرے زخم خندان سے
ہنسے جی چاہے جسکا تسکر اسلئے جسکا جی چاہے
عطا کی سیر گلشن اوسنے اپنے عشقبازون کو
اجازت دی یہان نکھرے نہائے جسکا جی چاہے
خوشی ہو ہو کے خود صیاد کہتا ہے عنادل سے
بہار آئی ہوئی ہے چہچہائے جسکا جی چاہے
نہ دیکھین گے کسی بیتاب کو وہ آنکھ اوٹھا کے بہی
کلیجے کو مسوسے تلملائے جسکا جی چاہے
مرینگے اوس پہ کلمہ پڑھ کے اوسکا جان ہم دینگے
خدائی بہر مین ہمکو آزمائے جسکا جی چاہے
عجب خوشبو ہے گلدستے مین شوق و ذوق کی اوسکی
کریگا وجد پیر اہن لبائے جسکا جی چاہے
دعائے مغفرت تم دو اوتارے قبر مین کوئی
پڑھو تلقین تم شانہ ہلائے جسکا جی چاہے
شرف دم توڑتے ہین اک پریرو کی جدائی مین
عجب عالم ہے اونکا دیکھ آئے جسکا جی چاہے

آئینہ بن کے جو بیٹھی آئی محبت تیری	میری حسرت نے دکھا دی مجھے صورت تیری
خوف ہے اپنے گناہون کے جو مین گھبرایا	سطمئن کرنے کو نازل ہوئی رحمت تیری
کونسی نور کی تصویر لگی ہے اسمین	دلمین رہ رہ کے جو بنتی ہی شباہت تیری
جان کیا تھی جو یہ آکے مجھے بیدم کرتی	کیا کرون ساتھ اجل کے ہی حمایت تیری

ہمگناہون کو بھی ماخوذ کیا کرتا ہے
ساری دنیا سے نرالی ہے عدالت تیری

جانبجان تونے تو وہ بحث کی مشتاقون سے
لن ترانی سے ہی بڑھ بڑھ گئی حجت تیری

بے نیاز آرزو مین کرکے بنایا تجھکو
جان اوڑا کی پر اوڑا یا کیے شہرت تیری

مجھ گنہگار کو دے اپنی حضوری مین جگہ
متقیون کو مبارک رہے جنت تیری

کعبے سے بڑھکے پرستش مین کرونگا اوسمین
جن معابد مین نظر آئیگی مورت تیری

درد دل کہنے مین طفلی سے جو پرہیز کری
ایسے بیمار سے اچھی نہین غفلت تیری

تونے جب عالم ایجاد کی تیاری کی
رونق کن فیکون ہو گئی قدرت تیری

روح انسان کی نکلتی ہے تو وہ کہتے ہین
پوچھے اس گل سے کوئی کیا ہوئی نکہت تیری

بیرحمی مجھسے نہ کر رحم ہے مشہور ترا
اس تلون سے بگڑ جائیگی عادت تیری

جان بلب ہوکے بھی دم توڑ رہا ہے یہ دل
واہ رے وصل اللہ رے طاقت تیری

زندگی بھر تو پلک مین نہین جھپکانے کا
میری آنکھون مین پھرا کرتی ہے صورت تیری

آبدیدہ ہے تجھے اب تو نہین دیکھا جاتا
اے شرف دل کو رولادیتی ہے رقت تیری

رنگ جنکے ستے گئے ہین اونہین یار آنے کو ہے
دھوم ہے پژمردہ پھولون مین بہار آنے کو ہے

یار کو ہے ہیبت تیرے دہلوں زمانے کے لیے
غمزدہ حسرت زدہ اک خاکسار آنے کو ہے

رحم کر نا اجل میری آنکھ کھلنے کی نہین
آخری غش مجھکو اے پروردگار آنے کو ہے

کوئی دم مین حشر ہوگا کچھ خبر بھی ہے تمہین
بیقراری لاتی ہے اک بیقرار آنے کو ہے

بھاگے جاتے ہین بگولے کانپتا ہے نجد
خاک اوڑی کسکی بیابان کسکا غبار آنے کو ہے

ہوش اوڑے جاتے ہین یارو روح ہے کیسی ہوئی
صیدگاہ عشق سے کسکا شکار آنے کو ہے

جانبجان تو کچھ جان بخشی کر تجھکو دیکھنے
ایک بیکس بیخود و بے اختیار آنے کو ہے

درد تنہائی سے چھوٹ آتا ہے عالم نزع کا
بیقراری کو بج کرتی ہے قرار آنے کو ہے

گلرخون کی بزم مین جلنے کو ہے کیسر غبار
پیشوائی کے لیے ابر بہار آنے کو ہے

اب مری آنکھون کو ہوگا ولولہ دیدار کا
حسرت انہین آچکی ہے انتظار آنے کو ہے

ہو گئی اب آمد آمد تربت شہید ناز کی
چادر گل بچھتی ہے شمع مزار آنے کو ہے

بے وفا تم باوفا میں دیکھیے ہوتا ہے کیا
غیظ میں آنے کو تم ہو مجھکو پیار آنے کو ہے

غنچہ و گل کر رہے ہیں کیوں گریباں چاک چاک
کرلنی رشک چمن کا دل نگار آنے کو ہے

ہجر میں دم گھٹنے کو ہے کوچ ہے تفریح کا
سانس رکنے کو ہے ہچکی جیسے بار آنے کو ہے

بیٹھی ہے لیلا گریباں پھاڑنے کی واسطے
کسکے مجنوں کا لباس تار تار آنے کو ہے

غش سے چونکو آنکھ کھولو دم نہ توڑو اے شرف
شکر کا سجدہ کرو اٹھ بیٹھو یار آنے کو ہے

جانستان تجھکو مری توقیر ایسی چاہیے
روح اسکندر کی ہے تقدیر ایسی چاہیے

گل کھلیں فردوس کے جنت کا طبقہ ہو زمیں
تیرے کشتوں کے لیے جاگیر ایسی چاہیے

دیکھنے سے جسکے مجھ بیتاب کا غم ہو غلط
دل کے بہلانے کو اک تصویر ایسی چاہیے

رات بھر رویا میں دکھلایا ہے مجھکو یار نے
دل کو اطمینان ہو تعبیر ایسی چاہیے

اجر دے خالق نماز پنجگانہ کا تجھے
عاجزی اپنے دل دم تکبیر ایسی چاہیے

رات بھر بہلائے کہہ کہہ کر کہانی یار کی
ہمکو اک محبوب خوش تقریر ایسی چاہیے

دم نکل جائے تو پھر آنے نہ پائے جسم میں
ایسی خود روکے لیے تدبیر ایسی چاہیے

اے شرف ہر لن ترانی کی جو حجت ختم ہو
عاشقانہ تمکو بھی تقریر ایسی چاہیے

کہیں بھی وہ نہیں ہے اور پھر وہ جا بجا بھی ہے
برنگ بوئے گل مخفی بھی ہے جلوہ نما بھی ہے

نکل آتا ہے عکس حسن باہر جسکے سینے پر
تماشا ہے کہ وہ پنہاں بھی ہے جلوہ نما بھی ہے

کروں میں ترک دنیا یا جوانی کا میں سکھ لوٹوں
خدائی کا مزا بھی دل کو ہے خوف خدا بھی ہے

کیا ہے عالم ارواح سے پیار انکو اے یارو
اسے وہ جرم ٹھہراتے ہیں کچھ اسکی سزا بھی ہے

شہید ناز کا اپنی وہ شاید سوگ اوتارینگے
طلب ہے آئینہ سرمہ بھی رکھا ہے حنا بھی ہے

کیا تعویذ درد دل جو پھٹنے لگے خط اونکا
کہا قاصد نے چپکے سے او نہوں نے کچھ لکھا بھی ہے

کہا رو رو کے قاتل سے کوئی جلدی خبر لائے
جنازہ میرے عاشق کا رکھا ہے یا اٹھا بھی ہے

جو تجھ سے بھیک بھی مانگی تو مانگی تیری حسرت کی
سمجھکر اسے نکیرین آئیو تم میری تربت مین
امید و یاس دونون ہین بس آثار محبت مین
ڈبوئے دیتی ہے ہئے لذت سفینہ عشقبازون کا
ازل سے آج تک نا آشنا ہی اوسکو سنتے ہین
کہان جائین ترے محتاج ہوکر تیرے کوچے سے
نشانی مانگی ہی عادل نے میری آخر اون کی

اگر لے عشق لاکہون ہین کوئی مجھسا گدا بھی ہی
نہ تنہا جانیو تجھکو یہان ذات خدا بھی ہی
دوا بھی اس مرض کی ہی یہ درد لا دوا بھی ہی
خدائی مین خدا کے کوئی اسکا نا خدا بھی ہی
کوئی اشنا بتا دے وہ کسی کا آشنا بھی ہی
جہان مین اور کوئی بندہ پرور دوسرا بھی ہی
وہان گو رہتی ہی اور منقار ہما بھی ہے

شرف کیا دیکھئے ہوتا ہی آثار محبت مین
قضا کا سامنا ہی اور امید شفا بھی ہے

تری ہوس مین جو دل سے پوچھا نکل کے گھر سے کدھر کو چلیے
تڑپ کے بولا جدھر وہ نکلے شتاب اوسی رہگذر کو چلیے
نہ چاہیے کچھ عدم کو لیکر نکلیے ہستی سے جان دیکر
سفر جو کیجے رہ خدا مین لٹا کے زاد سفر کو چلیے
ازل سے اوسکا ہی آسرا ہے جو دینے والا مراد دونکا ہی
بر آئیے فی الفور امید دل کی جو پوچھئے اوسکے در کو چلیے
ادہر تو تقدیر سو رہی ہے ادہر وہ نابود ہو رہی ہے
وصال کی شب گذر دو چکی تو روتے شمع سحر کو چلیے
جو ہاتھ اک پھول کو لگائین یقین ہے کانٹون مین کھینچے جائین
ہمارے حق مین وہ ہوئے حنظل جو نوش کرنے ثمر کو چلیے
عجیب مشکل ہے آہ اے دل کٹھن ہے بیم و رجا کی منزل
قدم قدم پر یہ سوچتے ہین کدھر نہ چلیے کدھر کو چلیے
تری جدائی مین جان عالم کیا ہے دونون کو غم نے بیدم
بنائیے جا کے دل کی تربت کہ دفن کرنے جگر کو چلیے

ہوا ہے وہ شوق دید بازی کہ سمجھیں اوسکو بھی سرفرازی
بلائیں آنکھیں وہ پھوڑنے کو تو نذر کرنے نظر کو چلیے

وصال کی شب گذر گئی ہے جو آرزو تھی وہ مر گئی ہے
ہمیں تو ہچکی لگی ہوئی ہے وہ فکر میں ہیں کہ گھر کو چلیے

یہ قاف سے قاف تک ہی شہرت کرینگے وہ امتحان وحشت
جنون کا عالم یہ کہ رہا ہے یہیں سے ٹکراتے سر کو چلیے

جو صبح پیری ہوئی ہویدا صدا علارم سے ہوئی یہ پیدا
نماز پڑھ کے نہ اب ٹھہریے سویرے کسیئے کمر کو چلیے

لٹا ہے گلشن میں آشیانہ کہیں ہمارا نہیں ٹھکانا
قفس سے چھٹ کر پھڑک رہے ہیں کہ تنکے چنکر کدہر کو چلیے

کمی نہ درد جگر میں ہوگی یہ ہمسے عیسی نے گفتگو کی
دوا کو پھر ڈھونڈھیے گا پہلے تلاش کرنے اثر کو چلیے

ہمیشہ ہر سانس نے ہماری شب جدائی میں آرزو کی
کسی طرح سے ترے چمن میں نسیم ہوکر سحر کو چلیے

چراغ بزم خدا ہوا ہے خدا نے محبوب اوسے کہا ہے
یہ شام سے لو لگی ہے دل کو کہ دیکھنے اوس بشر کو چلیے

ہمارا آنسو وہ لے بہا ہی نگاہ حسرت میں جچ رہا ہے
منگا کے اب اس پہ چور ہے میں نثار کرتے گہر کو چلیے

سوے فلک کبھی روے تابان کہ چودھویں شب پہ ہے یہ نازان
دکھا کے حسن شباب اپنا جلوہ کرنے قمر کو چلیے

کسی طرح سے نہونے پائے ہمارے نالون کا فاش نکتہ
اگرچہ شور فغان کا اپنے شریک کرتے گجر کو چلیے

شرف جو ہم اونپہ جان دینگے خبر ہماری لحد میں لینگے

ہمین بھی نغمہ سرائی کا حکم دے صیاد
گذر گئے ہین کئی سال چہچہائے ہوئے

وہ ہنس کے بولے تڑپ کر جو ہمنے دم توڑا
یہ جان دینے کو آئے ہین زہر کھائے ہوئے

خدا کے واسطے صیاد ہمکو رخصت کر
کئی برس سے ہین کنج قفس مین آئے ہوئے

تری خوشی کے لیے ڈہونڈے ہین بیچینی
جفا کشی پہ ہین عاشق ترے ستائے ہوئے

اجل رسیدہ ہین سودائی اس حسین کے تھے
کہ میری لاش پہ پریزاد ہین اٹھائے ہوئے

وہ زندہ ہین جو قفس مین اسیر ہین بلبل
مرے پڑے ہین چمن مین ہائی پائے ہوئے

گلون کا رنگ سمجھو کا جو اسقدر ہی شرف
یہ خون مین کسی بلبل کے ہین نہائے ہوئے

داغ کو دل کے نہ ہر سخت جگر تک پہونچے
پھول ہو کر جو یہ اوس شک قمر تک پہونچے

آستان بوسی کی حسرت تھی خدا ہی لایا
للہ الحمد کہ ہم بھی ترے در تک پہونچے

لوٹنے والون نے گلزار ہزارون لوٹے
ایک ہم ہین کہ نہ گل تک نہ ثمر تک پہونچے

آہ بیکار ہے سینے سے جو نکلی تو کیا
جب نکلنے کا مزا ہی جو اثر تک پہونچے

روح بسنے کو دم ذبح گئی پہولون مین
رفتہ رفتہ جمنون مین مرے سر تک پہونچے

کسطرح چاہنے والون کی رسائی ہوگی
جب فرشتے نہ تری راہگذر تک پہونچے

حق تعالی نے نوازا اسے اوس خلوت مین
جسمین قدسی و ملائک نہ نظر تک پہونچے

کسطرح آ گئی پیری کہ جوانی کھوئے
یہ تو ممکن ہی نہین شام سحر تک پہونچے

جان پر کہیل کے دنیا مین وہ منزل طی کی
جس سے دم بھر مین ہم اللہ کے گھر تک پہونچے

ادہی پہر دن سے تشفی نہین میری ہوتی
کوئی گھڑی بھی لگا جسمین جگر تک پہونچے

بیس کر بھی نہ جسمین آنکھ اوٹھا کے دیکھا
سر سر بھی ہو کے نہ ظالم کی نظر تک پہونچے

مین تو جب جانون کہ کھاوی مری فصلون سنگی
خون جسدم رگ جان کا مری سر تک پہونچے

وہ دہوین شب کی کرامات بھلا دی اوسکو
شعلہ داغ ہمارے جو قمر تک پہونچے

نکلے تھے ہونے کو جو رنگ ہزارون عاشق
اک نقطہ ہم تری شمشیر و سپر تک پہونچے

دم ہی بھر مین ابھی جو رنگ گئی جا جھکو
ہاتھ جب روکیو جب خون کمر تک پہونچے

شربت وصل کے بیمار جو محروم رہے
پی بہا میرے دراشک میں ایسے آیا
شبنم زار کے قطروں کی حقیقت کیا ہے

مر گئے رستے میں زندہ بھی نہ گھر تک پہونچے
تو نے جانچا نہیں یہ تیری نظر تک پہونچے
یہ وہ آنسو ہیں کہ جنکو نہ گھر تک پہونچے

گلشن عشق کے بلبل جو گرفتار ہوئے
اے شررت زندہ نہ صیاد کے گھر تک پہونچے

واسوخت

سابق میں اسطرح وہاں آوارہ ہم نہ تھے
رہتے تھے جشن و عیش میں آگاہ غم نہ تھے

تھا دل کو چین واقف جور و ستم نہ تھے
یوں مبتلائے حسرت و درد و الم نہ تھے

گلزار ابھی بزم تھی دل باغ باغ تھا
پژمردگی نہ تھی نہ کلیجے میں داغ تھا

پریوں کی آدھی بات بھی سہتے نہ تھے کبھی
اسطرح ہوش اوڑے ہوئے رہتے نہ تھے کبھی

افسانہ انکا سنکے کہتے نہ تھکتے کبھی
ہنس مکھ تھے اشک آنکھوں سے بہتے نہ تھے کبھی

معشوقوں کو خیال میں بھی لاتے نہ تھے ہم
اسطرح دل مسوس کے رہجاتے نہ تھے ہم

سوتے تھے شب کو چین سے آرام گاہ میں
ڈوبے نہ رہتے تھے کسی یوسف کی چاہ میں

اسطرح سے نہ تھی تھیں اپنی نگاہ میں
تھے عاشقی سے بیخبری کی پناہ میں

بہتان کا نہ خوف تھا زندان کا ڈر نہ تھا
حسرت کا خواب میں بھی ذہن تک گذر نہ تھا

بیدار ہو کے صبح کو ہو جاتے تھے سوار
ہوتے تھے گرد و پیش جوانان جان نثار

حاضر جلو میں رہتی تھی ہر رنگ کی بہار
ہشیار وضعدار و وفادار و طرحدار

لیتے تھے کوئی شے بھی نہ بازار حسن کی
صورت نہ دیکھتے تھے خریدار حسن کی

گلگشت کے لئے جو گلستان مین جاتے تھے
غنچے بسورتے تھے تو ہم مسکراتے تھے

بلبل ہمارے سامنے آنے نہ پاتے تھے
گلشن سے اون پہ ہنستے ہوئے گھر مین آتے تھے

مطلق نہ ہمکو حسن پرستی کا شوق تھا
دلچسپ داستان کا مزا اور ذوق تھا

ہر وقت جمع رہتے تھے یاران خوشخصال
خوش باش خوش بیان خوش انداز خوش جمال

بے رنج و یار باش و پری شکل و بیمثال
آپس مین یکدلی و ملاقات کا خیال

اک رنگ سب تھے دلمین کسی کے دوئی نہ تھی
ایسی کہین جہان مین محفل ہوئی نہ تھی

آتے تھے نازنین جو ملاقات کے لئے
سنتے نہ تھے وہ کہتے تھے جس بات کے لئے

آنکھین بچھاتے تھے نہ مدارات کے لئے
اڑتے تھے رہنے کو جو کبھی رات کے لئے

انجام سوچ سوچ کے ہم ٹال جاتے تھے
دل پر قوی تھے کہنے مین ان کا نہ آتے تھے

کیا کیا عجائبات تھی آرائش مکان
روشن جو شمعین ہوتی تھین دیتی تھین دھوان

قدرت خدا کی تھی در و دیوار سے عیان
پھر کیسے دخل سوز جگر کا یہان کہان

بیتابیون کے ذکر بھی آنے نہ پاتے تھے
پروانون کو چراغ جلانے نہ پاتے تھے

ٹھہری ہوئی وہ بزم وہ ہر سو چہل پہل
زرین و زرق برق تھی سب پردۂ محل

بلور کے وہ جھاڑ وہ الماس کے کنول
اور دوڑ تو ہمین کا کل پہچان سی پڑہ کر بل

دیوارین ہر طرف کی سب آئینہ وار تھین
جو منزلہ محل تھا چنہین زرنگار تھین

آئینون کو جو دیکھین تو تصویر ہون بشر
تصویرین ناز کرنے لگین رنگ و حسن پر

دیوارون پہ نگہ جو پڑی آئینے مین منھ نظر
حیرت زدہ کر منہ نہ رہی ہوش کی خبر

پریان سمجھنے لوگ اگر آرزو کرین

تصویرین مسکرانے لگین گفتگو کرین

کس کیفیت کی چاندنی کا اوٹ پہ تھی بہار
خوشبو مہک کی جو آتی تھی بار بار

پڑے تھے بس کے عطر مین ڈوبے گلون کے ہار
بلبل علی کی بزم مین ہو جاتی تھی پکار

مسند کے پاس باغ ارم کی بہار تھی
گلدستون کی قطار مین کیا بہار تھی

دیکھو ادھر ادھر تو چھپر کھٹ ادھر ادھر
عاشق چمک تھی کار مرصع کے حسن پر

وہ نور کی جلا کہ جھپک جاتی تھی نظر
سوتے تھے پھول پھول کے ہم رات رات بھر

دروازے پھر تو کھولنے پاتا نہ تھا کوئی
تا صبح منھ سے بولنے پاتا نہ تھا کوئی

زندہ چمن تو بزم تھی گلزار تھے مکان
افسانہ کو وہ کہتے تھے دلچسپ داستان

تھا وہ طلسم خانہ کہ حیرت مین تھا جہان
پریون کے ہوش اڑتے تھے اس حسن کا بیان

نعمتین نعمتین زمانے کی موجود کیا نہ تھا
کس چاشنی کا دل کو ہمارے مزا نہ تھا

تیر ہدف تھی جنگ خدنگ مژہ کی نوک
آفت کی حسن اور قیامت کی نوک جھوک

ادن کم سنون کے واسطے رہتی تھی روک ٹوک
تھین شوخیان مزاجون مین اس واسطے تھی کہا

پاس آئینون کے جب وہ نہین جانے دیتی تھی
دیوارون مین مکان کے منھ دیکھ لیتے تھے

جھنے ریاض سے وہ لگایا تھا خانہ باغ
لالہ وہ پھولتا تھا نہ ہوتا تھا جسمین داغ

گل جسکے دن کو پھول تھے شب کو تھے شب چراغ
برسون ہی اوسکی بو سے شگفتہ رہا دماغ

وہ چاندنی کھلی تھی کہ حسرت قمر کو تھی
شبنم بھی تھی وہ صبح بہاری سحر کو تھی

کھپتا تھا چشم و دل مین وہ ہر گل کا رنگ تھا
ہر نونہال وہ وہ دکھاتا امنگ تھا

راضی تھا باغبان سے نہ بلبل تنگ تھا
گویا وہ ریاض ارم کا جو ڈھنگ تھا

یاقوت کے تھے پھول زمرد کے تھے چمن
سرسبز پات وہ نہیں کہ زبرجد کے تھے چمن

تفریح روح کو تھی وہ دلچسپ تھی فضا
وہ باغ جسکے خار بھی مفتاح دلکشا
معشوق سبزہ رنگ سے ہر سرو بڑھکر تھا
آتے تھے جھونکے نیند کے چلتی تھی وہ ہوا

سرخی اوڑی گلون کی جو باد بہار سے
بھولا کی شام کو شفق اوسکی غبار سے

شبنم چمن مین کرتی تھی چھڑکاؤ رات بھر
جھکتی تھی ہر چمن پہ گھٹا جھوم جھوم کر
فوارے چھوٹتے تھے جو ہو جاتی تھی سحر
بجلی تڑپتی تھی گل سوسن کے حسن پر

موجین گلون کے بو کی جو لہراتی تھین ادہر
نہرین اوبل اوبل کے نہ پھولی سماتی تھین

آتے تھے وہ وہ روز ملاقات کو حسین
نازک مزاج شوخ طرحدار نازنین
رخ جنکے آفتاب سے مہتاب سی جبین
لیکن کسیکا عشق نہ تھا اپنے دلنشین

حسرت نہ تھی ہمارے ستانے کی گھات مین
رقت نہ ہمکو آتی تھی یون بات بات مین

رونا نہ جانتے تھے نہ دیکھی تھی چشم تر
ہنستے تھے عشقبازون کی بیتابی دیکھکر
آواز دردمند سے پھٹتا نہ تھا جگر
پاس اونکے ہم نہ جاتے تھے ٹکراتے تھے جو سر

الفت نے ماراتا راہی بے موت مرتے ہین
دشمن ہمارے حال پر افسوس کرتے ہین

حسرت نہ تھی حسینون کی پروا نہ تھی ہمین
مطلق بھی نازنینون کی پروا نہ تھی ہمین
کچھ چاندسی جبینون کی پروا نہ تھی ہمین
ان شوخ دلنشینون کی پروا نہ تھی ہمین

افسون گرون کی سحر بیانی سنی نہ تھی
پریون کی دلفریب کہانی سنی نہ تھی

خوش دل تھے خوش مزاج تھے خندہ جبین تھے ہم
واقف نہ تھے تباہی سے خلوت گزین تھے ہم

رہوتی جو یہ رسائی ہی ایسے نہین تھے ہم
غیرت کا ہی مقام کہ مسند نشین تھے ہم

دل مین سما گئے عشق عجب طور ہو گئے
وہ دن اودہر ہم اور تھے آج اور ہو گئے

تھا ولولہ شباب کا ہر طرح کی تھی پھبن
تیغ و سپر کا شوق طبیعت مین بانکپن
کیا کیا نفیس وحیست پہنتے تھے پیرہن
چنگیز خان ذکر تے تھے ہمسے کبھی سخن

الفت سے معرکہ جو ہوا تنگ ہو گئے
دل پر پڑا وہ زخم کہ بے رنگ ہو گئے

کیا عیش تھا ہمارا ہمیں اور اقتدار
وردِ زبان تھا شام و سحر شکر کردگار
مطلب نہ تھا غرور سے تھا عجز وانکسار
تھی جان و روح چاردہ معصوم پر نثار

نیرنگ حسن و عشق سے آگاہ ہم نہ تھے
خود پھول تھے کسی کے ہوا خواہ ہم نہ تھے

اک دن جو آئے چند پریزاد میہمان
قدرت خدا کی ایک پریرو ہے نوجوان
اس حسن سے اونہون نے تمہارا کیا بیان
کہیے تو اپنے ساتھ اوسے لے آئین ہم یہان

مشتوق اوسکی حسرت دیدار کرتے ہین
دیوانے ہو رہے ہین پریزاد مرتے ہین

عالم کے خوبصورتون مین ہے وہ انتخاب
رہتا ہے آج کل جو وہ اولٹی ہوئی نقاب
ہر بارہوان برس ابھی آغاز ہے شباب
غیرت سے منہ ادہر نہین کرتا ہے آفتاب

عالم کا دل ہے شیفتہ اوسکے جمال پر
خود حسن ہے فریفتہ اوسکے جمال پر

نوخیز ہے شباب کی جوش و خروش ہین
نکھرا ہے چاند سا صدف حسن گوش ہین
جو اوسپہ شیفتہ ہین پراگندہ ہوش ہین
آواز غم زدا ہے مگر پردہ پوش ہین

ڈورے سے پڑے ہین کان چھیدے ہین سینتی ہین
جو اوس سے لو لگاتے ہین تنکے وہ چنتے ہین

وہ گول گول نور کی نازک کلائیان
دیتے ہین اوسکے حسن کی غنچے دہائیان

رہتی ہین گل کی شاخ سے زور آزمائیان
گل جھیلتے ہین دیکھ کے رنگین ادائیان

پڑھتے درود داوس پہ وہ عالم شباب کا
رخسار ہے کہ پھول کھلا ہے گلاب کا

ابرو ہین جائے حسن تو ہی چشم صاد حسن
حسن کلام وہ ہے کہ ملتی ہے داد حسن

اوس شوخ کی ہیبن سے ہوا اتحاد حسن
گویا دہان تنگ ہے میم مراد حسن

جس جس پہ اوسکی برق تبسم لپکتی ہی
اوس اوس تڑپنے والے کی قسمت چمکتی ہی

سینہ وہ چاند سا کہ خجل جس سے آفتاب
ابھرے ہوئے جو نور کے اوس پر ہین دو حباب

کیسے طلسم حسن کا آئینہ لاجواب
قدرت کے دلفریب ہین گلدستے انتخاب

آفت کا شعبدہ باز اسے پرکالہ کہتے ہین
جھلکی جو دیکھ لیتے ہین سکتے مین رہتے ہین

دانتون کی وہ تڑپ ہی کہ گوہر ہین شرمسار
جھیپے گلوے شیشہ وہ گردن صراحی دار

ہنستے مین چھوٹ عکس سے پڑتی ہے بار بار
ہوتی ہے سرخی پان کی چتون سے آشکار

عالم یہ ہے فروغ رخ لاجواب کا
دونا ہے مہر و ماہ سے جلوہ نقاب کا

عیسی نفس جہان مین ہی اوس شوخ کا لقب
اس بات کے مقر ہین خدائی مین سب کے سب

جیتے ہین دیکھکر لب جان بخش جان بلب
کچھ جانتا نہین سمجھ آتی چلی ہے اب

مہتاب رات کا ہی وہ خورشید دن کا ہی
سو سو بناو ناز تقاضائے سن کا ہی

نازک دماغ خندہ جبین پھول سا بدن
خوبی و خوش خرامی و رعنائی کی پھبن

زیبا ہے اوسکو ہین گل سا پیرہن
رو پوشش جس سے شور قیامت [illegible]

باریک گل ہی رگ سی گدازی کمر کی ہے

بجلی بھی جھپکتی ہے وہ شوخی نظر کی ہے

آیا کبھی جو سنکے وہ شور مسیحا
صحت ہوئی دلاسا جو بیمار کو دیا

بیدم تھے درد مند اونہیں زندہ کر لیا
دو باتیں جس سے کیں اوسی عیسی نفس کیا

مردے جلا دیے جو وہ دمساز ہو گیا
اوس نازنین کا ناز ہی اعجاز ہو گیا

زانو جو ہیں وہ نور کے سانچے میں ہیں ڈھلے
شہرت ہے خوبصورتی کی او درو تو لے

رفتار دیکھ دیکھ کے جلتے ہیں دل ملے
اوسکے خوشا نصیب وہ گل جس سے دل چلے

موجد وہ خوبصورتوں میں دلبری کا ہے
غمزہ تو حور کا ہے کرشمہ پری کا ہے

نازان ہے جس پہ حسن وہ پر نور ساق ہا
افسانہ نقش پا کا نہ کیونکر ہو جا بجا

ہے صافی سے عکس میں اوسکی جھلک سوا
لیتی ہے ہر قدم پہ قدم شوخی و ادا

انداز دلفریب ہے اوسکے جلوس کا
گھونگٹ خجل نقاب سے ہے نو عروس کا

کمسن ہے مگر ادائی بھی ہے دلبری بھی ہے
انسان ہی ہے حور بھی ہے وہ پری بھی ہے

خورشید بھی ہے چاند بھی ہے مشتری بھی ہے
آنکھوں میں ہے حجاب تو پردہ دری بھی ہے

نازک مزاج دلکش و کجکلاہ ہے
کمسن پری سی لڑکوں کا وہ بادشاہ ہے

کہتا ہے عصر ہے وہ خدائی میں
اس حسن پہ جواب نہیں پارسائی میں

محبوب بے مثال ہے وہ دلربائی میں
آئینے سے حجاب ہے صورت نمائی میں

کچھ واسطہ نہیں ہے کسی عشقباز سے
واقف نہیں جہان کے نشیب و فراز سے

پوچھیں سے خوبیوں کا تمہاری سنا جو حال
سنے یار اپنے دلمیں یہ ہمنے کیا خیال

ہمکو بھی اشتیاق تمہارا ہوا کمال
قابل ہے چاہنے کے یہ معشوق بیمثال

تیاری کی تمہاری مدارات کے لیئے
بلوایا ہمنے تمکو ملاقات کے لیئے

فی الفور جا کے جب وہ پریزاد تمکو لائے
جسوقت تم ہمارے گلے مل کے مسکرائے

آنکھین لیچھائین دل کی مراد آئی تم جو آئے
مارے خوشی کی جامے مین پھولے نہ ہم سمائے

سامان جشن عاشقی و دلبری ہوا
اک غل ہوا قران مہ و مشتری ہوا

آتے ہی یار تمنے جتایا وہ رعب حسن
سکتے ہوئے دلون مین سمایا وہ رعب حسن

غش مین تمام بزم کو لایا وہ رعب حسن
عبرت تمہاری چھا گئی چھایا وہ رعب حسن

پروانون کو جو شمعین فراموش ہو گئین
شمعین بھی کانپ کے خاموش ہو گئین

چھائی جو بیخودی نہ کسی کو خبر رہی
دنیا تمام رات ادھر کی ادھر رہی

روپوش تھے پردہ شب مین سحر رہی
گذری یہ خیر سید ہی تمہاری نظر رہی

کچھ حسن اتفاق سے پڑھ پڑھ کے دم کیا
مردہ دلون کو تمنے جلایا کرم کیا

ہم تم پہ تھے فریفتہ تم ہم پہ مہربان
وہ اک دلی محال تھی کہ ہم تم تھے ہمزبان

کیا اتفاق تھا کہ دو قالب تھے ایک جان
ہر وقت تھی ہنسین مین ہنسی اپنی ہان مین ہان

ہر دم رہا بناؤ بغلگیر تم رہے
آئینہ تم سے ہم رہے تصویر تم رہے

ہم تمسے سرخرو تھے اگر لالہ رو تھے تم
ہم وہ چمن تھے جسکے گل آرزو تھے تم

پھولون مین بھی وہ پھول تھے ہم جسکی بو تھے تم
ہر دم شگفتہ رہتے تھے گو تند خو تھے تم

تم جو بہار حسن جوانی سے شاد تھے
ہم بھی تو نامراد نہ تھے بامراد تھے

ہم بھی تھے وضعدار جو تم طرحدار تھے
تمپر مٹے ہوئے تھے اگر تم نگار تھے

ہم بھی تھے ایک رنگ جو تم گلعذار تھے
معشوق تم ہمارے تھے باغ و بہار تھے

مرغوب تھے تمھین نہ کبھی دل تنگ تھا
ہمتو وہ گل تھے جسمین تمھارا ہی رنگ تھا

پہنائے ہمنے تمکو وہ خوش رنگ پیرہن
معشوق دلفریب کیا تمکو جان من
جسکی بریدہ وقطع پہ پھبت پڑی پھبن
پھر تو یہ رفتہ رفتہ تمھاری ہوے چلن

آغوش مین جو آئے تو آرام جان ہوئے
جسدم ہوئے روانہ تو روح روان ہوئے

معشوق ہمنے تمکو بنایا اوٹھاکے ناز
شہرہ کی کہ تم ہوئے محبوب بے نیاز
تم جانتے بھی تھے نہ ادائے نیاز و ناز
دل لیکے تمنے خوب کیا ہمکو سرفراز

داغ فراق ہمکو دیا یون ہی چاہیئے
اچھا سلوک تمنے کیا یون ہی چاہیئے

یکرنگ ہین ہمتو صورت آئینہ تمسے صاف
تھا اتحاد و ربط نہ تھے ہمسے تم خلاف
برعکس ہمسے تم ہوئے تقصیر ہو معاف
دیکھوئی سے ہماری نہ تہا تمکو انحراف

ہنس مکھ تھے خوش مزاج تھے ضد جانتے نہ تھے
نازان تھے ہمپر اوروں کو پہچانتے نہ تھے

دولت خدا نے دی تھی ہمین کچھ کمی نہ تھی
پہلو نشین تھے تم کہین صحبت جمی نہ تھی
رونق ہماری بزم مین تھی برہمی نہ تھی
عیسی کی بھی ہمین تھا ہوس ہمدمی نہ تھی

بے رحم تم نہ تھے نہ ہمین دردمند تھے
ہم خود غرض نہ تھے نہ تمھین خود پسند تھے

تم جانتے ہو خوب ہمارا جو تھا دماغ
رہتے تھے باغ باغ نہ تھا دلمین کوئی داغ
کیا کیا خدا نے ہمکو دیے تھے مکان و باغ
تم شمع بزم حسن تھے ہم نور کا چراغ

برسون سے اپنے گھر سے بھی واقف نہین ہین ہم
آنکھون مین تمکو رکھتے تھے ہم دلنشین تھے تم

پوچھنے لگا لگا کے کیا مجھکو جانفشان — دیکھا سنا نہین یہ زمانے مین امتحان
بے جرم تمنے ہمسے رگڑوائین ایڑیان — دم ہو گیا تنگ مری ضیق مین ہی جان

کیا ظلم ہے کہ ظلم کی کچھ انتہا نہین
ایسی خودی سمائی کہ خوف خدا نہین

ہمنے جو تمکو پیار کیا کیا برائی کی — دل لیکے تمنے ہمسے جو بے اعتنائی کی
کچھ وجہ تو بتاؤ تم اس بے وفائی کی — ہمسے فریفتہ سے جو نا آشنائی کی

منصف تو ہو سزا کے سزاوار ہم نہین
تقصیر ہو معاف گنہگار ہم نہین

اے یار ہمنے تمکو جو چاہا تو کیا ہوا — عاشق ہوئے تو ہمنے گنہ کرنا کیا
ان جانفشانیون کا دیا تمنے یہ صلا — کیا خوب تمنے حق محبت کیا ادا

ہم تم پہ جان دیتے ہین یہ انہین تمہین
کیا بات ہے تمہاری ہزار آفرین تمہین

ایسے فریفتہ کہ جو یکتا ہے روزگار — شیدا اور مبتلا و وفادار و جان نثار
جان و دل و جگر کا دیا تمکو اختیار — آنکھین بچھائین دل سے کیا ہمنے تمکو پیار

رکھتے تھے جانچان تمہین کس حسن علیش مین
جھنجھلاتی تھی تو تمنے نہ دیتے تھے طیش مین

بسمل کی طرح سے ہمین تڑپا رہے ہو تم — کندہ رہے ہوئے ہو آپ سے اترا رہے ہو تم
آفت ہماری جان پہ کیون ڈھا رہے ہو تم — شاید جلا جلا کے ہمین تا رہے ہو تم

ناحق جو ہم جلین کوئی پروانے ہم نہین
تم خود نہین ہو آپ مین دیوانے ہم نہین

کیا وجہ روز روز کی باتین یہ کیون سنین — انکار وت یہ چاہین جو لٹاتے ہو کیون تمھین
وحشت کی آرزو نہین سر کسلیے دھنین — سودائی ہو گئے تمنے زمانی مین [illegible]

اب ایڑیان رگڑنے کا یارا نہین ہمین

سوداگری پڑے گا گوارا نہین ہمین

ملنے کو منع کرتے ہوا جانہ آئین گے
ہرگز زبان پہ نام تمھارا نہ لائین گے
تنہائی مین زیادہ اگر تلملائین گے
بہلانے اپنے دل کو حسینون مین جائین گے

دم بھی جو نکلے گا تو نہ ہمسر مرینگے ہم
معشوق قدردان سے محبت کرینگے ہم

ناحق تڑپت پہ کیے مرین اسکی وجہ کیا
بے وجہ درم اجل کا بھرین اسکی وجہ کیا
جانباز ہو کے تمسے ڈرین اسکی وجہ کیا
حق پر ہین گفتگو نہ کرین اسکی وجہ کیا

ضعف نہین ہو جان یہ کیون کھیل جائین ہم
کسواسطے شباب کو اپنے مٹائین ہم

ایسے ہی اک حسین کو ہم بھی کرینگے پیار
جسکی پری سی شکل کرے تمکو بیقرار
شیدائی ہوکے اوس سے کہو جا کے بار بار
خدمت مین اپنی رکھ لے مجھے تجھ پہ مین نثار

بندہ رہونگا اس ترے حسن و جمال کا
کلمہ پڑھا کرونگا مین جاہ و جلال کا

بانکی ادا ستم کی ہین شوخ کجکلاہ
آنکھون مین موہنی ہے تو جادو کی ہے نگاہ
ایسا ذقن کہ یوسف کنعان کو جسکی چاہ
شانون کی وہ کلائی کہ شرمندہ مہر و ماہ

مہندی سی اوسکے جھمکتی ہے لو چراغ کی
شرمندہ رخ کی جھوٹ سی ہے ضو چراغ کی

وہ کاکل دراز دلاویز و مشک بو
جسکی لٹک کمند تمنا و آرزو
گھونگھر مین اپنے طرون کے پیچیدہ مو بمو
سودائی ہو رہے ہین ہزارون ہی خوبرو

رہتے ہین اوسکی مانگ مین موتی بھرے ہوئے
خود بینیان ہین آئینہ آگے دھرے ہوئے

وہ گل ریاض حسن مین رکھتا نہین جواب
اوسکا پسینا ہوتا ہے دو آتشہ گلاب
عارض سدا گلاب کے ہین پھول انتخاب
ہو بت مراد پر ہی بیٹھا لیے تہی شباب

نازان جو ہسکر اپنے پہ غنچے چمن کے ہین
چھوٹے ہوئے شگوفے اوسی کے دہن کے ہین

آغوش وہ نفیس کہ آتی ہے بوے حور
گل فندق حنا ہے ہر انگشت شمع نور

بازو وہ خوشنما ہین کہ شہرت ہے دور دور
پروانہ ہے فروغ پر اوسکے چراغ طور

طرفہ کف حنائی کا رنگ آشکار ہے
دزد حنا چراغ طلسم بہار ہے

نقشہ ہے گلشن ارم اوسکے مکان کا
رفعت وہ ہے کہ سر ہے نگون آسمان کا

اکسیر خانہ ہے وہی سارے جہان کا
رتبہ بلند طور سے ہے آستان کا

اوس قصر مین رسائی کا دستور ہی نہین
گرد و غبار کا کہین مذکور ہی نہین

دیوارین لاجورد کی سب اوسکے گھر کی ہین
ہے یشب کی زمین چھتین سیم و زر کی ہین

تصویرین سب دریچیان جنت کے در کی ہین
کڑیون مین سچی کاریان لعل و گہر کی ہین

راتون کو اوسمین جھمکڑے رہتے ہین نور کے
شبو کی روشنی ہے عوض شمع طور کے

شاید تمہارا ہو ہی جو اوس باغ مین گذر
حسرت ہے مین مسوس کے رہجاؤ تم جگر

اور اوسکے گل سے رخ پہ تمہاری پڑی نظر
اپنے پرائے کی نہ رہی تمکو کچھ خبر

اوسکی نگاہ تم پہ پڑے تیر کی طرح
حیرت مین تم کھڑے رہو تصویر کی طرح

بھولو سب اپنی شوخیون کو اوسکے سامنے
محجوب رو نمائی مین ہو اوسکے سامنے

نازو ادا کا نام نہ لو اوسکے سامنے
پوچھے نہ بات رد بھی جو دو اوسکے سامنے

چھائے جو رعب حسن تو پھر تم دکھائی دو
روید غل ہو کے دور سے اوسکی دہائی دو

سو جان سے غش ہو اوسپہ وہ دلکش نظر پڑے
سکتا ہو آئینے کی طرح رخ ادھر جو ہو

معراج سمجھو بام تک اوسکے گذر جو ہو
اوڑ جاؤ آسمان پہ وہ جسسے خبر جو ہو
باتین سنو تو چرب زبانی کو بھول جاؤ
ان لن ترانیون کی کہانی کو بھول جاؤ

زندہ چمن کی اوسکے گلستان مین ہر ہوا
وہ رشک گل جہان مین ہو یکتا ہو روزگار
عالم پہ خوش خرامی گلون کی ہے آشکار
ہوتے ہین حسن رخ سے پری زاد شرمسار
مثل اوسکا نہ تک وہ حسن خداداد مین نہین
ایسا نگار کاشن ایجاد مین نہین

سب کے نظر پری کی وہ برق جمال ہے
رعنائی شیفتہ ہے یہ تاسف کا حال ہے
دیکھے جو آنکھ بھر کے کوئی کیا مجال ہے
انداز حور کا ہے قیامت کی چال ہے
غالب ہوا ہی رعب اوسی کے شباب کا
ہوتا نہین ہے منہ جو ادہر آفتاب کا

واقف نہین غرور سے وہ غیرت قمر
مارے حجاب کے نہین آئینے سے خبر
اوسکی تو خوش مزاجیون سے بھاگتا ہے شر
آتا ہے اوسکا اوسکی ہتھیلی مین منہ نظر
شمع و چراغ نے جو یہ پائی ہے روشنی
یہ نہین اوسکے نور کی آئی ہے روشنی

مسند پر اپنی بزم مین ہمکو بٹھاؤ وہ
آغوش مین ہماری جو خوش ہوکے آئے وہ
تڑپا کرو تو دھیان مین تمکو نہ لائے وہ
رونے لگو تو ہنسنے لگے مسکرائے وہ
پچھتاکے گھڑیون دست تاسف ملا کرو
مانند شمع سوز دروں سے جلا کرو

ہمسے وہ گل تپاک کرے عشق ہم جتائین
اوسکو تمہارے سامنے خلوت مین لیکے جائین
نہلائین اوسکو عطر مین خود عطر مین نہائین
فریاد کم کرو بھی تو سننے کو بھی نہ آئین
پوچھے ہمین تو کہہ دین کہ ہم جانتے نہین
تیرے سوا کسی کو بھی پہچانتے نہین

ملنے کی اوس پری سے جو ہو جای تمکو یاس
ایسا جنون ہو کہ نہ ٹھہرو کسی کے پاس

خوش فعلیوں کو بھول کے ہردم رہو اوداس
حسرت زدہ پھرو نہ ٹھکانے رہین حواس

مجنون تو دیکھ کے تمکو بجا کرے
لیلی تمہاری باتون پہ تمہیر منا کرے

جس گل کی خوبیون کی یہ ہے تمسے گفتگو
ہین وجد مین دماغ مین آتی ہے اوسکی بو

اسوقت پھر رہا ہے ہمارے دو برو
زیب نگاہ ہے وہ گل باغ آرزو

جا ہین سگے اوسکو پیار کرینگی نہ اب تمہین
منھ سے جو کہہ رہی ہین دکھا دینگی سب تمہین

دن رات جشن و عیش کی محفل ہوا کرے
حیرت زدہ رہو تمہین سکتا رہا کرے

مولی لقائین ہمین اوسی خلعت عطا کرے
حسرت یہ بزم جلد دکھائے خدا کرے

ہم وہ ہون تہنیت کے لیے اک ہجوم ہو
سعدین کے قران کی عالم مین دہوم ہو

اس کیفیت سے اوس سے ملاقات ہم کرین
آنکھین بچھائین پیار اوسے دن رات ہم کرین

سامان جشن کر کے مدارات ہم کرین
بھولے سے بھی نہ تمسے کبھی بات ہم کرین

یہ بھی نہ جانین خار ہو تم یا کہ پھول ہو
پوچھین نہ بات بھی جو کبھی دل ملول ہو

ہان اپنی بد مزاجیون کو ترک اگر کرو
چشمک یہ ہمسے جلنے دو سیاہی نظر کرو

اور آج سے نہ ہمسے کبھی کوئی شر کرو
کیا تم چپ بیٹھے سنتے ہو کھڑا ادہر کرو

پھر مستعد ہین شیفتہ ہونے کے واسطے
حاضر ہین پھر فریفتہ ہونے کے واسطے

خوب آزما چکے ہو ہمین اب نہ آزماؤ
او ٹھو بھی اب جگہ سے ہمارے لپٹ ہی جاؤ

جو کچھ کہا ہے ہمنے اسے دھیان مین لاؤ
بیتاب و بیقرار ہین آغوش مین تو آؤ

پھر نشتین تمہاری کرینگا امنڈ دیہ نقی

پیاری تمہارے چھیڑنے کو گفتگو یہ تھی

اندر کی انجمن مین نہ پوچھین کسیکا نام
بزم مسیح مین بھی نہ دم بھر کرین قیام

دیکھین نہ اوسطرف جو ہو پریون کا اژدہام
حوریں اگر لبھائین تو رکھین نہ اونسے کام

دنیا کے خوبصورتوں سے ہم الگ رہین
تمپر فریفتہ رہین تمسے جھکے رہین

گلگون جو ہو رہا ہے چہرہ عتاب کا
نیرنگ طیش ہے جو یہ رخ لاجواب کا

آیا ہوا ہے جوش مین خون آفتاب کا
یہ بھی ہے اک بناو تمہارے شباب کا

یہ ہم نہو شگفتہ رہو گل کی طرح سے
ہم تمسے چھیڑے کرین بلبل کی طرح سے

تمکو قسم ہے اپنے ہی جاہ و جلال کی
تمکو قسم ہے اپنی ہی سن اور سال کی

تمکو قسم ہے اپنی ہی حسن و جمال کی
تمکو قسم ہے اپنے ہی زر اور مال کی

آزردہ ہمسے ہو تو نہ دل تنگ تم کرو
حاضر ہین شوق سے ہمین جو رنگ تم کرو

اے مست خوش خرامی و رعنائی کے لیے
بہر خدا غروری و خود آرائی کے لیے

ناز و ادا کا واسطہ یکتائی کے لیے
حسن و جمال و خوبی و زیبائی کے لیے

تم خوش مزاج بھی ہو مسکرا بھی دو
ہنس مکھ ہو ہنس بھی دو ہمین پہلو مین جا بھی دو

پروانے ہم تمہارے ہین چین بر جبین نہو
انکو جو ہمسے جان تو مجھ سے نہین نہو

لو عہد تمسے کرتے ہین ہم خشمگین نہو
ضامن خدا کو جو ہمارا یقین ہو

بوسہ دو گل سے رخ کا لب باغ باغ ہو
پروانے ہم تمہارے ہین تم تو چراغ ہو

تمپر جو حسن داد خدا کا ہے خاتمہ
تمپر اگرچہ ناز و ادا کا ہے خاتمہ

ہمپر جفا کشی و وفا کا ہے خاتمہ
ہمپر بھی عشق و صدق و صفا کا ہے خاتمہ

تم جسطرف پہروگے ہم آنکھیں بچھائینگے
لپٹے گی روح تمسے اگر مربھی جائینگے

ناشاد ہم رہیں تو رہیں شاد تم رہو
دنیا کو بہول جائیں فقط یاد تم رہو
پہولو پھلو خدائی میں آباد تم رہو
جلوہ نمائے حسن خداداد تم رہو

ہمکو ہوں آرزوئیں تمہاری ہی چاہ کی
حسرت تمام عمر کریں ہم نباہ کی

یہ جنگ زرگری تھی تم ان باتوں پر نہ جاؤ
واللہ دل لگی تھی اسے دھیان میں نہ لاؤ
بعد خوش مزاج ہو خوشدل ہو مسکراؤ
بیتاب ہیں لگالیں کلیجے سے آؤ آؤ

آغوش میں اب آؤ تمہیں پیار ہم کریں
پہر دل کو بلبل گل رخسار ہم کریں

عماسن شرف کو دیتے ہیں تمسے ڈر رہے ہم
ہے تمسے جواب کہو گے وہی اب کرینگے ہم
جیتے رہیں گے تمہیں پر مرینگے ہم
دم بھا ہو ووں کی طرح تمہارا بہرینگے ہم

اوٹھو ملو گلے سے خوش اے خوش خرام ہو
ہوجائے اب ملاپ کہ قصہ تمام ہو

مخمس بر غزل خواجہ حیدر علی مرحوم متخلص بہ آتش استاد مصنف

طبیعت سی کس آفت کا ستم ایجاد کرتے ہیں
کہ جز تسخیر کی قائم یہ بے بنیاد کرتے ہیں
مسخر کر کے صورت لوگوں کی دل شاد کرتے ہیں
بلا سے جان میں پتلی خاک کے بیداد کرتے ہیں

پری کو بند شیشے میں یہ آدم زاد کرتے ہیں

ریاض باغباں سرجھا کے گل برباد کرتی ہیں
تاسف بلبلوں کے مرنے کا صیاد کرتی ہیں
چمن سے قمریاں سرو سہی آزاد کرتی ہیں
بہار رنگ گل برگ خزانی یاد کرتی ہیں

جرس کی طرح سے واماندگان فریاد کرتی ہیں

جو مشفقہ ہوں میرا ظلم ستم ایجاد کرتی ہیں
وہ روتے ہیں تجھے ہجر روز و شب بیداد کرتی ہیں

جنھون نے جان لی ہی روح کو وہ شاد کرتے ہین
خدا بخشے صنم یہ کہکے مجھکو یاد کرتے ہین
دعائے مغفرت میرے لیے جلاد کرتے ہین

یہ معشوقانہ افزائش کریگی قتل کس کس کو
نہین ثابت یہ زیبائش کریگی قتل کس کس کو
خود آرائی کی فرمائش کریگی قتل کس کس کو
خدا جانے یہ آرائش کریگی قتل کس کس کو
طلب ہوتا ہی شانہ آئینے کو یاد کرتے ہین

کوئی کیا سٹنے والا تا بہ دامن اوڑکی پہونچے گا
غبار اپنا ہی سب کیا تا بہ دامن اوڑکی پہونچے گا
کسیکا کیا بگولا تا بہ دامن اوڑکی پہونچے گا
کوئی ذرہ تو اسکا تا بہ دامن اوڑکی پہونچے گا
یہ مشت خاک تیری راہ مین برباد کرتے ہین

ہوس مین دیدہ بوسی کی ہی دریا آنکھ سے بہتا
کوئی معشوق سن لیتا تو اس نسیان کو کیا کہتا
دل بیتاب صدمہ خود فراموشی کے ہے سہتا
خیال خط خیال بوسۂ لب مین نہین رہتا
عبارت بھول جاتی ہی جو مطلب یاد کرتے ہین

صفا مین انکی پیدا صورتین کرتے ہین پریون کا
یہ قدرت دی ہی انکو کیا عنایت اپنی ہی تیری
ہر اک بیت انکی ہی تصویر خانہ نظم ہے ایسی
یہ شاعر ہین الٰہی یا مصور پیشہ ہین کوئی
نئے نقشے نرالی صورتین ایجاد کرتے ہین

نہ ہی رحمت نہ ہی زحمت ہی مسکینون کی ہمت کو
توکل کے مزے مین کر دیا ہی ترک لذت کو
کیا ہے سرخرو خون جگر پیکر قناعت کو
عجب نعمت عطا کی ہی خدا نے اہل عسرت کو
عجب یہ لوگ ہین غم کھا کے دل کو شاد کرتے ہین

کیے ہین پرزے پرزے غنچون نے اپنے گریبان کے
بگولے مستعد ہین خاک اوڑانے کو بیابان کی
ادھر ٹوٹے کو چمن مین لالہ و نسرین و ریحان کے
کمر باندھی ہی گلچینون نے غارت پر گلستان کی
اجارا بلبلون کے خون کا صیاد کرتے ہین

ٹپکتی ہے صبا سر جا بجا باہر گلستان کی
ادھر ٹوٹے سبے چمن گئی اب خزان یکنگ گلستان کی
خفا ہو چلے رہی ہین قینچیان اندر گلستان کے
کمر باندھی ہی گلچینون نے غارت پر گلستان کی
اجارا بلبلون سے خون کا صیاد کرتے ہین

بیابانون سے بہی سامان ہین مدِ گلستان مین
اوڑے جاتے ہین مرغانِ چمن باہر گلستان کے
رہے ہین گلخن افروز آکے قربِ در گلستان کے
کمر باندہی ہی گلچینون نے غارت پر گلستان کے
اجاڑا بلبلون کے خون کا صیاد کرتے ہین

دل آزاری بیانتک کی بہلادی انکی سب پوتہی
نہ پوچہی بات بہی انکی کبہی ایسی ہی جب تاندہی
پشیمانی ہوئی اونہی پرستش جسقدر کی تہی
بتون سے کے عشق ایسا وکہایا دل کو انکے بہی
برہمن پردۂ ناقوس مین فریاد کرتے ہین

ہماری نظم ہر اک دلکشا املاک مضمون ہے
جو اسمین حسن بندش ہی پرستان سے وہ افزون ہے
کہین لیلی فروکش ہی کہین افتادہ مجنون ہی
کہین ہر معنی رنگین مکان ہر بیت موزون ہی
غزل کہتے نہین ہم جبسہ گہر آباد کرتے ہین

بتا کوسون نہین تنہائی مین سے نکلے حسینون کا
شریکِ حال فضلِ حق ہی ان آفت نصیبون کا
مگر یہ بیکسی مین نام اوڑاتے ہین قریبون کا
نبردِ عشق مین اللہ حامی ہے غریبون کا
بیابانون کے سوا رغیب یہان امداد کرتے ہین

لباس قاقم و سنجاب کا جہگڑا ہے طے آتش
شرف سچ کہتے ہین سیفیا ہی ہم تابہ کی آتش
دل اب پیراہن ہستی اپنا تنگ ہی آتش
پہنتے ہین کفن میلا ہوا جاتا ہی اے آتش
سرائے گور ہے ویران اوسے آباد کرتے ہین

تخمیس بر غزل صاحب عالم و عالمیان مرزا ولیعہد بہادر دام اقبالہ

چاہنے والون کو محبوب مرا کیا جانے
جلنے تالیف قلوب اوسکی بلا کیا جانے
دن ہین شوخی کے وہ شوخی کے سوا کیا جانے
پہر وہ الفت کی طرح لیتے کو بہلا کیا جانے
ابہی کمسن ہی وہ انداز وفا کیا جانے

کسطرح جہوم کے جہکتی ہی گہٹا کیا جانے
قیدہی کنج قفس لطف فضا کیا جانے
ناز سے چلتی ہے کسطرح صبا کیا جانے
بلبل دل مرا گلشن کی ہوا کیا جانے
جو مصیبت ہے گرفتار بلا کیا جانے

کون مرجھا گیا گل کون کھلا کیا جانے
رک رہی ہے کہ سنکتی ہے ہوا کیا جانے
رنگ گلزار کا کیا رنگ ہوا کیا جانے
بلبل دل مرا گلشن کی ہوا کیا جانے
جو مصیبت یہ گرفتار بلا کیا جانے

شیوۂ اہل عاشق تسلیم و رضا کیا جانے
بندۂ خاص اطاعت کے سوا کیا جانے
شمع سان جو کہ جلے آہ و بکا کیا جانے
دل نا شاد مرا شکوہ گلا کیا جانے
ہی جو عاشق وہ بجز شکر خدا کیا جانے

کون ہے ظلم جو سہتا ہے بتاؤ تو سہی
نون کس کو ہے مین نہتا ہو بتاؤ تو سہی
کیون یہ غل قتل کا رہتا ہے بتاؤ تو سہی
کون ظالم اوسے کہتا ہے بتاؤ تو سہی
ابھی نادان ہی وہ جور و جفا کیا جانے

سجدۂ شکر کرونگا مری جاگی قسمت
اسقدر اسکی سعادت ہوئی اوسکی رحمت
شکر الحمد کہ دکھلا دی خدا نے قدرت
کعبہ کو سے بتان مین ہوئی دل کو راحت
یہ ترا بتا صفت قبلہ نما کیا جانے

کوئی طاعت مین کیا اسنے جو آکے پھیرا
تیرا محتاج ولی ہے ترا مرشد میرا
تیری رحمت نے اسی چار طرف سے گھیرا
ہی یہ از ملک سلیمان اسے کوچہ تیرا
بادشاہون کی حقیقت یہ گدا کیا جانے

مر بھی جاؤنگا تو آونگا نہ دم مین اسکے
غیر ممکن ہے جو یہ درد کو پہونچے میرے
میرے آزار کی تشخیص نہوگی اس سے
اور بیمار مسیحا نے کیے ہون اچھے
مرض عشق کی اسے جان دوا کیا جانے

روبرو اوسکے قیامت مین خدائی ہوگی
اسکا چھٹکارا نہوگا نہ صفائی ہوگی +
عدل و انصاف کی ہر سمت دہائی ہوگی
مجرم عشق کی ہرگز نہ رہائی ہوگی
ایک بیرحم ہے وہ طرز عطا کیا جانے

عشق مین حسن پرستی کا جو آزار رہا
جان غم سے نہ چھٹی درد سے ناچار رہا
عش پہ غش آکے گرا ہا کبھی ہشیار رہا
عمر بھر ہجر مین اے یار گرفتار رہا

وصل کا یہ دل بیمار مزا کیا جانے

نور کا ظاہر و باطن ہے تری عاشق کا
ایسے سیا ظاہر و باطن ہی ترے عاشق کا

واہ کیا ظاہر و باطن ہی ترے عاشق کا
ایک سا ظاہر و باطن ہی ترے عاشق کا

یہ دو رنگی صفت برگ حنا کیا جانے

ایک جا اب مری مٹی نہ کوئی دم ہوگی
مجتمع کون کریگا جو ہوا کم ہوگی

آندھیوں مین ہی اڑی کاہیکو باہم ہوگی
کسطرح آہ بھلا خاک فراہم ہوگی

کسطرف اوڑ کے غبار اپنا گیا کیا جانے

مین جو کہتا ہوں لپٹ جانے دو کروں تمہین پیار
جب مین کہتا ہوں کہ مرتا ہوں مین تمپر ای یار

ہنس کے کہتے ہین یہ ہوتا نہین مجھسے زنہار
وہ یہ کہتے ہین نہ کر مجھسے محبت اظہار

عشق کہتے ہین کسے میری بلا کیا جانے

کرتا اب مجھسے قصاص آکے لیا کرتا ہے
پھیر کر آنکھ چھری پھیر دیا کرتا ہے

آنکھ کھلتی ہے تو پلکین وہ سیا کرتا ہے
بے چھری روز مجھے ذبح کیا کرتا ہے

غیر یہ حال ترا یار بتا کیا جانے

سامنا ہو رسے ہوجیا ہی تو دیکھوں نہ ادہر
پھوڑ ڈالوں جو مری آنکھ پڑے پریوں پر

گھٹ کے مر جاؤں پہر دم جو نہ اسکا دم بھر
کور ہوں غیر کو دیکھا ہو نظر بھر کے اگر

کیوں ہوا یار مرا مجھسے خفا کیا جانے

صا جو میرے اوجڑنے کا نہ پوچھو احوال
گلشن عشق مین تھا مین ہی کبھی خواب و خیال

کیا کہوں تمسے مین کردار محبت کا مآل
صورت سبزۂ بیگانہ ہوا ہوں پامال

نخل امید مرا نشو و نما کیا جانے

رو لے عشاق تو رقت نہ کسی کی پوچھی
بات بھی تا دم رحلت نہ کسی کی پوچھی

درد مندوں مین طبیعت نہ کسی کی پوچھی
جبنے تا زیست حقیقت نہ کسی کی پوچھی

حال عاشق کو وہ پھر بعد فنا کیا جانے

سوچتا ہوں مین اس انجام کو پہروں اکثر

مغفرت جانے مین دنیا سے مین جاونگا اگر

میرے پہلو مین وہان ہوگا نہ وہ رشک قمر　　دل مرا بہلے گا جنت مین بتاؤ کیونکر

حور انسان کی طرح ناز و ادا کیا جانے

ڈر نہ تہا اسکو اجل کا اسے باور کرنا　　کھیل تھا اسکی جوانمردی سے آگے مرنا
ذہن مین بہی نہ تو تہا قہر و غضب سے ڈرنا　　کمری تو ایسی خطا اس سے ہوئی ہے ورنا

سر جھکانا یہ گنہگار ترا کیا جانے

فرصت آئینے سے اوسکو نہین دم بہر اے دل　　چشم نہین ہاسنے والون سے ہین اکثر اے دل
بیرخی کا تو ہے موجد وہ ستمگر اے دل　　آنکھ مین اوسکی مروت ہوئی کیونکر اے دل

بہت بیباک ہے وہ شرم و حیا کیا جانے

ضعف کا حال یہ ہے نام نہین طاقت کا　　آنکھ کھلتی ہی نہین حال یہ ہے غفلت کا
پھونکے دیتا ہے جگر سوز ہے اس شدت کا　　نہ بچے گا کبھی بیمار تپ فرقت کا

وہ مرض مجھکو ہوا ہے جو شفا کیا جانے

قدردان ہے نہین ہرگز وہ ستمگر اے دل　　افترا ہے یہ در اندازون کا اوسپر اے دل
بچھکے کوئی نہ کرتا کبھی باور اے دل　　جھوٹ بہتان ہے تہمت ہے سراسر اے دل

ترک الفت وہ گل باغ وفا کیا جانے

ابتو ممکن ہی نہین ہے جو رہا ہون عاشق　　عمر بھر اوبھین گے دم لٹکین گے برسون عاشق
آئے کیون پیچ مین پہندون مین پہنسی کیون عاشق　　قید گیسو مین ہین بیجرم ہزارون عاشق

حق و باطل کو تری زلف رسا کیا جانے

بیکلون ہوکے جو رہجاتا ہون اکثر اے بت　　دلمین گھٹتا ہے دہوان کھینچیو باور اے بت
آتش غم کو بجھائے کوئی کیونکر اے بت　　سوز الفت نہین ظاہر ہے کسی پر اے بت

درد جو دلمین ہے وہ غیر خدا کیا جانے

راحت وصل سے واقف ہوا مین ناکام　　صبح سے تھمتی نہین ہے کبھی رقت تا شام
صدمۂ درد جدائی مین ہوئی عمر تمام　　ایک دم بہی نہ کبھی چین سے پایا آرام

دل نالان مرا جز آہ و بکا کیا جانے

لٹ گیا مین ہوئی پروانہ بگڑ کچھ مجھکو
حال لکھتا نہیں وہ رشک قمر کچھ مجھکو
دل کا صدمہ ہی نہ ہے ہوش جگر کچھ مجھکو
مدتون سے نہین معلوم خبر کچھ مجھکو

اوسنے کیا دل کا مرے حال کیا جانے

اے کرتے ہین شرف کی ہی یہ صورت کوکب
کیا کہے اوس سے کوئی اپنی حقیقت کوکب
وہ ستمگر نہین کرتا ہے سماعت کوکب
نہ سنے جو کبھی افسانۂ الفت کوکب

پھر بتاؤ تو کہ وہ حال مرا کیا جانے

تخمیس غزل مبارک حضور پر نور دام اقبالہ

وہ درد اوٹھا ہے جولا دوا ہی نہ جسکی حد ہی نہ انتہا ہے
نشانہ دل تیر یاس کا ہے اجل کا درپیش سامنا ہے
عجیب مزا طرفہ ماجرا ہے کبھی ہے سکتا کبھی بکا ہے
مرا تو یہ حال ہو گیا ہے کہ بدلے اشکون کے خون بہا ہے
مگر وہ دانستہ پوچھتا ہے کہ کس پہ مرتے ہو کیا ہوا ہے

ہوئی یکایک جو شام غربت کیا ان آنکھون نے خواب رخصت
تھی نہ تا صبح انکی رنگت تڑپ تڑپ کر ہوئی یہ صورت
نہین اب اتنی بھی مجھ مین طاقت کرون مین اونکو وکچھ وصیت
نہ پوچھیے مجھسے حال فرقت بیان ہوگی نہ دل کی حالت
ہمارے کہنے کی کیا حقیقت جو آپ کہیے وہی بجا ہے

جنون نے چھڑوا دیا تھا گلشن لبانے جاتا تھا قیس کا تن
بھرا ہوا تھا گلون سے دامن حزین تھے رہبر خوشی تھے رہزن
لگی ہے چپ دلکو ہے وہ اولجھن کہ ہو رہی ہے کمند گردن
چھٹا ہے جبدن سے میرا مسکن ملول ہین دوست خوش ہین دشمن
ملا نہ بعد فنا بھی مدفن گواہ غربت مری قضا ہے

خدائی مین تم خدا ہوئے کیا تمہاری ہے کبریائی بیجا
کرو نہ مجھسے غرور اتنا مجھے تمہاری نہین ہے پروا
جہان مین سن لون گذر تمہارا کبھی نہ اوس جا کرون مین سجدا
نہین غرض مجھکو تمسے حاشا کرونگا اوس سے تمہارا شکوا
تمہین بنایا ہے جسنے یکتا بتو مرا بھی وہی خدا ہی
کہا جو تمنے وہ بیٹھے انا بہت ستانا نہ اب ستانا
جو آئے ہو تم تو پھر بھی آتا یہ چاند سا منھ نہ اب چھپانا
زبان پر جو کلام لانا جگر مین پیکھنے لگا نہ جانا
نہ خون آنکھون سے اب رلانا نہ مجھکو دل سے کبھی بھلانا
عبث ہے میرا صنم جلانا کہ سوز فرقت سے دل جلا ہی
نہ عشقبازی سے باز آئین تو چین پھر کس طرح سے پائین
محبت اوسنے جو ہم جتائین تو وہ ہمین کیون نہ آزمائین
تصور اونکا نہ دلمین لائین تو رنج ہجران سے چھوٹ نہ جائین
نہ یاد اونکی اگر بھلائین تو پھر نہ کیونکر ستم اوٹھائین
بجا ہے جتنا ہمین جلائین کہ دل لگانے کی یہ سزا ہی
کریگی طوفان یہ اشکباری نہوگی اب غم سے رستگاری
پڑا ہے وہ تیر عشق کاری نہ جان چھوڑے گی بیقراری
لہو ہے زخم جگر سے جاری نہین کچھ اسکی بھی پاسداری
نہوتی الفت اگر تمہاری تو کس پہ ہوتین جفائین ساری
عبث ہی فریاد و آہ و زاری حقیقتا مین مری سزا ہی
ہوا ہے صحرا اس پہ یا کہ جادو دکھائی دیتے ہین سانپ ہر سو
ٹپکتی ہے اسمین سودے کی بو گریز کرتا ہے اس سے پہلو
نہین ہے فرق اسمین ایک سر مو رہیگی دلکو اوبجھنے کی خو

نہ اس سے بھولے گی یاد گیسو نہ رحم کھائیگا وہ جفا جو
نہ دل پہ قابو نہ اوس پہ قابو نئی بلاؤن کا سامنا ہو
گرے پڑے ہین لحد کے تختے فسلنے ہین یاس بیکسی سے
تباہ ہین استخوان جو میرے دوبارہ پھر کہتی دفن کردے
کبھی وہ دو پھول بھی نہ لائے بڑے جو دلسوز آشنا تھے
رکھون جہان مین امید کس سے ہزارون ہین میرے دل کو شکوے
خبر بھی اب تک نہ لی کسی نے چراغ تربت بجھا پڑا ہے
خزان کو تھا بغض کس جلن کا کہ باغ نقشہ ہوا ہے بن کا
نہ وہ ذخیرہ ہے یاسمن کا نہ گل ہے نسرین و نسترن کا
نہ ہوش ہے ہمکو تن بدن کا قلق ہے گلہائے خندہ زن کا
نشان بھی اب تو نہین چمن کا نہ ذکر باقی ہے انجمن کا
ہم ایسے آوارہ وطن کا نہ کچھ نشان ہے نہ کچھ پتا ہے
شرف سے کہتے ہو وہ یلائے بلا کے ہمکو وہ آزمائے
ہمارے رونے پہ مسکرائے کبھی وہ سن لے تو قہر ڈھائے
جو زہر اوس بیوفا پہ کھائے کبھی نہ اوسکی خبر منگائے
اگرچہ فرقت مین جان جائے نہ لیکن اوسکو خیال آئے
خدا ہی کو کب تمہین بچائے ستم کا ظالم وہ پر جفا ہو

ایضاً مخمس بر غزل مبارک حضور پرنور مرزا ولیعہد بہادر دام اقبالہ

حقیقتاً مین نہ پھرتا جو یار آنکھون مین اوسی کی روشنی تھی بیشمار آنکھون مین	نگاہ مین بھی تو نہ لیتیں قرار آنکھون مین نہ اوسکے حسن کا جلوہ تھا چار آنکھون مین
رہا نظر کی طرح وہ ہزار آنکھون مین	
چھپی جو لعنت دل بیقرار آنکھون مین	گل مراد ہو پھر آشکار آنکھون مین

یہ نوک جھوک کی چتون یہ تیر سے مژگان
پلک پلک پہ ہی تصویر کی نظر قربان
بھلا یہ خوش نظری آہوون نے پائی کہان
قسم ہے نرگس شہلا کی اے گل خندان

تری سی آنکھ نہ دیکھی ہزار آنکھون مین

تمہاری مردمک چشم خود ہے اسکی گواہ
کیا غریبون کو سرمہ لگا کے خاک سیاہ
نہ تھا قصور کسیکا نہ تھا کسیکا گناہ
ہوا اشارے سے برباد کوئی کوئی تباہ

ہی گردش فلک کجمدار آنکھون مین

لگی ہین چیت کو جو آنکھین تو دم ہی گھبراتا
پلک بھی کوئی جھپکتی ہوئی نہین پاتا
زبان پہ نیند کا شکوہ مگر نہین لاتا
یہ وجہ ہے جو نہان خواب کا خیال آتا

تصور اوسکا ہے لیل و نہار آنکھون مین

خوشی خوشی اوسے مینے جو دی جگہ دلمین
ہوئی بہار تعشق کی بھی جگہ دل مین
تو جبسے بلبل حسرت نے لی جگہ دلمین
ہو باغبان حقیقی سنے کی جگہ دل مین

ترا مقام ہے اے گلعذار آنکھون مین

شکار کھیلنے کو وہ جہان پھرتے ہین
ہم اونکی ان قدر اندازیون پہ مرتے ہین
جہان کے صید ہین جتنے دم اونکا بھرتے ہین
غزال خواب کو سوتے مین صید کرتے ہین

وہ کھیلتے ہین ہرن کا شکار آنکھون مین

لکھا ہی خط مین یہ مینے کہ پھر بھی آؤ کبھی
یہ آرزو ہی کہ پھر بھی مجھے لبھاؤ کبھی
کرون وہ پیار کی باتین کہین نہ جاؤ کبھی
نہ بھولونگا وہ شب وصل کا بناؤ کبھی

کھبا ہوا ہے تمہارا سنگار آنکھون مین

چھٹین ہین سب یہ شگوفے تمہاری مجلس سے
بھلا حلف تو کرے وہ کھا ہو کچھ جس سے
ہوئے ہین ہم یہ یہ جھوٹ اڑی کہین کس سے
ہمارا حال محبت فقط کھلا اس سے

بھر آئے اشک جو بے اختیار آنکھون مین

مذاق حسن پرستی مین دل جو گھبرایا
دعا کو ہاتھ بھی کھولے مینے پھیلایا
خدا کی ذات کو موجود ہر طرف پایا
وہ نور دیکھون کہ موسی کو جس سے غش آیا

بشارت ایسی دے پروردگار آنکھوں میں

وہ نشۂ عشق نے برسوں ہوکر پلایا تھا — کہ بیخودی ہے وہی آج تک وہی ہے مزا
اسی سے ہوش میں ہٹا نہیں ہے دل میرا — قسم ہے بادہ کی ساقی مئے محبت کا
ابھی تلک تو ہے باقی خمار آنکھوں میں

گھر سے پھرنا وہ تن تن کے پاس عاشق کی — وہ رکھنا آئینہ دامن کے پاس عاشق کے
بناؤ کرکے بھی بن کے پاس عاشق کے — تمہارا بیٹھنا بن ٹھن کے پاس عاشق کے
دکھائی دیتا تھا کیا خوشگوار آنکھوں میں

غشی میں تھا یہ سبب دل کے تلملانے کا — کہ مجھ میں حال نہ تھا اشک بھی بہانے کا
ترا ہی سوچ تھا غم تھا نہ جان جانے کا — جو وقت نزع تصور تھا تیرے آنے کا
تو آکے اٹکی تھی یہ جان زار آنکھوں میں

کسی طرح سے گوارا نہ تھا فراق مجھے — ترے نہ دیکھنے سے تھی نظر بھی شاق مجھے
بدل جو تھا تری دیدار کا مذاق مجھے — تیر ترے آنے کا رکھنا تھا اشتیاق مجھے
رہا ہے پتلیوں کو انتظار آنکھوں میں

جو گرد آنکھ پھر ہوگا آپ کے صاحب — فدا بھی شام و سحر ہوگا آپ کے صاحب
پسند ہی نہ اگر ہوگا آپ کے صاحب — وہ خاک مد نظر ہوگا آپ کے صاحب
کھٹک رہا ہے جو مانند خار آنکھوں میں

نہ تھا یہ جیتا تک ہم اور تاک سے مجھے ثابت — ہوا یہ غیظ تو ادراک سے مجھے ثابت
نہ تھا اشارۂ بیباک سے مجھے ثابت — ہوا یہ چشم غضبناک سے مجھے ثابت
کہ آگیا ترے دل کا بخار آنکھوں میں

شرف کی طرح نہ ٹکرائونگا میں سر کو کب — نہ آہ کرونگا جو پھٹ جائیگا جگر کو کب
نہ روؤنگا میں نہ اب ہوگی چشم تر کو کب — میں ضبط گریہ سے مر جاؤنگا مگر کو کب
نہ اشک آئینگے اب زینہار آنکھوں میں

گرہ بند

دل بسو سا کسطرح ہم تلملائے کسطرح
ہیر خی کی تمنے ہمسے ہای ہائے کسطرح
سب کے آنسو گر پڑے ہم مسکرائے کسطرح
کہیے کیونکر صبر ہو دل تاب لائے کسطرح
کیا ہمین امید تھی تم پیش آئے کسطرح

رو کے دل جسکا نہ وہ آنسو بہائے کسطرح
سر گذشت دردِ ہجران بہول جائے کسطرح
جان ہو بیچین تو پھر چین پائے کسطرح
کہیے کیونکر صبر ہو دل تاب لائے کسطرح
کیا ہمین امید تھی تم پیش آئے کسطرح

تم ہی منصف ہو کہ دل آرام پائے کسطرح
بیقراری مین نہ تڑپے تلملائے کسطرح
خود دکہاتے ہو تو اسکا درد جائے کسطرح
کہیے کیونکر صبر ہو دل تاب لائے کسطرح
کیا ہمین امید تھی تم پیش آئے کسطرح

کرتے ہو دم بند تم سانس آئے جائے کسطرح
ایسی بیچینی مین روح آرام پائے کسطرح
سانس او کہڑ جائے تو قالب مین سمائے کسطرح
کہیے کیونکر صبر ہو دل تاب لائے کسطرح
کیا ہمین امید تھی تم پیش آئے کسطرح

بیگنہ بیجرم تمنے ظلم ڈہائے کسطرح
داغ مایوسی ہمارے دل سے جائے کسطرح
بیوفائی اب ہی جلتے ہو جتائے کسطرح
کہیے کیونکر صبر ہو دل تاب لائے کسطرح
کیا ہمین امید تھی تم پیش آئے کسطرح

قطعات تواریخ نو

قطعہ تاریخ رحلت جناب قبلہ وکعبہ مجتہد العصر سید العلما جناب حسین صاحب مغفور

گشت چون دفن سید العلما — خواندہ جملہ ملائکہ تلقین
مقتدائے جناب مولانا — در بہشت برین شدند مکین
قدسیان خاک ریختند بسر — بسپر دند آسمان بہ زمین
بہر تاریخ فکر چون کردم — گفت ہاتف فرق شباح حزین

بطفیل حسین ابن علی
مرحمت شد مکان علیین

قطعۂ تاریخ وفات شاہ فتح علی مولوی مقبرۂ عبدالرحمان صاحب

در جہان شد چہ واقعہ ناگاہ — با خدا مرد بود مرد اسے آہ
گفت ہاتف کہ شاہ فتح علی — صبح عاشورہ شد فنا فی اللہ

تاریخ رحلت اُستادے جناب خواجہ حیدر علی آتش مغفور

خواجہ صبر و رضا و بندۂ خاص خدا — تارک دنیا و لذت قانع و گوشہ نشین
بے ریا بے نفس بے پروا و بے حرص و ہوس — تا زیر دار توکل با خدا عشرت گزین
پاک دامن پاک طینت پاک باز و پاک و صاف — محو محبوب خدا جویائے رب العالمین
عارف و مجذوب سالک چلہ کش روشن ضمیر — خاکسار و بوترابی عاشق حبل المتین
کربلا میں روح رہتی ہی ہوئی ہیں گھر میں دفن — زندہ دل تھے زندۂ جاوید ہیں زیر زمین
شاعر بیمثل و یکتا تھے وہ فردوسی عصر — چل بسے افسوس دنیا سے سوئے خلد برین
آتش اونکا تھا تخلص نام تھا حیدر علی — تھے خدا رس تھا انہیں دنیا سے کچھ مطلب نہیں
اے شرف تھے جلوہ فرما بوریائے فقر پر — کرتے تھے ہر وقت تعظیم و ادب مسند نشین
سال رحلت سے دو عالم میں ہیں شہرت یافتہ — حیدری مداح و فردوسی فردوس برین

قطعۂ تاریخ رحلت زوجۂ مرحومہ وزیر السلطان منشی امیر علیخان بہادر

صاحب عصمت ز دنیا رفت چون لطف النسا — پاک دامن شد بہ جنت از رحیمی خدا
دوستدار اہلبیت و عادی صوم و صلوٰۃ — عاشق آل عبا بے نفس و راضی بر رضا
در تمامی عمر خود خوشنودی شوہر نمود — تا دم آخر بجا آوردہ حکم کبریا
در ربیع الاول و دوشنبہ و بست و یکم — پاک بیک سو تنفس شد ز سامان قضا

گرد در ذکر الٰہی این مجبہ انتقال		آفرین صد آفرین و مرحبا صد مرحبا
در تلاش کوثر و تسنیم و فردوس برین		روح پاکش شد روانہ جانب ملک بقا
از مکان تعزیت چون نعش برابر داشتند		ہر طرف شد ماتم و ہنگامۂ آہ و بکا
بود بر تابوت نازل رحمت پروردگار		رفت زیر سایۂ بنت نبی خیر النسا

سال تاریخ وفاتش گفت ہاتف ای شرف
فاطمہ حجلۂ عطا فرمودہ جنت کبریا
۱۲۸۲

قطعۂ تاریخ انتقال حسینی بیگم زوجۂ انصرام الدولہ منشی فضل احمد خان بہادر

شد چو این مومنہ در ذکر الٰہی بیجان		رفت در خدمت زہرا بگلستان ارم
حجلۂ قبر چنین یافت ز فضل احمد		بہر وصل آمدہ حوران بہشتی باہم
شد چو از خاک شفا قبر منور تیار		گشت چون روضۂ فردوس برین در عالم
ای شرف کرد چو مرحومہ بہ تربت آرام		مرحبا خلق خدا گفت خدا کرد کرم

بعد دفن آمدہ فی الفور صدائی ہاتف
حلہ از خلد عطا شد بحسینی بیگم
۱۲۸۱

قطعۂ تاریخ تصنیف کتاب شکوہ فرنگ مصنف دیوان ہذا

دو لفظی ہوئی فکر تاریخ کی		لکھی جب کتاب شکوہ فرنگ
بیاں کر چکے ہم جو نیرنگ عذر		کہی ہمنے تاریخ آہنگ عذر

۱۲۸۰ھ

قطعۂ تاریخ شادی کدخدائی دختر عالیشان نواب سعید الدولہ بہادر خلف نواب ممتاز الدولہ بہادر

جو فرزند ممتاز دولہ کے ہیں		سنو اونکی دختر کی شادی کا حال
کیا بیاہ بیٹی کا اس دھوم سے		ہزاروں کو بخشا بہت اپنا مال

ہوئی جشن شادی مین ہمکو یہ فکر	کہ اس بیاہ کے لکھیے سن اور سال
ہوئی عید عقد مہ و مشتری	کہی ہمنے تاریخ یہ بے مثال

۱۲۸۱

قطعۂ تاریخ ولادت مرشدزادی ہندوستان دختر صاحب عالم مرزا ولیعہد بہادر دام اقبالہ

نوید ولادت چو ہر سو رسید	بعالم ہمایون بشرا انجام کرد
تولد چو شد دختر ذی حشم	سروش این خبر در جہان عام کرد
نمودند مرزا ولیعہد جشن	جہان وا ب و آداب خدام کرد
ز اقبال مانوس شد میمنت	پرستاری جاہ و اکرام کرد

شرف از سن و سال جشن ولادت
خلافت زمان بیگم ارقام کرد

۱۲۸۱

قطعۂ تاریخ وفات رانی صاحبہ زوجہ منور علی خان صاحب راجہ مرحوم

زہد مین شہرہ تھے اس مرجع ذیجاہ کے	عمر ہی سالہ گذاری عشق مین اللہ کے
اک محشر تھا بپا جسدم ہوا تھا انتقال	نان پاری مین تھے ہنگامہ فغان آہ کے
نعش اطہر پاک دامانی نے کی مسجد مین دفن	حلہ جنت فرشتے لائے بیت اللہ کے
واقعہ سنکے یہ ہاتف سے جو پوچھا تو کہا	خلد مین چرچے ہیں ہین اس رانی ذیجاہ کے

سو نہ نکلا حسکو پڑی آخر کو نام اللہ کا
واہ رے سامان کہ نکلی روح ساتھ اللہ کے

۱۲۹۱

قطعۂ تاریخ ولادت دختر راجہ جنگ بہادر حسب فرمائش مہدی علیخان صاحب

صاحب جاہ و حشم جنگ بہادر نامدار	۲۰۰	راجہ و والی راج نان پارہ کا سنگار

شان دار و نوجوان ذی رتبه ذی حوصله	۷۰۰	ذی کرم فیاض و منبع فیضا عالی وقار
از عنایات خدا بشگفت گلزار مراد	۵	همگنان زان پاره شد عجب باغ و بهار
شد چو پیدا دختر عالی نسب والا حسب	۳۰۰	شادی تولید شهرت یافته در هر دیار
یک زمانه راجه صاحب را مبارک باد داد	۳۰۰	شاد شد از خلعت و زر هر کس همراه اهلکار
خیمه‌ها استاده شد رقص و طرب شد هر طرف	۷۰	زین هجوم ماه رویان انجمن شد یادگار

یک لفظی تاریخ به افتخار

۱۲۸۲

بهر تاریخ ولادت کرده شد چون جستجو	۱۰	یافت از فکرم تاریخ ولادت افتخار

ایضاً تاریخ

گفت تاریخ ولادت ای شرف هاتف زمن	۴۰	مژده از اقبال تولید همایون آشکار

۱۲۸۲

ایضاً تاریخ

روز سه ماه مبارک بوده و بست و یکم	۴	دو صد و هشتاد و دو بود افزون بر هزار

۱۲۸۸

ایضاً تاریخ

طول عمرش باد زنده با دوانی صاحبا	۳۰۰	شد ز حرف اول هر شعر تاریخ آشکار

علیسوی حرف سر هر مصرعه دوم بگیر
کن اضافه شش شصت و هشت صد بر هزار

قطعه تاریخ تیاری حوض و شوق ماهیان بندگان حضرت سلطان عالم خلد الله ملکه

سنه ۱۲۸۲ — سنه ۱۸۶۶

تاریخ هجری از اول حروف مصرعه اول - تاریخ علیسوی از حروف اول مصرعه دوم

تاریخ فصلی از حروف آخر هر مصرعه اول — سنه ۱۲۷۶

خسرو ملک اوده چون حکم فرمود از دهن	۴۰	ماهیان سرخ و سبز آرند نایاب جهان

۲	بود حکم پادشه فی الفور شد تعمیل حکم	۴۰	۳	چون برای حوض حکم خاص شد در بر مکان
۸	حوض نو تیار در سلطان خانه شد چنین	۵۰	۴۰	ماهیان کوثر و نهر لبن دیدم در ان
۴	دید پی سرخی و سبزی تشنهٔ آب حیات	۴۰۰	۵۰	نادر و بی مثل هر ماهی است نایاب جهان
۳۰۰	شد چنان ترمیم از حسن صفا این حوض پاک	۲۰	۹۰	صاف تر گردید چون آئینه آبش اندر ان
۱	آب صافش ابرو تر وارد از آب حیات	۴۰۰	۱۰	یافته هر ماهی لعل و زبرجد روح و جان
۳۰۰	شد دلم در بحر فکر سال و سن چون غوطه زن	۵۰	۳۰۰	شد ز افضال خدا از شیخ صورت این بیان
۳۰	لازم آمد گفتم این تاریخ هر ماهی شاب	۲	۳۰	لاجواب و قسم چون ماهیت حوت جنان
۱	ای شرف بشنو ز سن تاریخ سال عیسوی	۱۰	۳	چشمهٔ نور عجائب حوض گلزار جنان
۸	حرف اول را جدا از هر مصرعه اول بگیر	۲۰۰	۶۰۰	خوب تاریخ سن هجری شود ای نکته دان
۲۰	کن حروف اول هر مصرعه دوم بهم	۴۰	۳۰۰	شش و شصت و یکهزار و هشت صد باشد عیان
۸	حرف آخر چون بهم هر مصرعهٔ اول کنی	۱۰		تحفه تاریخ سن فصلی برآید بی گمان

مالک عالم بود سلطان عالم پادشاه
یا علی زیر نگین باشد هر اقلیم جهان

قطعهٔ تاریخ ولادت آفاق مرزا محمد نوح بهادر فرزند دلبند صاحب عالم مرزا ولیعهد بهادر دام اقباله

نور چشم صاحب عالم بهادر تاجدار — گوهر تاج جهانداری و لعل بی نظیر
یعنی شد تولید مرشدزاده قیصر حشم — نیر اعظم جبین رخسار چون بدر منیر
کرد ابو النصرة همایون جاه کیوان قدر حشم — بهر تهنیت ز هر اقلیم حاضر شد سفیر
بعد تقسیم لباس و خلعت از دست کرم — زرفشانی شد که مالامال شد برنا و پیر
هر طرف در کلکته این شور مبارکباد شد — شد برای نذر حاضر هر امیر ابن امیر
در رجب وقت عروج جمعه و روز سوم — از حمل خورشید پیدا شد ز افضال قدیر
بزم چون بزم سلیمان در جهان شد آشکار — شهرهٔ آفاق شد جشن تو ای دلپذیر

در حضور صاحب عالم بهادر وقت شب — چون شرف بهر عروس فکر کردم انتظار
ناگهان هاتف مبارکباد داد از من بگفت
شد ولادت مسند آرائی جاه و وقار

قطعه تاریخ رحلت جامع الکمالات عالم و فاضل حاجی و زوار بذاکر سحر بیان مرزا محمد صاحب مرحوم

خدا رس متقی مرزا محمد — نمازی و محب حاجی و زوار
بعلم و فضل یکتائے زمانہ — بعالم اجتهاد شد سزاوار
در نایاب سحر خوش بیانی — بطاعت عابد و شب دار و زنده‌دار
بوعده جان بحق تسلیم کردند — خداوند دو عالم شد مددگار
خدائی شد جو همراه جنازه — شده هنگامه محشر نمودار
قضا آمد به رمضان المبارک — خدا داد ای شرف در خلد گلزار
برآمد بوی آمرزش ز تاریخ
سن رحلت شد ندا آواب غفار
۱۲۸۵

قطعه تاریخ رحلت نواب سعید الدوله بهادر مغفور خلف الصدق نواب ممتاز الدوله مرزا فریدون قدر بهادر

چون سعید الدوله سردار رئیس ابن رئیس — در اذان شب چو بشنید اشهد ان لا اله
خوانده در سوره تعقیب واجبات مغربین — بر کریمی خدائے دو جهان کرده نگاه
شب دوم چون هفتم شوال و شنبه شده — جانب گلزار جنت از جهان بگرفت راه
کرد استغفار توبه جان بحق تسلیم کرد — جمله معبود دو عالم عفو فرموده گناه
الغرض میت ز ماتمگاه چون برداشتند — گشت همراهش خلائق پا برهنه بے کلاه
خلق برسر بود عالم شور محشر در جهان — حشر و محشر بود برپا هر طرف بود آه آه

قطعۂ تاریخ وفات برادر سفیر الدولہ منشی دین محمد خان

خدا دوست فیاض احمد چو بود — ز هستی روان شد بسوی جنان
جوانمرد ابرار دیندار مرد — به ذیقعده شد در ارم از جهان
بدل داشته عشق دین محمد — ز پیشانیش بود طاعت عیان
عزیزان جنازه چو برداشتند — گریبان دریدند گریه کنان
بماتم سرا بود هنگام حشر — چنان بود هر سمت شور و فغان
شرف فکر تاریخ رحلت چو کرد — دران وقت هاتف کشوده زبان

شد این بے ریا چون فنافی الرسول
خدا داد سامان قصر جنان
۱۲۹۱

قطعۂ تاریخ وفات کنز الدولہ بہادر

رفت از هستی نابود چو کنز الدوله — رحلت و شورش ماتم بجهان شد مشهور
رنج کردند و نمودند سلاطین افسوس — گشت از سال کچهری امانت بے نور
فکر تاریخ چو کردند شرف هاتف گفت — میشود رحمت معبود ز تربت بظهور
بعد تلقین دگر بند نمودند چو قبر — زود جا کردند نکیرین ز بوے کافور

مغفرت خواهی نخواهی به لحد خواهد شد
وجه این است که بیدم شده در عهد غفور
۱۲۹۶

قطعۂ تاریخ رحلت مجتهد العصر قبلہ و کعبہ ممتاز العلما جناب سید محمد تقی صاحب مغفور

متقی سید تقی صاحب جناب مجتهد — واعظ ما بد امام و پیشوا قدسی جنان
عابدی طاعت خدا عابدی عاشق صوم و صلاة — بے عدیلے بے نفس و یکتائی جهان بے مثال

سمدھی کا جوڑا شہانہ ہی تو اک شہرت ہی | ہو رہا ہے یہ سلاطین جہان مین چرچا

سال تاریخ شرف نے یہ لکھا خوش ہو کر
روز تاریخ و شب عقد مبارک بادا
١٢٩١

قطعہ تاریخ تاجدار دولہ ہمایون مرزا بہادر خلف صاحب عالم مرزا سلیمان قدر بہادر دام اقبالہ

صاحب عالم سلیمان قدر والا مرتبت | دھوم جو شادی کی ہے مذکور سے باہر یہ ہی
ہو مبارک آپ کو پھولین پھلین دولہ دلہن | ہے دعا میری الٰہی کندہ مرے دل پر یہ ہی
جشن شادی مین عطا فرمایا انعام سعدہ | ہو سخاوت بولی احسان آپکا مجھپر یہ ہی
جانب گلزار جا نکلا جو ساچق کا جلوس | بولی مخلوق خدا زندہ چمین شکر یہ ہی
جشن شادی مین جواہر بخشتے جو ہین حضور | کہتی ہے ہمت سخاوت کام ہے جوہر یہ ہی

نظم تاریخ مبارک کی شرف نے ای حضور
شادی مرزا ہمایون قدر گل پیکر یہ ہی
١٢٩١

قطعہ تاریخ آوردن عبای مبارک و متبرک سید صالح از کربلای معلی حسب الحکم جناب سید الشہدا شاہنشاہ دوجہان حسین ابن علی علیہ الصلوٰۃ و السلام برای بادشاہ جم جاہ حضرت سلطان عالم ابو المنصور خاقان ابن الخاقان ابن الخاقان سلطان ابن السلطان ابن السلطان محمد واجد علی شاہ بادشاہ عادل اعاد اللہ ملکہ و سلطنتہ

ہفت اقلیم مین ہر سو یہ اوڑی ہی شہرت | جان عالم یہ ہوا ہے عجب افضال خدا
کربلا سے جو یہان لائے ہین سید صالح | نور کی بھیجی ہے شبیر نے حضرت کو عبا

لا کے جسوقت اونہوں نے یہ عبا پہونچادی
غرض کی کی ہے حسین ابن علی نے یہ عطا

آپ پر ایسی عنایات خداداد ہوئی
خاص سرکار شہ دین کا خلعت یہ ہوا

بست و ہفتم رمضان کی تہی شب قدر بھی
و دفتا عالم رویا میں یہ مین نے دیکھا

مجھسے فرماتے ہین خوش ہو کہ حسین ابن علی
جا رہے چلکے اسے شاہ اودھ کو پہونچا

ہی خلوص اونکی طبیعت مین وہ ہین خاص محب
عشق ہر ہمسے خدا دوست ہین ہیں رویا

صبح کو اوٹھکے روانہ مین ہوا پڑھکر نماز
لا کے حضرت کی حضوری مین یہ پہونچائی عبا

آپ ہی پر یہ عنایات ہوئی مولا کی
خلعت ایسا نہین سرکار حسینی سے ہوا

لیکے حضرت نے کلیجے سے لگایا اوسکو
آنکھین [illegible] سے ملین [illegible] سر پہ کیا

خوش کیا اونکو تو رخصت ہوئے سید صالح
روشنی کے لیے ارسال کی [illegible] مولا

متبرک یہ عبا ایسی مبارک ہووے
ملک پھر انکا عنایت کرے جلد انکو خدا

لشکر و طبل و علم سے ہون جلو داری مین
اوج و اقبال قدم چومتا پہرے گرد ہما

جیسی خوش ہوکے عبا انکو عنایت کی ہے
سلطنت بھی اسیطرح سے بھیجو مولا

عرض کی پڑھ کے نماز اسکی شرف (تاریخ)
مائدہ رحمت ربانی ہے لاریب عبا

ایضاً مصرعۂ تاریخ

دامن رحمت مسجود سے لے شاب یہ لیا

۱۲۹۱

تاریخ صحت بادشاہ جم جاہ سلیمان بارگاہ حضرت سلطان عالم محمد واجد علی شاہ بادشاہ سابق ملک اودھ

اے شہنشاہ جہان نہ چرخ میدان تو باد
ابلق جاہ و حشم گلگون جولان تو باد

تا ابد ہم شگفتہ یادگار مراد
از خزان بے باک چون جنت گلستان تو باد

دائما شیرازۂ نیضت نہ بند در جہان
چون کراما کاتبین تحریر دیوان تو باد

تا امید از بارگاہ خاص تو باید مراد
چون در تو بہ کشادہ باب ایوان تو باد

حسبہ خدائی خدا دائم نماید حمد تو
حافظ دنیا و دین ہر وقت قرآن تو باد

گرم دارد تا ابد رزاق مطلق مطبخت
جملہ مخلوق خدا ہر روز مہمان تو باد

مخلصی خود غنیمت از تو دانم هر غنیم — فتح و نصرت تابع ارشاد و فرمان تو باد
بعد ذکر پنجتن روح القدس پیش خدا — چون هوا خواهان تو هر دم ثناخوان تو باد
شاه هر اقلیم گوید از سفیرت دائما — از سلیمان هم دوچند اقبال خاقان تو باد
آستانت باد مسجود خلائق هر زمان — صورت کعبه طواف قصر و ایوان تو باد
لشکر و طبل و علم هر دم بماند در جلو — در خدائی چون سلیمان جاه و سامان تو باد
دائما پاینده باشد پرورش از فیض تو — ای عطا پاش جهان زر ریز دامان تو باد
طاقت شیر خدا اوج سلیمان عمر نوح — مهر نوری جهان پناه از حکم یزدان تو باد
دائما باشد مبارک شادی جشن شفا — حاضر اعجاز مسیحائی ز فرمان تو باد
در جهانداری کند عیسی نفس پروردگار — اسم اعظم دائما حرز دل و جان تو باد
جمله عالم سرفرازی یافت از این خطاب — جان پناه من شرف صد بار قربان تو باد
لائق بخشش نیم هر چند ای خلق اله — بر پریشانی من رحمت فراوان تو باد
تا ابد هر دم ز تاریخ و سن جشن شفا — نقش [illegible] حرز دل و جان تو باد
١٣٠٢

قطعهٔ تاریخ تیاری منبر مبارک

چون جلیس الدوله تیاری این منبر نمود — بهر ما حی ز عرش پاک آمد جبرئیل
آمد سلطان عالم چون درین مجلس شنید — شیر از نهر لبن آورد و آب از سلسبیل
بعد مجلس بهر حضرت هر یک کرد این دعا — جاه و اقبال تو دارد تا ابد رب جلیل
جشن عود سلطنت کن از عطای ذو الجلال — ای اولو العزم جهان مشکل کشا باشد کفیل
صدرگاه پادشاه کربلا تیار شد — بی نظیر و بی مثال و لاجواب و بی عدیل
قدسیان خوانند گرد پیش این منبر درود — وعظ محبوب الٰهی گفت و ذاکر شد خلیل
حله می بندد درین منبر بتاری چون مریض — رو نصیحت میشود هرگز نمی ماند علیل
فکر تاریخش چو بهر نظم دامن گیر شد — وقت شب هنگام خواب از دل [illegible]

مصرعهٔ تاریخ ازین گفت الهام از شرف
منبر آل پیمبر زینهٔ عرش جلیل